سیاحت نامہ

یعنے

نواب محمد ظہیر الدین خان بہادر بی۔ اے (عثمانیہ)

خلف اکبر

ہز اکسلنسی عالی جناب نواب اعانت جنگ
معین الدولہ بہادر بالقابہ، امیر پائیگاہ

کے

حالات سفر یورپ و امریکہ

جو دوران سفر میں بطور روز نامچہ کے تحریر کئے گئے

مطبوعۂ دار الطبع سرکار عالی

یعنے

نواب محمد ظہیر الدین خان بہادر بی۔اے (عثمانیہ)

خلف اکبر

ہز اکسلنسی عالی جناب نواب اعانت جنگ
معین الدولہ بہادر بالقابہٗ امیر پائیگاہ

کے

حالات سفر یورپ و امریکہ

جو دوران سفر میں بطور روز نامچہ کے تحریر کئے گئے

مطبوعۂ دار الطبع سرکار عالی

میں اپنے حقیقی جذبہ وفاداری اور پر خلوص عقیدتمندی کی
بناء پر اپنے اِس ناچیز سفرنامہ یورپ و امریکہ کو

میجر جنرل شہزادۂ والا شان

حضرت نواب اعظم جاہ بہادر

ولی عہد و سپہ سالار دولت آصفیہ

کے نام نامی سے معنون کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں

جان نثار موروثی

محمد ظہیر الدین خان
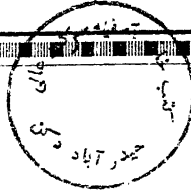
فہرست مندرجات

دیباچہ

(۱) باب اول - حیدرآباد سے لندن صفحہ (۱ تا ۴۴)

سفر سے قبل بچوں کی علالت و پریشانی (۱) سفر کی تیاری وروانگی (۲) بمبئی (۳) پیرابراہیم صاحب قبلہ سے ملاقات (۵) آغاز سفر (۶) کھانا تقسیم کرنے والوں کی مشاقی (۸) جہاز کے چکر سے بچنے کی ترکیب (۱۰) ایک نومسلم اطالوی کے ترجمہ قرآن کا قصہ (۱۳) جہازی خطرے کا آزمائشی آلارم (۱۳) عدن (۱۷) جزیرۂ پیرم (۱۸) نہرسویز (۲۲) پورٹ سعید (۲۳) دریائی سفر کی بیماری کا علاج (۲۸) وسووی یس کوہ آتش فشاں (۲۹) پام پی (۳۱) تھیٹر آف ٹریجڈیز (۳۲) ایک عجیب قصہ (۳۲) نیپلس (۳۳) اٹلی کی پولیس کا یونیفارم (۳۴) جنووا (۳۵) دنیا کا سب سے بڑا بھنوارہ (۳۷) پیرس (۳۸) کیلے (۳۸) فرانس کے کسانوں کے خوبصورت مکان (۳۸) رودبار انگلستان (۳۹) ڈوور (۳۹) لندن کا وکٹوریہ اسٹیشن (۴۰) میفیر ہوٹل (۴۰) لندن کا شفیع رسٹورنٹ (۴۲) اسٹیشن کی دوڑتی ہوئی سیڑھیاں (۴۳)

(۲) باب دوم- لندن ٗپیرس اور جنوبی فرانس کی سیاحت صفحہ (۴۷ تا ۱۳۱)

رالف من اداکار سے ملاقات (۴۸) برائیٹن کو روانگی (۵۰) دنیا کا سب سے مشہور ٹینس کلب (۵۰) یورپ میں سنیماؤں کے اوقات (۵۱) نواب رشیدالدین خان صاحب فرزند

ولی الدولہ بہادر سے ملاقات (۵۴) بلیرڈ کے دو مشہور کھلاڑیوں کے ایک میچ کا معائنہ (۵۵) بجلی سے چلنے والی موٹروں اور کشتیوں میں سواری (۵۶) کلیسائے سینٹ پال کا معائنہ (۵۷) ھیمپٹن کورٹ کا معائنہ (۵۸) میڈم ٹوساڈ میوزیم کا معائنہ (۵۹) یورپ کے حجاموں سے بچنے کی ضرورت (۶۱) ڈاربی ریس کا معائنہ (۶۲) کتوں کی ریس (۶۵) لندن کی صرف اخباری خبریں دکھانے والی سنیمائیں (۶۷) لندن زو کا معائنہ (۶۸) ہائیڈ پارک (۷۰) ہوائی جہاز کے ذریعہ لندن سے پیرس کو روانگی (۷۵) پیرس سے نیس کو روانگی (۷۸) نیس (۷۹) بوڑھے مرد اور عورتوں کا شوق قماربازی (۸۰) ایک عجیب وغریب یادگار جنگ (۸۰) مانٹی کارلو (۸۱) دنیا کا سب سے بڑا قمارخانہ (۸۲) زندہ اور مردہ مچھلیوں کا بہترین عجائب خانہ (۸۳) پرنس والاشان حضرت اعظم جاہ بہادر کی معیت میں ہز مجسٹی خلیفہ سلطان عبدالمجید خاں سے ملاقات (۸۴) تصویریں فروخت کرنے کا ایک نیا طریقہ (۸۷) آثار قدیمہ اور قلمی کتب کا ایک ایکٹر کو شوق (۸۸) کینز کی سیر (۸۸) نیس سے پیرس کو روانگی (۹۲) دنیا کی سب سے زیادہ خوبصورت سڑک (۹۲) سنیما کے ذریعہ زنانی لباس کے فیشنوں کی نمائش اور اُن کی فروخت (۹۳) ڈیوس کپس کے سیمی فائنل میں جاپان اور آسٹریلیا کے ٹینس کا مقابلہ (۹۷) پیرس سے ہوائی جہاز کے ذریعہ لندن کو واپسی اور موسم کی خرابی کے باعث سخت پریشانی (۹۹) ٹاور آف لندن (۱۰۷) ہوائی جہازوں کے چند حیران کُن کمالات (۱۱۱) امریکہ جانے کے لئے چند شرائط (۱۱۴) انگریزوں کی ترقی کا حقیقی راز (۱۲۱) لندن سے برسلز کو روانگی (۱۳۰)۔

(۳) باب سوم۔ شمالی اور وسطی یورپ کا سفر صفحہ (۱۳۵ تا ۱۸۵)

بلجیم کی ایک جنگی یادگار (۱۳۵) واٹرلو میدان اور اس کے جنگی آثار (۱۳۶) برسلز (۱۳۷) سفر ہالینڈ (۱۳۹) گز بھر کے قد والے انسان (۱۴۰) جزیرۂ مارکن (۱۴۱)

ملک کے تحفظ کے لئے جرمنی کا ایک بہترین قانون (۱۴۳) معزول قیصر جرمنی کا ایک گرجا (۱۴۵) قیصر کا ایک عالی شان محل (۱۴۶) جرمنی کا ایک میوزیم (۱۴۸) جرمنی کا ایک عجیب وغریب کیفے (۱۴۹) جرمنوں کا شوق ورزش جسمانی (۱۵۷) جرمنی سے ویانا کو روانگی (۱۶۲) "باڈن" جہاں وجع المفاصل کے مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے (۱۶۶) ویانا سے پیرس کو روانگی (۱۷۲) نپولین کا مقبرہ (۱۷۴) فرانس کا ایک شاہی محل (۱۷۵) نپولین کی یادگار راشیاء کا عجائب خانہ (۱۷۷) فرانس اورانگلستان کے مابین ڈیوس کپ کا ٹینس میاچ (۱۷۷) پیرس سے انگلستان کو روانگی (۱۸۲)۔

(۴) باب چہارم ۔ لندن سے نیویارک صفحہ (۱۸۹ تا ۲۱۸)

جرمن کے امریکہ جانے والے جہازوں کی حالت (۱۹۰) نمونۂ دوزخ یعنی جہاز کے انجن روم کا معائنہ (۱۹۵) نیویارک (۲۰۰) امریکہ کی ایک ہوٹل کا عجیب کمرہ (۲۰۴) دنیا کی سب سے اونچی عمارت (۲۰۶) نیویارک کی سڑکوں کا ایک نیا طرز (۲۰۷) دنیا کا سب سے بہترین سنیما (۲۱۱) یورپ وامریکہ میں براڈکاسٹنگ کا بہترین طریقہ (۲۱۵)۔

(۵) باب پنجم ۔ آبشار نیاگرا، شکاگو صفحہ (۲۲۱ تا ۲۶۹)

امریکہ کی ریل کے ایک نگران کی اسلام پروار فتگی (۲۲۲) آبشار نیاگرا کا ایک منظر (۲۲۴) ایک عجیب چشمہ (۲۲۵) دو امریکنوں کا آبشار پر سے گرنا (۲۲۶) آبشار کا جم جانا (۲۲۷) آبشار کا ایک عجیب زیرزمین منظر (۲۲۸) آبشار پر سے گرنے کے لئے ایک اور امریکن کی بہادری (۲۲۹) شکاگو کو روانگی (۲۳۱) جیکسن پارک اور شہر (۲۳۴) واشنگٹن پارک اور اس کے مجسمے (۲۳۵) شکاگو کی صدسالہ

نمائش کا معائنہ (۲۲۸) شکاگو سے روانگی (۲۶۸)

(۶) **باب ششم** ۔ ہالی وڈ کی سیر صفحہ (**۲۷۳ تا ۲۹۳**)

(۷) **باب ہفتم** ۔ ہالی وڈ سے لندن، صفحہ (**۲۹۷ تا ۳۱۵**)

ہالی وڈ سے شکاگو کو واپسی (۲۹۸) شکاگو سے نیویارک کو واپسی (۳۰۰) نیویارک سے روانگی (۳۰۱) ایک ایکٹرس کی عجیب دل لگی (۳۰۵) لندن کو واپسی (۳۰۷) لندن کے برٹش براڈ کاسٹنگ اسٹیشن کا معائنہ (۳۱۱)۔

(۸) **باب ہشتم** ۔ سوئٹیزرلینڈ اور اٹلی، صفحہ (**۳۱۹ تا ۳۴۰**)

لندن سے سوئٹیزرلینڈ کو روانگی (۳۱۹) لیگ جینوا کا ایک بہترین نظارہ (۳۲۱) مانترو کے ایک قدیم قلعہ و قیدخانہ کا معائنہ (۳۲۴) یورپ میں امیر امان اللہ خاں کی قیام گاہ (۳۲۵) بگرداب بلا افتادہ کشتی (۳۲۵) جینوا (۳۲۶) وینس کی سیر (۳۲۸) وینس کا ایک محل اور آہوں کا پل (۳۳۰) وینس کا ایک گرجا (۳۳۱) وینس سے روم کو روانگی (۳۳۳) روم کے اسقف اعظم کے محل کا معائنہ (۳۳۴) روم کے میوزیم (۳۳۶) روم سے نیپلز کو روانگی (۳۳۸) و یسوویس کوہ آتش فشاں کا معائنہ (۳۳۹)۔

(۹) **باب نہم** ۔ نیپلس سے حیدرآباد، صفحہ (**۳۴۳ تا ۳۵۵**)

نیپلس سے حیدرآباد کو روانگی (۳۴۳) جہاز پر پرنس والاشان حضرت ولی عہد بہادر کی خدمت میں شرف باریابی (۳۴۳) بمبئی (۳۵۲) حیدرآباد (۳۵۴)۔

محمد ظہیر الدین خاں بی۔ اے (عثمانیہ) ۔ مصنف کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

جب میں یورپ و امریکہ کے سفر کے ارادے سے نکلا، تو یہ خیال بھی نہ تھا کہ، میرے اس سفر کے حالات شائع ہوں گے، میں نے روزانہ کے حالات و واقعات کو صرف اپنی ذاتی یادداشت کے لئے قلمبند کرنا شروع کر دیا تھا، اور اتفاق کی بات ہے کہ، یہ کام مستقل طور پر، اختتام سفر تک برابر جاری رہا، یہاں تک کہ، ان سے دو تین ضخیم یادداشتیں تیار ہو گئیں۔

جب میں حیدرآباد واپس ہوا تو اُن کو احباب و اعزہ، اور حضرت والد صاحب قبلہ (مدظلہ) کو دکھلانے کا موقع ملا۔ سبھوں کو یہ یادداشتیں اتنی دلچسپ معلوم ہوئیں کہ، ان میں سے اکثروں نے ان کو کتابی صورت میں شائع کرنے کا مشورہ دیا۔ میں ابھی پس و پیش ہی میں تھا کہ میرے رفقاء کالج نے "مجلہ عثمانیہ" میں میرے حالات سفر کے تذکرۂ کے ساتھ، میری ان یادداشتوں میں سے، ایک حصہ اشاعت کے لئے طلب کیا، اور اس قدر متقاضی ہوئے کہ، مجھے "ہالی وڈ کی سیر" کے عنوان سے اس کا ایک ٹکڑا بھیجنا ہی پڑا، جو مجلہ جلد (۷) شمارہ دوم بابتہ سنہ ۱۳۴۳ ف میں شائع ہوا۔ اس کا چھپنا ہی تھا کہ چاروں طرف سے مجھ پر تقاضوں کی بوچھار شروع ہو گئی۔

دوسرے رسائل والوں نے بھی خط لکھے ، اور اکثر محفلوں میں دوست ، احباب نے سفرنامے کی اشاعت کی طرف توجہ دلانی شروع کی ۔

میرے کالج کے ساتھیوں نے مجھے پھر مجبور کیا، اور آخر کار ایک اور حصہ (شکاگو کی صد سالہ نمائش) حاصل کر لیا، جو "مجلہ عثمانیہ" کے بعد کے نمبر میں شائع ہوا - بالآخر میں نے اس بارے میں اپنے محترم اُستاد "ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور" پروفیسر اُردو سے مشورہ لیا، تو موصوف نے ، ان یادداشتوں کو دیکھ کر بے حد اظہار پسندیدگی فرمایا، اور ان کو قابل اشاعت قرار دیکر، میرے پس و پیش کو دور کرنے کے لئے وعدہ فرمایا کہ چھپتے وقت ضرور ان پر نظر ثانی کریں گے ۔

بہرحال میں اپنی ان یادداشتوں کو بعینہٖ شائع کر رہا ہوں ، میں کوئی مورخ نہیں کہ ہر مقام کی تاریخ اور دیگر تفصیلی حالات و واقعات بیان کرتا جاتا ، اور نہ شاعر کہ، مناظر قدرت و دیگر دلچسپیوں کے مبالغہ آمیز مرقعے پیش کرتا - میں نے جن جن چیزوں کو ، جس جس طرح سے دیکھا ' اور سمجھا ہے ' یا اُن کی نسبت مقامی لوگوں سے جو روایتیں سنی ہیں اُنہیں کو بعینہٖ ، اپنی زبان میں سادہ طریقہ سے قلمبند کر لیا ہے - اگر جغرافیہ یا تاریخ سے متعلق اس میں کوئی غلطی نظر آئے ، تو میں قابل درگذر رہوں ، کیونکہ مجھے دوران سفر میں اس قسم کی علمی یا تاریخی تحقیقات کی ضرورت نہ تھی - اسی طرح ممکن ہے کہ غیر زبانوں کے بعض نام غلط طریقے پر لکھ دیئے گئے ہوں ، اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ مجھے لسانیات دانی پر کوئی گھمنڈ بھی نہیں - اس کتاب کی زبان و بیان کے متعلق بھی یہ لکھ دینا ضروری ہے کہ، اس میں انشاء پردازانہ کمال کے دکھانے کی کوئی کوشش کی گئی ہے، اور نہ کسی قسم کے تکلف یا آورد سے کام لیا گیا ہے ۔

اس موقع پر میں، حضرت والد ماجد صاحب قبلہ مدظلہ کا جس قدر بھی شکریہ ادا کروں، وہ ہر حیثیت سے ناممکن ہے کہ، انہوں نے ایک ایسے اہم اور مفید سفر کے لئے مجھ کو، میرے زنانے کے ہمراہ روانہ ہونے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

سید محمد ہادی صاحب (ناظم ورزش جسمانی و بوائے اسکاؤٹس ممالک محروسۂ حیدرآباد) اور مسز ٹیمنز (معلمہ محبوبیہ گرلز اسکول) کا بھی شکریہ ضروری ہے کہ اول الذکر نے سفر کے پروگرام و دیگر انتظامات وغیرہ کا کام بہت خوبی سے انجام دیا۔ اور آخر الذکر میری بیوی کے لئے بہت اچھی رفیق سفر (Companion) ثابت ہوئیں۔

ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مطبع کو جانے سے قبل میرے مسودہ پر نظر ثانی کی زحمت گوارا فرمائی، اور مشوروں سے مستفید کیا۔

آخر پر میں خوشی سے اس امر کا اظہار کرتا ہوں کہ محمد معین الدین صاحب رہبر فاروقی نے چھپائی وغیرہ کے انتظامات مطبع کی آمد و رفت، اور پروفوں کی اصلاح سے متعلق قابل قدر کام کیا۔

ظہیر منشن سرور نگر (حیدرآباد دکن)
۲ - صفر سنہ ۱۳۵۴ھ دوشنبہ

محمد ظہیر الدین خان

مصنف اور سید محمدؐ ہادی صاحب (ناظم ورزش جسمانی شریک سفر)

باب اول

حیدرآباد سے لندن

(۸ - سے ۲۳ - مئی سنہ ۱۹۳۳ع تک)

حیدر آباد سے لندن تک

آغاز سفر

۸- مئی سنه ۱۹۳۳ء سے ۲۳- مئی سنه ۱۹۳۳ء تک

سفر سے قبل بچوں کی علالت اور پریشانی

آج سے ایک ہفتہ قبل، میرے منجھلے لڑکے "لائق الدین خاں" کو خفیف سا انفلوئنزائی بخار آگیا تھا اس کی وجہ سے بہت تشویش رہی، خدا خدا کرکے دو روز کے بعد بخار اُتر گیا، اس سے ابھی اطمینان بھی نہوا تھا کہ ساتھ ہی، بڑے لڑکے "فصل الدین خاں" پر بھی انفلوئنزا کا حملہ ہوگیا- اب تو پریشانیوں کی کوئی انتہا نہ رہی- مجھے اور میری بیوی کو دو راتوں تک مطلق نیند نہیں آئی- ان ہمت شکن حالات سے کبھی یہ خیال آتا کہ سفر ملتوی کر دیا جائے، اور کبھی یہ کہ بچوں کو بھی ساتھ لے چلیں- غرض ہماری اس بے چینی کی حالت پر خداوند کریم کو رحم آگیا، یعنی یہ کہ "فصل" کا بخار قریب نارمل کے پہنچ گیا، اور آج ہی ہماری روانگی کا بھی دن ہے۔

ان حالات کے تحت، اور بچوں کی جدائی کے ملال کے باعث، میری بیوی چلنے سے بہت کچھ انکار کرنے لگیں، لیکن خیال ہوا کہ، ایسے مواقع بہت کم میسر ہوتے ہیں، اس لئے اس کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئیے، اس کے سوا، خصوصاً تعلیم یافتہ لوگوں کے طبائع کے لئے تو مغربی ممالک کا سفر ایک صیقل گر کا کام کرتا ہے، یعنی تجربے اور مشاہدات و عجائبات تو ایک طرف، وہاں سے بہت کچھ ایسی چیزیں سیکھی جاسکتی ہیں، جو مدرسہ اور کالج کی تعلیم سے حاصل نہیں ہوسکتیں، اسی لئے میں "اُنہیں" ساتھ چلنے پر، آخر راضی کر ہی لیا۔

سفر کی تیاری اور روانگی

دو بجے ہیں، ڈیوڑھی میں چہل پہل ہے، اور سفر کی تیاریاں ہو رہی ہیں - شام کے چار بجکر پچاس منٹ پر انشاء اللہ تعالیٰ، ہماری ریل نام پلی سے روانہ ہو گی حضرت والد صاحب قبلہ مد ظلہ بھی ہمارے ہمراہ بمبئی تک تشریف لا رہے ہیں ۔

میرے ہمراہ سفر، سید محمد ہادی صاحب ناظم ورزش جسمانی ہیں - اور مسز ٹیمنز (Mrs. Timmins) جو محبوبیہ گرلز اسکول کی معلمہ ہیں میری بیوی کے ہمراہ ایک کمپینین (Companion) کی حیثیت سے چل رہی ہیں - ہم نے مفارقت کے صبر آزما لمحے طے کر کے، تمام گھر والوں سے ملنے کے بعد سب کو خدا حافظ کہا، اور تقریباً چار بجے سرور نگر سے روانہ ہوے - اسٹیشن پر جملہ عہدہ داران پائیگاہ، اعزہ و اقربا کا کثیر مجمع پہلے ہی سے جمع ہو چکا تھا، ٹھیک وقت پر گاڑی روانہ ہوی ۔

پاسپورٹ کے بھول جانے پر پریشانی

گاڑی کے روانہ ہوتے ہی، مجھے یکایک پاسپورٹ کا خیال آیا کہ ساتھ رکھ لیا گیا ہے یا نہیں - چنانچہ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ غلطی سے کمرہ ہی میں رہ گیا، اس وقت بڑی تشویش رہی، آخر بیگم پیٹھ کے اسٹیشن پر پہنچ کر دو آدمیوں کو اُتار دیا گیا، تاکہ پاسپورٹ لے کر فوراً دوسری ریل سے ہمارے پاس چلے آئیں، توقع ہے کہ ہم لوگ جہاز کے روانہ ہونے سے دو روز قبل بمبئی پہنچیں گے - پرسوں صبح کے چھ بجے تک پاسپورٹ مل جانے کی امید ہے ۔

جب ہم "بشیر آباد" (ناوندگی جو ہمارے علاقہ کی جاگیر ہے) اسٹیشن پر پہنچے، تو وہاں کے جملہ عہدہ دار ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے - ان لوگوں نے پھولوں کے ہار، اور نذریں وغیرہ پیش کیں - "واڑی" پہنچنے پر بھی یہی قصہ ہوا ۔

ہم نے رات کا کھانا ریل ہی میں کھایا، اور تقریباً گیارہ بجے سو گئے ۔

۹ - مئی م ۱۳ - محرم

بمبئی

آج صبح کوئی سوا دس بجے ہم سب . بمبئی پر اُترے، پہلے ہی سے اسٹیشن پر سید محمود علی
صاحب جو ہمارے علاقہ کے مہتمم تعمیرات ہیں موجود تھے - اُن کو ہوٹل کے انتظام کے لئے

حضرت والد صاحب قبلہ مدظلہٗ اور بہائیوں کے ہمراہ
گرینز ہوٹل بمبئی مین (یورپ کو روانگی سے قبل)

پیشتر روانہ کردیا گیا تھا تاج محل ہوٹل میں کافی جگہ دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے، انہوں نے ہمارے لئے گرنیز ہوٹل (Green's Hotel) میں انتظام کیا۔اِن کے علاوہ راجہ پرتاب گیر جی نے مسٹر عثمان سبحانی، اور مسٹر واڈیا کو بھی اسٹیشن پر بھیجا تھا، ان لوگوں نے راجہ صاحب کا یہ پیام حضرت والد صاحب کو پہنچایا کہ "وہ مزاج کی ناسازی کی وجہ سے اسٹیشن پر نہ آسکے، جس کی معافی چاہی ہے" اور یہ بھی کہلا بھیجا ہے کہ "اگر آپ ان کے مکان میں اقامت فرمائیں تو مناسب ہوگا، اور دوران قیام میں سواری کے لئے اپنی دو موٹریں بھی بھیجی ہیں" چونکہ پہلے ہی سے گرنیز ہوٹل میں انتظامات مکمل ہو چکے تھے، اس لئے حضرت والد صاحب نے اُن کی اس دعوت سے انکار فرمایا، لیکن ان حضرات نے اصرار کر کے موٹریں ہمارے یہاں چھوڑ دیں - ہم ہوٹل پہنچے، اور نہا دھو کر کپڑے بدلے - اس اثناء میں کھانیکا وقت آچکا تھا، اس لئے سبھوں نے کمروں ہی میں کھانا کھایا۔

گاندھی جی کی رہائی کی خبر

صبح جب ہم پونا اسٹیشن پر پہنچے تھے تو وہاں معلوم ہوا کہ وائسرائے کے حکم سے گاندھی جی یرودا جیل سے رہا کر دیئے گئے ہیں، چنانچہ اس کی چہل پہل یہاں بمبئی میں بھی نظر آنے لگی۔

کھانے کے بعد کچھ دیر ہم نے آرام لیا، کمرے میں چاء منگوا کر پی - چاء کے بعد چار بجے والد صاحب قبلہ کے کمرے میں پہنچا، تو معلوم ہوا کہ ابھی آرام فرما رہے ہیں - تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوئے، چاء وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد، موٹر میں سوار ہو کر "جوہو" کی طرف تشریف لے گئے یہ مقام بمبئی سے تقریباً (۱۵) میل کے فاصلہ پر دریا کے کنارے واقع ہے، جہاں اکثر لوگ تیرنے اور نہانے کے لئے جاتے ہیں، یہاں ایک ہوائی بندر گاہ بھی ہے - یہ مقام بمبئی کے رہنے والوں کے لئے ایک اچھا تفرج گاہ ہے - چونکہ کئی بار میں پہلے بھی اس مقام کو دیکھ چکا تھا، اس لئے ساتھ نہیں گیا۔

ٹھیک ساڑھے چھ بجے "کیا پٹیل سینما" پہنچا، ریڈ ڈسٹ (Red Dust) نامی ایک فلم دیکھا، جس میں کلارک گیبل اور جین ہارلو نے کام کیا ہے، یہ یم، جی، ایم کمپنی کا ایک اچھا ڈرامہ ہے۔ واپس ہو کر (½ ۸) بجے کھانے کے بعد ڈانس اور کیا برے دیکھنے گیا، جو اسی ہوٹل کی دوسری منزل میں ہو رہا تھا ڈانس سے ساڑھے بارہ بجے اپنے کمرے کو واپس آیا اور سو گیا۔

۱۰- مئی م ۱۴- محرم

خدا کا شکر ہے کہ آج صبح (۷) بجے ہمیں اپنا پاسپورٹ مل گیا۔ رات کو جاگنے کی وجہ سے، طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی، اس لیے صبح دیر سے اُٹھا، سر میں درد معلوم ہو رہا تھا۔

حضرت پیر ابراهیم صاحب قبله سے ملاقات

لیکن تیار ہو کر ساڑھے دس بجے حضرت سید پیر ابراہیم صاحب قبلہ کی خدمت میں پہنچا، اطلاع ہونے پر، حضرت نے ہمیں فوراً یاد فرمالیا۔ اندر جانے کے بعد[۱] حضرتہ دادی صاحبہ کا خط اُن کی خدمت میں پیش کیا، دیر تک ملاحظہ فرماتے رہے اور فارغ ہونے کے بعد، ہم سے پند و نصیحت کی بہت ساری باتیں کہیں۔ دوران گفتگو میں مجھ سے یہ دریافت فرمایا کہ :—

"کیا تم اپنے بڑے لڑکے، یعنی میرے فضل کو ساتھ نہیں لیجا رہے ہو؟" تو اس پر عرض کیا کہ مجھے یہ زیادہ مناسب معلوم ہوا کہ اُنکو اپنے ہمراہ لے چلنے کے بجائے، حضرتہ دادی ماں صاحبہ کے پاس چھوڑ دوں، کیونکہ اُنہیں اس بچے سے بے حد اُنس ہے۔ یہ سن کر فرمایا کہ "تم نے بہت اچھا کیا کہ اُن کو وہاں چھوڑ دیا" اور یہ بھی فرمایا کہ "جس قدر تم کو تمہارے بچوں سے اُلفت ہے اس سے زیادہ تمہاری دادی صاحبہ کو تم سے محبت ہے۔ بہت اچھا ہوا کہ تم نے اپنی شریک زندگی کو شریک سفر بھی بنا کر یورپ و امریکہ کا قصد کیا۔ کیونکہ سفر، اور اُس کے تجربوں

---

[۱] سخت افسوس هے که حضرة محترمه کا بتاریخ ۸- شوال سنه ۱۳۵۲ھ انتقال هوگیا ۱۲

سے آدمی کی زندگی بے حد سنور جاتی ہے، اور تم دونوں کو چاہیئے کہ جہاں جو اچھی چیز دیکھو، اُسکے سیکھنے کی ضرور کوشش کرو اور بری چیزوں سے بے انتہا بچتے رہو"

اس کے بعد دیر تک ادھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں، بالآخر "خدا حافظ" کہہ کے رخصت فرمایا۔

یہاں سے نکل کر بچوں کے لئے کھلونا وغیرہ خریدتے ہوے ایک بجے ہوٹل پہنچا، اور یہ کھلونا اُن لوگوں کے حوالے کر دیا، جو یہاں سے حیدرآباد واپس لوٹنے والے تھے، تا کہ وہ وہاں، پہنچ کر بچوں کو دے دیں۔

لنچ کے بعد کچھ آرام لے کر تین بجے اُٹھا، چاء سے فارغ ہونے کے بعد بمبئی کے فوٹو گرافر نے آکر ہماری تصویریں لیں، جو غالباً "ٹائمس آف انڈیا" میں دی جانیوالی تھیں۔

($6\frac{1}{2}$) بجے ہم سب "اکسلسیر سینما" گئے، جہاں ایک پر مذاق فلم "مائی وائفس فیملی" ہو رہا تھا۔ یہ کھیل میں پیشتر بھی ایک مرتبہ دیکھ چکا تھا۔ سینما سے واپس آکر، کھانے کے بعد سو گیا۔

۱۱۔ مئی م ۱۵۔ محرم پنجشنبه

آج ہماری روانگی کا دن ہے، صبح جلد اُٹھا، اور کوک کے یہاں سامان وغیرہ بھجوانے کا حکم دیا۔ صبح میں حضرت والد صاحب قبلہ کے اسٹاف والے سب کے سب جہاز دیکھنے گئے اور خود وہ میرے ساتھ چل کر ملاحظہ فرمانے کے خیال سے ٹھیر گئے ($9\frac{1}{2}$) بجے حضرت پیر ابراہیم صاحب قبلہ تشریف لائے، اور سب سے ملنے کے بعد، پھر ہمیں مکرر نصیحتیں فرمائیں اور گلے لگا کر ؎

به سفر رفتنت مبارک باد — به سلامت روی و باز آئی

فرماتے ہوے واپس تشریف لے گئے۔

($10\frac{1}{2}$) بجے تک اسٹاف والے جہاز دیکھکر آگئے اور افسوس ہے کہ والد صاحب قبلہ وقت گذر جانے کے باعث جہاز کو ملاحظہ نہ فرما سکے۔ اس اثناء میں ہادی صاحب نے آکر کہا

کہ چلنے کا وقت قریب ہے تیار ہو جائیے؛ اس لئے حضرت والد صاحب قبلہ کی قدم بوسی کے بعد ہم سب "بیلارڈ پیر (Ballard Pier)" پہنچ کر اندر داخل ہوے - یہاں اس قدر کثیر مجمع تھا، جس کی کوئی انتہا نہیں، کیونکہ آج کل یورپ جانے والوں کی زیادہ تر تعداد، اٹالین جہازمیں سفر کیا کرتی ہے - خاصکر اسں کمپنی کا "وکٹوریہ" جہاز بہت ہی ہر دلعزیز ہے - اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ جہاز بہت تیز رو ہوتے ہیں، اور ان پر ہر چیز کا نہایت معقول انتظام کیا جاتا ہے - اسی لئے ہم نے بھی اسی جہاز، کو منتخب کیا ہے ۔

لوگوں کی کثرت کا اس سے اندازہ ہوگا کہ ہم نے طبی معائنہ کے لئے دس قدم کا فاصلہ آدھے گھنٹے میں طے کیا معائنہ سے فارغ ہو کر جہاز پر پہنچے - پہلے ہم نے اپنے کمرے جا کر دیکھے، ہمارے لئے دو کیبن ڈی لکس (Cabin de Lux) لئے گئے تھے ۔

طبی معائنہ میں چیچک کے ٹیکوں کی تصدیق کرانی پڑتی ہے، اور اس کے بعد ڈاکٹر نبض دیکھ کر جہاز پر سوار ہونے کی اجازت دیتا ہے ۔

ہمارے ساتھ، حضرت والدۂ محترمہ مدظلہا بھی ہیں، جو ہمشیرہ صاحبہ سے ملنے کی خاطر لندن تشریف لے چل رہی ہیں ۔

کمرے دیکھ کر، ہم سب "پرامناڈ ڈک" (Promenade Deck) پر پہنچے، جہاں لوگ کھڑے ہو کر، اپنے اقرباواحباب کو "خدا حافظ" کہہ رہے تھے - اور سیر و تفریح میں مشغول تھے - ہم نے دیکھا کہ اسٹاف والے، اور حضرت والد صاحب قبلہ بھی، ہمیں، خدا حافظ فرما رہے ہیں ۔

جہاز کی روانگی کی اطلاع، ملازمین جہاز میں سے ایک شخص نے، گھنٹے (Gong) کے ذریعے، یہ کہتے ہوے دی کہ "اب جہاز روانہ ہونے والا ہے، لہذا سوائے مسافرین کے، دوسرے سب لوگ نیچے اتر جائیں" اس اعلان پر، مسافرین کے اقارب واحباب، جو اُن

لوگوں سے ملنے کے لئے، جہاز پر چڑھ آئے تھے، وہ سب نیچے اُتر گئے۔ اس کے بعد سیڑھی نکال لی گئی۔ بعد معلوم ہوا کہ، اتفاق سے اُترنے والوں میں ابھی دو آدمی چھوٹ گئے ہیں چونکہ سیڑھی کے وزنی ہونے کے باعث، اس کو جر ثقیل (Crane) کے ذریعے جہاز سے لگانے میں بڑی دقت ہوتی ہے، اس لئے اِن، دونوں شخصوں کو اس آلہ کی مدد سے نیچے اتارا گیا۔ پانچ چھ دخانی کشتیوں نے جہاز کو کھینچ کر کنارے سے علحدہ کیا، اور ٹھیک ایک بجے وہ روانگی کی سیٹی بجاتے ہوئے آگے روانہ ہوا۔

آدھے گھنٹے تک ہم اسی ڈک پر کھڑے ہوئے دستیاں ہلاتے رہے، اور جب کنارہ نظروں سے کچھ اوجھل ہوگیا، تو ہم لوگوں نے ڈیڑھ بجے ڈائیننگ ہال میں پہنچ کر لنچ کھایا، جو بہت بامزہ تھا، ہمارے انتخاب کے لئے کئی قسم کے کھانے موجود تھے، جس کا جو جی چاہتا، انتخاب کرسکتا تھا۔ والدہ صاحبہ کے لئے، کھانا انہیں کے کمرے میں بھیج دیا گیا۔

ہماری میز پر سات آدمیوں کے نشست کی گنجائش ہے۔ ہم سفر پارٹی کے سوائے میز پر ہمارے ساتھ الہ آباد کے وکیل مسمی ڈاکٹر کچو، اُن کی بیوی، اور ایک صاحبزادی بھی ہیں، جو اپنے شہر کے کسی کالج میں انٹرمیڈیٹ تک تعلیم حاصل کرچکی ہیں۔ پہلی ہی ملاقات میں، ان لوگوں سے ہماری دوستی ہوگئی۔

جوں ہی ہم جہاز پر سوار ہوے، کھانے پینے اور دن بھر کی مصروفیات وغیرہ میں، یورپ کے طرز تمدن کو جلوہ گر دیکھا۔

کھانا تقسیم کرنے والوں کی مشاقی

آج کے لنچ پر، ہمیں ایک نئی چیز کھانا تقسیم کرنے والوں کی مشاقی نظر آئی، جنہیں "اسٹیورڈ" (Stewards) کہتے ہیں، یہ لوگ اپنے ایک ہی ہاتھ میں چمچہ اور کانٹا پکڑے ہوے ہوتے ہیں، اور کھانا وغیرہ سب ہی چیزیں، صرف اسی ہاتھ سے اس پھرتی کے ساتھ

ڈالتے چلے جاتے ہیں، جسے دیکھ کر تعجب ہوتا ہے - ہندوستان میں بٹلر یہاں کی طرح اپنے ہاتھ سے کھانا رکابیوں میں نہیں ڈالتا بلکہ کھانے والے ڈش میں سے لے لیتے ہیں۔

موسم گرما کی وجہ سے، بمبئی میں شدت کی گرمی محسوس ہو رہی تھی، لیکن جوں ہی ہم نے جہاز کے ڈائیننگ ہال میں قدم رکھا، تو ہمیں یہ محسوس ہونے لگا کہ ہم کسی برف کے کمرہ میں پہنچ گئے ہیں، اس ہال کو برقی قوت کے ذریعہ سے خاص طور پر ٹھنڈا رکھنے کا انتظام کیا گیا ہے - اسی قسم کا اہتمام ہمارے کیبن "ڈی لکس" میں بھی موجود ہے - کھانے سے فارغ ہو کر پھر "پرامناڈ ڈک" پر آئے، اب جو دیکھا تو ساحل بمبئی، نظروں سے بالکل ہی غائب ہو چکا تھا۔

ہمارا جہاز اعلیٰ قسم کے فرنیچر اور جدید ترین آلات سے مزین ہے، اور اس میں مسافروں کو آرام پہنچانے کی ممکنہ کوشش کی جاتی ہے، اس وجہ سے یورپ جانیوالوں کی زیادہ تعداد اس جہاز کو اپنے سفر کے لئے منتخب کرتی ہے۔

ڈک سے واپس آکر، ہم نے ملاقاتی کمرے میں کافی پی، ہماری پارٹی میں مسز ٹیمنز، اور میری بیوی کو چکر محسوس ہونے لگا، تو ہادی صاحب نے ان دونوں کو مشورہ دیا کہ "پرامناڈ ڈک" پر جا کر آرام کرسیوں پر لیٹ جائیں تو سکون ہو جائیگا - چنانچہ اس عمل سے دونوں کو کچھ آرام مل گیا۔

میں اور ہادی، جمنازیم دیکھنے کے لئے اوپر "اسپورٹ ڈک" پر پہنچے، جسے اطالوی زبان میں "سالا جمناسٹیکا" (Sala Gymnastica) کہتے ہیں یہاں بہت سا ورزشی سامان مہیا کیا گیا ہے، اس کے سواء ایک مصنوعی گھوڑا، اور ایک اونٹ بھی موجود ہے یہ دونوں بجلی کے ذریعے سے بالکل اصلی جانوروں کی طرح حرکت کرتے ہیں اگر کسی کو روزانہ گھوڑے کی سواری کی عادت ہو تو، یہ مصنوعی جانور بڑی حد تک نعم البدل بن جاتا ہے

ہم نے بھی ان سب چیزوں کی عملی طور پر آزمائش کی ۔

اس کے بعد تیرنے کے حوض (سوئمنگ باتھ) کو جا کر دیکھا، جہاں چند عورتیں اور مرد پیراکی میں مشغول تھے یہ حوض نہایت ہی دبیز "کیانویس" سے بنا یا گیا ہے جس کو روزانہ دریا کے تازہ پانی سے بھرا جاتا ہے، جو جسم کے لئے بے حد مفید ہے ۔

اس سیر و تفریح کے بعد ہم نے اپنے کیبن میں پہنچ کر چاء پی، اور اپنے ساتھیوں کو لئے ہوے، اسپورٹ ڈک کی طرف روانہ ہوے، چونکہ راستہ ہی میں "مسز ٹیمنز" کی طبیعت صفرے کے غلبہ کی وجہ سے بہت خراب ہونے لگی، اس لئے وہ اپنے کمرے کو واپس چلی گئیں - ہم شام تک اوپر ہی بیٹھے مختلف کھیلوں میں مصروف رہے ۔

دریا کو بالکل سکون ہے، لیکن اس پر بھی اکثروں کو خفیف سا چکر معلوم ہو رہا ہے، چنانچہ خود ہمیں بھی کچھ چکر محسوس ہوا ۔

جہاز کے چکر سے بچنے کی ترکیب

بحری مسافرین کو چاہیئے کہ ہمیشہ جہاز پر سوار ہونے سے قبل، اپنے معدے کا تنقیہ کر لیا کریں، اس کے بعد بھی اتفاق سے جب کچھ چکر ہونے لگے، تو فوراً "پرامناڈ یا اسپورٹ ڈک" پر پہنچ کر آرام کرسی پر لیٹ جائیں اور دریا کی تازہ ہوا، لینے کی کوشش کریں، اس سے ان کو بہت جلد سکون ہو جائیگا ۔

یہ کرسیاں جنھیں "ڈک چیرس" (Deck chairs) کہتے ہیں، دوسرے جہازوں میں نہیں ملتیں، مسافروں کو خود خرید کر ساتھ رکھنا پڑتا ہے، لیکن اس جہاز پر اس قسم کی بیسیوں کرسیاں پڑی ہوئی ہوتی ہیں جنھیں ہر شخص استعمال کر سکتا ہے ۔

وکیل صاحب اور اُن کی صاحبزادی سے، بہت دیر تک ڈک ہی پر باتیں ہوتی رہیں بعد میں ہم نے ڈائیننگ ہال میں پہنچ کر ڈنر کھایا، اس کے آدھ گھنٹہ بعد، اسی ہال میں

سینما شروع ہوا - چکر کی وجہ سے ہمارے ہمراہی اپنے اپنے کمروں میں جاکر سو گئے، صرف میں اور ہادی نے ایک بولتا فلم دیکھا، جس کے اداکار "ہیلن ٹویلف ٹریز" (Helen Twelvetrees) اور "رکارڈو کارٹیز" (Ricardo Cortez) تھے کھیل کچھ اچھا نہ تھا - سینما سے واپس ہوکر، ہم دونوں اپنے اپنے کیبن کو چلے گئے۔

آج اور دو نئے اصحاب سے ملاقات ہوئی، جن میں ایک ہندوستانی سوداگر ہیں، جن کی پیرس میں جواہرات کی دوکان ہے - اور دوسرے ہادی صاحب کے ایک کالج کے دوست ہیں۔

۱۲ - مئی جمعہ

صبح جب اٹھا، تو کچھ بندوقوں کے چلنے کی آوازیں سنائی دیں، چنانچہ جب اوپر "اسپورٹ ڈک" پر پہنچا، تو دیکھا کہ لوگ "کلے *پیجن شوٹنگ" (Claypigeon shooting) میں مصروف ہیں - میں نے بھی سکندرآباد میں اس کی پرکٹیس (مشق) کی تھی، جس کا چند سال پہلے، سکندرآباد کلب کے ذریعہ سے انتظام کیا گیا تھا - جس کے صدر، "برگیڈیر کیامبل راس" (Brigadier Campbell Ross) تھے۔

میں نے بھی، ان پر آٹھ آوازیں چلائیں، جن میں سے پانچ کارگر ہوئیں اس کے بعد "شفل ‡ بورڈ" نامی ایک کھیل میں شرکت کی - اس سے فارغ ہوکر، مصنوعی اونٹ اور گھوڑے پر سواری کرنے کے بعد "پرامناڈ ڈک" پر آئے۔

---

* اس شوٹنگ میں چکنی مٹی کی چھوٹی چھوٹی رکابیاں ایک مشین کے ذریعے فضا میں اڑائی جاتی ہیں لوگ اس کو بندوق کا نشانہ بناتے اور اس کے ذریعے مشق کرتے ہیں - اس کے لئے خاص طور پر بارہ نمبر (ٹولف بور) کی بندوقیں استعمال کی جاتی ہیں-۱۲

‡ اس کھیل میں لکڑی ہی کی سطح پر ایک طرف لکڑی کے گردے بنا کر رکھے جاتے ہیں - سامنے تھوڑے ہی فاصلہ پر نمبروں کے خانے کھنچے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کی طرف ان گردوں کو دوڑایا جاتا ہے-۱۲

ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب اور ٹھاکر صاحب آمود سے ملاقات

جہاں ہادی صاحب نے، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سے ہمارا تعارف کرایا، اور ڈاکٹر صاحب نے ہمیں "ٹھاکر صاحب آمود" سے ملایا۔ ٹھاکر صاحب بہت خوش مزاج آدمی ہیں، ان کے ہمراہ، ان کے دولڑکے بھی ہیں، ہم سے بہت دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے، اور کہا کہ وہ پورے یورپ کی سیاحت کے بعد، اپنے چھوٹے لڑکے کو انگلستان میں بغرض تعلیم چھوڑ دیں گے۔

یہاں سے نکل کر ہم "کارڈ روم" پہنچے اور تھوڑی دیر تک وکیل صاحب کی صاحب زادی کے ساتھ "ڈرافٹس" (Draughts) کھیلتے رہے۔ اس عرصہ میں راجہ صاحب کالی کوٹ بھی آکر ملے جن سے ہماری پہلے اُوٹی میں ملاقات ہو چکی تھی۔

آج گرمی زیادہ محسوس ہو رہی ہے، اس لئے ہم سبھوں نے "لونج" میں جاکر کولڈ ڈرنکس وغیرہ پیا۔

یہاں سے برخاست کر کے ڈائیننگ ہال میں پہنچے اور کھانے سے فارغ ہوے۔ بعد میں تھوڑی دیر کیبن میں آرام لے کر چاء پی۔ اسپورٹ ڈک جاکر پھر نشان اندازی شروع کی، اور سولہ آواز چلائے، جس میں سے تیرہ ٹھیک نشانہ پر لگے اطراف کے بہت سے لوگ دوسرے کھیلوں کو چھوڑ کر ہماری اس شوٹنگ کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے۔

یھیں سر ڈنشا پیٹیٹ سے ہادی نے میرا تعارف کرایا۔ یہ بمبئی کے لکھ پتی آدمی ہیں، انہیں بھی "کلے پیجن" کی کافی مشق حاصل ہے۔ جوہری صاحب بھی یہیں او پر موجود تھے، ان سے باتیں ہو ہی رہی تہیں کہ ایک اطالوی بیرن (Baron) آکر ان سے اٹالین سکہ "لیرے" کا بھاؤ دریافت کرنے لگا۔ جوہری صاحب کے جواب پر اس نے کہا کہ جہاز کے بنک والے نے، اس کے روپیوں کا نقصان کے ساتھ مبادلہ کیا ہے۔

ایک نومسلم اطالوی کے ترجمہ قرآن کا قصہ

اس کے بعد جب یہ شخص تیرنے میں مصروف ہو گیا تو میں نے اُن سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ "ایک" اطالوی بیرن" ہے جو حال ہی میں مسلمان ہو گیا ہے ہندوستان آیا تھا، اور یہاں کے مسلمانوں کے سامنے اپنا یہ مقصد پیش کر کے، کہ وہ کلام اللہ کا اطالوی زبان میں ترجمہ کرنا چاہتا ہے چندے کی اپیل کی، اور اب ان لوگوں کی بے وقوفی سے فائدہ اٹھا کر، تقریباً تین چار لاکھ روپے جمع کر کے کسی اور مقصد سے اٹلی لئے جا رہا ہے۔" اور انہوں نے ایک ہندو ہونے کی حیثیت سے یہ بھی کہا کہ اگر وہ ہندو مذہب اختیار کر لیتا، تو اس آسانی کے ساتھ، اور اس قدر جلد اتنا روپیہ فراہم نہیں کر سکتا تھا۔

اس پر میں نے کہا، ہاں! اگر یہ واقعہ صحیح ہو تو آپ کا کہنا بالکل درست ہے، کیوں کہ ہندو بہ نسبت مسلمانوں کے زیادہ تعلیم یافتہ ہیں، اس لئے وہ اپنے روپے کی حفاظت اور قدر کرنا نہایت اچھی طرح جانتے ہیں، اگر مسلمانوں میں بھی تعلیم عام ہو جائے تو اس قسم کے دھوکے میں وہ ہرگز نہ آسکیں گے۔

جہازی خطرے کا آزمایشی الارم

تقریباً پانچ بجے جب ہم اسپورٹ ڈک سے لوٹ رہے تھے، تو جہاز نے چھ سیٹیاں بجائیں، اور ایک سیٹی بڑے زور شور سے دی - دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ جہاز کو جب آگ لگے، یا ڈوبنے کا اندیشہ ہو تو، اس طرح کی سیٹیاں بجائی جاتی ہیں- پھر کیا تھا، ہر شخص لائف بلٹ لئے ہوئے اپنے کمروں سے ڈک کی طرف دوڑنے لگا پہلے ہی سے یہاں جہاز کے سب ملازم وردیاں پہنے تیار کھڑے تھے مسافروں کے جمع ہو جانے پر، انہوں نے سب لوگوں کو "لائف بلٹ" باندھنے کی ترکیب سکھائی۔

حقیقت میں جہاز نہیں ڈوب رہا تھا، بلکہ مسافروں کو "لائف بلٹ"، کا استعمال

سکھلانے کے لئے اس قسم کی آزمائش کی گئی تھی ان ملازمین نے نہ صرف اس " بلٹ" کا استعمال سکھلایا بلکہ یہ بھی دکھلا دیا کہ اگر خدانخواستہ جہاز ڈوبنے لگے، تو فلاں فلاں نمبر کے کمرے والے، فلاں فلاں نمبر کی کشتیوں (لائف بوٹ) میں سوار ہو جائیں - چنانچہ ہم سب نے اپنے اپنے لائف بوٹ دیکھے - ہماری کشتی کا نمبر (٦) ہے۔

ہادی نے مجھ سے پہلے ہی کہا تھا کہ اس قسم کی آزمائش کی جائے گی، اگر اس میں کوئی شریک نہ ہونا چاہے - تو اُس پر کوئی جبر نہیں کیا جاتا - لیکن ہر اُس شخص کے لئے اس مشق میں شریک ہونا ضروری ہے جو پہلی مرتبہ جہاز کا سفر کر رہا ہو - اس وقت جو لوگ اس بات سے ناواقف تھے، ان کی پریشانی دیکھنے کے قابل تھی، وہ حقیقی طور پر یہ سمجھ رہے تھے کہ - جہاز ڈوب رہا ہے، اس وقت ان کے صورتوں کی وحشت اور افتاں وخیزاں جہاز کے عرشہ پر پہنچ کر ہیبت سے شور مچانا، ایک ناقابل فراموش منظر تھا۔

کھانے کا وقت قریب ہونے پر، کپڑے بدلے، اور (۷½) بجے ڈنر سے فارغ ہوکر سینما دیکھا آج "دی شو گرل" (The Show girl) نامی ایک فلم دکھلایا جا رہا تھا - اس ڈرامہ میں "الیس وہائیٹ" (Alice White) اور "چارلس ڈی لانی" (Charles Delauney) کام کر رہے تھے - یہ کھیل بھی کچھ اچھا نہ تھا - سینما کے بعد ملاقاتی کمرے میں ڈانس ہوا۔

۱۳- مئی شنبہ

صبح جب اٹھا تو کچھ نزلے کی تحریک پائی، آنکھوں اور ناک سے پانی بہ رہا تھا، طبیعت بھی بدمزہ تھی، غالباً اس کی وجہ یہی ہوگی کہ کل ہم "جمنازیم" میں ورزش وغیرہ کرنے کے بعد، اسی حالت سے، ڈائیننگ ہال میں، داخل ہوگئے تھے - اور ممکن ہے کہ اسی کمرہ کی سردی کا اثر ہوگیا ہو - اس ہال کا پارہ موسم گرما میں (۷۴) ڈگری پر رکھا جاتا ہے، جب کہ دوسرے

گرموں کا پارہ (۱۰۰) ڈگری سے متجاوز ہوتا ہے - گرمی بھی دن بدن بڑھتی جارہی ہے
تیار ہوکر "پرامناڈ ڈک" پر آیا، اور ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سے "ڈک
چیرس" پر ہی بیٹھے ہوے بہت دیر تک باتیں کیں - یہاں سے اُٹھنے کے بعد، الہ آباد کے
وکیل ڈاکٹر کچو صاحب بھی مل گئے، جن سے حیدرآباد کے متعلق کچھ دیر تک گفتگو ہوتی
رہی - "یہ سر تیج بہادر سپرو" کے رشتہ دار ہیں ۔
آج صبح سے سمندر میں سینکڑوں اُڑنے والی مچھلیاں (فلائنگ فش) نظر آرہی تھیں،
جس وقت ہم ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سے باتوں میں مصروف تھے ایک پرندہ بھی
اُڑتا ہوا نظر آیا - جسے غالباً "سیگل" کہتے ہیں - اس کو دیکھ کر ہمیں یہ خیال ہوا کہ
زمین کہیں قریب میں ہو گی، لیکن دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ پرندے سینکڑوں میل
تک دریا میں اسی طرح پرواز کرتے اور چھوٹی چھوٹی مچھلیاں کھاتے ہوے نظر آتے ہیں ۔
چوں کہ نزلے کی شدت ہے، اس لئے ڈائننگ روم میں جانا مناسب نہ سمجھا، اور اپنے
ساتھیوں کے ہمراہ کیبن ہی میں کھانا کھایا - کھانے کے بعد تھوڑی دیر سو کر اٹھا - اور (۴) بجے
سب نے مل کر "لونج" میں چاء پی اور، موسیقی سنتے رہے، جو جہاز کا "آرکسٹرا"
(Orchestra) بجارہا تھا - ہادی نے تھوڑی دیر بعد کونین کی گولیاں لاکر دیں، جن کو
میں نے چاء کے بعد کھایا - اس کے بعد ہم سب "اسپورٹ ڈک" پر پہنچے اور پھر میں نے یہاں
"کلے پیجن" پر اٹھائیس آواز چلائے، جن میں سے (۲۶) لگے - تقریباً چھ بجے نیچے اترا -
اپنے کیبن میں پہنچ کر کھانے کے کپڑے پہنے، اور ڈائننگ روم میں ڈنر کھایا - کھانے کے
بعد اسی کمرہ میں سینما شروع ہوا، "کوہنز اینڈ کیلیز ان ہالی وڈ (" Cohens and
Kelleys in Hollywood ") نامی فلم دکھلایا گیا، جس میں چارلس مرے، اور جارج
سڈنی نے کام کیا ہے - فلم بہت پر مذاق تھا کھیل ختم ہونے کے بعد ملاقاتی کمرے میں ڈانس

ہوا، اور تقریباً ($11\frac{1}{2}$) بجے ہم سو گئے۔

۱۴- مئی یکشنبہ

خدا کا شکر ہے کہ آج نزلہ نہیں، اوپر ڈک پر آنے کے بعد، ہم نے دیکھا کہ اتوار ہونے کی وجہ سے، ملاقاتی کمرے میں انگریزوں کی نماز ہو رہی ہے، اور سکنڈ کلاس کے مسافر بھی یہاں اس غرض سے جمع ہیں - تھوڑی دیر تک ان لوگوں کی نماز دیکھتے رہے اس وقت، سکندر آباد کے مشہور خیاط "جان برٹن" کے پاس کے ایک ملازم "مسٹر بنٹو" نماز کے بعد آکر ہم سے ملے، جو اس کمپنی کے ایک "کٹر" ہیں، اور سکنڈ کلاس میں سفر کر رہے ہیں۔

اس کے بعد ڈک چیرس پر جاکر بیٹھ گئے، اس اثناء میں، "ہز ہائی نس مہاراجہ باریا" کے چھوٹے بھائی نے بھی آکر مجھ سے ملاقات کی، اور اس کے بعد اپنے بڑے بھائی یعنی خود مہاراجہ سے میرا تعارف کرایا - کچھ دیر بعد "مہارانی باریا" نے بھی آکر ہم سے ملاقات کی، اور میری بیوی سے مل کر بچوں وغیرہ کی کیفیت پوچھتی رہیں، مہارانی صاحبہ کی خود بڑی بہن بھی اس سفر میں ان کے ساتھ ہیں، جو مہاراجہ صاحب کے چھوٹے بھائی کی بیوی ہیں - بہ ظاہر دونوں سگے بھائیوں اور بہنوں میں بے انتہا اتفاق معلوم ہوتا ہے - دوران گفتگو میں ہم نے سمندر میں "ڈالفن مچھلیاں" دیکھیں جو پندرہ پندرہ، بیس بیس کی تعداد میں پانی کی سطح پر تیرتی اُچھلتی کودتی چلی جا رہی تھیں - مہارانی صاحبہ نے، ان کو دیکھنے کے لئے میری بیوی کو دوربین منگوا کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد، جہاز کی سیدھی جانب دور سے کچھ پہاڑ نظر آنے لگے، پہلے تو ان کو دیکھ کر بادلوں کا شبہ ہوا، لیکن دوربین سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ یہ ابر نہیں، عرب کی پہاڑیاں ہیں - اس وقت، دو بڑی مچھلیاں بھی دور سے دکھائی دیں، جو تیرتی ہوئی چلی جا رہی تھیں - میں نے "اسٹیورڈ" (Steward) سے ان کے متعلق دریافت کیا تو اس

نے کہا کہ یہ چھوٹی قسم کی وہیل (Whale) ہیں جو کبھی کبھی "بحر ہند" میں نظر آتی ہیں - بڑی قسم کی وہیل اس دریا میں نہیں ، بلکہ بحر اوقیانوس اور بحر الکاہل ، جیسے سمندروں میں پائی جاتی ہیں ۔

اس کے بعد کھانے سے فارغ ہو کر ، ہندوستان روانہ کرنے کے لئے خطوط لکھے - اور کیبن میں تھوڑی دیر آرام لیکر ، چار بجے "لونج" میں چاء پی - یہاں سے نکل کر اسپورٹ ڈک پر پہنچے ، اور تھوڑی دیر تک "میجٹ گالف" کھیلنے میں مشغول رہے - یہاں سے نکلنے کے بعد ہم سب ڈک ٹینس (ٹینی کائیٹس)(tenni-quoits) میں مشغول ہوے اور ۷ ½ بجے کپڑے بدل کر کھانے کے کمرے میں پہنچے ، اور ڈنر سے فارغ ہوے - روزانہ گھڑیوں کو لندن کے وقت سے مماثل کرنے کے لئے آدھ گھنٹہ پیچھے ہٹانا پڑ رہا ہے ۔

کھانے کے بعد ہم نے سینما دیکھا ، فلم کا نام "ہلس ہیروز" (Hell's Heroes) تھا جس میں "چارلس بک فرڈ" " Charles Bickford " نے کام کیا ہے - اس کھیل میں چوں کہ بچوں کو مصیبتیں اُٹھاتے ہوے دکھلایا گیا تھا ، اس لئے میری بیوی پورا فلم نہ دیکھ سکیں ، اور اُٹھ کر چلی گئیں - سینما کے بعد ، جب ہم پرامنا ڈ ڈک پر آئے تو دور سے دریا میں کچھ روشنی دکھائی دینے لگی لوگ کہہ رہے تھے کہ یہ "پی اینڈ او" کمپنی کا ایک جہاز ہے جو بمبئی جا رہا ہے ، اور بعض یہ کہتے تھے کہ نہیں شہر عدن کی روشنی نظر آ رہی ہے الغرض ہم (½ ۱۰) بجے کیبن پہنچ کر سو گئے ۔

۱۵ - مئی دو شنبہ

عدن

رات کے ایک بجے کے قریب ، ہمارا جہاز عدن پہنچا ہادی صاحب کو میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ عدن پہنچتے ہی ، فوراً آ کر مجھے جگا دیں اسی لئے انہوں نے آ کر ، ٹھیک ایک بجے

کیبن کا دروازہ کھٹکھٹایا، لیکن میں اُن کے آنے سے پہلے ہی جاگ چکا تھا۔ "ڈریسنگ گون" پہن کر، اُن کے ساتھ عرشہ' جہاز پر پہنچا، تو چاروں طرف سے شہر کی روشنی نظر آنے لگی، اور بہت سی کشتیاں دکھائی دیں جو مختلف قسم کے اشیاء سے لدی ہوئی جہاز کو گھیرے کھڑی تھیں اور اُن میں بہت سے تاجر سوار تھے۔ جو لمبی لمبی رسیوں کے کناروں پر ٹوکریاں وغیرہ باندھ کر، جہاز پر خریدار مسافروں کی طرف پھینکتے جا رہے تھے۔ چونکہ ان کو جہاز پر آنے کی اجازت نہیں دی جاتی، اس لئے ان لوگوں نے اپنے مال و اسباب بیچنے کا یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ اور انہیں اس رسی کے پھینکنے میں بڑا کمال حاصل ہے۔ اونچے سے اونچے مقام پر بھی وہ اس کو بہ آسانی پھینک سکتے ہیں۔ یہ لوگ اپنا سامان فروخت کرنے کے لئے نیچے ہی سے مسافروں کو بے انتہا تنگ کیا کرتے ہیں۔

اس کے بعد عدن کے چند شخص ہمارے جہاز پر اپنے ملاقاتیوں سے ملنے کے لئے چڑھ آئے، اور ہمارے بعض ہم سفر بھی اس شہر کو دیکھنے کی غرض سے اُتر کر کشتیوں میں سوار ہوئے، اور دو گھنٹے میں سرسری طور پر دیکھ کر واپس آگئے۔ جہاز تین گھنٹے ٹھیر کر، منزل مقصود کی طرف روانہ ہوگیا۔

صبح جب اٹھا تو پھر وہی سمندر ہی سمندر نظر آنے لگا تیار ہو کر اسپورٹ ڈک پر پہنچا، اور مختلف قسم کے کھیلوں میں شرکت کی۔ اس وقت ہمارا جہاز "بحر احمر" سے گزر رہا تھا، کچھ دیر بعد دونوں جانب، دور سے پہاڑیاں نظر آنے لگیں، معلوم ہوا کہ سیدھی جانب سرزمین عرب اور بائیں طرف براعظم افریقہ واقع ہے۔ ہم نے جب دوربین منگا کر، ان کو دیکھا تو بڑے بڑے ریگستان نظر آئے۔

جزیرۂ پیرم

اس اثناء میں ہمارا گذر، ایک جزیرے کے قریب سے ہوا، جسے "پیرم آئی لینڈ" کہتے ہیں۔

یہاں کے سمندر میں "شارک مچھلی" زیادہ پائی جاتی ہے، اس جزیرے پر اچھی خاصی آبادی بھی نظر آئی اور ایک دو ہوائی جہاز بھی اُترتے ہوے دکھائی دیئے۔ اس کے متعلق ہم نے سنا کہ یہ جزیرہ پہلے کسی مملکت کے قبضے میں تھا اور نہ اس پر کوئی آبادی تھی، لیکن حکومت فرانس نے اس پر قبضہ کرنے کے لئے، اپنے ایک جرنل کو فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ اتفاق سے راستے میں اس کی ایک انگریز فوجی عہدہ دار سے ملاقات ہوئی، جس نے اس کی بڑی ضیافت کی۔ غلطی سے فرانسیسی جرنل نے اپنے ارادہ کا اِس سے اظہار کر دیا، اس انگریز فوجی عہدہ دار نے فوراً رات ہی میں اپنی فوج بھیج کر، اس جزیرہ پر سلطنت برطانیہ کا جھنڈا نصب کرا دیا چنانچہ یہ ابھی تک انگریزی عملداری میں داخل ہے۔

کھانے کا وقت قریب آچکا تھا، اس لئے ہم نے کیبن پہنچکر، منہ ہاتھ دھونے کے بعد ڈائیننگ روم میں کھانا کھایا اس کے بعد تھوڑی دیر تک "پرامناڈ ڈک" پر بیٹھے "ڈالفن مچھلیوں" کا تماشہ دیکھتے رہے۔ تھوڑے تھوڑے عرصے سے دونوں جانب ہمیں کچھ پہاڑیاں اور ریگستان نظر آتے رہے اس کے بعد تھوڑی دیر تک کمرے میں آرام لے کر (۴½) بجے "لونج" پہنچے جہاں ٹھاکر صاحب آمود نے ہمیں چاء کی دعوت دی تھی۔ یہاں سے فارغ ہوکر "اسپورٹ ڈک" پر پہنچے، اور کئی کھیلوں میں مشغول رہے اور "کلے پیجن" کی بھی مشق کی۔ وقت مقررہ پر ڈائیننگ روم میں جاکر کھانا کھایا۔ اس کے بعد سینما ہوا فلم کا نام "قسمت" (Kismet) تھا جس کے "لوریٹا ینگ" (Loretta Young) اور "اوٹس سکنر" (Otis Skinner) اداکار ہیں۔

۱۶- مئی سہ شنبہ

صبح تیار ہوکر پرامناڈ ڈک پر گئے، اور یہیں عرشۂ جہاز کی کرسیوں پر بیٹھے ہوے تھوڑی دیر تک اپنے ہی ہمراہیوں سے باتیں کیں۔ اس کے بعد اسپورٹ ڈک پر پہنچے اور

کچھ گیمس وغیرہ کھیل کر نیچے آئے اور لونج میں شربت پیتے ہوے میوزک سنتے رہے -
آج صبح سے اب تک کوئی ساحل وغیرہ نظر نہ آیا کل تک گرمی بڑی شدت کی تھی، لیکن آج
اس میں کمی محسوس ہورہی ہے اس لئے کہ جس قدر ہم یورپ سے قریب ہوتے جا رہے ہیں
اسی قدر اس میں انحطاط پیدا ہوتا جا رہا ہے، آئندہ اور بھی ہوتا جائیگا۔
(۱۲$\frac{۱}{۲}$) بجے ہم نے لنچ کھایا، اور کیبن پہنچ کر سو گئے- (۴) بجے اٹھ کر سب نے لونج میں چاء پی
اور میوزک سنتے رہے اس کے بعد اسپورٹ ڈک پر جا کر مختلف کھیلوں میں مصروف رہے-
یہاں "مسٹر شاہ" اور اُنکی بیوی سے ملاقات ہوئی- دونوں بہت خوش مزاج معلوم ہوتے ہیں،
مسٹر شاہ تو ہندوستانی ہیں لیکن اُن کی بیوی "بلجیم" کی رہنے والی ہیں - یہ لوگ اب بلجیم
جا رہے ہیں، جہاں وہ ہیروں کی تجارت کرتے ہیں۔
وقت مقررہ پر ہم نے کپڑے بدلے، اور ڈائیننگ روم میں ڈنر کھایا- اس کے بعد ایک
خاموش فلم "واٹرز آف دی نائیل" دیکھا، جس کو ایک فرنچ کمپنی نے تیار کیا تھا-
کھیل بالکل معمولی تھا اور ہمیں پسند بھی نہ آیا، کھانے کے بعد ان ہی لوگوں کے ساتھ ڈائیننگ
روم میں باتیں کرتے ہوے ڈانس دیکھتے رہے، اور تقریباً (۱۱) بجے کیبن پہنچ کر سو گئے۔

۱۷- مئی چہارشنبہ

صبح حسب معمول تیار ہو کر ناشتہ وغیرہ کے بعد میں اور ہادی اسپورٹ ڈک پر گئے مختلف
کھیلوں میں مصروف رہے، اور جمنازیم میں بھی ورزشی سامان سے دل بہلاتے رہے -یہاں
کچھ تصویریں بھی لی گئیں، پھر لونج میں جا کر شربت وغیرہ پیتے ہوے میوزک سنتے رہے -
اس اثناء میں ایک بڑا جہاز بمبئی کی جانب جاتا ہوا دکھلائی دیا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ
اس کا نام "کانٹی راسو" ہے (Conte Rosso) جو اسی اطالین کمپنی کا ہے اور دو تین
جہاز بھی بہت دور سے بمبئی کی جانب جاتے ہوے نظر آئے- آج سردی کافی ہے گرم کپڑے

پہننے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے، اور ہوا بھی زوروں پر ہے۔ جس کی وجہ سے اسپورٹ ڈک پر جا کر کھیلنا ناگوار ہو رہا ہے۔

صبح جب ہم اسپورٹ ڈک پر گئے، تو اسی وجہ سے بہت کم لوگ نظر آئے۔ ہوا کی تیزی سے دریا میں تموج بھی ہے۔ اور جہاز جھکولے بھی کھا رہا ہے، اکثر لوگوں کو خفیف سا چکر بھی محسوس ہوا۔ آج اول وقت ہی، بہت دور دریا میں دونوں جانب جزیرے کی شکل کے کچھ پہاڑ نظر آئے۔ ہمارا جہاز جب ان کے قریب سے گذرا تو ہم نے دیکھا کہ ان پر کوئی آبادی وغیرہ کے علامات نہیں ہیں۔ حالانکہ ان پہاڑوں کی ہیئت چھوٹے چھوٹے جزیروں کی سی ہے۔ اس سے آگے بڑھنے پر ایک جزیرہ نما پہاڑی بھی ملی، جس پر لائیٹ ہاؤس بنایا گیا تھا۔ ان میناروں پر روشنی کرنے کے لئے، دو چار آدمی متعین رہتے ہیں۔ ان بے چاروں کی حالت نہایت قابل رحم ہوتی ہے کیوں کہ وہ احباب واقربا اور اپنے عزیز وطن سے کوسوں دور سنسان سمندر میں تنہا پڑے رہتے ہیں۔

ہم ان پہاڑیوں کے نظارے میں مصروف ہی تھے کہ راستے میں پرتگیزوں کا ایک چھوٹا جنگی جہاز ملا، جس کی رفتار بہت دھیمی معلوم ہو رہی تھی، اور دریا میں تموج ہونے کے باعث بہت بری حالت میں تھا۔ ہمارا جہاز اس کے قریب سے، اپنی تیز رفتاری کے ساتھ آگے نکل گیا۔ الغرض ہم نے بارہ بجے لنچ کھایا، اور تھوڑی دیر آرام لیکر (۴) بجے کیبن ہی میں چاء پی۔ پھر "پرامناڈ ڈک" پر آ کر چہل قدمی کرتے رہے۔

آج مسز ٹیمنز کی اتفاق سے ایک انگشتری کھو گئی۔ جس کی اطلاع انہوں نے جہاز کے "پرسر"* کو دی۔ اس پر اس نے ایک نوٹس لکھ کر بورڈ پر لگائی کہ اگر یہ انگوٹھی کسی کو

* 'پرسر' اس شخص کو کہتے ھیں جو ٹکٹ، پاسپورٹ اور دوسری مختلف چیزوں کا انتظام کرتا ھے۔ جہاز پر سوار ہونے کے بعد پاسپورٹ اسی کے پاس دکھا دینے پڑتے ھیں، جس کو وہ جہاز سے اترتے وقت واپس کر دیتا ھے ۱۲

مل جائے، تو مہربانی کرکے اسے لاکر پہنچا دیں۔

گھڑی کو روزانہ آدھ گھنٹہ کم کرتے کرتے آج یہ نوبت پہنچی ہے کہ شام کے (۷) بجے بھی کافی دھوپ ہے ہم نے ۷½ بجے ڈنر کھایا، اس کے بعد "کیاتھرین آف رشیا" (Katherine of Russia) نامی ایک فلم دیکھا، جسمیں "لل ڈگور" (Lil Dagover) نے کام کیا ہے، یہ جرمنی کمپنی کا بنا ہوا، اچھا فلم تھا۔ اس کھیل میں ایک سچا تاریخی واقعہ دکھلایا گیا تھا۔ سینما کے بعد ڈانس دیکھتے رہے۔

رات کے تقریباً بارہ بجے ہمارا جہاز سوئیز پہنچا، اس جہاز کے اکثر مسافروں نے پہلے ہی سے "پرسر" کے ذریعے یہاں اُترنے کا انتظام کرلیا تھا تاکہ موٹروں کے ذریعے قاہرہ دیکھ کر ریل سے "پورٹ سعید" چلے آئیں، اور پھر اس جہاز میں سوار ہو جائیں۔ ہم نے ایسے بے وقت جانا مناسب نہ سمجھا، اور قاہرہ دیکھنے کو واپسی کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ جن لوگوں نے انتظام کیا تھا، وہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں سوار ہوکر ساحل پر اُتر گئے، یہ لوگ سوئیز سے ۱½ بجے بذریعہ موٹر روانہ ہوں گے، اور پھر صبح چھ بجے قاہرہ پہنچیں گے۔ تمام دن شہر دیکھنے کے بعد شام کے چھ بجے نکل کر بذریعہ ریل "پورٹ سعید" پہنچیں گے۔ ان لوگوں کے اُتر جانے کے بعد، جہاز تقریباً (۳) گھنٹے ٹھہر کر آگے روانہ ہوا۔

۱۸ - مئی پنجشنبہ

نہر سوئیز

صبح جب آنکھ کھلی تو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ جہاز بہت آہستہ چل رہا ہے "پوٹ ہول" (جہازی روشن دان) سے جب باہر نظر ڈالی، تو معلوم ہوا کہ ہم ابھی "نہر سوئیز" سے گزر رہے ہیں تیار ہوکر ڈک پر پہنچے۔ اور یہاں آنے کے بعد دیکھا کہ چند برطانوی ہوائی جہاز، ہمارے جہاز کے اطراف بالکل قریب ہی میں گشت لگا رہے ہیں۔ بعض وقت تو اس قدر

نزدیک سے گذرے کہ چلانے والوں کی صورتیں تک صاف دکھائی دیں - لیکن اس بات کا پتہ نہ چلا کہ ان کے اس بار بار چکر لگانے کی کیا غایت تھی؟ ممکن ہے کہ یہ ہوائی بیڑہ دشمن کے جہازوں پر حملہ کرنے کی مشق کر رہا ہو۔

یہ نہر زیادہ چوڑی نہیں ہے، چنانچہ دو جہاز بھی اس میں سے ایک ساتھ نہیں گزر سکتے البتہ ایسے مقامات میں جہاں کہ پھیل گئی ہے، دو ایک جہاز بآسانی مل کر گزر سکتے ہیں "سوئیز" کے دونوں جانب ریتیلے میدان، اور اکثر مقامات پر آبادی کے علامات دکھائی دیئے - اور "ہندوستان" سے جاتے ہوے نہر کی سیدھی جانب ایک سڑک اور بائیں جانب سے ریل کی پٹری گزرتی ہوئی نظر آئی - اکثر موٹریں اور دو تین ریل گاڑیاں بھی جاتی ہوئی دکھائی دیں - یہ جب چلتی ہیں تو بڑی گرد اُڑتی ہے - سہولت کے لئے جا بجا ریلوے اسٹشن بنائے گئے ہیں جن کے نام سب عربی ہیں، چنانچہ ہمیں اس وقت تک ایک اسٹیشن کا نام "سیفون" یاد رہ گیا ہے - باوجودیکہ یہاں ریگستان ہے لیکن پھر بھی گرمی نہیں ان ریتیلے میدانوں میں جا بجا پانی کے چھوٹے چھوٹے گڑھے سبز پودے اور کئی درخت لگے ہوے نظر آرہے تھے۔

پورٹ سعید

دو روز قبل نوٹس سے یہ ظاہر ہو چکا تھا کہ ہمارا جہاز شام میں "پورٹ سعید" پہنچے گا، لیکن خلاف توقع آج ایک ہی بجے پہنچ گیا - نہر سوئیز کی خوبصورتی کی بہتوں نے تعریفیں کی ہیں لیکن درحقیقت اس کے مناظر میں کوئی خاص خوبی نہیں چونکہ جہاز میں سفر کرتے کرتے ہر ایک آدمی تھک جاتا ہے، اس لئے اُسے زمین کا ایک ویران حصہ بھی خوش نما معلوم ہونے لگتا ہے اور لوگوں کے خیال کے موافق اس نہر کے منظر کی خوب صورتی کا غالباً یہی باعث ہوگا جہاز کے پورٹ سعید پہنچنے سے قبل ہی ہم لنچ سے فارغ ہو چکے تھے - جوں ہی کہ بندرگاہ میں داخل ہوے پولیس کے دو تین موٹر بوٹ بھی ہمارے اس جہاز کے ساتھ ہو لئے، جن کے

سبز جھنڈوں پر سفید چاند تارا منقش تھا - ایک اور موٹر بوٹ بھی نظر آئی، جس پر نہایت جلی خط سے سائمن آرٹس (Simon Artz) لکھا ہوا تھا - دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ اس شہر کی ایک دوکان کا اشتہار ہے۔

یورپ جانے والے سارے مسافر، یہاں اُتر کر کچھ نہ کچھ خریدتے ہیں - ہمارا جہاز ساحل سے تقریباً پچاس گز کے فاصلے پر کھڑا ہوگیا - اس اثناء میں بڑی تیزی کے ساتھ لکڑی کے پیپے پانی میں ڈالے گئے، اور اس پر تختے بچھا کر ایک پل (فلوٹنگ برج) عارضی طور پر تیار کیا گیا، جس کے ذریعے ہم سب اُتر کر، کروڑگیری والوں کے سامنے سے ہوتے ہوئے شہر میں داخل ہوے - اُترنے سے پہلے زیورات وغیرہ "پرسر" کے حوالے کردئے گئے - تاکہ اطمینان سے شہر دیکھنے کے بعد اس سے واپس لے لیں اور اس کی رسید اس کے حوالے کردیں۔

یہاں سے نکل کر ہم سب پیدل ہی "کزینو پیالیس ہوٹل" پہنچے، جو بندرگاہ سے ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلے پر واقع ہے - یہ سمندر کے کنارے ایک اچھا، اور بڑا خوش منظر ہوٹل ہے - ہماری پارٹی سے بعضوں نے اس ہوٹل میں جا کر نہایا - اور حیرت ہے کہ ہر شخص کو صرف پانی کے صرفہ کے دس دس شلنگ دینے پڑے - اس کے بعد سب نے مل کر چاء پی اور۔

مدراس کی چلارام شاپ کی ایک شاخ

اس ہوٹل کے ورانڈے کی "چلارام" نامی شاپ میں داخل ہوے، جو مدارس کے اسی نام کی ایک دوکان کی شاخ ہے - ہم نے یہاں سے کچھ چیزیں بھی خریدیں - اور ایک گاڑی لے کر شہر میں گھومتے رہے۔

"پورٹ سعید" کچھ زیادہ خوب صورت نہیں ہے البتہ ہوٹل کے سامنے کے کچھ حصہ میں

(جو لب دریا واقع ہے (lawns) "لانس" اور جا بجا پھول اور کھجور کے درخت لگے ہوئے ہیں شہر مختصر سا ہے، لیکن بہت صاف وستھرا نظر آتا ہے۔ آج کل یہاں کے ٹیکسی والوں نے گورنمنٹ سے کسی جھگڑے کی بنا پر ہڑتال مچا رکھی ہے، اس لئے ہمیں کوئی موٹر وغیرہ نہ مل سکی۔ ہم نے شہر کی چند دوکانوں سے کچھ سامان بھی خریدا اور۔

سائمن آرٹس کی دوکان

"سائمن آرٹس" کی شاپ پر پہنچے جو یہاں کی سب سے بڑی دوکان ہے۔ اس میں ہر قسم کا جس قدر سامان ہم نے موجود دیکھا اتنا ہندوستان کی بڑی سے بڑی شاپ میں بھی کبھی نظر نہ آیا تھا۔ یہاں سے بھی ہم نے کچھ چیزیں خریدیں۔

چوں کہ پورٹ سعید میں اور کوئی دوسرے مقامات قابل دید نہیں ہیں، اس لئے ہم نے پھر شہر کا ایک سرسری چکر لگایا اور تقریباً (۷) بجے جہاز پر سوار ہو گئے۔ ہمیں راستے میں کئی جگہ امریکن و مصری سینماؤں کے اشتہارات دیواروں پر چسپاں نظر آئے۔ ہم نے اپنے گائیڈ سے مصری فلم اور کمپنیوں کے متعلق دریافت کیا تو اس نے کہا کہ یہاں "بولتے فلم" کچھ تھوڑے ہی عرصہ سے تیار ہونے لگے ہیں۔ اور ایک مشہور ایکٹر اور ایکٹرس کا نام بھی کہا ایکٹر کا نام تو اس وقت یاد نہیں ہے لیکن ایکٹرس کا نام "رابعہ" تھا ہم نے یہاں سے ایک مشہور اور مقبول عام مصری فلم کا ریکارڈ بھی خریدا۔

شہر کی جتنی دوکانیں ہیں وہ فقط جہاز کے ٹھیرنے تک کھلی رہتی ہیں۔ یعنی اگر کوئی جہاز رات کے بارہ بجے بندرگاہ پر پہنچے اور صبح کے (۵) بجے روانہ ہو جائے، تو صرف اتنے ہی عرصہ کے لئے کھلی رہیں گی، کیوں کہ ان دوکانوں کی فروخت زیادہ تر ان ہی مسافروں پر مبنی ہے۔

آوارہ گرد مصری تاجروں کا ننگی تصویریں فروخت کرنا

راستے میں کئی شخص مختلف قسم کا مصری سامان لئے ہوئے پھرتے نظر آئے انہیں جہاں کہیں جب کوئی نووارد مل جاتا ہے تو اس کو اپنے اس سامان کے خریدنے پر بے انتہا مجبور کرتے ہیں اور اگر کوئی مسافر کچھ نہ خریدے تو آخر میں اسے اپنے قریب بلا کر دوسرے سامان کی آڑ میں ننگی تصویریں چھپا چھپا کر دکھلاتے اور کم از کم ان ہی کو بیچنے کی انتہائی کوشش کرتے ہیں۔

یہاں سگریٹ بہت اچھے ملتے ہیں لیکن دقت یہ ہے کہ مسافرین اپنے ساتھ یہاں سے زیادہ تعداد میں دوسرے ممالک کو نہیں لے جاسکتے کیوں کہ کروڑگیری کے قانون کے لحاظ سے ہر شخص کے لئے ایک مقررہ تعداد معین ہے۔

ہم نے جہاز پر پہنچنے کے بعد کھانا کھایا اور پھر اپنے ہی اس جہاز کی روشنی دیکھنے کے لئے نیچے اُترے۔ جو بہت خوبصورت نظر آرہی تھی۔ اور جس میں دوسرے جہازوں کی بہ نسبت زیادہ روشنی کی گئی تھی۔ ہمیں آج تک خود اس جہاز میں سفر کرنے کی وجہ سے، اس کی روشنی دیکھنے کا موقع نہ مل سکا تھا۔

ٹھیک رات کے دس بجے "قاہرہ" سے ریل آئی، جس میں سارے وہ مسافر سوار تھے جو جہاز سے (اس شہر کو دیکھنے کی غرض سے) سوئیز پر اتر گئے تھے۔ ہمارا جہاز پھر ان سب لوگوں کو لیکر تقریباً گیارہ بجے "بحر روم" میں داخل ہوا۔

آج رات میں سردی زیادہ محسوس ہو رہی ہے وقت کے متجاوز ہو جانے کی وجہ سے، ہم اپنے کیبن میں جا کر سو گئے۔

۱۹۔ مئی جمعہ

صبح اٹھتے ہی "پورٹ ہول" سے جب باہر نظر ڈالی تو دیکھا کہ پہلے کی طرح، چاروں

طرف پانی ہی پانی ہے۔ کل لوگوں نے یہ کہا تھا کہ آج اس سمندر میں بہت تلاطم رہے گا،
لیکن ان کی پیشن گوئی کے خلاف وہ اس وقت بالکل سکون کی حالت میں تھا۔ اور سب لوگ
اس پر متعجب ہو رہے تھے۔ ہم تیار ہو کر ڈک پر پہنچے، بارہ بجے تک "لونج" میں میوزک
سنتے رہے۔ اور ($12\frac{1}{2}$) بجے لنچ کھایا۔ اس کے بعد کیبن میں جا کر سوتے رہے، اور چار بجے
تیار ہو کر لونج میں چاء پی اور تھوڑی دیر تک ڈک پر بیٹھے ڈاکٹر کجو صاحب سے "قاہرہ"
کے متعلق دریافت کرتے رہے۔ انہوں نے اس کی بڑی تعریفیں کیں اور ایک پارسی
صاحب نے تو کہا کہ یہ شہر خوب صورتی اور صفائی کے لحاظ سے پیرس کا ایک اچھا نمونہ ہے۔
غرض ان سے باتیں کرنے کے بعد (۷) بجے ہم نے ڈنر کھایا، اور اس کے بعد ایک فلم
"ہارٹ آف میری لینڈ" (Heart of Maryland) دیکھا، جس میں "ڈولورس کاسٹیلو"
(Dolores Costello) نے کام کیا تھا۔ یہ ایک اچھا خاموش فلم تھا۔ سینما کے بعد
تھوڑی دیر تک ڈانس دیکھتے رہے۔

۲۰۔ مئی شنبہ

سردی بڑھتی جارہی ہے، صبح جب اٹھا تو معلوم ہوا کہ سمندر خوب موجوں پر ہے۔
لوگوں نے بھی پہلے ہی سے کہدیا تھا کہ دوران سفر میں یہ سمندر ایک نہ ایک دن ضرور تلاطم
میں رہیگا۔ چنانچہ جہاز اس شدت سے ہل رہا تھا کہ بغیر کسی چیز کے سہارے چلنا پھرنا مشکل تھا۔
اس لئے ہم نے کیبن ہی میں چائے پی۔ میری بیوی کو چکر زیادہ محسوس ہونے کی وجہ سے
چاء کے بعد اوپر ڈک پر نہ آسکیں میں تیار ہو کر اوپر پہنچا، اور تھوڑی دیر تک ڈک چیرس پر
لیٹا رہا لیکن سردی زیادہ محسوس ہونے کی وجہ سے ڈائننگ روم میں آگیا۔
یہاں پہنچنے کے بعد طبیعت یکایک خراب ہونے لگی، اسی اثناء میں وہ بھی آگئیں،
کوئی گھنٹہ بھر بعد متلی اور خفیف سا چکر محسوس ہونے لگا، رفتہ رفتہ میری حالت اور خراب

ہوتی گئی ، بڑی مشکل سے کیبن کو پہنچا، یہاں آتے ہی دو دفعہ قے ہوئی ، جس کے بعد طبیعت کو افاقہ ہوا - لیکن دن تمام بستر ہی پر پڑا رہا - میری بیوی کی بھی میری طرح حالت خراب رہی ہم نے "اسٹیورڈ" کے مشورہ سے کچھ نرم غذائیں وغیرہ منگوا کر کھائیں - جب شام کو طبیعت اور سنبھلی تو رات کا کھانا کیبن ہی میں کھایا۔

دریائی سفر کی بیماری کا علاج

"سی سکنس" (Sea sickness) میں میں نے ایک عجیب بات یہ دیکھی کہ، جب انسان کو قے ہو جاتی ہے اور طبیعت صاف ہو جاتی ہے تو فوراً اشتہا معلوم ہونے لگتی ہے حالانکہ دوسرے موقعوں پر جب کبھی قے ہوتی ہے تو طبیعت پر بے انتہا پستی چھا جاتی ہے اور بھوک وغیرہ نہیں لگتی - برخلاف اس کے اس سمندری سفر کی وجہ سے جو استفراغ وغیرہ ہوتا ہے، اس میں صرف ایک عارضی عارضہ طبیعت پر غلبہ پا لیتا، یا مزاج میں ہیجان پیدا کر دیتا ہے - جب وہ نکل جاتا ہے تو لازمی طور پر طبیعت سنبھل جاتی ہے - اس لئے جب بحالت سفر اس طرح قے وغیرہ ہو جائے اور بھوک لگے، تو میرے تجربہ کی بنا، پر ایسے آدمی کو کچھ نہ کچھ کھا لینا چاہیئے ، ورنہ بھوک کی شدت اور خلوئے معدے سے طبیعت خراب ہوتی جائے گی اور ضعف بھی بڑھتا جائے گا - چونکہ یہ کوئی بیماری نہیں ہے ، اس لئے کھا لینے سے مزاج بہت جلد سنبھل جاتا ہے۔

جب دریا کو سکون ہو گیا ، تو طبیعت فوراً سنبھل گئی حالانکہ میں دن تمام اپنے بستر سے بھی نہ اُٹھ سکتا تھا - اس لئے کھانے کے بعد ہم سب اوپر پہنچے ، اور تھوڑی دیر تک میوزک سننے کے بعد ڈانس دیکھتے رہے - اس وقت کچھ فاصلے پر دریا کی سیدھی جانب سے روشنی نظر آنے لگی، معلوم ہوا کہ یہ "اٹلی" کی سرزمین ہے اور بائیں جانب سے "جزیرۂ مسینا" کی بھی روشنی دکھائی دے رہی تھی اور میلوں تک اس روشنی کا سلسلہ جاری تھا - اس

وقت ہمارا جہاز ان دونوں کے بیچ میں سے گذر رہا تھا۔

جہاز کا ٹیڑھا ہوجانا

کچھ آگے چل کر جب جہاز سیدھی جانب کو مڑا، تو معلوم نہیں، ہوا کے جھونکے سے یا اور کسی سبب سے، اتنا ٹیڑھا ہوگیا کہ ڈانس کرنے والے پھسل کر ایک طرف کونے سے جا لگے، اور جو لوگ کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے، اُنہیں بھی مضبوطی سے کرسیوں وغیرہ کو تھام لینا پڑا لیکن ایک دو ہی سکنڈ میں پھر سیدھا ہوگیا۔

آج کے مرحلے میں، ہماری پارٹی میں ہادی اور والدہ صاحبہ کا مزاج ٹھیک رہا۔ ہادی نے کہا کہ آج لنچ پر بہت کم لوگ آئے تھے۔

کپتان جہاز کی جانب سے مسافروں کو وداعی ڈنر

رات میں جہاز کے کپتان کی طرف سے مسافروں کو ایک وداعی ڈنر دیا گیا، جس میں لوگوں کو پینے کے لئے "شامپین" بھی مفت دی گئی۔

بہت دیر تک بیٹھے، اُس نظر آنے والی روشنی کا تماشا دیکھتے رہے، جب طبیعت اُکتا گئی تو کیبن میں جاکر سو گئے۔

۲۱-مئی یکشنبہ

وسوویس کوہ آتش فشاں

صبح جب تیار ہوکر ڈک پر پہنچا، تو دور سے نیپلس کی پہاڑیاں نظر آنے لگیں، رفتہ رفتہ ہم اس کے قریب ہوتے گئے یہاں تک کہ ہمارا جہاز ٹھیک (۸) بجے اس کے ساحل سے جالگا یہاں سے "وسوویس کوہ آتش فشاں" جسکی چوٹی سے کچھ دھواں، نکل رہا تھا، دکھائی دینے لگا۔ یہ وہی آتش فشاں پہاڑ ہے، جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی پہلے، پام پی، (Pompei) جیسے متمدن و معمور شہر کو، اپنے "لاوے" سے ایک آن واحد میں ڈھانک دیا

تھا - پہلے ہی سے اس شہر کے دیکھنے کا انتظام کر لیا گیا تھا - چنانچہ ہم ناشتے کے بعد یہاں اُترے، اور ایک ٹکسی میں سوار ہو کر، بڑی سڑکوں سے ہوتے ہوئے (جو اینٹوں کی بنی ہوی تھیں) شہر سے باہر نکلے - نیپلس کی آبادی کا زیادہ تر حصہ پہاڑوں پر آباد ہے - شہر کی بعض سڑکیں نہایت خستہ حالت میں ہیں، آج اتوار ہونے کی وجہ سے تمام دوکانیں بند تھیں - تاہم اچھی خاصی چہل پہل نظر آرہی تھی۔

نیپلس کی ایک خوبصورت سڑک

ہم ایک ایسی سڑک کو عبور کر رہے تھے، جس کی خوبصورتی کو بیان کرنا امکان سے باہر ہے اس کے دونوں جانب نہایت خوش نما باغ، مکانات، اور میلوں تک انگور کے تختے لگائے گئے ہیں، جن سے شراب بنائی جاتی ہے - یہاں کی زمین میں "لاوا" ملا ہوا ہے، جو انگور کی کاشت کے لئے ایک بہترین کھاد کا کام دیتا ہے، اس لئے اس سرزمین میں اس کی بکثرت کاشت کی جاتی ہے۔

یہ سڑک ڈانبر کی بنی ہوی ہے، جو بالکل مسطح اور بڑی دور تک سیدھی چلی گئی ہے، ہمارا ڈرائیور کوئی (٦٠) میل کی رفتار سے موٹر چلا رہا تھا - راستے میں اس نے ایک دو مقامات پر پولیس افسروں کو سرخ رنگ کی چٹھیاں دکھلائیں، غالباً یہ اس نئی سڑک پر سے گزارنے کا پاس ہوگا۔

اٹلی والوں کا شوق موٹردانی

اٹلی میں لوگوں کو موٹر تیز چلانے کا، بے انتہا شوق ہے - چنانچہ ہم راستے پر سے جب گزر رہے تھے کہ اس اثنا میں، ہمارے بازو سے ایک دوسری موٹر اس تیزی کے ساتھ نکلی کہ دیکھتے دیکھتے نظروں سے غائب ہوگئی میں نے ڈرائیور سے اس کی رفتار دریافت کی، تو اس نے کہا کہ کم از کم یہ گھنٹے میں (١٠٠) میل، کی رفتار سے جارہی ہوگی۔

پام پی

ہم کوئی آدہ گھنٹہ میں "پام پی" پہنچے۔شہر کے دروازے کے قریب ایک ہوٹل اور کیفے ہے، جہاں ہم نے اس شہر کی اوراس کے برآمد شدہ قدیم اشیاء کی تصویریں خریدیں۔ اس عرصہ میں جہاز کے چند اور مسافر بھی پہنچ گئے۔ ہم سب نے مل کر ایک گائیڈ مقرر کیا، جو انگریزی جانتا تھا۔ شہر میں داخل ہوتے ہی ہمارے گائیڈ نے سبھوں کے سامنے اس شہر کی مختصر تاریخ بیان کی ۔

پہلے ہم ایک ایسے میوزیم میں پہنچے، جہاں اس شہر کی بہت سی برآمد شدہ قدیم اشیاء، زیورات، ظروف اور اسکی تباہی کے زمانے کے کئی انسانی ڈہانچے رکھے گئے تھے ان میں سے چند ایسے تھے، جن کے دیکھنے سے یہ پتہ چلتا تھا کہ غالباً ان لوگوں کو "لاوے" سے بچ کر نکلنے کا کوئی موقع نہ ملا ہوگا، اس لئے وہ اپنی جگھوں پر ہی بے جان ہوگئے۔ ان چیزوں کے علاوہ اور سیکڑوں قدیم چیزیں رکھی ہوی تھیں ۔

عجائب خانے سے نکل کر ہم اس اُجڑے ہوے شہر کے گلی کوچوں میں چکر لگاتے ہوے ایک ایسے کھلے مقام پر پہنچے جو شہر کے وسط میں واقع تھا۔ اور جہاں کھیل تماشے اور عام جلسے ہوا کرتے تھے۔ اس حصہ میں اس شہر کو کھود نکالنے والے کا بھی مجسمہ نصب تھا۔ یہاں ایک اُجڑا ہوا ٹاون ہال بھی نظر آیا اور ایک ویران قیدخانہ بھی دیکھا، جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جب کوہ آتش فشاں پھوٹ پڑا، تو بے چارے قیدیوں کو کسی نے بھی ایسے موقع پر رہا نہیں کیا۔ چنانچہ وہ اسی طرح جل کر مر گئے۔ شہر کی گلیوں میں پرانے زمانے کی گاڑیوں یعنی "رومن چیریٹ" (Roman Chariots) کے چلنے سے پتھر کی سڑکوں پر جو نالیاں پڑ گئی تھیں۔ وہ ابھی تک باقی ہیں۔

تھیٹر آف ٹریجڈیز

اس کے بعد ہم اُس مقام پر پہنچے، جسے "تھیٹر آف ٹریجڈیز" (Theatre of tragedies) کہتے ہیں، جو زیر سماں واقع ہے۔ اس میں آج کل کے تھیٹروں کی طرح درجہ خاص اسٹیج کے قریب اور درجہ عام سب سے آخری حصہ میں رکھا گیا ہے۔ اور سب درجوں کی نشستیں پتھر کی بنائی گئی ہیں ہادی جو پیچھے رہ گئے تھے، اُن سے معلوم ہوا کہ "ہالی وڈ" کا ایک مشہور اداکار "رانلڈ کول من" (Ronald Colman) بھی اس شہر کو دیکھنے کی غرض سے آیا ہوا ہے۔
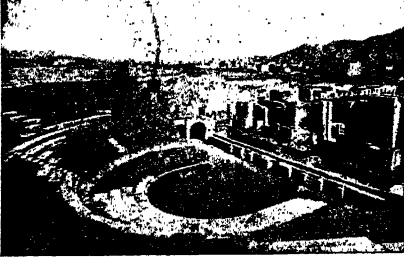
شہر پامپی کا تھیٹر آف ٹریجڈیز

ایک عجیب قصہ

ہم اس شہر کا تماشا دیکھتے ہوئے آگے بڑھ گئے تھے۔ اور والدہ صاحبہ چونکہ چلتے چلتے تھک گئی تھیں اس لئے اُس وسطی حصے میں ٹھیر گئیں، اور ہادی بھی ٹھیر گئے۔ والدہ صاحبہ کے ساتھ ایک سیاہ رنگ کی چھوکری بھی تھی۔ جو بالکل ہندوستانی لباس میں ملبوس تھی، اور جسکے جسم پر ہندوستانی زیور وغیرہ بھی تھا۔ یہاں کے باشندوں کو یہ خادمہ اُن کی تہذیب و تمدن کے لحاظ سے عجیب وغریب معلوم ہو رہی تھی۔ اس لئے اس کو دیکھنے کے لئے چاروں طرف سے جمع ہو گئے، اور اس بے چاری کو ایک تماشا بنا لیا۔ ہر شخص اسے تعجب کی نگاہ سے دیکھتا، کوئی تو زیوروں کو ہاتھ لگاتا، کوئی اس کی چوڑیوں کو دیکھتا تھا۔ ان کی حیرت صرف اسی پر ختم نہیں ہوئی، بلکہ ان لوگوں نے آگے بڑھ بڑھ کر اسکی تصویریں لیں، اور انتہا یہ ہے کہ خود "رانلڈ کول من" جیسے ایکٹر نے بھی اس کی تصویر لی۔

اس کے بالکل سیاہ رنگ ہونے کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کے لئے ایک اچنبا ہو گیا، چنانچہ اسکے اس کالے رنگ کو ہاتھ لگا لگا کر، اور رگڑ رگڑ کر دیکھ رہے تھے۔ پھر ہندوستان کا

خاص قسم کا لباس بھی پہنے ہوئے تھی - جب واپس ہوئے تو ہم نے اس چھوکری کو ایک مجمع میں گھرا ہوا دیکھا - بالآخر ہادی کے چند پولیس والوں کو کچھ انعام دینے پر، ان کی مدد سے اس مہذب مجمع سے نجات ملی ۔

اس شہر کے اکثر مکانوں میں ہم نے ننگی تصویریں بھی دیکھیں جن سے اس شہر کے باشندوں کی عیاشی کا پتہ چل رہا تھا - ہم جہاں کہیں شہر میں گھومتے تھے تو ہمارے ہمراہ لوگوں کا ایک کثیر مجمع ساتھ ساتھ چلتا تھا - ہمارے جہاز کے اکثر مسافر "وے سووی یس" یعنی کوہ آتش فشاں دیکھنے گئے - لیکن ہم نے اس کو واپسی کے لئے چھوڑ دیا، اور اس کے بجائے شہر "پام پی" دیکھتے رہے ۔

نیپلس

پھر یہاں سے نکل کر نیپلس پہنچے - شہر کی بڑی بڑی سڑکوں پر چکر لگاتے رہے، اور بادشاہ کا محل بھی دیکھا - جس کے سامنے ایک گرجا بنایا گیا ہے یہاں ہر اتوار کو دن کے بارہ بجے بھی نماز ہوتی ہے - چنانچہ آج اتوار ہونے کی وجہ سے اس کے صحن میں ہزاروں آدمی نظر آئے چونکہ ہمارا جہاز دو بجے یہاں سے روانہ ہونے والا تھا، اس لئے ہم ایک بجے تک جہاز پر واپس آگئے - اور آتے ہی لنچ سے فارغ ہوئے - ہمیں اس وقت کے کھانے پر "ڈاکٹر کجو" کو دیکھ کر اس لئے حیرت ہوئی کہ انہوں نے ہم سے یہاں اُتر جانے کا خیال ظاہر کیا تھا - دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اپنے اُس ارادے کو وہ فسخ کر چکے ہیں - اور "جینوا" پر اُتر جائیں گے ۔

کھانے کے بعد ہم سب اپنے اپنے کیبن کو چلے گئے، آج جس قدر اطالوی مرد اور عورتیں نظر آئیں ان کا رنگ انگریزوں کی طرح سپیدی و سرخی مائل نہ تھا - بلکہ ان کی صورتوں میں زردی کی جھلک نمودار تھی - غالباً یہاں کے موسم میں اس بات کا اثر ہے، چنانچہ یہاں کی

دھوپ میں بھی بڑی تیزی ہوتی ہے۔

آج ہز ہائی نس راجہ صاحب "باریا" نے میرے یہاں کچھ سیویاں اور پاپڑ وغیرہ بھجوائے اور اس کے ساتھ ایک خط بھی ملا، جس پر اُن کے "کامپلیمنٹس" (compliments) درج تھے۔ میں نے خط کے ذریعہ اُن کا شکریہ ادا کیا۔ ٹھیک دو بجے ہمارا جہاز "نیپلس" سے "جنیوا" کی طرف روانہ ہوا۔ مسافروں میں اکثر لوگ یہاں اُترے جن میں ٹھاکر صاحب آمود بھی شامل تھے۔ جہاز کی روانگی کے وقت ہم ڈک پر ہی کھڑے ہوئے شہر اور اسکے پہاڑوں کے خوش گوار مناظر سے لطف اُٹھاتے رہے۔ اس کے بعد تھوڑی دیر کیبن میں آرام لے کر چار بجے لونج میں چا پی، اور ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب سے گفتگو کرتے رہے، یہاں سے نکل کر اسپورٹ ڈک پر پہنچے، ڈک ٹینس اور دوسرے کھیلوں میں مشغول رہے۔ ہوا میں بے انتہا سردی تھی، اس لئے نیچے کیبن چلے آئے، اور سامان وغیرہ باندھنے کا حکم دیا۔ چونکہ کل صبح ہمارا جہاز "جنیوا" پہنچنے والا ہے۔ اس دوران میں بہت سے جہاز گزرتے ہوئے نظر آئے۔

اٹلی کی پولیس کا یونیفارم

ہمیں اٹلی کی پولیس کا "یونی فارم" بہت پسند آیا، ان کی وردی ہرے رنگ کی ہوتی ہے، اور یہ لوگ اس ڈریس پر آرچر کے وضع کی ٹوپی بھی ہری ہی استعمال کرتے ہیں، جس میں ایک پر لگا رہتا ہے۔

وقت مقررہ پر ہم نے کپڑے پہنے اور ڈائننگ روم میں جاکر کھانا کھایا۔ آج (۸) بجے ہم ڈنر کے لئے جس وقت بیٹھ رہے تھے اس وقت تک آفتاب غروب نہیں ہوا تھا۔ کھانے کے بعد پولینڈ کے سفیر مقیم بمبئی سے، اور فرانس کی فلم کمپنی کی ایک ایکٹرس اور اس کے منیجر سے ملاقات ہوئی۔ اس ایکٹرس نے ہمیں پیرس آنے پر، اپنی فلم کمپنی کو دیکھنے

کی دعوت دی ہے - کھانے کے بعد تھوڑی دیر تک ڈانس دیکھتے رہے - آج سینما کا اشتہار شائع تو ہو چکا تھا، لیکن مشین کے بگڑ جانے کی وجہ سے کھیل نہ ہو سکا ڈانس دیکھ کر تقریباً ($11\frac{1}{2}$) بجے کیبن آئے، اور سامان وغیرہ بند ھوا کر سو گئے۔

۲۲ - مئی دو شنبہ

جنووا

صبح جلد اٹھا، اور ہم سب تیار ہو کر ڈک پر پہنچے - دور ہی سے جنیوا، اور اس کی پہاڑیاں بہت خوب صورت دکھائی دے رہی تھیں - شہر کی وضع بالکل نیپلس سے ملتی جلتی ہے کیوں کہ اس شہر کی آبادی کا بھی بہت بڑا حصہ پہاڑوں پر واقع ہے - پہلے ہی سے "پرسر" کے ذریعہ ریل کے انتظامات کی تکمیل کر لی گئی تھی - اور ہمارے لئے چار "سلیپرس[۵]" محفوظ کرالئے تھے ہمارا جہاز "جنیوا" کی بندرگاہ میں داخل ہوا، اور ساحل کے قریب ہوتے ہی شہر کے ٹیلیفون سے اس کا ٹیلیفون ملا دیا گیا - تاکہ ہر ایک مسافر ضرورت پر اپنے عزیز و اقارب سے (جو دور، دراز ملکوں میں رہتے ہوں) بات چیت کر سکے - چنانچہ ہم نے دیکھا کہ ایک جرمن خاتون اپنے شوہر سے "برلن" سے بات کر رہی تھیں - اس وقت ہمیں یہاں دو بڑے جہاز کھڑے ہوئے نظر آئے، جو امریکہ جا رہے تھے، ایک کا نام "ریکس" (Rex) اور دوسرے کا "کانٹی سوائے" (Conte Savoi) تھا یہ دونوں اٹالین کمپنی کے ہیں، ان میں سے صرف "ریکس" کا وزن (۴۶) ہزار ٹن تھا - ہم نے اپنی عمر میں اب تک اتنا بڑا جہاز کسی مقام پر بھی نہیں دیکھا - یہ اس قدر بڑا تھا کہ جسے دیکھنے سے وحشت ہو رہی تھی - اور ہمارا جہاز "وکٹوریہ" ان کے مقابلہ میں ایک چھوٹی سی کشتی نظر آ رہا تھا۔

---

۵ "سلیپر"، ریل کے ڈبے کے اس کمرے کو کہتے ھیں جس میں سونے کے لئے بستر وغیرہ مہیا رہتا ھے، اور یہ کمرہ بالکل پرائیوٹ حیثیت رکھتا ھے - ۱۲

کوک کے آدمی کے آنے پر، ہمارا سارا سامان اس کے تفویض کر دیا گیا، اور اس کے بعد پاسپورٹ دکھاتے ہوئے جہاز سے نیچے اترے تو کروڑگیری کے دفتر والوں نے ہمارے سامان کے دو تین صندوقوں کو سرسری طور پر دیکھا جس کو موٹر لاری کے ذریعہ، کوک کے دوسرے آدمی کے ہمراہ اسٹیشن بھیج دیا گیا۔ تاکہ وہ اسے تلوا کر، اور اس کی رقم ادا کر کے رسید حاصل کر لے۔

چوں کہ ہماری ریل گیارہ بج کر (۲۵) منٹ پر نکلنے والی تھی، اور اس وقت ($9\frac{1}{2}$) ساڑھے نو بج رہے تھے، اس لئے ہم "کوک" کے گائیڈ کے ہمراہ، دو موٹروں میں سوار ہو کر شہر دیکھنے کی غرض سے باہر نکلے۔ اور نہایت اطمینان کے ساتھ سارا شہر پھر کر دیکھا، اور ایک ایسی دوکان پر پہنچے جہاں چاندی کا سامان تیار ہو رہا تھا۔ اس قسم کا سامان ہمارے یہاں "حیدرآباد" کے ضلع "کریم نگر" میں بھی تیار ہوتا ہے صرف ان دونوں میں صفائی اور نزاکت ہی ایک مابہ الامتیاز چیز ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جو مشنری و آلات یورپ والوں کو حاصل ہیں، وہ بے چارے کریم نگر والوں کو کہاں نصیب؟ اس کے بعد ایک بوٹ ہاؤس جا کر شوز وغیرہ خریدا۔ اور (۱۱) گیارہ بجے اسٹیشن واپس لوٹ کر۔ اپنے "سلیپرس" میں آرام لیا۔

آدھ گھنٹہ بعد یہاں سے ریل روانہ ہوئی۔ جو برقی قوت سے چل رہی تھی۔ جس کی رفتار بھی بے انتہا تیز تھی۔ تھوڑی دیر میں آبادی کو عبور کرتے ہی، دونوں طرف ایسے سبزہ زاروں اور کھیتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا، جو باغ کے مانند تھے۔ اور جن میں رنگ برنگ کے پھول اور پھل دکھائی دے رہے تھے۔ ان مناظر کو دونوں جانب کے بڑے بڑے پہاڑوں کے سلسلے نے اور بھی پر لطف بنا دیا تھا۔ جن کی چوٹیوں کی برف عجب ہی سماں پیش کر رہی تھی۔ اس منظر کو دیکھ کر ہمیں "اوٹی" یاد آنے۔ لگی لیکن اوٹی کے پہاڑوں پر برف نہیں جمی رہتی۔

ہوا بڑی سرد چل رہی تھی، ساڑھے بارہ بجے ہم نے "ڈائننگ کار" میں لنچ کھایا۔ اور اس کے بعد اپنے کمروں کو واپس ہوگئے۔ جہاں نیند کے غلبے نے ہمیں بہت جلد سلا دیا۔ دو گھنٹہ تک آرام لے کر ساڑھے تین بجے اٹھے اور تیار ہو کر "ڈائننگ کار" میں چاء پی۔ ہماری ریل کا نام "یوروپین بوٹ اسپیشل" ہے۔ اس کی رفتار تو ہندوستان کی ریلوں سے بہت زیادہ ہے، لیکن ڈبے ہندوستانی براڈ گیج (Broad gauge) کی طرح کشادہ نہیں۔ چاء کے بعد شام تک اس خوش گوار منظر کا لطف اٹھاتے رہے۔

دنیا کا سب سے بڑا بھنوادہ

اور کوئی (٦) بجے کے قریب ہمیں راستے میں ایک ٹنل (tunnel بھنوارہ) ملا جس کا نام "سانپ لان" (Simplon) ہے جس میں سے ریل کو گذرنے کے لئے (٢٠) منٹ درکار ہوتے ہیں اور یہ دنیا میں سب سے بڑا بھنوارہ سمجھا جاتا ہے۔ اس سے نکلتے ہی ایک اسٹیشن ملا، جو اٹلی اور فرانس کی سرحد پر واقع ہے۔ جس کا نام "میڈون" (Madonne) ہے اس اسٹیشن پر ریل آدھ گھنٹہ تک ٹھیری رہی۔ یہاں پولیس والوں نے پاسپورٹ کا، اور کروڑ گیری والوں نے سامان کا معائنہ کیا۔ اس کے بعد گاڑی آگے روانہ ہوگئی۔ یہاں کے پہاڑ "اٹالین آلپس" کہلائے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ نپولین ان ہی پہاڑوں پر سے اپنی ساری فوج کو لے کر "اٹلی" میں داخل ہوا تھا۔ ان پہاڑوں کو دیکھ کر اُس شہنشاہ فرانس کی اولوالعزمی اور بہادری کا پتہ چلتا ہے۔

ہم نے (٧) بجے ڈنر کھایا۔ آج ساڑھے آٹھ پر بھی کافی روشنی تھی۔ راستہ میں ایک اور اسٹیشن ملا جس کا نام "ایکس لے بان" (Aix Le Bains) تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس مقام پر "جنگ عظیم" میں بڑے زور کی لڑائی ہوئی تھی۔ رات ہونے کی وجہ سے یہاں کی آبادی وغیرہ نظر نہ آسکی۔ یہاں دس منٹ کے لئے گاڑی رکی، اور پھر آگے روانہ ہوگئی۔ انشاء اللہ

صبح چھ بجے تک "پیرس" پہنچ جائیں گے - ہم سب تقریباً (۱۱) بجے سو گئے۔

۲- مئی سہ شنبہ

پیرس

ٹھیک صبح (۶) بجے ہماری گاڑی "پیرس" پہنچی یہاں ہم نے چاء پی - چونکہ اس اسٹیشن پر ریل ایک گھنٹہ تک ٹھہرنے والی تھی - اس لئے ہادی گاڑی سے اُترے، اور کک کے آفس کو گئے کیوں کہ "جنووا" میں "ٹامس کک" کے آدمی نے غلطی سے ہمارا ایک صندوق بجائے لندن کے پیرس بھیج دیا تھا - انہوں نے وہاں جاکر اس غلطی کی اصلاح کرائی - اس اسٹیشن کا نام "سنٹرل اسٹیشن" ہے - پچاس منٹ تک ہماری گاڑی یہیں ٹھیری رہی - ہادی ریل کے روانہ ہونے کے پانچ منٹ قبل ہی تمام انتظامات کی تکمیل کرکے واپس ہو گئے۔

کیلے

ریل بغیر کسی جگہ ٹھیرے، ساڑھے گیارہ بجے "کیلے" (Calais) پہنچی کیلے سے قبل ہم ایک اور شہر پر سے گذرے جس کا نام بولون (Bolougne) تھا، راستہ کے دونوں جانب کے سبزہ زار اور کھیت آنکھوں کو فرحت بخش رہے تھے - اس کے ساتھ ساتھ دھوپ بھی بڑی تیزی سے چمک رہی تھی۔

فرانس کے کسانوں کے خوبصورت مکان

فرانس کے کسانوں کے مکانوں کو دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی کہ یہاں کے غریبوں میں بھی کس قدر نفاست پسندی اور سلیقہ موجود ہے - ان لوگوں کے یہ مکان چھوٹے چھوٹے اور بہت خوبصورت تھے - جن کے سامنے پھولوں اور پھلوں کا ایک چھوٹا سا خوشنما باغ بھی لگا ہوا تھا - اور ان کے پچھلے حصوں کے احاطوں میں مرغیاں بکثرت نظر آرہی تھیں۔

رودبار انگلستان

"کیلے" پہنچنے کے بعد ہم اپنا پاسپورٹ دکھلاتے ہوے ایک چھوٹے سے جہاز پر سوار ہوے، جس کے ذریعے سے "رودبار انگلستان" کو عبور کیا۔ اس کے متعلق یہ سنا تھا کہ یہ اکثر متموج رہتا ہے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ آج ایک چھوٹے سے تالاب کی طرح سکون کی حالت میں ہے۔ اس وقت کہر بکثرت پڑ رہا تھا، اور سردی بھی اس شدت کی تھی کہ ڈک پر کھڑا ہونا دشوار ہو رہا تھا۔ الغرض کوئی گھنٹہ بھر میں ہمارا جہاز "ڈوور" پہنچا۔

ڈوور

جو انگلستان کی ایک بندرگاہ ہے۔ یہاں اُترنے کے بعد، مسافروں کے دو حصے کئے گئے ایک برطانوی ممالک کی رعایاء کا، اور دوسرا غیر ممالک کے لوگوں کا۔ ان ہر دو گروہ کے پاسپورٹ دیکھنے کے لئے دو شخص علحدہ علحدہ مقرر تھے۔ ہم نے اپنا پاسپورٹ دکھلانے کے بعد، کروڑ گیری والوں کو سامان کا معائنہ کرایا۔ ان لوگوں نے بغیر معائنہ ہی کے سامان چھوڑ دیا۔ اور علی العموم یہ لوگ برطانوی رعایاء کے ساتھ بڑی رعایت سے پیش آتے ہیں، اور غیر ممالک کے لوگوں کے سامان کی زیادہ جانچ پڑتال کیا کرتے ہیں۔

اس کے بعد اُس ریل میں سوار ہوے جو لندن جانیوالی تھی "پل من کار" (Pullmancar) میں پہنچ کر بیٹھ گئے جس کے ٹکٹ آج کل "چینل" (Channel) کے جہاز ہی پر فروخت ہوا کرتے ہیں۔ پہلے یہ قاعدہ تھا کہ مسافرین "ڈوور" پہنچ کر اس ریل کے ٹکٹ خریدتے، جس کی وجہ سے بڑی کش مکش کا سامنا ہوا کرتا تھا۔ اور اکثر اوقات ٹکٹ لینے تک گاڑی روانہ ہو جایا کرتی تھی۔ لیکن اب چند ہی روز ہوے کہ مسافروں کی سہولت کی خاطر اس ریل

کے ٹکٹ، جہاز پر ہی فروخت کئے جانے لگے ہیں - اور تقریباً گھنٹے بھر میں سارے مسافر بہ آسانی ٹکٹ خرید لے سکتے ہیں۔

ہمارے لئے چار کرسیوں کا ایک کمرہ لیا گیا تھا، ہم نے اپنا سارا اسباب "ٹامس کک" والے کے ذریعے ریل میں رکھوا دیا - اور ایک بجے "ڈوور" سے روانہ ہوے - راستہ کا منظر تقریباً فرانس کے مناظر سے ملتا جلتا تھا - جس کا ذکر اوپر کیا جاچکا ہے۔

لندن کا وکٹوریہ اسٹیشن

ہماری گاڑی یہاں سے نکل کر سیدھے ساڑھے تین بجے لندن کے "وکٹوریہ اسٹیشن" پر پہنچی - یہاں ہز ہائی نس خیر پور، کیپٹن برکیٹ (جو ولی عہد خیر پور کے کنٹرولر ہیں) اور ان کی بیوی - کرنل اور مسنر پیٹرسن (جو انڈیا آفس کے ہیں)، کیپٹن "الن سن" (جو ٹامس کک کے آدمی ہیں، اور جن سے ہندوستانی متمولین و والیان ریاست کے سفر کا انتظام متعلق ہے) وغیرہ موجود تھے - ان لوگوں کے ملنے کے بعد ہم ولی عہد خیر پور کی نئی "رولز رائیس" میں سوار ہو کر، ہز ہائی نس کے ساتھ "میفیر ہوٹل" پہنچے ولی عہد اور میری ہمشیرہ کسی ضروری کام کی وجہ سے لندن نہ آسکیں - وہ آج کل "برائیٹن" میں مقیم ہیں - ان کے بجائے خود ہز ہائی نس تشریف لائیں - ہوٹل کے جانب سے بھی ہمارے لئے ایک موٹر آئی تھی - اس میں ہادی اور کیپٹن برکیٹ وغیرہ سوار ہو گئے اور کچھ سامان رکھوا کر ہوٹل پہنچے - بقیہ سامان ایک "رولز رائیس" لاری میں رکھ کر ہوٹل پہنچایا گیا۔

میفیر ہوٹل

ہندوستان ہی میں ہم نے اس ہوٹل میں اپنے قیام کا انتظام کر لیا تھا - اور اکثروں سے اسکی تعریف بھی سنی تھی - اسلئے پہلے ہی سے یہیں ٹھیرنے کا مصمم ارادہ کر لیا گیا تھا - یہ ہوٹل یہاں کی

بڑی ہوٹلوں میں شمار کی جاتی ہے اور "پکیڈیلی اسٹریٹ" (Piccadilly Street)

پکیڈیلی اسٹریٹ (لندن)

کے قریب "بارکلے اسٹریٹ" (Berkeley Street) پر واقع ہے - اور اسی سے ملحق "ٹامس کک" کا بھی آفس ہے - ہوٹل پہنچ کر ہم نے اپنے کمرے دیکھے، جو بہت پسند آے - ہزہائی نس خیرپور، کیپٹن اور مسنر برکیٹ کو ساتھ لے کر اپنے ہی کمروں میں چاے پی -

ہزہائی نس ہمیں اسی وقت برائیٹن چلنے کے لئے بے انتہا مجبور کر رہی تھیں، چونکہ ہم سب سفر کی وجہ سے تھکے ہوے تھے، اس لئے معافی چاہی، اور دوسرے دن آنے کا وعدہ کرلیا- اور والدہ صاحبہ کو انکے ہمراہ برائیٹن بھیجدیا - جو یہاں سے تقریباً (۵۰) میل کے فاصلہ پر ہے -

ان سب کے جانے کے بعد، ہم نے اپنے سامان وغیرہ کو ترتیب دیا، اور منہ ہاتھ دھو کر تھوڑی دیر تک آرام کرتے رہے - اس دوران میں "برائیٹن" کو ٹیلیفون کرکے ہمشیرہ اور ولی عہد خیرپور سے بات کی - انہوں نے ہمارے یہاں آنے پر اپنی خوشی کا اظہار کیا-

(۷) بجے کپڑے بدل کر "کارلٹن" (Carlton) سینما پہنچے، اور یہاں مارس شیوالیر (Maurice Chevalier) کا ایک نیا فلم دیکھا جس کا نام (Bedtime Story) تھا اس میں خود اسکے علاوہ "ہیلن ٹول ٹریز" (Helen Twelve trees) نے بھی کام کیا تھا- کھیل نہایت پر مذاق تھا، اور ہمیں بہت پسند آیا - انٹرول (وقفہ) میں اسٹیج پر کچھ رقص و سرود بھی ہوتا رہا-

لندن کا شفیع رسٹورنٹ

آج شام میں یہاں کافی حبس اور گرمی محسوس ہو رہی تھی - سینما کے بعد ٹہلتے ہوئے ہم "شفیع" کے ہندوستانی رسٹورنٹ میں پہنچے - یہ رسٹورنٹ ہمیشہ ہندوستانیوں سے بھرا رہتا ہے- اور یہاں کے کھانے حیدر آباد کے کھانوں سے ایک حد تک ملتے جلتے ہیں البتہ سالن میں مرچ بالکل کم ہوتی ہے- آج کئی روز کے بعد ہندوستانی کھانا میسر آیا تھا اس لئے ہم نے خوب دل بھر کر کھایا- یہاں مختلف قسم کے سالن ، چٹنیاں ، پاپڑ، سیخ کے کباب ، پراٹے ہندوستانی مٹھائی ، اور کئی قسم کی چیزیں مل سکتی ہیں -

لندن کا شفیع رسٹورنٹ (جیرا ڈاسٹریٹ)

پکیڈیلی سرکس اور زمین دوز ریلوے اسٹیشن

کھانے سے فارغ ہو کر "پکیڈیلی سرکس" پہنچے - یہ وہ مقام ہے جہاں کئی راستے آکر ایک جگہ ملتے ہیں - بیچ میں ایک چھوٹا سا حوض ہے جس پر "ایرس" (Eros) کا ایک اسٹیچو نصب کیا گیا ہے یہاں کا ایک زمین دوز ریلوے اسٹیشن لندن کے سب اسٹیشنوں سے بڑا ہے - اور جس میں ہر قسم کی دوکانیں وغیرہ بھی لگائی گئی ہیں -

اسٹیشن کی دوڑتی ہوئی سیڑھیاں

اس اسٹیشن میں دوڑتی ہوی سیڑھیاں بھی بنائی گئی ہیں جن کے ذریعہ مسافر اُترا کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے آمدورفت میں بڑی سہولت پیدا ہو گئی ہے ان سیڑھیوں سے اترتے وقت ذرا احتیاط اور سمجھ سے کام لینا پڑتا ہے۔ ورنہ گر جانے کا اندیشہ ہے۔ انہیں انگریزی میں "اسکیلیٹرس (Escalators) کہتے ہیں۔ چنانچہ ہم ان کے ذریعہ "ٹیوب" (tube) اسٹیشن کے پلاٹ فارم پر پہنچے اور ٹکٹ لے کر زیر زمین (underground) ریلوے میں سوار ہو گئے' راستے میں کئی مقامات پر ٹہیرتے ہوے' تھوڑے ہی عرصہ میں "ہوبن پارک" (Holborn Park) پہنچے۔ اوپر آ کر ٹکسی لی' اور بڑی دیر میں ہوٹل لوٹے۔ ہم نے سنا کہ اس ریل کی رفتار کم از کم (۵۰) یا (۶۰) میل فی گھنٹہ ہے ہماری ہوٹل میں ایک مشہور "ڈانس آرکسٹرا" بجتا ہے جس کا نام "ایمبروز" (Ambrose) ہے' اور جس کے گراما فون ریکارڈ بھی تیار ہوتے ہیں۔

ہوٹل واپس ہونے کے بعد (۱۰½) بجے سو گئے۔

باب دوم

لندن، پیرس، اور جنوبی فرانس کی سیاحت

(۲۴- مئی سے ۹- جولائی تک)

۲۴- مئی چہارشنبہ

صبح اُٹھا تو پیٹ میں درد محسوس ہو رہا تھا غالباً رات کو ہندوستانی کھانا کھانے کی وجہ سے ہوا ہوگا- اس لئے صبح کا ناشتہ بھی نہ کیا- اس اثناء میں "برائٹین" سے ٹیلیفون آیا، اور یہ دریافت کیا گیا کہ ہم لوگ "برائٹین" کب آئیں گے- چونکہ میری طبعیت صاف نہ تھی، اس لئے کہہ دیا کہ کل صبح ضرور آؤں گا- اسپر وہاں سے کل اول وقت ہی موٹر کے بھیجنے کی اطلاع ملی۔

کچھ دیر بعد ہادی کو ہمراہ لیکر "کک کمپنی" کے ہیڈ آفس کو گیا- تا کہ تار اور خطوط کے متعلق دریافت کیا جائے سڑک کی دوسری جانب ایک تصویر والے کی دوکان تھی جہاں پہنچ کر ہم نے اپنے فلم دہونے اور چھاپنے کے لئے دئے "ٹامس کک" کے پاس سے ایک تار ملا جو "حیدرآباد" سے آیا تھا- جس میں ہمارے بچوں وغیرہ کی خیریت کی اطلاع درج تھی- خدا کا شکر ہے کہ حیدرآباد میں سب کے سب تندرست ہیں- کچھ دیر بعد ہم سب مل کر ہوٹل کے ڈائننگ روم میں پہنچے اور کھانیسے فارغ ہوے۔

آج "امپائرڈے" ہونیکی وجہ سے راستہ میں لوگ پھول بیچتے پھر رہے تھے- یہاں لندن میں رولز رائیس کی اسقدر کثرت ہے کہ راستوںمیں تقریباً ہر تیسری یا چوتھی گذرنیوالی موٹر یہی نظر آتی ہے- ایکدفعہ تو میں نے چوراہے پر وقت واحد میں نو ایسی موٹریں دیکھیں- کھانے کے بعد ہم نے ہوٹل ہی میں "تھیٹر" کے ٹکٹ خریدے- لندن کی تقریباً ہر ایک ہوٹل میں "کیت پراؤس" (Keith Prowse) نامی ایک دوکان رہتی ہے جس کے ذریعہ سے سینما تھیٹر' ریل وغیرہ کے ٹکٹ خریدے جاسکتے ہیں- اسکے بعد ہم نے ٹیکسی لی اور ہوٹل سے نکل کر تھوڑی دیر میں "کیت پراؤس کی دوکان (موقوعہ "ریجنٹ اسٹریٹ"

(Regent Street) پہنچے۔ جہاں ریڈیو سٹ گراما فون، ریکارڈ، اور مختلف قسم کے انگریزی باجے فروخت ہوتے ہیں - اس دوکان کی کئی شاخیں یہاں موجود ہیں - چنانچہ ہم نے چند گراما فون ریکارڈ خریدے اور ایک ریڈیو سٹ، جس کا نام "مک مائیکل" (McMichæl) تھا پسند کرکے، اُسے ہوٹل بھیج دینے کے لئے، آرڈر دیا - اس قسم کے "دستی ریڈیو" (Portable set) کی آج کل یہاں بڑی شہرت ہو رہی ہے، اور اس وقت اس کی قیمت لندن میں (۲۱) پونڈ ہے - یہاں سے نکل کر "سوان اینڈ ایڈگر" (Swan and Edgar) کی دوکان کو گئے - جو پکیڈلی سرکس میں واقع ہے یہاں سے چند شوز، اور سگریٹ کیس خرید کر چاء کا وقت آنے پر، ہم لوگوں نے "ریجنٹ پیالیس ہوٹل" (Regent Palace Hotel) جا کر چاء پی اور ڈانس دیکھتے رہے۔

اس کے بعد اپنی ہوٹل کو لوٹے اور تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد ڈنر سوٹ پہنکر (۷) بجے روانہ ہوئے اور "اسٹرانڈ پیالیس ہوٹل" (Strand Palace Hotel) پہنچ کر ہم سب نے کھانا کھایا - یہاں کچھ میوزک بھی ہو رہا تھا الغرض کھانے کے بعد "آلڈوچ تھیٹر" (Aldwych Theatre) پہنچے، اور ایک ڈرامہ دیکھا، جس کا نام "اے بٹ آف اے ٹسٹ" (A bit of a test) تھا جس میں "رالف لن" (Ralph Lyn) "رابرٹ سن ہیر" (Robertson Hare) "میری برف" (Mary Brough) اور رینی گیاڈ (Renee Gadd) کام کر رہے تھے اس قصہ میں آسٹریلیا اور انگلستان کے کرکٹ "ٹسٹ میاچ" پر مذاق اڑایا گیا تھا - یہ ڈرامہ بہت پرمذاق تھا - اور خصوصاً "رالف لن" اپنے مذاقیہ اور برجستہ جملوں سے لوگوں کو خوب ہنساتے رہا۔

رالف لن سے ملاقات

کھیل ختم ہونے کے بعد، تھیٹر کے منیجر نے ہمیں اسٹیج پر لے جاکر "رالف لن" کے

کمرے میں بٹھلایا، اور تھوڑی دیر میں خود "رالف لن" ہم سے بڑے اخلاق کے ساتھ آکر ملا۔ اور ہمارے سامنے ڈرنکس پیش کی۔ ہم نے یہ کہتے ہوئے کہ ہمیں شراب کی عادت نہیں، اس سے معافی چاہی اس کی گفتگو سے معلوم ہو رہا تھا کہ اس کی ماں اور ماموں نے ہندوستان میں برسوں گزارے ہیں، اور اس کی ایک بہن بھی یہیں پیدا ہوئی ہے۔ ہم نے اُسے ہندوستان آنے کے لئے کہا تو اس پر جواب دیا کہ "میری دلی تمنا تو یہی ہے مگر افسوس ہے کہ فرصت نہیں ملتی" اُس کی ماں نے اُس کے سامنے ہندوستان کے متعلق ایسے ایسے قصے کہے جن کو سن کر اس کی خواہش میں اور اضافہ ہو گیا۔ اس نے تھیٹر کے ایک پروگرام پر اپنے دستخط کر کے ہمیں دئے تھوڑی دیر تک ہندوستان کے شکار کے متعلق گفتگو کرنے کے بعد اس سے مل کر رخصت ہوے۔ یہ انگلستان کا ایک مشہور مذاقیہ اداکار ہے اس کے کئی فلم حیدرآباد میں بھی آچکے ہیں۔

یہاں سے ہم اپنی ہوٹل واپس ہوے اور اُس کے ڈانس ہال میں جا کر تھوڑی دیر تک "ایمبروز" کا ڈانس آرکسٹرا سنتے ہوے ڈانس دیکھتے رہے یہ حقیقت میں بڑا اچھا "آرکسٹرا" ہے اس کے ختم ہونے کے بعد ہم سب بارہ بجے کے قریب کمروں کو لوٹے اور سو گئے۔

۲۵ - مئی پنجشنبه

صبح ساڑھے سات بجے کمرے میں ٹیلیفون آیا کہ "برائیٹن" سے ہمارے لئے "رولز رائیس" آئی ہوی ہے۔ ہم تیار ہو کر اس میں سوار ہوے، اور پہلے ایک کیامرے والے کی دوکان پر پہنچ کر، جرمنی ریفلکس، (Reflex) کیامرا خریدا۔ اسی قسم کا کیامرا، میں نے جہاز پر "مسز ٹاٹا" (جو بمبئی کے ایک لکھ پتی کی بیوی ہیں) کے یہاں بھی دیکھا تھا، یہاں آج کل اس کی قیمت (۲۵) پونڈ ہے۔ اس کے خریدنے کے بعد، ہم برائیٹن کی طرف روانہ ہو گئے۔

برائیٹن کو روانگی

جب بکنگھم پیالیس پر سے گزرے ، تو یہاں اسس وقت پہرہ بدل رہا تھا۔ (Changing of the Guards) اور بہت سے لوگ بھی ،اس تماشہ کو دیکھنے کی غرض سے جمع تھے یہ ایک بہت مشہور رسم ہے ، اور ہمیشہ ہرایک سیاح اسس کو دیکھنے کا متمنی رہتا ہے ۔ چونکہ ہمیں اب وقت نہ تھا اس لئے اسس کو کسی دوسرے روز کے لئے چھوڑ کر آگے بڑھ گئے ۔ اور "پٹنی برج" (Putney Bridge) پر سے گزرتے ہوے "ویم بلڈن" (Wimbledon) پہنچے ۔

دنیا کا سب سے مشہور ٹینس کلب

یہ ایک قصبہ ہے ، اور یہاں کا ٹینس کلب دنیا بھر میں مشہور ہے ، جس کا ٹورنمنٹ کوئی مہینہ بھر بعد، ۲۶ -جون سے شروع ہوگا ۔ اس مقام سے ہوتے ہوے "سٹن" (Sutton) پر سے گزرے ، جہاں کے پھول اور تخم بہت مشہور ہوتے ہیں ۔ راستہ بالکل مسطح تھا اور ہماری موٹر تقریباً (۷۰) میل کی رفتار سے چل رہی تھی ۔ راستے میں اکثر مقامات پر مشہور موٹر کلب یعنی "رائیل آٹوموبیل ایسوسی ایشن" (Royal Automobile Club) کے ملازمین ملتے ، اور ہمیں دیکھ کر سلام کرتے جاتے تھے ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس "رولز رائیس" پر اسی ایسوسی ایشن کا بیاج لگاہوا تھا ۔ اور اس کے مالک یعنی ولی عہد خیر پور اس کلب کے ممبر تھے ۔ جس موٹر پر اس کلب کا "بیاج" لگا ہوتا ہے یہ جوان اپنے فرائض کے تحت ، اس موٹر نشین کو جو ان کی انجمن کا ایک ممبر بھی ہوتا ہے ، سلام کیا کرتے ہیں ، اور گاڑی کہیں رک جائے تو فوراً مدد کے لئے دوڑ پڑتے ہیں ، یا کوئی دوسری موٹر فراہم کر دیتے ہیں ۔

الغرض ہم ڈیڑھ گھنٹے میں ، "برائیٹن" (جو سمندر کے کنارے واقع ہے) کا راستہ

طے کر کے "گرینڈ ہوٹل" پہنچے سیڑھیوں پر ہمشیرہ، اور ولی عہد صاحب خیرپور، کیپٹن اور مسز برکیٹ وغیرہ موجود تھے - ان کے ہمراہ ہوٹل کے کمروں میں داخل ہوئے، اور کچھ دیر بعد، ڈائننگ روم میں پہنچ کر لنچ کھایا، اور تین بجے "سوائے سینما" (Savoy) کو اسی "رولز رائیس" میں گئے -

ولی عہد صاحب خیرپور کی رولز رائیس میں مصنف (برائٹین)

یورپ میں سینماؤں کے اوقات

یورپ میں سینماؤں کے کھیل صبح گیارہ سے رات کے گیارہ تک چلتے رہتے ہیں، اور اس پورے بارہ گھنٹے کے عرصہ میں ایک ہی فلم کو پانچ یا چھ دفعہ دکھلایا جاتا ہے - اس کی وجہ یہ ہے کہ یورپ میں کاروبار کی کثرت، اور لوگوں کی دن رات کی مصروفیات کے باعث، سینما کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں کیا جاتا، اس لئے یہ مسلسل چلتے رہتے ہیں کہ جس شخص کو ان بارہ گھنٹوں میں جب فرصت ملے، آ کر دیکھ سکے - مثلاً کوئی شخص نصف ڈرامہ ختم ہونے کے بعد ٹکٹ لے کر اندر داخل ہو اور جس وقت پورا کھیل ختم ہو جائے، اور پھر از سر نو شروع ہو تو ایسا شخص، اپنے بقیہ چھوٹے ہوئے فلم کو بغیر کسی مزید ٹکٹ

کے وہیں اسی طرح بیٹھے ہوے دیکھ سکتا ہے، کیوں کہ ایک ہی کھیل بار بار او رمسلسل دکھلایا جاتا ہے، اور لوگ اسی طرح جس وقت جی چاہا آتے جاتے رہتے ہیں - یہاں کے لوگ بوالہوس اور بدتہذیب نہیں ہوتے، کہ ایک ہی فلم کو بار بار دیکھتے چلے جائیں، اور اپنا قیمتی وقت اس طرح برباد کریں - بلکہ ہر شخص دیانت داری کے ساتھ جس وقت اپنے پورے ڈرامہ کو (جہاں سے چھوٹ گیا تھا) دیکھ لیگا، تو فوراً اُٹھ کر چلا جائیگا -

یہاں ہم نے ایک فلم دیکھا جس کا نام "سنٹرل پارک" (Central Park) تھا - جو کچھ زیادہ اچھا نہ تھا سینما کے بعد ہم سب ہوٹل واپس ہوے، کمروں میں چاء پی، اور چھ بجے تک "ریڈیو" سنتے رہے -

ولی عہد صاحب خیر پور اور ہمشیرہ کو کل لندن میں اپنے ساتھ لنچ کھانے کی دعوت دیکر، سوا چھ بجے اُسی موٹر میں سوار ہوے، اور ان سے رخصت ہو کر اسٹیشن پہنچے، ساڑھے چھ بجے لندن جانے والی ریل میں سوار ہو گئے، اور ساڑھے سات تک لندن پہنچ گئے - چونکہ موٹر کوئی پونے دو گھنٹے کی تیز رفتار کے بعد یہاں پہنچتی ہے، اور ریل ایک ہی گھنٹہ میں، اس لئے ہم ریل کے ذریعے لندن روانہ ہو گئے، کیونکہ ہمیں یہاں پہنچنے کی عجلت تھی - راستہ میں ہم نے سنا کہ آج صبح اس لائین پر ایک حادثہ ہوا جس میں ایک ریل دوسری ریل سے ٹکرا گئی، اور چار پانچ آدمی ہلاک ہوے - الغرض وکٹوریہ اسٹیشن پہنچ کر ہم نے ٹکسی لی، اور اپنی ہوٹل پہنچے - یہاں سے منہ ہاتھ دہو کر، ایک اور ہندوستانی "ویرا سامی" رسٹورنٹ کو گئے جو "ریجنٹ اسٹریٹ" (Regent Street) کے قریب واقع ہے، گو اس رسٹورنٹ کی بلڈنگ شفیع سے بہتر ہے، لیکن یہاں کے کھانے وغیرہ تقریباً مدراسی وضع کے ہیں جو ہمیں پسند نہ آئے -

اس کے بعد ہم سب "پکیڈیلی" پہنچے، اور "ونڈمل تھیٹر" (Windmill) جا کر ایک

ورائٹی "ریویو" دیکھا، جو بہت پسند آیا۔ اس کے بعد ساڑھے گیارہ بجے ہوٹل پہنچے اور سو گئے۔

۲۶ - مئی جمعہ

صبح، ہادی "ٹامس کک" کے آفس کو گئے تاکہ بعد میں جو سامان آنے والا تھا، اس کے متعلق دریافت کریں۔ اور ان کے جانے کے بعد، میں نے ہندوستان روانہ کرنے کیلئے خطوط لکھے۔ آج لنچ پر، پرنس فیض محمد خان صاحب ولی عہد خیرپور کا انتظار رہا مگر برائیٹن سے ٹیلیفون آیا کہ، وہ کسی ضروری کام کے باعث نہ آسکیں گے۔

کیپٹن "الن سن" (Capt. Allanson) (جن کا ذکر آگے آچکا ہے) کو بھی ہم نے دعوت دی تھی، چنانچہ وہ ایک بجے ہی آچکے تھے۔ ان سے لنچ پر ادھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ یہ ہندوستان میں کئی سال رہ چکے ہیں۔ انہوں نے آج صبح ایک پروگرام بک بھی، اپنے کامپلیمنٹس کارڈ کے ساتھ بھیجی تھی۔ جس میں لندن کے سارے کھیل تماشے اور ان کی تاریخیں وغیرہ درج تھیں۔ ہمارے لئے یہ کتاب بڑی کارآمد ثابت ہوئی۔ اور نیز کیپٹن موصوف نے "رائل ٹورنمنٹ" "ہینڈن ایر پیاجنٹ" (Royal Tournament and Hendon Air Pageant) اور ڈاربی ریس وغیرہ کے بھی ٹکٹ فراہم کر دئے تھے۔ یہ بڑے خوش اخلاق معلوم ہوتے ہیں، اور ہمارے سفر کے جملہ انتظامات ان ہی کے ذریعے طے کئے جاتے ہیں۔

لنچ کے بعد جب وہ چلے گئے، تو ہم "ڈارلنڈ ہال" (Dorland Hall) پہنچے، جہاں "بلیرڈ" کے دو بہترین کھلاڑی کھیل رہے تھے۔ ایک کا نام "لنڈرم" (Lindrum) ہے جو آسٹریلیا کا رہنے والا ہے، اور دنیا کا بہترین کھلاڑی سمجھا جاتا ہے اس کے مقابلہ میں "ڈیوس" (Davis) کھیل رہا تھا، جو انگلستان کا بہترین کھلاڑی سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے پہنچنے تک آج کا کھیل ختم ہو چکا تھا۔ معلوم ہوا کہ کئی دن سے یہ دونوں کھیل رہے ہیں۔

ہم نے دوسرے دن کے لئے ٹکٹ خریدے، اور پھر یہاں سے "کیتھ پراؤس" کی دوکان پر پہنچ کر گراما فون ریکارڈ خریدا - اور اس کے بعد ہوٹل لوٹے۔

نواب محمد رشید الدین خان صاحب فرزند نواب ولی الدولہ بہادر سے ملاقات

کمرے میں داخل ہوتے ہی نواب محمدؐ رشید الدین خان بہادر، فرزند نواب ولی الدولہ بہادر سے ملاقات ہوئی جنکو ہم نے لندن پہنچتے ہی، اُنکی قیام گاہ "لچ ورتھ" (Letchworth) پر بذریعہ ٹیلگرام اپنے آنے کی اطلاع دی تھی - نواب موصوف تین سال سے یہاں تعلیم پارہے ہیں - ایک زمانہ کے بعد ان کے ملنے سے ہمیں بے انتہا مسرت ہوئی، اور بہت دیر تک ہم دونوں گلے ملتے رہے، اس کے بعد اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں، نواب معز بڑی خوبیوں کے مالک ہیں - اور اس قدر خلیق ہیں کہ ان کی ملاقات سے ہمیشہ بڑی ہی مسرت حاصل ہوتی ہے - ہم سے مل کر بھی وہ جس قدر خوش تھے - اور مسرت محسوس کر رہے تھے، بیان سے باہر ہے - قلمی جولانیاں، اُس وقت کا یہ اثر آفرین منظر لکھنے سے عاجز ہیں - جس وقت ہمارے لندن آنے کے ارادے کی انہیں اطلاع ملی تھی، اُسی وقت سے وہ بے چینی کے ساتھ ہمارا انتظار کر رہے تھے - ملنے کے بعد جو عزیزوں کی بے کل کرنے والی یاد انہیں تڑپا رہی تھی، ایک دم سکون سے بدل گئی - اور وہ کہتے تھے کہ "بھائی! میری زندگی میں ایسی مسرت کا موقع آج تک ملا تھا، اور نہ آئندہ ملنے کی توقع ہے"

چونکہ انہیں ہندوستانی موسیقی سے بہت دلچسپی ہے اس لئے میں اُن کیلئے چند ہندوستانی ریکارڈ بھی اپنے ساتھ لایا تھا - جو تحفتہً اُن کو دئے گئے - اور وہ اُسی وقت گراما فون پر لگا کر بہت دیر تک سنتے رہے۔

سات بجے ہم سب تیار ہوے، اور شفیع کے یہاں جاکر کھانا کھایا - کھانے کے بعد، چونکہ اُنہیں "لچ ورتھ" واپس ہونا تھا اس لئے بادل ناخواستہ چلے گئے - اور ہم چاروں

"ہز میجسٹیز تھیٹر" پہنچے جہاں "کاکرن" (Cochran) کا ایک لاجواب تھیٹر دیکھا، جس کا نام "میوزک ان دی ایر" (Music in the Air) تھا۔ اس میں "میری الس" (Mary Ellis) جو تھیٹر کی مشہور ایکٹرس ہے کام کر رہی تھی۔ ساڑھے گیارہ بجے ہوٹل واپس ہوئے، اور تھوڑی دیر تک ریڈیو سن کر سو گئے۔

۲۷ - مئی شنبه

صبح ہادی نے، مختلف مقامات پر جا کر میرے "کارڈس" چھوڑے، اور میں خود "میک ڈوگل" (McDougal) کی دوکان کو، ایک "اُورکوٹ" کا آرڈر دینے چلا گیا، اور ایک بجے تک "پکیڈلی آرکیڈ"، (Piccadilly Arcade) اور برلنگٹن آرکیڈ (Burlington Arcade) میں مختلف دوکانوں سے، کچھ سامان وغیرہ خریدتا رہا، یہ دو بڑی عمارتیں ہیں جن میں کئی دوکانیں لگائی گئی ہیں، ہوٹل واپس ہوکر، تھوڑی دیر تک ہادی کا انتظار کرنے کے بعد، ہم لنچ کے لئے ڈائیننگ روم میں چلے گئے ابھی ابھی فارغ ہوئے ہی تھے کہ، ہادی بھی پہنچ گئے۔ اور ساتھ ہی بھائی رشید الدین خان، اور خسرو یار جنگ بھی آگئے ان لوگوں سے تھوڑی دیر تک باتیں ہوتی رہیں، کچھ دیر بعد خسرو یار جنگ تو واپس ہوگئے، لیکن بھائی صاحب ٹھہرے رہے کیوں کہ وہ، اپنے پرائیوٹ ٹیوٹر سے، چند روز کی اجازت لے کر لندن آگئے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے بے حد اصرار کیا کہ میں پیانو پر انہیں کچھ ہندوستانی چیزیں سناؤں، ہوٹل کے منیجر سے اس کی اجازت لے کر ہم "میوزک روم" میں گئے، اور تھوڑی دیر تک پیانو بجاتے رہے۔

بلیرڈ کے دو مشہور کھلاڑی لنڈرم اور ڈیوس کے ایک میاچ کا معائنه

تین بجے بعد، یہاں سے میں، اور ہادی پھر ڈارلنیڈ ہال کی طرف روانہ ہوئے۔ پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ کھیل ابھی شروع نہیں ہوا۔ ہم نے جا کر اپنی اپنی جگہ سنبھالی، پانچ منٹ

کے بعد دونوں کھلاڑی تیار ہو کر آئے۔ اور "ڈیوس" (Davis) نے (جس کا بریک ابھی جاری تھا) اپنا کھیل شروع کیا۔ اور ہمارے سامنے (۸۰) کا بریک کیا اس طرح اس نے کل اور آج کا کھیل ملا کر (۲۴۸) کا بریک کیا اِن کے اس مقابلہ کو دیکھ کر ہمیں انتہائی حیرت ہو رہی تھی، اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ یہ لوگ جادو کے ذریعہ گولوں کو اپنے قابو میں رکھ کر، جس طرح جی چاہا کھیل رہے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں "لنڈرم" نے (۶۰۴) کا بریک کیا، جس میں (۱۲۰) کیانن شامل تھے۔ "لنڈرم" "ڈیوس" سے (۲۰۰) پائنٹس بڑھا ہوا تھا۔ "ڈیوس" نے (۲۰۰) کا بریک کر کے اُسے ملالیا، اور ساتھ ہی "لنڈرم" (۹۵۰) کا بریک کر کے اس سے آگے بڑھ گیا۔ یہ کھیل جملہ (۳۵) ہزار پائنٹس کا ہے، اور آج یہ دونوں (۲۱) ہزار کے قریب پہنچے ہیں۔ غالباً ایک دو روز اور لگیں گے۔ ساڑھے چھ بجے کھیل ختم ہوا، اور ہم نے ان دونوں کے دستخط لیئے۔

بجلی سے چلنے والی موٹروں اور کشتیوں میں سواری

یہاں سے "ریجنٹ پیالیس ہوٹل" (Regent Palace Hotel) پہنچ کر چاء پی، اور ایک ورائٹی کارنیوال دیکھنے گئے، جہاں سینکڑوں قسم کے کھیل تماشے ہو رہے تھے۔ یہاں ہم نے دوسرے کھیلوں کے سوا، نشانہ اندازی میں بھی شرکت کی۔ چنانچہ میں نے دوڑتے ہوئے مصنوعی جانوروں پر (۲۲) نمبر کی بندوق سے بارہ آواز چلائے، جس میں سے گیارہ کارگر ہوئے ہادی نے یہاں ایک "گراما فون ریکارڈ" میں اپنی آواز بھی بھروائی، جس میں اسس "بلیرڈ میاچ" کا تذکرہ کیا ہے۔ یہاں سینکڑوں قسم کے کھیل تماشے دکھائی دئے۔ بجلی سے چلنے والی موٹریں، اور کشتیاں جن میں لوگ بیٹھ کر لطف اٹھا رہے تھے، اور آپس میں ایک دوسرے کو ٹکریں دے رہے تھے، خاص طور پر جاذب نظر تھیں۔ ہم نے بھی اس میں حصہ لیا، اور خوب ٹکریں کھائیں، خصوصاً ہادی تو سینکڑوں

مرتبہ ٹکریں کھاتے رہے - یہاں سے ہوٹل لوٹے، اور منہ ہاتھ دھو کر کپڑے بدلنے کے بعد "پارک لین ہوٹل" پہنچے یہاں ہم نے "نواب مہدی یار جنگ بہادر" کے پاس اپنا کارڈ چھوڑا اور اسی ہوٹل میں کھانا کھانے کے بعد "اولمپیا" گئے، جو قریب ہی میں تھا۔

یہاں رائل ٹورنمنٹ دیکھا جس میں برطانوی افواج شریک ہو کر مختلف قسم کے کھیل و کرتب دکھلا رہی تھیں - یہ ایک قسم کے "ملٹری اسپورٹس" ہوتے ہیں، ان لوگوں نے اِن کرتبوں میں اپنے انتہائی کمالات دکھلائے یہاں ہم نے من جملہ اور کھیلوں کے، گھوڑوں کے ساتھ موٹر سیکلوں کو بھی ٹٹیاں کودتے ہوئے دیکھا - اور بعض وقت تو گھوڑے، موٹر سیکلوں پر سے بھی کود جاتے تھے - ہمارے بالکل مقابل "رائل باکس" (Royal Box) تھا جس میں آج رات کو "ڈیوک آف کناٹ" تشریف لائے تھے - ہم یہاں آٹھ بجے آئے اور ساڑھے دس تک یہ تماشا دیکھتے رہے گیارہ بجے ہوٹل لوٹے - زنانہ کو یہاں چھوڑ کر میں، ہادی، اور بھائی صاحب "پکیڈیلی" گئے، اور تقریباً بارہ بجے تک پھر اسی کارنیوال کے کھیل تماشوں سے دل بہلاتے رہے - بارہ بجے ہوٹل واپس ہوئے، اور سو گئے۔

۲۸ - مئی یکشنبہ

آج دو تین روز سے صبح، ذرا دیر سے اُٹھ رہا ہوں، معلوم نہیں کیا وجہ ہے؟ "ہندوستان" میں زیادہ دیر تک جاگنے کے بعد بھی صبح (۶) بجے ضرور اُٹھ جایا کرتا تھا لیکن یہاں تقریباً گیارہ، ساڑھے گیارہ بجے سوتا ہوں، پھر بھی آٹھ، نو بجے سے قبل آنکھ نہیں کھلتی۔

کلیسائے سنیٹ پال کا معائنہ

غرض ہم سب تیار ہو کر ایک "ڈیملر موٹر" میں سوار ہوئے، جو پانچ گھنٹوں کے لئے کرایہ پر لی گئی تھی - ہوٹل سے نکل کر "سنیٹ پال کتھیڈرل" پہنچے، جس کے صحن میں سنیکڑوں کبوتر نظر آئے، اور جنہیں شہر کے لڑکے دانہ کھلا رہے تھے - بعض کبوتر تو

ان کے ہاتھوں ہی پر بیٹھے ہوئے کھار ہے تھے - آج اتوار ہونے کی وجہ سے نماز ہو رہی تھی ہم نے تھوڑی دیر تک اندر کھڑے ہو کر سرسری طور پر اس کا معائنہ کیا، مگر افسوس ہے کہ یہاں کی مشہور چیز یعنے "وہسپرنگ گیالری" (Whispering Gallery) نماز ہونے کی وجہ سے نہ دیکھ سکے انشاء اللہ کسی اور دن آکر اطمینان سے دیکھیں گے - اس عمارت کی بزرگی، اور عظمت، اپنے نقشہ نویس "کریسٹوفر رین" (Christopher Wren) کی فہم و فراست پر زبان حال سے گویائی کر رہی تھی - باہر آکر ہم نے اس کی چند تصویریں لیں اور موٹر میں سوار ہو کر "رائل اکسچینج بینک آف انگلینڈ" (Royal Exchange and the Bank of England) اور "منٹ" پر سے گزرتے ہوئے، "ہوسز آف پارلیمنٹ" (Houses of Parliament) پہنچے، اور اس کو باہر ہی سے دیکھا۔

اندر جا کر "ڈبیٹ" وغیرہ سننے کیلئے، پارلیمنٹ کے ممبر یا اور کسی با اثر آدمی کے توسط سے اجازت حاصل کرنی پڑتی ہے، انشاء اللہ ہم اس کا ضرور انتظام کریں گے اس کے سواء، جہاز پر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب نے بھی ہمیں اپنے ساتھ لے چل کر کسی دن، ڈبیٹ سنانیکا وعدہ کیا ہے سڑک کی دوسری جانب "وسٹ منسٹر ایبے" (Westminster Abbey) ہے، یعنی بیچ میں ہاؤسز آف پارلیمنٹ ہیں، اور اس کے دوسری طرف دریائے ٹیمس واقع ہے - آج اتوار ہونے کی وجہ سے "وسٹ منسٹر ایبے" میں بھی نماز ہو رہی تھی۔

انگلستان کے بادشاھوں کے قدیم محل "ھیمپٹن کورٹ" کا معائنہ

یہاں سے سیدھے "ہیمپٹن کورٹ پیالیس" (Hampton Court Palace) پہنچے، جو لندن سے پندرہ میل کے فاصلہ پر ہے، یہ انگلستان کے بادشاہوں کا ایک پرانا محل ہے، اس کی وضع قطع تو باہر سے کچھ قابل ستائش نظر نہیں آتی، لیکن اس کا باغ بہت

وسیع اور خوشنما ہے جس میں ایک بہت بڑی نہر بہتی ہے - ہم نے اس کی چند تصویریں لیں ، اور اس کے بعد یہاں سے نکل کر لندن پہنچے ، اور "شفیع رسٹورنٹ" میں جا کر کھانا کھایا ۔

"میڈم ٹوساڈ" کے میوزیم کا معائنہ ،

جس میں گاندھی جی کا مجسمہ بھی رکھا گیا ھے -

کھانے کے بعد "میڈم ٹوساڈ" (Madame Tussaud) کے میوزیم کو گئے - کہا جاتا ہے کہ ایک عرصہ پہلے اس عجائب خانے کو آگ لگ گئی تھی جس کی وجہ سے لاکھوں روپیوں کا نقصان ہوا - اسی باعث اس کیلئے ایک نیا مکان تعمیر کیا گیا ہے - اس میں تمام دنیا کے مشہور لوگوں کے موم کے مجسمے بنا کر رکھے گئے ہیں - اُس آتش زدگی کے وقت اس کے یہ سارے مجسمے بھی نذر آتش ہو چکے تھے لیکن پھر ان کو از سر نو تیار کر لیا گیا ہے - ہم نے یہاں گاندھی جی کے بھی مجسمہ کو رکھا ہوا دیکھا - یہاں مشہور بدمعاشوں اور خونیوں کے بھی مجسمے ایک زمین دوز کمرے میں رکھے گئے ہیں - جسے "چیمبر آف ہاررز" (Chamber of Horrors) کہتے ہیں ، اس کمرے میں خونیوں کے مجسموں کے سواء نہایت ہی قدیم اور جدید ترین ، سزا و قصاص کے آلات وغیرہ کے نمونے بھی رکھے گئے ہیں ، جن کو دیکھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس کمرے کی روشنی بہت ہی دھیمی رکھی جاتی ہے ، جابجا بھیانک مورتیں بھی کھڑی کی گئی ہیں اور تھوڑے تھوڑے وقفہ سے ، اس کمرے کی ایک گھڑیال اس زور سے گھنٹہ بجاتی ہے کہ جس سے ہر شخص پر ایک وحشت کا عالم طاری ہو جاتا ہے - ہم نے سنا کہ یہاں اس قسم کا اعلان کیا گیا ہے کہ "اگر کوئی شخص تمام رات اکیلے اس کمرے میں گذارے ، تو اُسے معقول انعام دیا جائیگا" ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ آج تک کسی نے اس کی جراءت نہ کی - اس میوزیم میں سینکڑوں اور چیزیں ایسی ہیں جن کی تشریح طوالت کے خوف سے نظر انداز کر دیجاتی ہے ۔

یہاں سے نکل کر ہم ہوٹل پہنچے، اور چاء پی، کپڑے بدل کر پھر "ورائٹی کارنیوال" کی راہ لی، اور ساڑھے سات تک مختلف قسم کے کھیلوں میں مشغول رہے پھر یہاں سے شفیع رسٹورنٹ پہنچے، کھانے کے بعد ہادی اور بھائی صاحب ہوٹل چلے گئے، اور ہم سبھوں نے "پرنس آف ویلز تھیٹر" جاکر ایک ورائٹی "ریویو" دیکھا، جو ہمیں کچھ پسند نہ آیا۔ کھیل کے بعد منیجر نے آکر ہم سے بہت کشادہ پیشانی سے ملاقات کی، اور کھیل کے متعلق رائے پوچھی ہم نے اخلاقاً مجبور ہو کر یہ کہہ دیا کہ کھیل اچھا تھا، اور اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہوٹل واپس ہو کر ٹھیک بارہ بجے سو گئے۔

۲۹-مئی دوشنبہ

آج صبح ہم نے کچھ شاپنگ کی اور اس کے بعد ساؤتھ وڈس (Southwoods) کی دوکان کو جاکر مونوگرام کے لفافے و کاغذوں کا آرڈر دیا اور "گولڈ اسمتھ اینڈ سلور اسمتھ" کی دوکان کو جاکر سگریٹ کیسوں کا آرڈر دیا، اور ایک بجے ہوٹل لوٹ کر، ڈائننگ روم میں لنچ کھایا، پھر یہاں سے فارغ ہوکر "سلف ریج" کی دوکان کو گئے، جو یہاں کی بڑی شاپوں میں شمار کی جاتی ہے، اس میں تقریباً ہر قسم کا سامان مل سکتا ہے، اس قسم کی دوکانوں کو یہاں "ڈپارٹمنٹ اسٹورس" (Department Stores) کہتے ہیں، ان سے ایک سوئی سے لے کر، بڑے سے بڑا ہوائی جہاز تک بھی خریدا جاسکتا ہے پانچ بجے تک ہم اسی دوکان کے دیکھنے میں مصروف رہے، اور کچھ سامان وغیرہ بھی خریدا۔ دوکان اس قدر وسیع تھی کہ ہم پھرتے پھرتے تھک گئے۔ بالآخر یہاں سے ہوٹل واپس ہوئے۔

ہادی جو صبح سے ٹامس کک کے یہاں گئے ہوئے تھے، ہم سے ملے اور ہمارے کانٹیننٹ (Continent) کے سفر کے پروگرام کو (جس کو وہ تیار کر کے لائے تھے) پڑھ کر سنایا، جس کو سبھوں نے پسند کیا۔ ہادی نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ "کیپٹن الن سن" ہمیں "کوئنس

کلب،، کا ٹیمپریری ممبر بنانا چاہتے ہیں -یہ ایک مشہور ٹینس کلب ہے، جس سے سارے کھلاڑی واقف ہوں گے - ہم سب نے چاء پی، اور "کنگ کانگ" نامی ایک فلم دیکھایہ "ریڈیو کمپنی" کا بنا ہوا فلم ہے، جس میں فوٹو گرافی کے انتہائی کمالات دکھلانیکی کوشش کی گئی ہے اس میں "فے رے" (Fay Wray) اور "رابرٹ آرمسٹرانگ" (Robert Armstrong) نے کام کیا ہے اور غالباً اس کا قصہ "اڈگر والیس" (Edgar Wallace) کے ناول سے ماخوذ ہے۔

سنیما کے بعد ہم سب پکیڈیلی سرکس پہنچے اور یہاں سے نکل کر "سلیٹرز" (Slaters) نامی ایک رسٹورنٹ میں کھانا کھایا - اور پھر ہوٹل واپس ہو کر (۱۱) بجے سو گئے۔

۳۰-مئی سہ شنبہ

صبح بھائی صاحب اور میں گراما فون ریکارڈ خریدنے کی غرض سے "ریجنٹ اسٹریٹ" (Regent Street) گئے - مسز ٹیمنز اور ہادی بھی کسی ضروری کام کی وجہ سے باہر چلے گئے تھے - میری بیوی نے ہوٹل ہی میں ٹھر کر اس سامان کو ترتیب دلوایا، جو کل رات وصول ہوا تھا، اور جسکو ہم نے "جنیوا" پر چھوڑ دیا تھا ایک بجے تک سب واپس ہو گئے، اور لنچ سے فارغ ہو کر اپنے ہی کمروں میں بیٹھے ہوئے گراما فون ریکارڈ سنتے رہے۔

یورپ کے حجاموں سے بچنے کی ضرورت

پانچ بجے میں نے ہوٹل کے اصلاح خانے میں جا کر بال کٹوائے یورپ کے سفر کرنے والوں کو ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ، جب کبھی کسی "ہیر کٹنگ سیلون" میں بال کٹوانے کی ضرورت پیش آئے، تو ان اصلاح خانوں سے کسی قسم کی اشیاء نہ خریدیں، کیوں کہ یورپ کے حجام مسافرین کے ہاتھ اپنے یہاں کا مختلف سامان، زیادہ سے زیادہ داموں میں فروخت کرنے کی انتہائی کوشش کرتے ہیں۔

اصلاح وغیرہ کے بعد (۷) بجے ہم شفیع کے یہاں پہنچے، اور کھانے سے فارغ ہو کر "لیرک تھیٹر" (Lyric Theatre) گئے، جہاں "وہن لیڈیز میٹ" (When ladies meet) نامی ایک ڈرامہ دیکھا، جس میں انگلستان کا مشہور اداکار "اون نیرز" (Owen Nares) کام کر رہا تھا - اس شخص کی ایکٹنگ ہمیں بہت پسند آئی - میں نے اسکے کئی فلم حیدرآباد میں بھی دیکھے تھے - ان لوگوں کی اداکاری کی جتنی تعریف کی جائے بجاہے - کاش ہندوستانی ناٹک اور سینما والے اس قسم کی ایکٹنگ کرنی سیکھیں، اور ان کی تقلید کریں۔ ہمارے پاس کے ایکٹروں کو توسوائے، بھونڈی، اور مصنوعی ایکٹنگ کے کچھ نہیں آتا۔ الغرض ہم یہاں سے ساڑھے گیارہ بجے واپس ہوے اور سو گئے۔

۳۱- مئی چہارشنبہ

مشہور و معروف "ڈاربی ریس" کا معائنہ اور اس میں ملک معظم کی شرکت

صبح نو بجے، مشہور و معروف "ڈاربی ریس" دیکھنے کے لئے، ایک کرایہ کی موٹر منگوائی گئی، جس میں ہم سب مل کر سوار ہوے، اور "ایپ سم ریس کورس" (Epsom Racecourse) کا رخ کیا - اثنائے راہ میں لاکھوں کی تعداد میں موٹریں، اور مختلف قسم کی سواریاں نظر آئیں - ان میں پرانے زمانے کے چوکڑے بھی تھے، جن سے یہاں کے بعض لوگوں کی قدامت پسندی ظاہر ہو رہی تھی - اس بے اندازہ مجمع کو عبور کرتے ہوے، ہم کہیں ساڑھے گیارہ بجے "ایپسم" پہنچ سکے - اور بارہ کے قریب لنچ سے فارغ ہو کر، "برناڈا سٹینڈ" (Barnard's Stand) میں بیٹھ گئے، جہاں ہمارے لئے جگہ محفوظ کی گئی تھی۔

آج کے پروگرام میں چھ شرطیں مقرر تھیں جنمیں سے ایک "ڈاربی ریس" بھی تھی - پہلی شرط ٹھیک ڈیڑھ بجے سے شروع ہوئی، ریس کے آغاز سے قبل ہی "ملک معظم" اپنی رائل فیملی کے ساتھ تشریف لا چکے تھے، اس سے کچھ پہلے "ہز ہائی نس سر آغا خان" ایک یا دو مرتبہ

جب مجمع میں سے گھوڑوں کے "پیڈاک" (Paddock) کی طرف جا رہے تھے، تو لوگوں نے انکو دیکھ کر تالیاں بجانی شروع کیں جس سے اُن کی انگلستان میں ہر دل عزیزی کا اندازہ ہو رہا تھا اس شرط میں انکے بھی دو گھوڑے تھے اس وقت ہم نے دس پندرہ ہوائی جہاز بھی دیکھے، جو میدان پر پرواز کر رہے تھے - ٹھیک تین بجے "ڈاربی کی شرط" شروع ہوئی اس ریس کا ہر دل عزیز گھوڑا "میانی ٹوبا" (Manitoba) تھا جس پر ہزاروں نے بازیاں لگائیں تھیں - چنانچہ میں نے بھی اس پر ایک پاؤنڈ لگایا - لیکن یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ جب شرط کے قبل گھوڑے میدان میں آئے، اور تماشائیوں کے سامنے سے، پولیس کے سواروں کی حفاظت میں گزرنے لگے تو یکایک میری نظر "ہائی پی رین" (Hyperion) نامی گھوڑے پر پڑی، جو مجھے بے حد پسند آیا، اور میں نے اس کو دیکھتے ہی فوراً ہادی سے کہا کہ آج یہ گھوڑا ضرور جیتے گا - چونکہ سب لوگوں کی نظریں "میانی ٹوبا" پر لگی ہوئی تھیں، اس لئے انہوں نے بھی میرے اس خیال کو کچھ اہمیت نہ دی، اور میں نے بھی اتفاق سے اپنے پسندیدہ گھوڑے پر کوئی بازی نہیں لگائی - جب شرط کی "فنش" (finish) ہوئی تو دیکھا کہ وہی "ہائی پی رین" جسے میں نے پسند کیا تھا، سب گھوڑوں سے گزوں آگے نکل کر، آسانی سے یہ شرط جیت گیا ہے - اس وقت ہادی کو اور خود مجھ کو بھی سخت افسوس ہوا، یہ گھوڑا "لارڈ ڈاربی" کا تھا لارڈ موصوف شرط کے اختتام پر میدان میں آئے اور گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے اُسے اپنے ساتھ اندر لے گئے - "میانی ٹوبا" اس شرط میں تیرہویں یا چودھویں نمبر پر آیا، حالانکہ اس گھوڑے پر دنیا کا بہترین جاکی "گارڈن ریچرڈ" (Gordon Richard) سوار تھا - غرض اس شرط کے اختتام پر ہم سب لندن واپس ہوئے اور (۸) بجے ہوٹل کے ڈائننگ روم میں داخل ہوئے جہاں "ڈنر ڈانس" اور "کیا برے شو" ہو رہا تھا - کھانے کے بعد تماشہ وغیرہ دیکھتے رہے - یہاں سے (۱۲) بجے کے قریب اپنے کمروں کو واپس ہوئے اور سو گئے۔

یکم جون ۔ پنجشنبہ

سر ریجنلڈ گلانسی کے لنچ میں شرکت

چونکہ آج سر ریجنلڈ گلانسی نے لنچ کی دعوت دی ہے، اس لئے ہم بارہ بجے کے قریب "کوئین این منشن" (Queen Anne Mansion) کی طرف روانہ ہوئے جہاں کہ صاحب موصوف مقیم ہیں ۔ یہ پہلے حیدرآباد میں صدرالمہام فینانس تھے ۔ پہلے ہی سے یہاں "مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر" کے صاحب زادے "راجہ خواجہ پرشاد بہادر" موجود تھے سر ریجنلڈ اور لیڈی گلانسی نے بہت ہی کشادہ پیشانی کے ساتھ ہمارا خیر مقدم کیا لنچ پر حضرت والد صاحب قبلہ مدظلہ اور دادی صاحبہ معظمہ کی خیریت دریافت کرتے رہے ۔ لیڈی گلانسی نے میری بیوی کو وہ دن یاد دلائے جب کہ خود اُنہوں نے "اُن کو" "محبوبیہ گرلز اسکول" میں شریک کرایا تھا نواب ولی الدولہ بہادر (مدظلہ) کے متعلق بھی بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں ۔

پہلے پہل ہم نے ان سے پائیگاہوں کے "تحقیقاتی کمیشن" کے زمانہ میں ملاقات کی تھی، جب کہ وہ ایک صدر کی حیثیت سے اہم رپورٹ لکھ رہے تھے ۔ دوران گفتگو میں انہوں نے حضرت والد صاحب قبلہ کی اُس شہ سواری، اور گیمس کی دل چسپی کا تذکرہ کیا، جس کو وہ اپنے حیدرآباد کے قیام کے زمانے میں دیکھ چکے تھے ۔ اور پوچھتے تھے کہ کیا نواب صاحب کو اب تک بھی ان چیزوں سے اسی طرح شغف باقی ہے ؟ میں نے کہا کہ ہاں ! لیکن چند دنوں سے "نقرس" کے درد نے اُنہیں کماحقہ اسپورٹ میں حصہ لینے سے باز رکھا ہے ۔ ان کی گیمس کی دل چسپی کا اب تک یہ حال ہے کہ وہ "اسپورٹس" کی نہایت اعلیٰ پیمانہ پر دریا دلی کے ساتھ سرپرستی فرماتے ہیں جس سے حیدرآباد ہی نہیں، بلکہ سارا ہندوستان واقف ہے ۔ اور

ہیں نے یہ بھی کہا کہ اب تک انہیں شکار سے وہی دل چسپی باقی ہے، جیسی کہ پہلے تھی- تو اس پرلیڈی گلانسی نے بھی کہا کہ "یں نے ایسے اسپورٹس من بہت کم دیکھے ہیں، اور دنیائے شکار میں تو وہ ایک مشہور اور بہترین شکاری سمجھے جاتے ہیں، جو اپنا جواب نہیں رکھتے".

غرض لنچ کے بعد ہم نے اُن کا بے حد شکریہ ادا کیا، اور کسی فرصت کے دن آکر انہیں لنچ یا ڈنر کھانے کی دعوت دی، اثناء گفتگو میں میں نے اُن سے اپنے امریکہ جانے کے خیال کا اظہار کیا، تو اس پر انہوں نے حتی الامکان مدد دینے کا وعدہ کیا، اور کہا کہ وہ انڈیا آفس کے ذریعہ سے ہمارے اس سفر کا معقول انتظام کریں گے - ہم تو ہوٹل واپس ہو گئے لیکن انہوں نے ہادی کو کچھ دیر کے لئے اپنے پاس ہی ٹھرالیا - تاکہ ہمارے لئے جس چیز کی بھی ضرورت ہو اس کے فراہم کرنے اور مدد دینے میں ان سے مشورہ کریں.

کوئی ایک گھنٹہ کے بعد ہادی واپس ہوئے چاء سے فارغ ہو کر پانچ بجے ان کے ساتھ ٹامس کک کے آفس سے ہوتے ہوئے "میکڈوگل" (McDougall) خیاط کی دوکان پر پہنچے - اور "اُورکوٹ" کے ٹرائیل کے بعد اور دو سوٹوں کا آرڈر دے کر "برلنگٹن آرکیڈ" کی طرف روانہ ہوئے اور یہاں پہنچنے کے بعد، ساؤتھ وڈس میں مانوگرام کے کاغذوں کے نمونے دیکھے ان میں سے ہم نے ایک کو منتخب کیا اور اس کا آرڈر دے کر ہوٹل واپس ہو گئے - یہاں تھوڑی دیر آرام لینے کے بعد (۷) بجے "وہائیٹ سٹی" (White City) پہنچے، جو ہماری ہوٹل سے (۵) میل دور ہے.

کتوں کی ریس

اس احاطہ میں کئی قسم کے ورزشی کھیل، اور دوسرے مقابلہ بھی ہوا کرتے ہیں - یہاں ایک طرف لوگوں کا ایک کثیر مجمع نظر پڑا، جہاں کتوں کی شرطیں ہو رہی تھیں اور جن پر بازیاں بھی لگائی جا رہی تھیں - جسے انگریزی میں "گرے ہاؤنڈ ریسنگ" (Greyhound racing)

کہتے ہیں "ڈاگز کورس" کی شکل بالکل گھوڑ دوڑ کے کورس کی سی ہوتی ہے لیکن گھوڑ دوڑ کا کورس اس سے کہیں زیادہ بڑا ہوتا ہے۔

یہاں ان کتوں کی ریس میں برقی قوت کے ذریعہ ایک مصنوعی خرگوش دوڑایا جاتا ہے اور اس کے پیچھے سارے کتے دوڑتے ہیں۔ ہم نے سنا کہ یہ خرگوش کوئی پچاس یا ساٹھ میل کی رفتار سے جاتا ہے اور کتے بھی برابر اس کا پیچھا کرتے رہتے ہیں۔ اس شرط کے سب کتے انگلش گرے ہاونڈز تھے جو دنیا کے کتوں میں سب سے زیادہ تیز سمجھے جاتے ہیں جا بجا چھوٹی چھوٹی ٹٹیاں بھی لگائی گئی تھیں، جن پر سے یہ کودتے جا رہے تھے۔ اور خرگوش ان ٹٹیوں کے سوراخوں میں سے گزر جاتا تھا۔ گو ہمیں کتوں سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے، لیکن ہم نے اس قسم کے شرطوں کی بہت شہرت سنی تھی۔ اس لئے خاص طور پر جا کر دیکھا۔ یہاں سے نکل کر سیدھے شفیع رسٹورنٹ پہنچے کھانا کھانے کے بعد ہوٹل واپس ہو کر گیارہ بجے سو گئے۔

۲۔ جون جمعہ

صبح نو بجے بھائی صاحب میرا کچھ سامان جو "ریمج" (Ramage) کی دوکان میں تیار تھا، اپنے ساتھ لیتے آئے بارہ بجے تک ہم سب کمرے ہی میں بیٹھے باتیں کرتے رہے، اس کے بعد، ہادی، میں، اور بھائی صاحب، یہ سب مل کر ٹینس کا بین الکلیاتی (انٹر وارسٹی Inter-varsity) مقابلہ دیکھنے کے لئے، موٹر میں سوار ہو کر، آکسفورڈ جانے کی غرض سے پیڈنگٹن (Paddington) اسٹیشن پہنچے، گاڑی تیار تھی، ٹکٹ لینے کے بعد سوار ہو گئے اور ریل ہی میں لنچ کھایا۔

اثناء راہ میں "ریڈنگ" (Reading) ملا جہاں کے بسکٹ بہت مشہور ہیں، اور لارڈ ریڈنگ، جو سابق وائسرائے ہند تھے، وہ اسی مقام کے نام سے موسوم کئے گئے تھے۔ یہاں ہمیں ریل بدلنی پڑی، راستہ میں "سٹن سیڈز" (Sutton seeds) کے آزمائشی

میدان (experimental farms) ملے، جہاں کے تخم ساری دنیا میں مشہور رہیں -
دو بجنے سے کچھ قبل ہی ہم آکسفورڈ پہنچے، یہاں سے نکل کر ٹیکسی کے ذریعے مختلف کالجوں
پر سے گزرتے ہوے، "ٹینس کورٹس" پر پہنچے، یہاں ہمیں اکثر ہندوستانی طالب علم اِدھر
اُدھر گشت کرتے ہوے نظر آئے - آکسفورڈ اور کیمبرج کے مابین، آج ٹینس کا مقابلہ
مقرر تھا، یہاں برنٹ صاحب سابق پرنسپل نظام کالج سے بھی ملاقات ہوی، جن کے دو لڑکے
ایک کیمبرج کی طرف سے، اور دوسرا آکسفورڈ کی جانب سے کھیل رہے تھے - بہت دیر تک
اِن دونوں کا آپس میں مقابلہ ہوتا رہا - اس کے سوا، اور کئی مقابلے بھی ہوے، جس میں
کیمبرج کو کامیابی نصیب ہوی اس کے بعد ہم نے جامعہ کی عمارتوں کا ایک چکر لگا کر
سرسری طور پر معائنہ کیا - آج کل تعطیلات کا زمانہ ہے اس لئے ساری عمارتیں بند تھیں -
ہم نے آکسفورڈ کی مشہور "باڈلین لائبریری" " Bodelian Library " کو بھی باہر
سے سرسری طور پر دیکھا اور اس کی چند تصویریں
بھی لیں اس کے بعد ہم سب ٹھیک ساڑھے
پانچ بجے اسٹیشن لوٹے، اور ساڑھے سات
تک پیڈنگٹن پہنچ گئے ہوٹل واپس آکر،
کپڑے بدلنے کے بعد "شفیع" کے یہاں کھانا
کھایا -

نواب محمد رشید الدین خان صاحب اور مصنف
باڈلین لائبریری آکسفورڈ کے روبرو کھڑے ہیں

لندن کی، صرف اخباری خبریں دکھانے والی سینمائیں
اور اس کے بعد "نیوز سینما" جاکر، کوئی گھنٹہ بھر تک جدید، اور تازہ ترین واقعات

سینما کے پردہ پر دیکھ کر ہوٹل واپس ہوگئے۔ اس قسم کی دو تین سینمائیں لندن میں ہیں جو ہفتہ بھر کی خبریں صرف ایک گھنٹہ میں دکھلاتی ہیں۔ جن لوگوں کو اخبار بینی کی فرصت نہ ہوتی ہو، یا جو اخبار نہ پڑھتے ہوں وہ یہاں جاکر آسانی سے ان کو دیکھ سکتے ہیں۔

سینما سے واپس آنے کے بعد، کمرے میں بیٹھے تھوڑی دیر تک باتیں کرتے رہے، اور گیارہ بجے سو گئے

۳۔ جون شنبہ

ساڑھے دس بجے، سب مل کر شاپنگ کے لئے نکلے، اور پہلے "فینیگن" (Finnigan) کے یہاں پہنچے۔ یہاں چند سوٹ کیسیس خریدنے کے بعد، وارڈروب ٹرنک (Wardrobe Trunk) کا آرڈر دے کر "اِسکاٹس" کی دوکان کو پہنچے، جہاں اسکاٹ لینڈ کا لباس ملتا ہے۔ بچوں کے لئے یہاں سے کچھ سوٹس خرید کر، ڈیڑھ بجے ہوٹل لوٹے ہادی جو صبح کسی کام کی غرض سے چلے گئے تھے، ہم سے قبل ہی ہوٹل پر موجود تھے۔ سب نے مل کر ہوٹل ہی میں کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد۔

لندن زو کا معائنہ

ڈھائی بجے "لندن زو" پہنچے، جو سارے عالم میں مشہور ہے اس میں دنیا بھر کے جانور جمع کئے گئے ہیں۔ ہم نے ایک گائیڈ بک خریدی، اور اس کی مدد سے سلسلہ وار جانوروں کو دیکھتے چلے اس کتاب میں زو کا ایک نقشہ دیا گیا ہے، جس میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ ایک ہی چکر میں کس طرح ہر شخص پورے "زو" کا معائنہ کرسکتا ہے۔ چوں کہ زو بالکل منتشر اور پھیلا ہوا ہے، اس نقشہ کی وجہ سے، دیکھنے والے کو بڑی مدد ملتی ہے، اور آسانی سے اس کا مکمل طور پر معائنہ کرسکتا ہے۔ اس زو میں چھوٹے چھوٹے پہاڑ بنائے گئے ہیں، جن پر "کشمیری مارخور" اور ریچھ چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔

اس کے بعد ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے، جہاں
چار پانچ چمپائینزی بندر (Chimpanzee)
ایک ہی میز پر بیٹھے ہوئے چاء پی رہے تھے؛
اور اِن کے حرکات بالکل انسانوں کے سے
تھے؛ اس قسم کے بندر، انسان کی بعینہ نقل
اُتارنے میں بڑے مشاق ہوتے ہیں؛ اور
بہت ہی جلد ہر چیز سیکھ جاتے ہیں، ایک اور
مقام بھی نظر پڑا؛ جہاں چھوٹے چھوٹے

لندن زو کا ایک منظر

بچے؛ ہاتھی؛ اور اونٹوں پر بیٹھے پھر رہے تھے یہیں دو تین گاڑیاں بھی نظر آئیں؛ جن میں
شٹلنڈ پونیز (ٹٹو) اور لاما زجتے ہوئے تھے -

غرض یہ تماشا دیکھنے کے بعد، ہم نے پانچ بجے اسی زو کے ایک رسٹورنٹ میں چاء پی
چوں کہ وقت زیادہ ہو چکا تھا، اس لئے صرف تقریباً آدھا ہی زو دیکھ کر ہوٹل لوٹ گئے
ڈھائی یا تین گھنٹے تک گھومتے رہے، لیکن پھر بھی آدھا زو نہ دیکھ سکے، جس سے اس کی
وسعت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے منھ ہاتھ دہونے کے بعد، کپڑے بدل کر "جیراڈ اسٹریٹ"
(Gerrard Street) پہنچے، یہاں ہماری پارٹی کے تین آدمی شفیع رسٹورنٹ میں کھانے
کے لئے چلے گئے - میں نے، اور بھائی صاحب نے خیبر رسٹورنٹ میں کھانا کھایا - جو بالکل
شفیع رسٹورنٹ کے سامنے واقع ہے - اس میں بھی ہندوستانی کھانے ملتے ہیں لیکن شفیع کے
مقابل میں کچھ ٹھیک نہیں ہوتے - کھانے کے بعد ہم شفیع رسٹورنٹ پہنچے، اور اپنے
ساتھیوں سے ملے، ان سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر کچوا پنی فیملی کے ساتھ شفیع کے یہاں کھانے کی
غرض سے آئے تھے، جنہیں اِن لوگوں نے کل کھانے کی دعوت دی ہے -

یہاں سے نکل کر ہم سب "ڈروری لین تھیٹر" (Drury Lane Theatre) پہنچے، جو بہت ہی قدیم اور مشہور تھیٹر ہے، آج یہاں ایک "میوزیکل پلے" ہو رہا تھا، جسکا نام "وائلڈ وائلٹ" (Wild Violets) تھا، غالباً یہ تھیٹر شکسپیر کے زمانہ کا ہے، جس کو حال ہی میں ترمیم وغیرہ کر کے بالکل نیا کر دیا گیا ہے۔ اس میں ریوالونگ اسٹیج (Revolving Stage) بھی موجود ہے، جس سے سین کی تبدیلی میں بہت آسانی واقع ہوتی ہے۔ اس کھیل میں ایک مذاقیہ پارٹ کرنے والی ایکٹرس بھی تھی، جس نے لوگوں کو خوب ہنسایا اس کا نام "شارلٹ گرین وڈ" (Charlotte Greenwood) ہے اس نے ہالی وڈ کے اور کئی فلموں میں بھی حصہ لیا ہے، جن میں سے ایک کا نام "پامی ڈیز" ہے کھیل بہت لاجواب تھا، یہاں کا اسٹیج بہت بڑا ہے، اکثر موقعوں پر موٹریں؛ اور ہوائی جہازیں بھی اس پر لائے جاتے ہیں۔

کھیل کے بعد ہم بارہ بجے ہوٹل واپس ہو کر سو گئے آج گرمی شدت کی محسوس ہوتی رہی۔

۴۔جون یکشنبہ

ھائیڈ پارك

آج صفر کی دسویں تاریخ ہے یہ میری سال گرہ کا دن ہے، صبح دس بجے بھائی صاحب موٹر میں سوار ہو کر "ہائیڈ پارک" پہنچے کیونکہ آج اتوار ہونے کی وجہ سے یہاں بڑا کثیر مجمع رہتا ہے، اور ہزاروں آدمی سیر و تفریح کے لئے آتے ہیں، ہم نے بھی بہت دیر تک چہل قدمی کی، اور جب کچھ آگے بڑھکر "سرپن ٹائین" (Serpentine) نامی ایک چھوٹے سے تالاب کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ سینکڑوں کشتیاں اس میں پھر رہی ہیں جن میں مرد اور عورتیں سوار ہیں اور اپنے ساتھ چھوٹے چھوٹے گراموفون اور ٹفن باسکٹ وغیرہ لئے ہوئے

گانے بجانے اور کھانے پینے میں مشغول ہیں یہ کشتیاں کرایہ پر ملتی ہیں ان میں سوار ہونے والے مشتاقوں کی تقریباً ایک فرلانگ لانبی کیو (cue قطار) کھڑی تھی - پہلے تو ہم نے بھی ان کشتیوں میں بیٹھنے کا ارادہ کیا تھا لیکن جب اس کیو کو دیکھا تو فوراً اپنے ارادہ کو بدل دیا - اس لئے کہ اگر ہم اس کیو میں کھڑے ہوتے تو غالباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد ہماری باری آتی - اکثر لوگ اس تالاب میں نہانے میں بھی مصروف تھے -

جب یہاں کے اس پر لطف منظر سے ہمارا جی سیر ہوگیا، تو موٹر میں سوار ہوکر ہوٹل لوٹے - سب نے مل کر یہیں کھانا کھایا، صرف ہادی اپنے چند دوستوں کے ساتھ (جن میں اعجاز حسین صاحب مرحوم کے فرزند اور ان کی بیوی بھی شریک تھیں) کھانے کی غرض سے شفیع رسٹورنٹ چلے گئے تھے - آج ہوٹل پر کھانے کے بعد مشہور کرکٹ کے کھلاڑی نواب صاحب پٹودی سے بھی ملاقات ہوئی جو بڑے خوش اخلاق اور خوش مذاق نوجوان ہیں، ڈھائی بجے ہادی واپس آگئے مسز ٹیمنز ہادی، میں اور میری بیوی یہ چاروں ملکر ساڑھے تین بجے سر آرتھر (Sir Arthur) اور لیڈی کراسفیلڈ (Lady Crosfield) کے یہاں چاء اور ٹینس کی دعوت میں چلے گئے - جنکا مکان وسٹ ہل ہائی گیٹ (Westhill High gate) میں واقع ہے جو ہماری ہوٹل سے پانچ یا چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہوگا - ان کے مکان کا ایک حصہ لندن کی آبادی سے ملا ہوا ہے، اور دوسری جانب نہایت پرفضا میدان، درخت اور پہاڑ واقع ہیں -

لیڈی کراسفیلڈ

صاحب موصوف اور اُن کی لیڈی لندن کے متمول آدمیوں میں شمار کیۓ جاتے ہیں، یہ دونوں بڑے خوش اخلاق اور بڑے اچھے مہمان نواز ہیں، یہاں ایک اور خاتون سے بھی ملاقات ہوئی، جن کا نام مسز لیمبرٹ چیمبرز (Mrs. Lambert Chamber's) ہے یہ انگلستان کی ایک مشہور ٹینس کھیلنے والی ہیں انہوں نے کئی بار ویمبلڈن ٹینس ٹورنمنٹ (Wimbledon) جیتا ہے ان کے شوہر سے بھی ملاقات ہوئی - مسز لیمبرٹ گو معمر ہو چکی ہیں لیکن اب بھی اچھا کھیلتی ہیں - تین چار سٹ ٹینس کھیلنے کے بعد ہم نے چاء پی، ہمارے لئے یہاں کپڑے بدلنے کے لئے دو تین کمرے مخصوص کر دیۓ گئے تھے، ہم نے ان میں پہنچ کر کپڑے بدلے اور اس کے بعد اپنے میز بانوں کی معیت میں، ان کے باغ اور مکان کا معائنہ کیا - غرض ساڑھے چھ بجے ہم اُن کا شکریہ ادا کر کے ہوٹل واپس ہوے -

ڈاکٹر بکھو کی دعوت

چونکہ آج شفیع کے یہاں، ڈاکٹر بکھو اور اُن کی فیملی کو ساڑھے آٹھ بجے دعوت دی گئی تھی، اسس لئے ہم آٹھ ہی بجے شفیع کے یہاں پہنچ گئے، ٹھیک وقت مقررہ پر ڈاکٹر صاحب اپنے لوگوں کے ہمراہ آپہنچے، یہیں نواب صاحب پٹودی سے پھر ملاقات ہوئی، اور کھانے کے بعد، وہ ہمارے ٹیبل پر بیٹھے بہت دیر تک آسٹریلیا کے مشہور و معروف کریکٹ ٹسٹ میاچ کے واقعات سناتے رہے - ساڑھے دس بجے تک وہیں بیٹھے باتیں کرتے رہے، بارہ بجے سب کے رخصت ہو جانے کے بعد ہم اپنی ہوٹل لوٹے اور بارہ بجے تک ریڈیو سن کر سو گئے - آج حبس بھی تھا، اور کافی گرمی بھی محسوس ہو رہی تھی درجہ حرارت (۸۲) تک پہنچ گیا تھا -

۵- جون دوشنبہ

صبح ساڑھے دس بجے اعجاز حسین صاحب مرحوم کے فرزند اور ان کی بیوی آئیں،

اور بارہ بجے تک ہوٹل ہی میں بیٹھے باتیں کرتے رہے، اس کے بعد ہم سب ایک ہی موٹر میں سوار ہو کر بروک لینڈ (Brookland) کی طرف روانہ ہوئے، اور ٹھیک ایک بجے وہاں پہنچ گئے، یہ مقام موٹروں کی شرطوں کے لئے مشہور ہے، اور آج یہاں "وٹھ منڈے میٹنگ" (Whit Monday Meeting) کی شرطیں مقرر کی گئی تھیں - ہم نے پہنچتے ہی یہیں کے ایک رسٹورنٹ میں لنچ کھایا، اور پانچ چھ شرطیں دیکھیں - موٹریں بڑی تیزی کے ساتھ دوڑ رہی تھیں بعض وقت تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ کوئی دم میں اُلٹ جائیں گی، لیکن چلانے والوں کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے، جو بڑی خوبی اور احتیاط کے ساتھ چلا رہے تھے، ان میں کی اکثر موٹریں، گھنٹے میں سو میل کی رفتار سے بھی زیادہ تیز دوڑ رہی تھیں، شرطیں دیکھ کر ساڑھے تین بجے واپس ہوئے، منہ ہاتھ دھونے کے بعد، چا پی کر تھوڑی دیر آرام لیا، اور ساڑھے سات کے قریب ہوٹل کے ڈائیننگ روم میں کھانا کھایا، اس کے بعد ہم سب پلے ہاؤس تھیٹر (Playhouse) پہنچے، جس کے اسٹیج پر "ریاٹس آف ناروے" (Rats of Norway) نامی کھیل دیکھا، جس میں گلاڈیز کوپر (Gladys Cooper) اور ریمنڈ میسے (Raymond Massey) اور لارنس ایلی ویر (Laurence Olivier) نے حصہ لیا تھا - گلاڈیز کوپر اور ریمنڈ میسے، انگلستان کے مشہور ایکٹر اور ایکٹرس ہیں، ان دونوں نے سینما فلمس میں بھی ایکٹنگ کی ہے۔

کھیل بڑا اچھا تھا، اور ایکٹنگ لاجواب تھی، ہم نے ان دونوں سے ملاقات کی، اور ان کے دستخط بھی لئے، یہاں سے بارہ بجے واپسی عمل میں آئی۔

۶ - جون سہ شنبہ

صبح دس بجے بھائی صاحب، اور میں، پیدل پکیڈلی سرکس کی طرف نکل پڑے، راستہ

میں ہادی ملے جو ہمارے جنوبی فرانس کے سفر کے انتظامات کی غرض سے کک کے آفس کو گئے ہوئے تھے - کل ہم انشاء اللہ ہوائی جہاز میں پیرس جائیں گے، اور وہاں سے ریل کے ذریعہ سے نیس (Nice) پہنچیں گے - پانچ سات روز کے قیام کے بعد پھر پیرس لوٹیں گے، اور وہاں چار روز ٹھر کر، پھر ہوائی جہاز ہی کے ذریعہ سے لندن کو واپسی ہوگی ۔

ہادی کو لے کر ہم سب گولڈ اسمتھ، اور سلور اسمتھ کی دوکان پر پہنچے، اور ان کو مزید سگریٹ کیسوں کا آرڈر دے کر، سینما کے فلم خریدتے ہوئے، برلنگٹن آرکیڈ پہنچے، اور یہاں سے کچھ سامان خریدنے کے بعد، "لائنیز پاپلر کیفے" (Lyon's Popular Cafe) میں پہنچ کر کھانا کھایا، اور پھر یہاں سے نکل کر سیدھے ہوٹل واپس آئے - اس اثناء میں "فینی گن" (Finnigan) کی دوکان سے آرڈر کئے ہوئے صندوق آچکے تھے، جو ہمیں بے حد پسند آئے - اس اثناء میں اعجاز حسین صاحب کے فرزند اور اُن کی بیوی (جو محمدؐ تقی صاحب کی صاحب زادی ہیں) آپہنچیں، اور کچھ دیر ہم سے باتیں کرنے کے بعد "والور ہمٹن" (Wolverhampton) واپس جانے کی اجازت چاہی، ہم نے انہیں رخصت کیا - یہ دونوں والور ہمٹن میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اور چار پانچ روز کے لئے تعطیلات میں لندن آگئے تھے اور اب واپس جا رہے ہیں یہ مقام موٹر کار کے ذریعہ لندن سے چار گھنٹہ کے فاصلہ پر ہے ۔

چاء کے بعد، پانچ بجے ہادی کو ساتھ لے کر "میگڈوگل" (McDougall) خیاط کے یہاں پہنچا اور، اُورکوٹ کا ٹرائیل (trial) لیا، پسند آنے کی وجہ سے، چند اورسوٹوں کا آرڈر دے کر واپس ہوا، سوا سات بجے بھائی صاحب ہم سے مل کر "لچ ورتھ" کو روانہ ہوئے وہ بھی تعطیلات میں لندن آئے ہوئے تھے، اور ہمارے ہی یہاں قیام کیا تھا - ان کو رخصت کرکے ہم "ایسٹوریا" (Astoria) سینما گئے، اور یہاں ایک فلم دیکھا، جسکا نام "سودس از آفریکا" (So this is Africa) تھا یہ ریڈیو کمپنی کا تیار کردہ فلم تھا، جس میں "برٹ و ہیلر"

(Bert Wheeler) اور، رابرٹ ول سی (Robert Woolsey) نے حصہ لیا تھا۔ فلم اچھا اور پر مذاق تھا یہاں سے ہم سب شفیع کے یہاں ½9 بجے ڈنر کے لئے پہنچے کھانے کے بعد چہل قدمی کرتے ہوئے ہوٹل واپس ہوئے اور گیارہ بجے سو گئے۔

۷۔ جون چہارشنبہ

ہوائی جہاز کے ذریعہ لندن سے پیرس کو روانگی

صبح جلد اُٹھا، کیوں کہ آج پیرس کو روانگی مقرر ہے، سامان وغیرہ بندھوانے کے بعد اپنا وائرلیس سٹ لے کر کیتھ پراؤس (Keith Prowse) کی دوکان پہنچا، تا کہ اس کو وہاں واپسی تک رکھوا دیا جائے۔ چوں کہ ایک ملک سے دوسرے ملک کو وائرلس لے جانے کے لئے، لائسنس کروڑگیری، غرض اور کئی قسم کی دقتیں درپیش ہوتی ہیں، اس لئے میں نے، اپنے ریڈیوسٹ کو، واپسی تک کے لئے یہاں، رکھوا دیا ہے، ہوٹل واپس آنے کے بعد، ساڑھے دس بجے ہم سب ایک ایک سوٹ کیس کا سامان ساتھ لے کر وکٹوریہ اسٹیشن پہنچے، اور بقیہ سب سامان ہوٹل ہی میں چھوڑ دیا ہے اس لئے کہ پندرہ بیس روز کے بعد، ہمیں پھر لندن لوٹنا ہے۔ یہاں تھوڑی دیر تک امپیریل ایرویز (Imperial Airways) کے دفتر میں ٹھرنا پڑا۔ پہلے ہمیں، یکے بعد دیگرے تولا گیا، اور اُس کے بعد ہمارے سامان کا بھی وزن کیا گیا۔ جس وقت پاسپورٹ دکھلائے جارہے تھے، مسز ٹیمنز نے کہا کہ وہ اپنا پاسپورٹ ہوٹل ہی میں بھول آئی ہیں، بڑی پریشانی ہوی فوراً کک کے آدمیوں کو کنجیاں دی گئیں کہ وہ ہوٹل جاکر ان کے سامان سے پاسپورٹ تلاش کر کے لے آئیں لیکن پھر یکایک انہوں نے کہا کہ پاسپورٹ اُن کے ہینڈ بیگ (handbag) ہی میں موجود ہے، جس سے بڑا اطمینان ہوا، اس اثناء میں چند اور مسافر بھی جمع ہو گئے جو اسی ہوائی جہاز سے، ہمارے ساتھ سفر کرنے والے تھے ½11 بجے ہم سب

ایک موٹر بس میں سوار ہوے، اور ½ ۱۲ بجے کرائیڈن (Croydon) پہنچے۔

امپیریل ایرویز کے ہوائی جہاز کی حالت

یہاں ہوائی جہاز تیار کھڑا تھا، پاسپورٹ وغیرہ کی تنقیح کے بعد سوار ہوگئے۔ اس میں مسافروں کے بیٹھنے کے لیئے ایک ایک میز کے اطراف چار چار کرسیاں رکھی گئی تھیں۔ ہم چاروں نے، ایک میز کے اطراف اپنی نشست جمائی۔ اس میں تقریباً ۳۰-۳۵ آدمیوں کی نشست کا انتظام کیا گیا ہے، یہ ہوائی جہاز بہت بڑا ہے، اس کا اندازہ صرف اسی سے ہوسکتا ہے کہ اس کا ایک پیہ قد آدم اونچا ہے، ہم نے کئی دفعہ ہندوستان میں ہوائی جہازوں میں، بالکل تھوڑے ہی عرصہ تک پرواز کی ہے، لیکن اس مرتبہ کوئی ساڑھے تین گھنٹے تک اس میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا۔ مسز ٹیمسز کے لیئے یہ پہلا موقع تھا، اس لیئے وہ زیادہ خائف ہورہی تھیں۔ غرض پون بجے ہمارا جہاز اُڑا اور سیدھے فرانس کی راہ لی۔ اس جہاز میں بہ نسبت دوسرے ہوائی جہازوں کے، آواز بہت کم محسوس ہورہی تھی، مسافر ایک دوسرے سے معمولی آواز سے بات چیت کرسکتے تھے۔ ہندوستان میں ہمیں جن ہوائی جہازوں میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے، اُن میں اسس قدر آواز پائی کہ، جب تک کان کے قریب منہ لے جاکر چلایا نہ جائے بات ہرگز سمجھ میں نہیں آسکتی تھی۔ جہاز روانہ ہونے کے پندرہ بیس منٹ بعد لنچ شروع ہوا۔

اس قسم کے ہوائی جہازوں میں سگریٹ پینے کی سخت ممانعت ہے، پون گھنٹے کے بعد، ہم انگلش چینل پر پہنچے، اور (۲۰) منٹ میں اس پر سے گزر گئے۔ چینل (Channel) کو جو جہاز عبور کررہے تھے، اُن کی شکل بالکل چھوٹے چھوٹے ذروں کی سی نظر آرہی تھی۔ اس وقت ہمارا جہاز، سوسوا سو میل کی رفتار سے جارہا تھا، اور زمین سے ساڑھے چھ ہزار فٹ اونچا تھا۔

ایر پاکٹس

جب تک ہمارا جہاز تین چار ہزار فٹ کی بلندی پر تھا تو کچھ جھکولے محسوس ہو رہے تھے، سنا جاتا ہے کہ فضا میں جس مقام پر ہوا کم ہوتی ہے، اور جب ہوائی جہاز وہاں پہنچتا ہے، تو یکایک پانچ سات فٹ نیچے دب جاتا ہے، اور پھر یکایک ہوا ملنے پر اونچا ہو جاتا ہے، اسی کو ایر پاکٹس (Air pockets) کہتے ہیں، اس سے طبیعت بے حد بدمزہ ہو جاتی ہے۔ جب ہمارا جہاز چھ ہزار فٹ کی بلندی پر پہنچ چکا، تو اس قسم کے کوئی جھکولے محسوس نہیں ہوے، مسز ٹیمنز کی طبیعت ان جھکولوں کی وجہ سے اس قدر بدمزہ ہوگئی کہ اُنہوں نے یہ کہتے ہوے، واپسی کے وقت ریل سے آنے کا تہیہ کرلیا کہ "عمر بھر جب تک زندہ رہوں ہوائی جہاز میں پھر کبھی سفر نہ کروں گی"۔

پہلے پہل ہم نے یہ خیال کرلیا تھا کہ انگلش چینل کے وسط میں پہنچنے کے بعد ہمیں اس کے دونوں کنارے نظر آئیں گے لیکن کہر کی وجہ سے وقت واحد میں دونوں دکھائی نہ دے سکے رودبار انگلستان کا برطانوی کنارہ نظروں سے اوجھل ہونے کے پانچ ہی منٹ بعد، فرانس کا کنارہ نظر آیا۔ غرض (۳½) گھنٹہ تک لطف پرواز حاصل کرنے کے بعد، ہم فرانس کے ایروڈروم "لی بورژے" (Le Bourget) پر اتر پڑے یہاں ہم نے حکومت فرانس کے صدہا جنگی ہوائی جہاز بھی کھڑے ہوے دیکھے جہاز سے اُترنے کے بعد ہماری تصویریں لی گئیں، کروڑگیری کے دفتر میں سامان کا معائنہ کرانے اور پاسپورٹ کے دکھلانے کے بعد ہم نے ایک ٹکسی لی، اور سامان رکھوا کر شہر "پیرس" میں داخل ہوے اور چند گھنٹوں کے لئے "بوہی لفائت" (Bohy Lafeyette) ہوٹل میں قیام کیا۔ یہ سارا انتظام کک کی جانب سے ہوا تھا۔ ہمیں دو گھنٹے کی فرصت ملی اور ہم نے ایک موٹر لے کر سرسری طور پر پیرس کی بڑی بڑی سڑکوں کا ایک چکر لگایا، اور "آرک دی ترانیف"

"ایفیل ٹاور" (Arch-de-Triumph) "نپولین ٹومب" (Napoleon's Tomb)
(Effiel Tower) اور آپرا ہاؤس (Opera House) دیکھ کر چار کے وقت تک ہوٹل
واپس ہو گئے۔

پیرس سے نیس کو روانگی

اس کے بعد کک کے آدمی کے ذریعہ سے سامان کو "گاردے لیاں" (Garre-de-Lyon)
اسٹیشن بھجوا کر، ٹھیک سات بجے ہم لوگ ہوٹل سے نکلے، اور اسٹیشن پہنچکر نیس جانے
والی ٹرین میں سوار ہو گئے اس ریل میں ہمارے لئے، پہلے ہی سے کک کے ذریعہ
"چار سلیپرس" (Sleepers) کا انتظام کر لیا گیا تھا۔ جس کے ڈبے بہت کشادہ اور آرام
دہ تھے۔ پانچ منٹ کم آٹھ کو ہماری ریل پیرس سے روانہ ہوئی۔ سوا آٹھ بجے ہم نے
ڈائیننگ کار میں ڈنر کھایا، اور اپنے کمروں کو واپس آکر سو گئے انشاء اللہ تعالی کل صبح
گیارہ بجے نیس پہنچیں گے۔

۸۔جون پنجشنبہ

صبح نو بجے ہم نے ڈائننگ کار میں ناشتہ کیا، اور "نیس" کے انتظار میں بیٹھے
رہے۔ "نیس" پہنچنے کے ایک گھنٹہ آگے ہی سے ہماری ریل بحر روم کے کنارے کنارے
چل رہی تھی ساحل سمندر پر چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں نظر آرہی تھیں، جن پر چھوٹے چھوٹے
نہایت خوبصورت مکان اور چمن بنے ہوے تھے یہ ایک بڑا ہی پر لطف منظر تھا۔ بعض
مکانوں کے احاطوں میں سمندر کا کچھ حصہ آگیا تھا، جس کو مالکان مکان نے سوئمنگ باتھ
(Swimming Bath) کی طرح بنا لیا تھا۔ یا اس میں کشتیاں ڈال کر اپنے لئے ایک
تفریح گاہ بنا لی تھی۔ مین نے اب تک اپنے سفر میں اس قسم کے مکان و باغ کہیں نہیں
دیکھے۔ غرض اس پر فضا مقام سے گزرتے ہوے "کیا نز" (Cannes) کے اسٹیشن پر

پہنچے یہ مقام جنوبی فرانس کے دریائی مقامات سے ایک مشہور مقام ہے - یہاں سے ہم اور ایک اسٹیشن پر پہنچے، جس کا نام این ٹیبز (Antibes) ہے اس کے بعد ہماری ریل "نیس" پہنچی۔

نیس

یہاں کک کا آدمی تیار کھڑا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ والاشان پرنس اعظم جاہ بہادر آج کل یہیں قیام فرما ہیں ہم ریل سے اُتر کر ایک موٹر میں سوار ہوئے، اور "نگرسکو (Negresco) نامی ایک ہوٹل پر پہنچے، جو دریا کے کنارے واقع ہے - یہ ہوٹل بہت بڑی اور خوبصورت ہے ایک بجے ہم نے اپنے کمرے ہی میں لنچ منگوا کر کھایا - سنا کہ والاشان پرنس نواب معظم جاہ بہادر گزشتہ سال جب یہاں تشریف لائے تھے تو اسی ہوٹل میں قیام فرمایا تھا - ہوٹل کے سامنے دریا پر بیدنگ بیچ (Bathing beach) بھی موجود ہے اور سڑک کے ایک طرف پام کے درخت اور دونوں جانب پھولوں کے درخت بکثرت لگائے گئے ہیں یہاں سینکڑوں عورتیں اور مرد تیراکی کا لباس پہنے ہوئے دریا میں تیرتے اور ریت پر لیٹے ہوئے نظر آتے ہیں - یہاں کا یہ منظر بھی نہایت ہی دل فریب و جاذب نظر تھا، جو ہمیں بے حد پسند آیا کھانے کے بعد تھوڑی دیر آرام لے کر (۲½) بجے ہم سب "کزینو" پہنچے، جو ایک رسٹورنٹ کی شکل پر دریا میں بنایا گیا ہے جس کو زمین سے ایک پل کے ذریعہ ملا دیا گیا ہے یہاں کئی قسم کے کھیل، تماشے اور موسیقی کے سامان فراہم کئے گئے تھے۔

کک کے گائیڈ نے جو ہمارے ہمراہ تھا، کہا کہ یہاں ایک اور "کزینو" ہے جو اس سے بہت بڑا ہے اور ہماری ہوٹل سے بہت قریب ہے لیکن، سال میں صرف چھ مہینے کھلا رہتا ہے - یہاں کا بہترین موسم غالباً اگسٹ سے لے کر جنوری تک ہوتا ہے، اسی لئے یہاں کی اکثر ہوٹلیں صرف چھ مہینے، یعنی موسم ہی پر کھلتی ہیں - اس کی اصل وجہ

یہ ہے کہ دوسرے ممالک سے زیادہ تعداد میں لوگ موسم ہی میں یہاں آتے ہیں اور صرف اسی موقع پر ہوٹلوں کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ اور دنوں میں اتنے لوگ یہاں نہیں رہتے کہ سارے ہوٹلوں کی ضرورت پڑے - اس "کزینو" میں جوا وغیرہ بھی ہو رہا تھا ہم تھوڑی دیر تک جوے کی میز کے پاس کھڑے ہوے یہ تماشا دیکھتے رہے ۔

یورپ کے بوڑھے مرد اور عورتوں کا شوق قماربازی

نہ صرف جوان ہی بلکہ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں تک ہمیں یہاں جوا کھیلتی ہوئی نظر آئیں اور خصوصاً ہمیں ان لوگوں کو دیکھ کر بڑا ہی افسوس ہوا کہ اس عمر میں بھی ان کم بختوں کو یہ شوق باقی ہے - ان کو تو یہ چاہیئے تھا کہ اس زمانے میں گوشہ عافیت میں بیٹھے یاد خدا کیا کرتے - یہاں ایک طرف تو میوزک ہو رہا تھا، اور دوسری جانب ڈانس، ہم نے ڈانس دیکھتے ہوے چا پی، اور اس کے بعد موٹر میں سوار ہو کر شہر گھومنے کے لیۓ نکلے بڑی بڑی شاہراہوں پر سے ہوتے ہوے، شہر کے باہر ایک اونچی پہاڑی پر پہنچے ۔

ایک عجیب و غریب "یادگار جنگ"

جہاں وار میموریل بنایا گیا ہے - یہ ایک عجیب و غریب مقام ہے جس کو ایک بہت ہی بڑے پتھر سے تراش کر بنایا گیا ہے، اور اس خوبی سے اس کو تمام و کمال طور پر تراشا گیا ہے کہ کہیں بھی اس میں جوڑ وغیرہ نہیں - یہیں کھڑے ہو کر جب ہم نے نیچے کی طرف نظر دوڑائی تو شہر اور دریا کا ایک نہایت ہی پرلطف منظر دکھائی دیا - تقریباً پورا شہر اور دریا کی ساری کشتیاں ہماری آنکھوں کے سامنے تھیں یہاں سے نکل کر ہوٹل کی راہ لی - اس وقت کچھ ترشح بھی ہو رہا تھا (۷ ½) بجے ہم نے ڈائننگ روم میں جا کر ڈنر کھایا اور اثنائے طعام میں ہم نے "مسٹر بینی کو دریا کے کنارے ٹہلتے ہوے دیکھا تھوڑی دیر بعد مرزا حامد بیگ صاحب اور ڈاکٹر راج بھی چہل قدمی کرتے ہوے نظر آئے - یہ دونوں بھی ولی عہد بہادر کے اسٹاف میں ہمراہ آئے ہیں

ہادی ان سے جا کر مل آئے ۔ ڈنر کے بعد ہم نے "کنگ ایڈورڈ دی سیونتھ" (Edward VII) سینما جا کر ایک کھیل دیکھا، جس کا نام دی بگ براڈکاسٹ (Big Broadcast) تھا اس میں بنگ کراس بی (Bing Crosby) نے کام کیا ہے فلم اچھا تھا۔ یہاں سے دس بجے ہوٹل واپس ہو کر سو گئے۔

۹۔ جون جمعہ

صبح ساڑھے نو بجے ہادی نے آکر اطلاع دی کہ حضرت ولی عہد بہادر نے، مرزا حامد بیگ صاحب کو بھیجا ہے، اور ارشاد فرمایا ہے کہ آج شام میں چار بجے میں اور میری بیوی، حاضر ہو کر، والاشان کے ہمراہ چاء پینے کا شرف حاصل کریں۔ میں نے اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ عرض کیا کہ، بسرو چشم حاضر خدمت اقدس ہو جاؤں گا۔

مانٹی کارلو اور اس کے راستہ کے بے نظیر مناظر

اس کے بعد سوا گیارہ بجے کک کے آدمی کو ہمراہ لیکر "مانٹی کارلو" کی طرف روانہ ہوئے، جو یہاں سے گیارہ یا بارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے "مانٹی کارلو" جانے کے لئے دو سڑکیں ملتی ہیں۔ ایک تو وہ ہے جو دریا کے کنارے کنارے جاتی ہے اور دوسری پہاڑوں پر سے گزرتی ہے ۔ غرض ہم نے آخرالذکر راستہ سے راہ پیمائی شروع کی۔ سنا کہ یہ راستہ "نپولین" نے بنوایا تھا۔ دریا کے بازو سے جانے والا راستہ بالکل نو تعمیر ہے ۔ راستہ تمام ہم نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے جو مناظر دیکھے، وہ بیان سے باہر ہیں۔ جنہیں دیکھکر جی لوٹ لوٹ جاتا تھا، اور بیک وقت حیرت کی بھی کوئی انتہا نہیں رہتی تھی کہ ایسے بھی پرلطف مناظر خداوند عالم نے انسانوں کی تفریح کے لئے بنا رکھے ہیں ۔ بلا مبالغہ ان کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا کا بڑے سے بڑا، بہترین انشاء پرداز و شاعر بھی ان مناظر کی خوبیوں کو بیان نہیں کر سکتا، جو صرف دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہیں۔ سبزے سے لدے ہوئے

بڑے بڑے پہاڑ، اور اُن کے دامنوں سے سمندر کی ٹکراتی ہوی موجیں، وادیوں کے چھوٹے چھوٹے گاؤں، اوران کی چوٹیوں پر مالداروں کے مکانات، غرض یہ ایسا دل فریب منظر تھا، جو عمر بھر بھلایا نہیں جاسکتا۔ ہم نے کچھ دور بعد ان ہی پہاڑوں پر سے ایک شہر بسا ہوا دیکھا جس کا نام "بولیو" (.Beaulieu) ہے۔ (۴۵) منٹ تک ہم مناظر کا لطف اُٹھاتے ہوے "مانٹی کارلو" پہنچے۔ جو ایک خود مختار سلطنت ہے، جس کا کل رقبہ صرف (۷) مربع میل ہے اور جس کے حکمران کا نام "لوئی" (Louise) ہے۔

دنیا کا سب سے بڑا قمار خانہ

سنا کہ اس کی آمدنی کا سب سے بڑا اور زبردست ذریعہ یہاں کے جوے خانے کی آمدنی پر مبنی ہے۔ یعنی حکومت کی جانب سے جوے خانے کی آمدنی پر فی صد کچھ مقرر ہے، جس کے ذریعے اس کو لاکھوں روپیہ ملتے ہیں۔ دنیا کا سب سے بڑا جوے خانہ یہی تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسی جوے خانہ سے ملا ہوا ایک رسٹورنٹ ہے جہاں ہم نے لنچ کھایا، اور اس کے بعد جوے خانے میں داخل ہوے اور تھوڑی دیر تک جواریوں کو جوا کھیلتے ہوے دیکھتے رہے۔ جوے خانہ کی عمارت شاہی محلوں سے بھی بڑھ کر نہایت شاندار ہے، اور اعلیٰ اعلیٰ قسم کے فرنیچر سے سجائی گئی ہے، چھت اور دیواروں پر سنہری کام کیا گیا ہے، اور ان کو بڑی بڑی تصویروں سے جنہیں مشہور مشہور مصوروں نے کھینچا تھا، زینت دی گئی ہے، یہاں کے ملازمین میں سے ایک شخص نے ہمیں اس ساری عمارت کا معائنہ کرایا، اس میں ایک بہت بڑا کانسرٹ ہال اور ایک مشہور ٹیرس (چبوترہ) بھی ہے جس کے متعلق سنا کہ سینکڑوں نے جوے میں ہار کر اسی چبوترے کے کٹہرے پر سے دریا میں کود کر اپنی جان دے دی، ہمیں یہاں یہ دیکھ کر غنیمت معلوم ہوا کہ اس جوے خانہ میں کم سن بچوں کو

آنے کی اجازت نہیں دیجاتی - ہم سارا جوے خانہ گھومنے کے بعد، باہر آئے اور موٹر میں سوار ہوکر شہر کا چکر لگاے ہوے یہاں کے حکمران کے محل پر پہنچے جو باہر سے بالکل معمولی نظر آرہا تھا، پھر یہاں سے ہم ایک اے کیئوریم (Acquarium) یعنی مچھلیوں کے عجائب خانہ میں پہنچے -

مانٹی کارلو کے جوے خانہ کا ایک حصہ

زندہ اور مردہ مچھلیوں کا ایک بہترین عجائب خانہ

ہمارے خیال میں دنیا بھر میں ایسے بہت کم عجائب خانے ملیں گے-اِس میں زندہ مچھلیوں کا، اور مردہ مچھلیوں کے ڈھانچوں کا حصہ الگ ہے، میں نے مدراس کا بھی "اے کیئوریم" دیکھا ہے، جو اس عجائب خانے کے صرف ایک کمرے کے برابر ہے مردہ مچھلیوں کے حصہ میں بڑی بڑی ویل مچھلیوں کے ڈھانچے رکھے ہوے ہیں ہمارے گائیڈ نے کہا کہ موجودہ حکمران کے دادا نے جس کا نام "البرٹ" (Albert) تھا، اور جس کا مجسمہ اس اے کیئوریم کے سامنے نصب ہے، اسی نے اس عجائب خانہ کی مچھلیوں کا ایک بڑا حصہ بذات خود شکار کیا تھا، اس کو مچھلی کے شکار سے بے حد دلچسپی تھی اسی لئے اس نے خاص طور پر دو کشتیاں تیار کرا رکھی تھیں، جن کا نچلا حصہ شیشے کا بنایا گیا تھا، جسکے ذریعہ وہ دیکھ سکتا تھا کہ وہ کس قسم کی مچھلی کا شکار کر رہا ہے، یہاں ایک بہت بڑی ویل کا ڈھانچہ نظر آیا، جس پر لکھا ہوا تھا کہ البرٹ ہی کے زمانے میں، دریا کے کنارے مری ہوی پائی گئی- اس واقعہ کے مہینہ بھر قبل "البرٹ" نے ایک ویل کو زخمی کیا، جو کسی طرح بچ کر

نکل گئی تھی، اس لئے وہاں کے لوگ یقین سے یہ کہتے ہیں کہ یہ وہی مچھلی ہے، جسے اس نے زخمی کیا تھا، غرض یہ ساری چیزیں دیکھ کر ڈھائی بجے یہاں سے روانہ ہوے کیونکہ چار بجے حضرت اعظم جاہ بہادر کے یہاں حاضر ہونا تھا -

پرنس والاشان حضرت اعظم جاہ بہادر کی معیت میں ہز مجسٹی خلیفۂ محترم سلطان عبد المجید خان سے ملاقات

دریا کے کنارے والے راستہ سے ہوتے ہوے (۲۰) منٹ میں "نیس" پہنچے، اور ہوٹل جا کر کپڑے بدلنے کے بعد وقت مقررہ پر "رہول ہوٹل" (Rhul Hotel) پہنچ گئے مرزا حامد بیگ صاحب نے ہمیں لے جا کر ڈرائنگ روم میں بٹھلایا، تھوڑی ہی دیر میں والاشان حضرت ولی عہد بہادر تشریف لائے اور فرمایا کہ معاف کیجئے میں نے دیر تک بٹھا رکھا - حضرت والد صاحب قبلہ اور دادی صاحبہ کی مزاج پرسی فرماتے رہے، اس عرصہ میں شہزادی صاحبہ بھی تشریف لائیں، انہوں نے بھی معافی چاہی، اور فرمایا کہ میں نے بھی آپ کو بہت دیر تک بٹھا رکھا، چاء پر اِدھر اُدھر کی گفتگو ہوتی رہی، ($5\frac{1}{2}$) بجے موٹریں منگوائی گئیں، اور ہمیں اپنے ساتھ لے کر ہز مجسٹی سابق خلیفہ سلطان عبد المجید خان کے محل پر پہنچے -

یہاں والاشان بہادر نے خلیفہ سے ہم دونوں کا تعارف کرایا - یہ ایک سن رسیدہ، خوش وضع آدمی ہیں جنکی صورت سے شاہانہ جاہ و جلال کے آثار خود بخود ٹپکے پڑتے ہیں اور شرافت و حلم و بردباری کے ایک بہترین مجسمہ ہیں - والاشان حضرت اعظم جاہ بہادر شہزادی صاحبہ سے انگریزی میں فرماتے جا رہے تھے، اور شہزادی صاحبہ اس کی ترجمانی فرما رہی تھیں - ہز مجسٹی نے ہماری طرف مخاطب ہو کر ترکی زبان میں فرمایا کہ تم دونوں سے مل کر مجھے بے انتہا مسرت ہوی - تو اس پر پھر ولی عہد بہادر نے مزید

تعارف کراتے ہوے شہزادی صاحبہ سے فرمایا کہ خلیفہ سے یہ عرض کر کہ :—

"یہ اُس خاندان کے ایک رکن ہیں، جن کے آباواجداد نے ہماری سلطنت کے قیام کے زمانہ سے لے کر اس وقت تک وہ وہ جان نثاریاں دکھلائی ہیں، اور حکومت وبادشاہ وقت کی ایسی ایسی خدمات انجام دی ہیں، جو دنیا کے بڑے سے بڑے لوگوں کی بھی لائف سے بشکل مل سکیں گی۔ اور ہمیشہ سے دکن میں ان کا خاندان، وفاداری کے لئے شہرہ آفاق و ضرب المثل ہے۔ اسی طرح اِن سے بھی یہی توقع ہے کہ یہ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے میں اُن سے بھی سبقت لے جائیں گے"۔ اور نیز یہ بھی فرمایا کہ "ان کے والد صاحب کو شکار سے بے حد دلچسپی ہے، چنانچہ وہ ایک بہترین شکاری کی حیثیت سے مشہور ہیں"۔

جس کو سن کر سلطان محترم نے بے حد مسرت کا اظہار کیا، اور فرمایا کہ "یہ کام بڑے اور دلاور لوگوں کا ہی ہے مجھے بھی وہ زمانہ یاد آتا ہے جب کہ میں بھی اچھا نشان لگایا کرتا تھا" اس کے بعد شہزادی صاحبہ ہز مجسٹی یعنی اپنی والدہ محترمہ سے مل کر تشریف لائیں۔ اور پھر موٹر میں سوار ہو کر ہم سب "رہول ہوٹل" پہنچے۔ کچھ دیر بعد ہم نے شہزادۂ والا شان سے اجازت چاہی اور رخصت ہو کر اپنی ہوٹل پہنچے۔ پھر یہاں سے نکل کر ایک تماشا گاہ کو گئے، جہاں مختلف قسم کے کھیل اور تماشے ہو رہے تھے۔ اور جو ہماری ہوٹل سے بالکل قریب ہے۔ یہاں میں نے بندوق سے نشان اندازی کی اور پھر یہاں سے ہوٹل لوٹے، اور اسی کے ایک برآمدہ میں بیٹھے دریا کی سیر کرتے رہے تھوڑی دیر بعد والاشان ولی عہد بہادر اور نواب علی نواز جنگ دریا کے کنارے ٹہلتے ہوے نظر آے۔ ($7\frac{1}{2}$) بجے ہم نے ڈنر کھایا اور "رے جنیا" (Regena) سنیما کو گئے جہاں "اسکارفیس" (Scarface) نامی

ایک فلم دیکھا - جسکو میں پہلی مرتبہ حیدرآباد میں بھی دیکھ چکا تھا سنیما سے گیارہ بجے واپس
ہوے اور سو گئے۔

۱۰ - جون شنبہ

صبح گیارہ بجے ہم سب شاپنگ کرنے کیلئے نکلے، اور گیالریز لفایت (Galleries Lafayette) نامی دوکان کو پہنچے، یہ فرانس کی ایک مشہور دوکان ہے، جس کا ہیڈ آفس پیارس میں ہے، لندن میں بھی اس کی شاخ ہے - ہم نے یہاں سے کچھ سامان خریدا - چونکہ میری بیوی کے سر میں درد محسوس ہو رہا تھا، اس لئے جلد ہوٹل واپس ہو گئے - کوئی دو گھنٹہ کے بعد خدا کے فضل سے اُن کی طبعیت سنبھل گئی - میں اس عرصہ میں ہوٹل کی دوکانوں سے کچھ سامان وغیرہ خریدتا رہا - ڈیڑھ بجے ہم سبھوں نے مل کر کمرے ہی میں لنچ کھایا، اور (۲½) بجے تک وہیں بیٹھے اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے - اس کے بعد ہادی، اور میں جاکر، ایک دوکان سے چند گرامافون ریکارڈ خریدے، اور یہاں سے ہوٹل واپس ہوکر (۴) بجے چاء پی - کل والاشان ولی عہد بہادر نے مجھے آج سات بجے اپنی ہوٹل پر حاضر رہنے کے لئے حکم دیا تھا، اور ڈنر کی دعوت سے بھی عزت افزائی فرمائی تھی۔

والاشان حضرت ولی عہد بہادر کے ڈنر میں شرکت

چنانچہ میں اور ہادی، وقت مقررہ پر وہاں پہنچے - ہمارے علاوہ ڈنر میں "پرنس فاروق" (جو خلیفہ کے بڑے صاحبزادے ہیں) "پرنس کمال" (جو غازی انور پاشا مرحوم کے لڑکے ہیں) ان کی بیوی اور ہمشیرہ، خلیفہ کے خاندان کے اور دو تین ممبر شریک تھے - "ریکس انگرم" (Rex Ingram) جو مشہور فلم پروڈوسر (Producer) ہے، وہ بھی اس پارٹی میں شریک تھا - شہزادہ والاشان نے ان سب لوگوں سے ہمارا تعارف کرایا - غازی انور پاشا مرحوم کی صاحبزادی، انگریزی بہت اچھی بولتی ہیں - پرنس کمال، اور پرنس فاروق

نے مجھ سے بہت دیر تک شکار کے متعلق باتیں کیں - ان کی ہماری گفتگو کے وقت پرنس کمال کی ہمشیرہ ہماری ترجمان بنی ہوئی تھیں - ان دونوں شہزادوں کو شکار کا بڑا شوق ہے۔

ریکس انگرم سے بھی میں نے بہت دیر تک باتیں کیں - یہ پہلے عیسائی تھے اور اب مسلمان ہوگئے ہیں، اور اسلامی تاریخ سے، اور خود اسلام سے پورے پورے واقف معلوم ہوتے ہیں - میں نے اثناء گفتگو میں ان سے اپنے ہالی وڈ جانے کا تذکرہ کیا، چونکہ ایک زمانہ تک، ہالی وڈ میں رہ کر انہوں نے فلم سازی کی تھی - اس لئے انہوں نے مجھ سے وہاں کے مشہور فلم سازوں کے نام تعارفی خطوط دینے کا وعدہ کیا ہے، ان کا شکریہ ادا کرکے (۸) بجے ہم سب موٹروں میں سوار ہوکر "کنیز" (Cannes) کی طرف روانہ ہوئے جو "نیس" سے (۲۲) میل ہے۔

تصویریں فروخت کرنے کا ایک نیا طریقہ

کوئی گھنٹہ بھر میں ہم وہاں پہنچے - کچھ دیر بعد ڈنر پر بیٹھے، یہاں ہمارے ٹیبل کی تصویریں لی گئیں، اور تقریباً آدھ گھنٹہ بعد ہی ایک سنیما کے پردہ پر ان ہی تصویروں کو لانٹرن سلائیڈ کے ذریعہ دکھلایا گیا - اس کزینو میں ایک فوٹو گرافر رہتا ہے جو مہمانوں کی تصویریں لیکر انہیں پردۂ سینما پر دکھلاتا ہے، اس طریقہ سے وہ خوب روپیہ پیدا کرتا ہے - شہزادۂ والاشان نے بھی اپنے سارے مہمانوں کے لئے ایک ایک تصویر کا آرڈر دیا، جو سب کو دوسرے ہی دن مل گئیں، تقریباً بارہ بجے ڈنر سے فارغ ہوئے اور یہاں سے ہم سب ایک بجے روانہ ہوئے، اور راستہ میں "ژواں لے پان" (Juan Les Pins) نامی ایک مقام پر سے گزرتے ہوئے نیس پہنچے - اس کے بعد ہم شہزادۂ والاشان اور شہزادی صاحبہ سے قدم بوس ہوکر اپنی ہوٹل واپس ہوگئے۔

۱۱- جون یکشنبہ

آثار قدیمہ اور قلمی کتب کا ایک ایکٹر کو شوق

رات میں جاگنے کی وجہ سے، صبح دیر سے اٹھا شب ہی میں مین نے ریکس انگرم کو آج ایک بجے اپنے یہاں لنچ کی دعوت دی تھی، چنانچہ وقت مقررہ پر وہ آگئے۔ کھانے پر سنیما سے متعلق باتیں ہوتی رہیں لنچ کے بعد ہم اُنکے ہمراہ انکے فلاٹ پر گئے، جو ہوٹل سے قریب ہے۔ یہاں ہم نے ان کے پاس قدیم ہتیاروں، پرانی کتابوں، اور پرانی تصویروں کا ایک بہترین ذخیرہ (Collection) دیکھا۔ انہیں اس قسم کی چیزوں کے جمع کرنیکا بے انتہا شوق ہے۔ ان کے پاس ہم نے بہت ساری نایاب چیزیں دیکھیں، جن میں ایک عباسی تلوار بھی تھی جو غالباً نپولین کو کسی نے تحفتہً دی تھی، جس پر خط نسخ سے سنہری حروف میں اس کا نام بھی لکھا ہوا تھا، ان کے سامان میں زیادہ تر اسلامی ممالک کی پرانی حیزیں موجود تھیں۔ کلام اللہ کا وہ ترجمہ جس کو مولانا محمد علی نے کیا تھا، وہ بھی موجود دیکھا، انہوں نے ہم سے کہا کہ ان کا ایک اور مکان ہے، جس میں اس قسم کا بہت سا سامان موجود ہے۔ چونکہ ہمیں وقت نہ تھا، اس لئے ہم نے اس کو کسی دوسرے روز کے لئے چھوڑدیا۔ اور انکا شکریہ ادا کرتے ہوے ہوٹل واپس ہوے۔ اس وقت ابر گھرا ہوا تھا، اور کافی بارش ہورہی تھی۔ بڑے زور سے بجلیاں بھی چمک رہی تھیں۔

کینز کی سیر

ہوٹل لوٹ کر چاء کے بعد، اپنے گائیڈ کے ہمراہ، موٹر میں سوار ہو کر، ہم نے "کینز" کی راہ لی۔ راستہ میں ایک ندی پر سے گذرے، جو دریا میں جا کر گرتی ہے، جس کے متعلق سنا کہ ستر برس قبل فرانس اور اٹلی کی سرحدیں یہیں ملتی تھیں، لیکن کچھ دنوں بعد، فرانس والوں نے اس کو عبور کرکے نیس پر بھی اپنا قبضہ جمالیا۔ کل رات ہم اسی

راستہ سے گذرے تھے لیکن تاریکی کی وجہ سے کسی چیز کو نہ دیکھ سکے - الغرض ہم کینز کی گودی پر پہنچے ، جہاں بہت ساری یاٹس (پردے کی کشتیاں) پانی میں تیر رہی تھیں - یہاں صرف تفریح ہی کے زمانہ میں اس قسم کی سینکڑوں کشتیوں کا انتظام کیا جاتا ہے ، جن میں ہزارہا لوگ بیٹھے سیر کیا کرتے ہیں - سنا کہ اکثر دفعہ موسم کے زمانہ میں انگلستان کے بادشاہ ایڈورڈ ہفتم بھی اپنے یاٹ میں انگلستان سے تشریف لایا کرتے تھے - خنانچہ یہاں ان کا ایک مجسمہ بھی نصب ہے - کینز سے نکل کر ہم پندرہ بیس منٹ میں "ژواں لے پاں" پہنچے ، اور شہر کا ایک چکر لگاتے ہوے ، تھوڑی ہی دیر میں "اینٹیبز (Antibes) پہنچے یہاں دریا میں ، ایک جزیرہ نظر آیا ، جس کے متعلق مشہور ہے کہ اس میں قیدیوں کو مقید رکھا جاتا تھا - اسی کے قریب ہم نے ایک اور مقام دیکھا ، جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ "نپولین" نے قید سے چھوٹ کر یہیں سے سرزمین فرانس پر قدم رکھا تھا - واپسی کے وقت ایک اور مقام نظر آیا ، جس کے متعلق سنا کہ "نپولین" کو "ایلبا" (Elba) لے جاتے ہوے ، یہاں دو روز تک مقید رکھا گیا تھا - ($6\frac{1}{2}$) بجے ہم نیس پہنچے ، اور تھوڑی دیر آرام لے کر بیچ پر ٹہلتے رہے یہاں سے چہل قدمی کرتے ہوے موٹروں کی ایک دوکان کے سامنے سے گذرے ، جو ہوٹل کے عقب میں تھی ، اس میں ہم نے ایک لانشیا موٹر کار کھڑی ہوی دیکھی ، جو نہایت خوبصورت تھی ، ہم نے اس کی ٹرائیل لینے کا ارادہ کیا تھا ، لیکن دوکان بند ہونیکی وجہ سے واپس لوٹ گئے - اور پھر بیچ پر تھوڑی دیر تک ٹہلتے رہے اس کے بعد موٹر میں سوار ہو کر ایک رسٹورنٹ پہنچے ، جس کا نام "میسن لا روژ" (The Red House) ہے یہاں ہم نے ڈنر کھایا - یہ رسٹورنٹ سرخ رنگا ہوا ہے ، اور دریا کے کنارے واقع ہے ، اس کے بازو اور دو تین رسٹورنٹ بھی ہیں ، ان تماموں میں مچھلی کئی قسم سے پکائی جاتی ہے ، لیکن خاص طور پر ، اس خصوص

ہیں یہ رسٹورنٹ سب سے بہتر تسلیم کیا جاتا ہے - ہم نے یہاں دو تین قسم کی مچھلی کھائی، جو بے انتہا بامزہ تھی، ڈنر کے بعد ہم "کنگ ایڈورڈ دی سوینتھ" سینما کو گئے اور ایک امریکن فلم دیکھا، جس کا نام نائٹ آفٹر نائٹ (Night After night) تھا جس میں جارج رافٹ، اور کانسٹنس کمنگز (George Raft and Constance Cummings) نے کام کیا تھا - جس کو پیراماؤنٹ کمپنی نے تیار کیا ہے - فلم اچھا تھا (۱۱ ½) بجے ہوٹل واپس ہو کر سو گئے۔

۱۲- جون دوشنبه

تیار ہو کر دس بجے میں اور میری بیوی، ٹہلتے ہوئے لنیشیا کی دوکان کو گئے، اور کل والی موٹر کو اچھی طرح دیکھا ہم نے جب اس کی قیمت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ (۷۰۰) پونڈ ہے، لیکن تھوڑی دیر بعد ہی، اس دوکان کا منیجر آپہنچا، اور اس نے اس کی قیمت ایک ہزار پاؤنڈ بتلائی، اور ہمیں ہندوستانی پا کر، غالباً دہوکہ دینے کی کوشش کرتے ہوئے، یہ کہا کہ دوسرے شخص نے آپ کو غلطی سے اس کی قیمت (۷۰۰) پونڈ بتلائی ہے - واقعات کے لحاظ سے ہم نے فوراً یہ محسوس کرلیا کہ وہ ہمیں دہوکہ دینے کی کوشش کررہا ہے، اس لئے اُسے کوئی قطعی جواب نہ دے کر ہوٹل لوٹ گئے توقع ہے کہ ہمیں اس قسم کی موٹریں اٹلی میں یقیناً کم داموں پر مل جائیں گی - ہادی اور مسز ٹیمنز کو لے کر شاپنگ کی غرض سے نکلا، اور (۱۲ ½) بجے ہوٹل واپس ہوا - کھانے کے بعد، ہوٹل کے ریڈنگ روم میں جا کر اخبار دیکھتا رہا - ساڑھے چار بجے، چاء کے بعد تفریح کی غرض سے ہم سب موٹر میں نکلے، راستہ میں شاپنگ کی غرض سے ہین اور ہادی پھر اتر گئے - مسز ٹیمنز اور میری بیوی ہوٹل کو چلی گئیں - ہم پیدل دوکانوں کے سامنے گشت لگا رہے تھے - یہاں "ریکس انگرم" سے ملاقات ہوئی، جو ایک ٹوسیٹر گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے - اور جن

کے ساتھ ایک فرنچ ایکٹرس تھی۔ جس نے ان کے نوتیار کردہ فلم "بارود" (Barud) میں حصہ لیا ہے۔ انہوں نے ہماری ملاقات اس ایکٹرس سے کرائی اور یہ کہا کہ وہ خطوط جو مین نے ہالی وڈ کے فلم ڈائرکٹروں کے نام دینے کا وعدہ کیا ہے شام کو ہوٹل ہی پر آپ کے پاس بھیج دوں گا۔ ہم نے ان کا مکرر شکریہ ادا کیا، اور ہوٹل پہنچے۔ آج رات کا کھانا بھی ہم نے ریڈ ہاؤس (The Red House) میں کھایا، اور یہاں سے ایک سنیما کو گئے، اور ایک فلم دیکھا جس میں کلارک گیبل اور گریٹا گاربو نے کام کیا ہے۔ یہ فلم دراصل انگریزی زبان میں تیار کیا گیا تھا لیکن اس کو یہاں فرانسیسی زبان میں دکھلایا جارہا تھا۔ فرنچ زبان ہونے کی وجہ سے کھیل کچھ سمجھ میں نہ آیا، اس لئے یہاں سے نکل کر ایک تھیٹر کو گئے، یہ بھی پسند نہ آیا اس لئے کھیل ختم ہونے سے پیشتر ہی ہوٹل لوٹ گئے۔ اور ہوٹل پہنچنے پر ہمیں "ریکس انگرم" کے خطوط مل گئے۔

۱۳۔ جون سہ شنبہ

آج صبح سے بارہ بجے تک کہیں باہر نہیں نکلا، اور ریڈنگ روم میں بیٹھا، اخبار پڑھتا رہا۔ چونکہ مین نے مرزا حامد بیگ صاحب میر خان صاحب، اور ڈاکٹر راج صاحب کو آج لنچ کی دعوت دی تھی اس لئے وہ وقت مقررہ پر پہنچ گئے۔ لنچ سے فارغ ہونے کے بعد جاتے وقت مرزا حامد بیگ صاحب نے کہا کہ، چونکہ آج آپ کی روانگی کا دن ہے، اس لئے والا شان شہزادۂ اعظم جاہ بہادر ممکن ہے، آپ کو یاد فرمائیں، چنانچہ اُن کے جانے کے گھنٹہ بھر بعد، ٹیلیفون آیا کہ شہزادۂ والا شان فوراً یاد فرما رہے ہیں۔ مین تیار تھا۔ فوراً موٹر میں سوار ہو کر حاضر خدمت ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک اِدھر اُدھر کی گفتگو فرماتے رہے، اور لندن کے مشہور گھوڑوں کے سوداگروں کے نام مجھے دو خط مرحمت فرمائے گئے تاکہ میں وہاں پہنچ کر چند گھوڑے خریدوں۔ اور یہ فرمایا کہ شہزادی صاحبہ مزاج

کی ناسازی کی وجہ سے تشریف نہ لا سکیں۔ ہم نے علیہ حضرت شہزادی صاحبہ کی خدمت میں بھی آداب عرض کرا کر، شہزادۂ والاشان بہادر سے قدم بوسی کا شرف حاصل کرتے ہوئے رخصت کی اجازت چاہی، اور ہوٹل واپس ہوئے۔

نیس سے پیرس کو روانگی

چاء کے بعد، سامان کک کے آدمی کے حوالہ کیا گیا اور اسٹیشن جانے کیلئے موٹر میں سوار ہوئے۔ ہوٹل کے منیجر نے میری بیوی کو پھول پہنائے، اور ہم سب کو خدا حافظ کہا۔ یہاں سے نکل کر ہم تھوڑی دیر میں اسٹیشن پہنچے۔ ریل ابھی آئی نہ تھی۔ تھوڑے سے انتظار کے بعد گاڑی آئی۔ ہمارے ریزرف کردہ سلیپنگ کار میں سامان رکھوا دیا گیا، اور ہم سوار ہوگئے (۵) بجکر (۳۵) منٹ پر ریل یہاں سے روانہ ہوئی۔ راستہ میں ہم پھر "انٹیبز" اور کینز پر سے اور سوا نو بجے مارسیلز پر سے گذرے۔ رسٹورنٹ کار ہی میں ڈنر کھایا اور سو گئے۔

۱۴۔ جون چہارشنبہ

صبح ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد، ہم پیرس پہنچنے کے انتظار میں بیٹھے رہے۔ گاڑی ٹھیک (۹½) بجے پیرس کے "گار دے لیاں" اسٹیسن پر پہنچی۔ یہاں کک کا وہی گائیڈ ملا جو نیس جاتے وقت چند گھنٹوں کے لئے پیرس میں ہمارے ساتھ تھا۔ اس کے ساتھ ہم شہر کے ایک حصہ کی سیر کرتے ہوئے "دریائے سین" کے کنارے کنارے "پلاس دی لا کانکارڈ" تک پہنچے جو ایک مشہور چوراہہ ہے۔

دنیا کی سب سے زیادہ خوبصورت سڑک

یہاں سے نکل کر ایک اور مشہور سڑک پر ہولئے، جس کا نام "شانزی لیزے" ہے

جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ خوبصورت سڑک یہی ہے - اسی سے قریب ایک اور سڑک ہے جس کا نام، "ایوینیو جارج سنک" (Avenue George V) ہے، جس پر ہماری ہوٹل، پرانس دی گال (پرنس آف ویلز) واقع ہے - ہوٹل پہنچ کر پہلے ہم نے اپنے کمرے دیکھے جو نہایت ہی خوبصورت اور کشادہ تھے - ہم نے ابتک ایسے کمرے کسی ہوٹل میں نہیں پائے یہ ہوٹل نوتعمیر شدہ ہے، اور پیرس کی بڑی ہوٹلوں میں شمار کی جاتی ہے۔

سامان وغیرہ ترتیب سے رکھوادینے کے بعد ہم نہادھو کر ایک بجے "حاجیان رسٹورنٹ" کو گئے - اس کا مالک ایک روسی ہے - یہاں روسی کھانوں کے علاوہ کچے پکے ہندوستانی کھانے بھی مل جاتے ہیں - چٹنیاں، مرغ کا سالن، کباب چاول وغیرہ یہاں دستیاب ہوسکتے ہیں، لیکن بدمزہ - روسی کھانوں میں بھی کباب وغیرہ کا رواج ہے - کھانے کے بعد ایک فوٹوگرافر کی دوکان کو گئے، جس کو سینما کے فلمز اور تصویریں دھونے کے لئے دی گئیں یہاں سے گیالریز لفائت کی دوکان کو گئے جو ایک بہت بڑی ڈیپارٹمنٹ اسٹور کی حیثیت رکھتی ہے، جس کی شاندار عمارت ہی کو دیکھ کر نہایت حیرت ہوتی ہے۔

سینما کے ذریعے زنانی لباس کے فیشنوں کی نمائش اور ان کی فروخت

یہاں عورتوں کے نئے نئے لباس، اور اُن کے جدید سے جدید ترین فیشن، سینما کے ذریعے تمام دن دکھلائے جاتے ہیں اور راستہ چلنے والے، سڑک ہی پر سے اُس دوکان کے شاپ ونڈوز میں کھڑے ہو کر، ان نئے فیشنوں کا سینما دیکھتے رہتے ہیں کپڑے پہلے ہی سے تیار رکھے جاتے ہیں، اور سینما میں ان کی قیمتیں بھی درج رہتی ہیں، اگر کوئی شخص ان کو خریدنا چاہے تو فوراً جاکر، اُسی مقررہ قیمت میں خرید لے سکتا ہے - اس شاپ کی وسعت کا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ساتھی سے اتفاقاً اس دوکان میں

جدا ہو جائے، تو پھر بڑی مشکل سے وہ ایک دوسرے سے مل سکیں گے، چونکہ یہاں کسی مقام و وقت کے تعین کے بغیر، ایک دوسرے سے ملنا دشوار ہے، اس لئے ہم نے اپنے ساتھی لیڈیز کو تاکید کر دی کہ ہم فلاں وقت اس بلڈنگ کے فلاں حصہ میں ملیں گے اس دوکان میں ہر قسم کی اشیاء دستیاب ہو سکتی ہیں یہاں مختلف قسم کے عطرون کے لئے، اور اُن کو مرکب کر کے فروخت کرنے کیلئے لڑکیاں مقرر کی گئی ہیں - اگر کسی شخص کو خاص قسم کے دو تین عطروں کا مرکب درکار ہو تو یہ لڑکیاں فوراً ان کو ملا کر اُس شخص کے سامنے پیش کر دیتی ہیں یہاں سے ہم نے کچھ سامان، اور عطر وغیرہ خریدا اور چار بجے ہوٹل پہنچ کر چائے پی۔

چاء کے بعد مین چہل قدمی کے خیال سے نیچے اترا لیکن بارش کی وجہ سے، تین چار مرتبہ مجھے تھوڑی دور تک جا جا کر واپس ہونا پڑا - آخر چوتھے یا پانچویں مرتبہ جب بارش بالکل تھم گئی تو مین باہر نکلا، "اور شانزی لیزے" پر سے گھومتے ہوے ہوٹل واپس ہوا ہوٹل کے لونج میں ایک ہندوستانی صاحب تنہا بیٹھے ہوے اخبار پڑھتے نظر آئے، جو یقیناً مہاراجہ کپورتھلہ تھے - مین نے ہر چند اُوپر جاتے ہوے لفٹ والے سے اُن کے متعلق دریافت کرنے کی کوشش کی لیکن وہ میری گفتگو سمجھ سکتا تھا، اور نہ میں اُس کی - فرانسیسی نہ جاننے والوں کو یہاں بڑی مشکل پیش آتی ہے۔

ہم نے رات کا کھانا ہوٹل ہی میں کھایا، اور کھانے کے بعد "فالی برژرے" پہنچے جو ایک مشہور تھیٹر ہے، یہاں ایک رسٹورنٹ او رتھیٹر ہال بھی ہے - اندر پہنچ کر ہم ایک بڑے ہال میں داخل ہوے، جہاں چاء اور کافی پینے کے لئے میز اور کرسیاں بچھی ہوی تھیں - اسکو عبور کر کے ہم تھیٹر ہال میں داخل ہونے والے ہی تھے کہ ایک ویٹر (Waiter) نے ہم سے آ کر کہا کہ ابھی کھیل شروع ہونے کے لئے دیر ہے، جب تک کچھ چاء وغیرہ یہاں بیٹھ کر پی لیجئے - اس نے ابھی اپنی گفتگو ختم بھی نہ کی تھی کہ، بینڈ بجنے لگا، اور تھیٹر شروع ہوگیا۔

اس سے پیرس والوں کا اپنے مسافروں کو بیدریغ لوٹنے کا پتہ چلتا ہے۔ سیدھے تھیٹر ہال جاکر ہم نے اپنی نشستیں سنبھالیں۔ ایک ریویو کی شکل میں، کھیل لاجواب تھا۔ سینگز اور ڈریس نہایت عمدہ تھے۔ جنت اور دوزخ کا نمونہ بھی کھیل میں پیش کیا گیا تھا۔ اور نیم برہنہ عورتوں کے ناچ کا بھی انتظام تھا۔ وقفہ کے دوران میں (۲۰) منٹ کے لئے، ایک زمین دوز کمرے میں جاکر ہم نے مصری ناچ دیکھا۔ اس قسم کا ناچ، مین نے کئی مرتبہ حیدرآباد میں بھی دیکھا ہے۔ انٹرول ختم ہونے پر ہم پھر تھیٹر ہال میں آکر بقیہ کھیل دیکھتے رہے۔ اس کے ختم ہونے کے بعد بارہ بجے ہوٹل پہنچے، اور سو گئے۔

۱۵۔ جون پنجشنبه

صبح کہیں باہر نکلنے کا اتفاق نہیں ہوا، لنچ کے بعد ایک دوکان کو گئے جس کا نام " Aux Trais quartiers " تھا جو "بولووارڈ، ڈی لا ماڈلین" (Boulward de la Madeline) پر واقع ہے۔ یہاں سے ہم نے چند چیزیں خریدیں، اور پھر گیالریز لفائت بھی جاکر، اور کچھ سامان خریدا۔ یہاں سے نکل کر ایک کیفے کو گئے، "جو گراند ہوٹل" کی نچلی منزل میں واقع ہے۔ یہ ہوٹل بہت پرانی ہے، اور پیرس کے مشہور آپرا ہاؤس کے مقابل میں واقع ہے۔ میرے دادا حضرت نواب سر آسمان جاہ بہادر نور اللہ مرقدہٗ جب پیرس تشریف لائے تھے تو اسی ہوٹل مین قیام فرمایا تھا۔ یہاں ہم نے چاء پی، اور چاء سے فارغ ہوکر، ہوٹل لوٹے، یہاں آٹھ بجے ڈنر کھایا۔

کھانے کے بعد نو بجے ایک سینما کو گئے، جو شانزی لیزے پر واقع ہے، جہاں ہم نے کنگ آف دی جنگل (King of the Jungle) نامی ایک فلم دیکھا، جس میں بسٹر کراب (Buster Crabbe) اور فرانسیس ڈی (Farances Dee) نے کام کیا ہے بسٹر کراب ایک ایکٹر ہونے کے علاوہ سنہ ۱۹۳۲ع کے اولمپک گیمس کی تیراکی کا چمپین ہے۔ فلم

اچھا تھا، سینما کی عمارت بہت شاندار اور آراستہ تھی اس میں ہر جگہ ربر کا فرش کیا گیا تھا۔ اور سنا کہ اس کو تیار ہو کر صرف چھ مہینے ہی ہوئے ہیں۔ چونکہ یہاں سے ہماری ہوٹل ایک یا دو فرلانگ ہی دور تھی، اس لئے ہم پیدل ہی ہوٹل واپس ہوئے اور ½ ۱۲ بجے سو گئے۔

۱۶۔ جون جمعہ

صبح تیار ہو کر لیڈیز شاپنگ کی غرض سے ایک طرف کو چلی گئیں۔ میں اور ہادی بھی شاپنگ کی غرض سے دوسری طرف نکل گئے۔ اور مختلف دو کانوں سے شاپنگ کرتے ہوئے ایک بجے ہم سب "حاجیان رسٹورنٹ" میں آملے۔ کھانے کے بعد سب مل کر پھر شاپنگ کی غرض سے نکلے اور ریشمی کپڑے والوں کی دو کانوں میں پہنچ کر کچھ کپڑے وغیرہ خریدنے کے بعد گراما فون ریکارڈ کی دوکان کو گئے، جو "ماڈلین چرچ" کے پاس واقع ہے۔ یہاں ہم نے کو لمبیا ریکارڈ خریدے۔ اور یہیں ہمیں معلوم ہوا کہ پیرس کا مشہور "رمبا ڈانس آرکسٹرا" جس کا نام ڈان ایز پیازو ہے لاپلان تاسیان نامی ایک کیفےؔ میں آج کل بجتا ہے، ہم لوگ یہاں سے ہوٹل پہنچے، اور چاء کے بعد اس کیفے کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ چند روز سے یہ کیفے بند ہو گیا ہے، لیکن اس کے بند ہونے کی کوئی وجہ معلوم نہ ہو سکی۔ یہاں سے نکل کر ایک رسٹورنٹ کو گئے جس کا نام ("Angagne Petit") ہے، اور جو "بوادی بلان" (Bois de Bolougne) میں واقع ہے یہاں ہم نے ڈنر کھایا، اور اس کے بعد ایک ریویو دیکھنے کی غرض سے "کزینو ڈی پیاری" (Casino de Paris) گئے نو بجے کھیل شروع ہوا۔ یہاں ہم نے ایک مشہور ایکٹرس کو اسٹیج پر دیکھا، جس کا نام "جوزفین بیکر" (Josephine Baker) ہے یہ ایک حبشن ہے۔ اس کا گانا اور ایکٹنگ بڑی لاجواب تھی اور خصوصاً ڈریس اور سین تو بے انتہا خوب صورت تھے اسٹیج پر ایک مصنوعی

آبشار (Water fall) بنایا گیا تھا جس پر بالکل اصلی ہونے کا دھوکہ ہی نہیں بلکہ یقین ہوتا تھا۔ "فالی برژے" جس کو کہ مین نے چند روز قبل دیکھا تھا اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ اس کھیل میں بھی نیم برہنہ عورتیں اسٹیج پر کرتب دکھا رہی تھیں ایک بجے ہوٹل واپس ہوے، اور سو گئے۔

۱۷- جون شنبہ

ڈیوس کیس کے سمی فائنل میں جاپان اور آسٹریلیا کے ٹینس کا مقابلہ

صبح سے ہی ترشح ہو رہا تھا، اس لئے ہم لوگ باہر نہیں نکل سکے، اور ہوٹل ہی میں ٹھر کر سامان وغیرہ بندھواتے رہے۔ گیارہ بجے مین پیدل نکلا، اور "شانزی لیزے" جا کر کچھ شاپنگ کرتا ہوا، ایک بجے واپس ہوا۔ چونکہ اس وقت تک سب سامان کی پکینگ میں مصروف تھے اس لئے لونج میں جا کر تھوڑی دیر تک اخبار بینی کرتا رہا "نیو یارک ہیرالڈ" کے ایک کالم پر میری نظر پڑی، جس سے معلوم ہوا کہ آج شام کو "ڈیوس کپ" کے سیمی فائنل میں، جاپان اور اسٹریلیا کے ٹینس کا مقابلہ ہے اور یہ "کھیل اسٹیڈ رولان گیاروز" (Stade Roland Garros) پر ہوگا جو یہاں سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مین نے فوراً اوپر جا کر اپنے ساتھیوں کو اس کی اطلاع دی اور سب نے مل کر کھانے کے بعد وہاں جانے کا مصمم ارادہ کرلیا۔

چنانچہ کھانے کے بعد ہم تین بجے وہاں پہنچے، اس وقت کرافورڈ، اور نونوئے کا کھیل ہو رہا تھا۔ جو بڑا لاجواب کھیل رہے تھے، اور کرافورڈ نے بڑی مشکل سے نونوئے کو [(6|2) (3|6) (6|4) (3|6)] اور (7|5) پر شکست دی۔ ہادی نے کرافورڈ کو آج پہلی مرتبہ دیکھا تھا، انہوں نے اس کے کھیل کی بڑی تعریف کی، اور کہا کہ بہت ممکن ہے کہ یہی شخص "ویمبلڈن چمپین شپ" اس سال جیت جائے۔ ان لوگوں کے کھیل کے بعد

ہم نے وہیں ایک رسٹورنٹ میں چاء پی، اور پھر واپس آکر اپنی اپنی نشستیں لے لیں
دوسرا کھیل "جے ساٹو" اور میگرات کے مابین شروع ہوا - میگرات ایک کم سن
آسٹریلین لڑکا ہے، اور اپنی عمر کے لحاظ سے نہایت لاجواب کھیلتا ہے، اور اس کے کھیل میں
ایک عجیب بات یہ ہے کہ وہ بیاک ہینڈ، دونوں ہاتھوں سے کھیلتا ہے، کھیل شروع ہوا-
اور پہلا سٹ اسی نے (9/7) پر جیتا، دوسرے سٹ میں "ساٹو" نے جو ایک تجربہ کار کھلاڑی ہے
اپنے کھیل کی طرز بدل دی- اور یہ سٹ جیت لیا- تیسرے سٹ میں یکایک بارش شروع ہو گئی
جس کی وجہ سے کھیل روک دیا گیا اور ہم یہاں سے نکل کر (۷) بجے ہوٹل پہنچے، اور (۸) بجے
ڈنر سے فارغ ہوے، ساڑھے نو بجے چہل قدمی کرتے ہوے "شانزی لیزے" پر پہنچے اور
"لارڈ بائیرن" نامی سینما میں جاکر، ایک فلم دیکھا جس کا نام "دی کڈ فرام اسپین"
(The Kid from Spain) تھا- اس میں "ایڈی کیانٹر" وغیرہ نے حصہ لیا ہے، جو
بہت پر مذاق کھیل تھا- بارہ بجے ہوٹل کو واپس ہوے اور سو گئے۔
کل انشاء اللہ تعالیٰ ساڑھے بارہ بجے لندن کو روانہ ہوں گے ۔

۱۸ - جون یکشنبہ

کل شام میں چونکہ ہم نے ساٹو، اور میگرات کے کھیل کو نامکمل دیکھا تھا، اس لئے ہوٹل
کے ریڈنگ روم میں پہنچ کر، اخبارات دیکھے جس سے معلوم ہوا کہ میگرات نے، ساٹو سے
پانچویں سٹ میں کامیابی حاصل کر لی- ہوٹل کی بل ادا کیگئی، اور سامان وغیرہ کک کے نمایندہ
کے حوالہ کرنے کے بعد ($10\frac{1}{2}$) بجے ہم سب موٹر میں سوار ہو کر، پندرہ منٹ میں "بوہی لفائت"
ہوٹل پہنچے جہاں (Imperial Airways) امپیریل ایرویز کا آفس واقع ہے - سامان
وغیرہ کے تل جانے اور پاسپورٹ کے معائنہ ہو جانے کے بعد ہم ایک دوسری موٹر میں سوار ہوے
اور کوئی (۲۵) منٹ میں لی بورژے ایروڈروم (Le Bourget Aerodrome) پہنچے-

ہوائی جہاز میں سامان کے رکھوا دینے کے بعد ہم بھی سوار ہوے اور اس کے کوئی دس منٹ بعد ہی جہاز کے دونوں انجن چالو ہوے تھوڑی دیر تک ان کو چلا کر گرم کیا گیا۔ اور اس کے بعد دونوں پائیلٹ (pilot چلانے والے) آفس میں جا کر موسم کے متعلق رپورٹ اور ہدایات حاصل کر کے واپس آئے۔ اور جہاز میں سوار ہو گئے۔

پیرس سے ہوائی جہاز کے ذریعہ لندن کو واپسی
اور موسم کی خرابی کے باعث سخت پریشانی

اس وقت ابر گھرا ہوا تھا اور خفیف سی بارش بھی ہو رہی تھی تھوڑی دور تک دوڑ کر ہمارا جہاز فضائے آسمانی میں بلند ہونا شروع ہوا۔ پرواز کرنے کے کوئی آدھ گھنٹہ بعد ہم نے لنچ کھایا۔ جب لنچ ختم کر رہے تھے۔ تو ہم نے دیکھا کہ مہیب بادل چاروں طرف سے اُمڈے چلے آ رہے ہیں۔ اور سارے آسمان پر محیط ہوتے جاتے ہیں اس وقت ہمارا جہاز دو ہزار فیٹ کی بلندی پر اُڑ رہا تھا۔ پائیلٹ نے ابر سے بچانے کی غرض سے ہوائی جہاز کو چار ہزار فٹ بلند کر لیا اُوپر اُس وقت سورج نہایت آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ یہاں ہم نے ایک عجیب و غریب منظر دیکھا جب نظر اوپر کی طرف اُٹھتی تو صاف و شفاف نیلگوں آسمان نظر آتا نیچے کی طرف دیکھئے تو بجائے زمین کے چمکتے ہوے سفید بادلوں کا فرش نظر آتا اس اثناء میں یکایک پھر سیاہ بادلوں نے ہمیں آگھیرا جس سے بارش ہونے لگی اور بڑی بڑی بوندیں ہوائی جہاز پر ٹکرا کر شاخوں کی سی آوازیں پیدا کر رہی تھیں ابر برابر بڑھتا چلا آ رہا تھا پھر پائیلٹ نے جہاز کو چار سے چھ ہزار فیٹ تک بلند کر لیا یہاں کچھ مطلع صاف نظر آیا تو ہمیں بہ مشکل تمام یہ معلوم ہوا کہ اب ہم انگلش چنیل پر پہنچے ہیں ابھی طبیعت مطمئن بھی نہ ہونے پائی تھی کہ ان بے درماں کالے کالے بادلوں نے آگھیرا، اور ساتھ ہی پھر بارش بھی شروع ہو گئی اور فوراً اس قدر تاریکی چھا گئی کہ ساری دنیا آنکھوں کے

سامنے اندھیر تھی - اور اس وقت کا عالم تو ۔

شب تاریک و بیم موج و گرداب چنیں حائل   کجا دانند حال ما، سبک ساران ساحل ہا

سے کہیں زیادہ بڑھ کر تھا - حافظ شیرازعلیہ الرحمہ نے تو سطح زمین ہی پررہ کر یہ شعر کہا ہے، جس میں مسافرین اور ڈوبتے ہوے جہاز کے، کسی نہ کسی طرح بچ جانیکی امید ہی رہتی ہے - اگر وہ یہاں ہماری بجائے ہوتے تو خدا جانے کیا کہتے؟

اندھیرا اس قدر چھا رہا تھا کہ آس پاس کی چیز بھی بہ دقت تمام دکھائی دیتی تھی - کھڑکی سے جب باہر نظر دوڑائی تو سوائے تاریکی کے کچھ نہ تھا - اور مصیبت بالائے مصیبت یہ تھی کہ، ہر دس بارہ سکنڈ سے ہمارا جہاز "ایرپاکٹس" کی وجہ سے پندرہ پندرہ فیٹ نیچے کی جانب گرتا جا رہا تھا - جس سے مسافرین کی طبیعت بے حد بدمزہ ہوتی جارہی تھی - بہت ساروں کو قیئیں شروع ہوگئیں ۔

لیکن خدا کا فضل شامل حال رہا کہ ہماری پارٹی میں کسی کو نہیں ہوئی - تھوڑی دیر کے فاصلہ سے ہم یہ محسوس کر رہے تھے کہ ہوائی جہاز، اپنا سیدھا راستہ چھوڑ کر کبھی سیدھی جانب کچھ دور تک پرواز کر رہا ہے اور کبھی بائیں جانب - اس سے ہم لوگوں کو خیال ہوا کہ چلانے والے اندھیرے کی وجہ سے، راستہ بھٹک گئے ہیں - جس سے انتہائی وحشت ہو رہی تھی - کبھی تو یہ خیال ہوتا کہ اگر بحری سفر اختیار کرتے ، اور خدا نخواستہ ایسی صورت پیش بھی آتی، تو کم از کم ہاتھ پیر مار کر نکلنے کی کوئی امید تو تھی ، اور شاید اس وقت دل کو یہ ڈھارس دے لیتے کہ "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہوتا ہے" لیکن یہاں تو "نہ جائے ماندن و نہ پائے رفتن،، کا مضمون تھا، اور یقینی طور پر ہم تو یہ سمجھ چکے تھے کہ اب موت کے منہ میں پھنس چکے ہیں خدا جانے کوئی دم میں کیا بات پیش آنے والی ہے - غرض اس وقت کی یہ حالت احاطۂ تحریر سے باہر ہے، درحقیقت "قدر عافیت آنکس بداند کہ در بلا گرفتار آید" ۔

اسی پریشانی کی حالت میں، مین نے ایک اسٹیورڈ (ملازم) سے دریافت کیا کہ اسوقت
کوئی خطرے کا اندیشہ تو نہیں ہے اس نے کہا کہ نہیں، صرف ایک ہی اندیشہ ہے، وہ
یہ کہ اگر کوئی دوسرا ہوائی جہاز انگلستان کی جانب سے آرہا ہو، اور بالکل اسی جہاز کی
سیدھ میں چلا آرہا ہو تو دونوں جہاز ٹکرا جانے تک ایک دوسرے کو اس کا علم نہ ہوسکے گا۔
بس اب تو اور کچھ نہ پوچھئے کہ ہمارا خوف کس انتہا کو پہنچ چکا نیچے سمندر اور ہم آٹھ ہزار
فٹ بلندی پر تاریکی میں، شدت کی سردی، اور مسافرین کی ناگفتہ بہ حالت، قیئوں کی وجہ سے
ہوائی جہاز میں بدبو کا پھیلنا، ایر پاکٹس میں ایروپلین کا تھوڑی تھوڑی دیر سے گر تا جانا۔
غرض یہ سب چیزیں ایسی تھیں، جو ہر مسافر پر، خوف وہراس طاری کررہی تھیں، اس اثناء
میں ہم نے دیکھا کہ ہمارا جہاز ساڑھے گیارہ ہزار فٹ کی بلندی پر پہنچ چکا ہے۔ صرف
پورے چنیل کو ہی عبور کرنے میں کوئی پون گھنٹہ صرف ہوا۔ جب یکایک ابر پھٹا تو ہم نے
دیکھا کہ ہم ابھی تک رودبار انگلستان ہی پر ہیں، عموماً اس کو عبور کرنیکے لئے پندرہ یا بیس
منٹ درکار ہوتے ہیں، لیکن یہاں تو پون گھنٹہ گذر گیا، اور ہم ابھی تک چنیل ہی پر
پرواز کررہے تھے۔ اس امر سے ہمارے اُس خیال میں تقویت ہوگئی کہ یقیناً پائیلٹ راستہ
بھول گیا ہے اور پھر یکایک، پہلے کی طرح جب ابر گھر گیا تو ہمیں یہ کامل یقین ہوگیا کہ یہ کالی
بلائیں یقیناً ہماری زندگیوں پر پانی پھیرنے کیلئے کمر باندھی ہوی ہیں مسز ٹیمسز کی حالت بہت
خراب ہوتی جارہی تھی، اور انہیں شدت سے چکر تھا۔ مین اور ہادی خائف ہوکر سکتہ کے عالم میں
اللہ اللہ کرتے بیٹھے ہوے تھے۔ لیکن میری بیوی پر کسی قسم کی وحشت کا اثر نہ تھا اس کی
وجہ یہ تھی کہ انہیں اس خطرے کا کوئی احساس نہ تھا، اور نہ اس کی اہمیت ہی معلوم تھی۔
اور نہ ہم نے آگاہ ہونے دیا غرض اس بری حالت میں پرواز کرتے رہے، ہم نے جتنی دعائیں
ہوسکتی تھیں، تہ دل سے مانگ لیں، اور قسم کھائی کہ آیندہ یورپ میں کبھی ہوائی جہاز

میں قدم نہ رکھیں گے۔

ہم تو بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ اس لئے کہ بارش کی وجہ سے اگر ہوائی جہاز کے انجنوں میں پانی آجاتا یا ہوا کی تیزی کی وجہ سے ونگس (Wings) کے پردوں میں سوراخ پڑ جاتے تو سوائے موت کے اور کوئی دوسری صورت ہی نہ تھی۔ لیکن مستجاب الدعوات نے ہم پریشان حالوں کی دعا قبول کر لی جیسے کہ وہ مصیبت میں پھنسنے والوں کی ہمیشہ مدد فرمایا کرتا ہے، چنانچہ تقریباً ۴½ گھنٹہ تک پرواز کرنے کے بعد ہم نے دیکھا کہ اب مطلع صاف ہوتا جا رہا ہے، اور ہوائی جہاز آہستہ آہستہ نیچے اُترتا جا رہا ہے۔ اس طرح خدا خدا کر کے ہم "کرائڈن" (Croydon) کے ایروڈروم پر پہنچے۔ لیکن یہاں کافی ابر ہونیکی وجہ سے پائیلٹ کو جہاز کے اُتارنے میں کچھ دیر تک تردد ہوتا رہا۔ چنانچہ آدھے گھنٹہ تک کرائڈن پر ہی پرواز کرتے رہے، اور ابر کے بالکل پھٹ جانے کے ساتھ ہی، پائیلٹ نے فوراً ہوائی جہاز کو اُتار لیا۔ اس وقت کی خوشی کا اندازہ ناظرین خود کر سکتے ہیں، جب کہ یاس آس سے بدل گئی ہو۔ ہم تو یہ سمجھے کہ "جان بچی لاکھوں پائے" اور موت کے پنجہ سے رہائی پائی۔

ہم نے اُترنے کے بعد، پائیلٹ سے، جہاز کے گھڑی گھڑی اِدھر اُدھر موڑنے کے متعلق دریافت کیا، تو اُس نے جواب دیا کہ وہ ابر سے بچانے کی خاطر، ہیڈ کوارٹرس، یعنی کرائڈن ایروڈروم کی ہدایات پر عمل کر رہا تھا۔ جو وائرلیس کے ذریعے اس کو وقتاً فوقتاً ملتی جا رہی تھیں، اور ہم نے یہ بھی پوچھا کہ، جاتے وقت تو ساڑھے تین گھنٹے صرف ہوئے تھے، اور اب واپسی میں تقریباً پانچ گھنٹے کیوں صرف ہوئے؟ پائیلٹ نے کہا کہ طوفان سے بچنے کے لئے، وہ سیدھا راستہ اختیار نہیں کر رہا تھا، بلکہ بہت بڑا چکر لے کر، اس سے بچنے کی کوشش کر تا رہا، لیکن پھر بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ جس وقت ہم ہوائی

جہاز سے اُترے، اُس وقت مسافرین کی حالت، نہایت خراب تھی، اور ہر ایک کی صورت سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ یہ لوگ کئی دن سے بیمار تھے، لیکن ابھی ابھی صحت پائی ہے۔ غرض ہم کروڑ گیری میں سامان دکھلاتے ہوئے، موٹر میں سوار ہو کر، امپیریل ایرویز آفس پہنچے۔ یہاں "کیپٹن الن سن" موجود تھے انہوں نے ہم سے اس ہوائی سفر کے حالات دریافت کئے، جو کچھ گذری تھی، سب کہہ سنائی۔ جس پر موصوف نے بڑے ہی افسوس کا اظہار کیا، اور کہا کہ آج اتفاق سے، آپ لوگوں کو نہایت ہی خراب موسم سے سابقہ پڑا۔

ہوائی جہاز کے ذریعے مصنف کی پیرس سے لندن کو واپسی (گرائیڈن ایروڈروم)

یہاں سے ہم نے پاسپورٹ، اور سامان وغیرہ کے معائنہ کے بعد، "میفیر" ہوٹل کی راہ لی، اور اپنے سابقہ کمروں ہی میں جا کر قیام کیا۔ ہم نے چلتے وقت، یہاں جو کچھ سامان چھوڑ رکھا وہ سب موجود تھا۔ ہم نے اپنے ساتھ صرف ایک ایک سوٹ کیس کے مطابق سامان رکھ لیا، کیونکہ ہوائی جہاز میں سفر کرنے والوں کو ایک ایک سوٹ کیس سے زیادہ سامان رکھنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ جس کا وزن بھی معین ہوتا ہے۔ غرض ہم نے یہاں منہ ہاتھ دھو کر کپڑے بدلے، اور چاء پی۔ سوا آٹھ بجے کے قریب شفیع کے یہاں پہنچ کر ڈنر کھایا، اور نو بجے پکیڈیلی جا کر کوئی گھنٹہ بھر تک، ایک "نیوز تھیٹر" میں تازہ مقامی خبریں، سینما کے پردے پر دیکھتے رہے، اور یہاں سے نکل کر، ہوٹل واپس ہو گئے۔ آج ہمیں ایک تار بھی ملا جو حضرت والد ماجد صاحب قبلہ مدظلہ کے پاس سے آیا تھا جس سے معلوم ہوا کہ سب وہاں بحمد اللہ خیریت سے ہیں۔

۱۹۔ جون دوشنبہ

سر آرتھر اور لیڈی کراسفیلڈ کے یہاں سالانہ ٹینس پارٹی میں شرکت

آج صبح ہندوستان سے آئے ہوئے خطوط ملے جن سے سب کی خیریت کی اطلاع ملی گیارہ بجے ہادی، اور میں ایک فوٹو گرافر کی دوکان پر گئے، جس کو تصویریں دھونے کے لئے دیں۔ یہاں سے نکل کر "میگڈوگل" کے پاس پہنچے، اور اوور کوٹ وغیرہ لے کر ہوٹل واپس لوٹے۔ لنچ کے بعد کپڑے بدل کر دو بجے ہم سب "سر آرتھر اور لیڈی کراسفیلڈ" کے مکان پہنچے، جو "ہائی گیٹ" میں واقع ہے، آج ان کے یہاں سالانہ ٹینس پارٹی تھی، جس میں ہر سال ویمبلڈن ٹورنمنٹ میں کھیلنے والے کھلاڑی آکر ٹینس کھیلتے ہیں۔ اس کھیل کی آمدنی کو رفاہ عام کے کاموں میں صرف کرنے کے لئے ٹکٹ بھی مقرر کر دیا جاتا ہے، الغرض ہم یہاں پہنچے، اور "سر آرتھر" و "لیڈی کراسفیلڈ" سے ملاقات کی اس ٹینس پارٹی میں کربی (Kirby) رابنس (Robbins) کانڈن (Condon) برونیاں (Brugnon) وائنیز (Vines) گلیڈہل (Gledhill) آسٹن (Austin) سٹر (Sutter) اسٹوفنس (Stœfen) اور دوسرے بہت سارے کھلاڑی حصہ لے رہے تھے۔ اور لیڈیز میں بیٹی نتھال (Betty Nuthal) مسز ویلز موڈی (Mrs. Wills Moody) مس راؤنڈ (Miss Round) وغیرہ بھی شریک تھیں۔ ان کے علاوہ گلاڈیز کوپر (Gladys Cooper) جو مشہور اسٹیج ایکٹرس ہے، اور "آسٹن" کی بیوی فلس کانسٹم (Phyllis Konstam) جو ایک فلم ایکٹرس ہے یہ بھی موجود تھیں۔ مہمانوں میں قابل الذکر ڈچس آف اتھلون (Duchess of Athlone) تھیں ان سب لوگوں سے لیڈی، اور سر موصوف نے ہمارا تعارف کرایا۔ بدقسمتی سے آج بارش ہونے لگی، اس لئے کھیل نہ ہوسکا۔ لیکن تاہم "وائنیز" اور گلیڈہل نے اس ترشح کی حالت میں بھی "سنگل" کی پراکٹس کی۔ یہ دونوں بڑا اچھا کھیل کھیلتے ہیں۔ اس وقت سردی بے حد ہو رہی تھی۔

ہم نے چاپی، اور ''سر آرتھر'' و ''لیڈی کراسفیلڈ'' کا شکریہ ادا کر کے ہوٹل روانہ ہوے، اور یہاں پہنچنے کے بعد میری طبیعت کچھ سست ہوگئی تھی اس لئے مین نے کمرے ہی میں کھانا منگوا کر کھایا۔ چونکہ بھائی صاحب ''لچ ورتھ'' سے واپس آچکے تھے، اس لئے آج ہم سے آکر ملے اور کہا کہ وہ لندن ہی میں آچکے ہیں، اور ایک فیملی میں اپنی قیام کا انتظام کر لیا ہے کچھ دیر تک باتیں کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔

سر آرتھر کراسفیلڈ کی سالانہ ٹینس پارٹی میں شرکت (خود سر آرتھر مصنف کے بازو کھڑے ہیں)

۲۰۔ جون سہ شنبہ

صبح دس بجے بھائی صاحب آئے، اور ہم دونوں مل کر ہوٹل سے نکلے، اور برلنگٹن آرکیڈ میں جا کر کچھ شاپنگ وغیرہ کرتے رہے ایک بجے اپنی قیام گاہ پر واپس آکر، ہم سب نے کمرے ہی میں کھانا منگوا کر کھایا اور چار بجے تک بیٹھے گراما فون سنتے رہے۔ اس کے بعد چاپی، اور خیال ہوا کہ ''کیتھ پراوس'' (Keith Prowse) کی دوکان کو جا کر اپنا ریڈیو سٹ واپس لے لیں، اس لئے پھر نکلے، اور وہاں پہنچکر اس سے اپنا ریڈیو سٹ واپس لے لیا جس کو ہم نے ''نیس'' جاتے ہوے رکھوا دیا تھا۔ سات بجے شفیع کے یہاں پہنچ کر ڈنر کھایا، اور کھانے کے بعد ''گلوب تھیٹر گئے''، جہاں ایک ڈرامہ دیکھا جس کا نام ''پروسینیم'' (Procenium) تھا، جس میں، ''آئیور نولو'' (Ivor Novello) فی کامپٹن (Fay Compton) جون بیاری (Joan Bary) اور زینا ڈیر (Zena Dare) نے اچھا کام کیا ہے کھیل بہت اچھا تھا، اور یہ ڈرامہ خود آئیور نولو ہی کا لکھا ہوا ہے گیارہ

بجے ہوٹل لوٹے اور سو گئے۔

۲۱۔جون چہار شنبہ

صبح گیارہ بجے میری بیوی، اور مسز ٹیمنز ہیرڈز (Harrods) کی شاپ کو چلی گئیں۔ بین اور ہادی "میگڈوگل" کی دوکان کو گئے، اور سوٹ پہن کر دیکھا۔ اس کے بعد چند اور دوکانوں سے شاپنگ کرتے ہوے ہوٹل پہنچے۔ یہاں بھائی صاحب موجود تھے، اور ٹینس کے کپڑے وغیرہ اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ کیونکہ ہم دونوں "کوئنز کلب" کے ہنیڈی کیاپ ٹینس ٹورنمنٹ میں شریک ہوچکے ہیں۔ چنانچہ ہادی نے "کوئنز کلب" سے ٹیلیفون دیکر یہ دریافت کیا کہ آج ہمارا کھیل ہے یا نہیں؟ جواب ملا کہ نہیں۔ ہم نے ہوٹل میں کھانا کھایا لیکن میری بیوی اور مسز ٹیمنز نے بہت دیر ہو جانے کی وجہ سے آج "ہیرڈز" کی شاپ کے رسٹورنٹ ہی میں لنچ کھایا۔ یہ دوکان لندن میں سب سے بڑی سمجھی جاتی ہے، اور دوسرے بڑے ڈیپارٹمنٹ اسٹور کی مانند یہاں بھی ایک سوئی سے لے کر، موٹر کار، اور ہوائی جہاز تک دستیاب ہوسکتے ہیں۔

کھانے کے بعد بھائی صاحب بین اور ہادی، موٹر میں سوار ہو کر کوئنز کلب کو پہنچے، یہاں بہت سارے ٹینس میاچز ہو رہے تھے۔ جن میں اچھے اچھے کھلاڑی بھی کھیلتے ہوے نظر آئے۔ یہاں ہم نے مسز ویلز موڈی (Mrs. Wills-Moody) کا کھیل بھی دیکھا جو نہایت لاجواب کھیلتی ہیں۔

صرف آج ہادی کا ڈبلز کا کھیل تھا، جن کے پارٹنر "فیضی" تھے۔ یہ ان دو مشہور بھائیوں میں سے ایک ہیں جو کئی سال سے انگلستان میں مقیم ہیں۔ اور ہندوستان کی جانب سے ہمیشہ بین الاقوامی مقابلوں میں ٹینس کھیلا کرتے ہیں۔ ہادی اور فیضی صاحب نے پہلے رونڈ میں "ہارگریوز" اور "راسکن" کو جیتا۔ نو بجے تک کھیل دیکھتے رہے۔

آج کل یہاں اس وقت مغرب ہوتی ہے، اور نہایت کافی اُجالا رہتا ہے۔ یہاں سے ہوٹل واپس ہوئے، اور ڈنر کھا کر تھوڑی دیر تک ادھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے، اور اس کے بعد سو گئے۔

۲۲۔ جون پنجشنبہ

گیارہ بجے، بین، ہادی، اور بھائی صاحب شاپنگ کرتے ہوئے نکلے، اور گولڈ اسمتھ وسلور اسمتھ، کی دوکان پر سے ہوتے ہوئے، سگریٹ کیسیس دیکھ کر، برلنگٹن اور پکیڈیلی آرکیڈ سے شاپنگ کرتے ہوئے ہوٹل واپس ہوئے، اور ہم سب نے مل کر یہیں کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد (۳ ۱/۲) بجے کو ٹنیز کلب پہنچے، جہاں "فیضی" اور "وائنیز" کا کھیل دیکھا۔ فیضی نے بہت اچھا کھیلا۔ وائنیز ان سے بہ مشکل تمام جیت سکا۔ تھوڑی دیر بعد ہادی اور فیضی، ریچی (Ritchie) اور ایوری (Avory) کے مقابلہ میں ہار گئے۔ کھیل کے بعد ہم بہت جلد ہوٹل لوٹے، کیونکہ میں نے سر ریجنلڈ اور لیڈی گالانسی کو آج ڈنر پر دعوت دی تھی۔ سوا آٹھ بجے صاحب موصوف اپنی میم صاحبہ کے ساتھ آ گئے، اور ڈنر کھا کر ہوٹل ہی میں کیا برے شو دیکھتے رہے ساڑھے دس بجے یہ دونوں رخصت ہوئے۔ ان کے جانے کے بعد ہم "کٹ کیاٹ" (Kit-Kat) نامی ایک رسٹورانٹ کو گئے جہاں ڈانس وغیرہ دیکھا۔ یہاں ایک نہایت ہی اچھا ڈانس آرکسٹرا بج رہا تھا۔ جس کا نام "رائے فاکس" (Roy Fox) ہے۔

۲۳۔ جون جمعہ

ٹاور آف لنڈن

گیارہ بجے بین، بھائی صاحب وغیرہ کے ساتھ ایک موٹر میں سوار ہو کر "ٹاور آف لندن"

کی طرف روانہ ہوا - یہ وہ مقام ہے، جو انگلستان کی تاریخ میں بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے -

ٹاور آف لندن کی مشہور تاریخی قتل گاہ -
جہاں "لیڈی جین گرے" قتل هوی تہیں
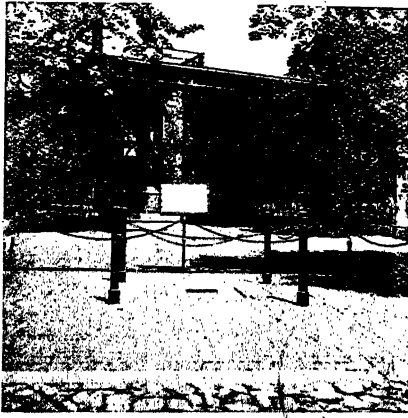
تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس مقام کو ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی خاص حیثیت ضرور حاصل تھی، کسی وقت تو بادشاہوں کا محل، اور کسی دور میں قید خانہ بنا رہا - لیکن اب یہ میوزیم بنا دیا گیا ہے - بعض اوقات تو اس کے بعض تاریخی حقائق نہایت حیرت واستعجاب میں ڈال دیتے ہیں -

انگلستان میں قلعہ گول کنڈہ کی ایک توپ

اس قلعہ میں ہم قدم رکھتے ہی پہلے ایک ایسی عمارت میں داخل ہوے جسے "آرمری" (Armoury) کہتے ہیں جس میں پرانے تاریخی ہتیار اور سپاہیوں کے لباس، ہر ہر صدی کے لحاظ سے رکھے گئے ہیں - یہاں ہم نے چند اچھے اچھے زرہ بکتر دیکھے، جو صرف خاص خاص بادشاہوں کے لئے تیار کئے گئے تھے اس کے علاوہ گھوڑوں کا بھی آہنی لباس، موجود تھا - اس میوزیم کے نیچے ایک تہ خانہ ہے، جس میں دولت برطانیہ کے ہاتھ لگی ہوی سینکڑوں توپیں رکھی گئی ہیں - یہاں ہم نے دکن کے مشہور و معروف قلعہ گول کنڈہ کی بھی ایک توپ رکھی دیکھی معلوم نہیں یہ ان کے یہاں کیسے پہنچ گئی -

وھائیٹ ٹاور اور بلیڈی ٹاور

یہاں سے چلتے ہوے ہم "وہائیٹ ٹاور (White Tower) کی عمارت میں داخل ہوے - راستہ مین ایک اور مقام نظر آیا جس کے متعلق معلوم ہوا کہ یہاں مشہور لوگوں کو سزائے

موت دی جاتی تھی - اس ٹاور میں بھی اگلے زمانہ مین سیاسی قیدی رکھے جاتے تھے - چنانچہ ان لوگوں کے ہاتھ کی کندہ کی ہوی عبارتیں اور نقوش ابھی تک اس کی دیواروں پر موجود ہیں - اسی سے قریب "بلیڈی ٹاور" (Bloody Tower) ہے جہاں دو معصوم شاہزادوں کو تیغ کے گھاٹ اُتارا گیا تھا۔

جواہر خانہ میں مشہور کوہ نور ھیریکا معائنہ

یہاں کی سیر کرتے ہوے ہم "جواہر خانہ" (Jewel House) میں داخل ہوے، جسمیں انگلستان کے شہنشاہ اور ملکہ کے بیش قیمت جواہرات رکھے ہوے ہیں - دوسرے جواہرات کے منجملہ ہم نے "ملکہ میری" کے تاج میں لگا ہوا دنیا کا مشہور و معروف "کوہ نور" ہیرا بھی دیکھا، جو ایک مرغی کے انڈے کے برابر ہے - ان جواہرات کو شیشے اور فولاد کی سیخوں کے ذریعہ محفوظ کیا گیا ہے - اور ان کے اندر تاروں کے ذریعہ ایک نہایت ہی زبردست برقی قوت دوڑائی گئی ہے تاکہ اگر کوئی بدنیتی سے انہیں ہاتھ لگائے اور لوٹ لینا چاہے، تو فوراً اُس کا وہیں کام تمام ہو جائے۔

یہاں سے نکل کر ہم "ٹریٹرز گیٹ" (Traitor's gate) وغیرہ دیکھتے ہوے، باہر نکلے یہاں ہماری ملاقات "مہارانی صاحبہ باریا" اور ان کی ہمشیرہ سے ہوی، جو "ٹاور آف لندن" دیکھنے کی غرض سے آئی ہوی تھیں - اس ٹاور کے نگرانکار اور ملازمین کا عجیب و غریب لباس ہے، جس کا نہایت ہی سرخ رنگ ہے - ملازمین میں سے، ایک شخص سے مین نے تھوڑی دیر تک گفتگو کی، اس کے بیان سے معلوم ہوا کہ فوج کے وظیفہ یابوں کو یہاں کی خدمت سپرد کی جاتی ہے - اسی لئے یہ سارے ملازم معمر نظر آرہے تھے - اس نے یہ بھی کہا کہ وہ کئی برس قبل کسی فوج کے ساتھ ہندوستان آیا تھا، اور کئی سال تک شمال مغربی سرحد پر فوجی خدمات انجام دیتا رہا - یہاں سے ہم ہوٹل واپس ہوے اور سب کے ساتھ کھانا کھایا۔

کھانے کے بعد تین بجے تیار ہوکر کوئنز کلب (Queen's Club) روانہ ہوے، کیونکہ آج کلب میں بھائی صاحب کا اور میرا ڈبلز کا کھیل تھا - قریب چار بجے کے ہم نے دو یورو پینوں کے خلاف ٹینس کھیلا - جن کے نام اس وقت یاد نہیں ہیں - چونکہ یہ ہماری عمر میں گھاس کے کورٹ پر کھیلنے کا دوسرا ہی موقع تھا، اس لئے اچھا نہ کھیل سکے اور دونوں سٹ ہار گئے - یہاں ہمارے دو پرانے ملاقاتی (عبدالوہاب صاحب اور عبدالحی صاحب) بھی ہمارا کھیل دیکھتے ہوے نظر آئے - یہ دونوں جمعدار عبدالجبار صاحب کے فرزند ہیں جو تعلیم کی غرض سے انگلستان آئے ہوے ہیں - کھیل کے بعد ہم ہوٹل کو واپس ہوے، اور نہادھو کر، کپڑے بدلنے کے بعد شفیع کے یہاں جاکر کھانا کھایا - ڈنر کے بعد "نیو وکٹوریہ سینما" پہنچکر ایک فلم دیکھا، جس کا نام "دی کنگز ویکیشن" (The King's Vacation) تھا جس میں "جارج آرلس" (George Arliss) نے کام کیا ہے کھیل برا نہ تھا، اور پیرا ماؤنٹ کمپنی کا تیار کردہ تھا - بارہ بجے سینما دیکھ کر ہوٹل لوٹ گئے -

۲۴ - جون شنبه

صبح پہلے "میگڈوکل" کے یہاں پہنچ کر سوٹ کی ٹرائیل لی، جو اچھا سیا گیا ہے - اس کے بعد اپنی بیوی کو ساتھ لیکر "ہملیز" (Hamleys) کی دوکان پہنچا یہ کھلونوں کی ایک بڑی دوکان ہے، جو ہزاروں قسم کے کھلونوں سے بھری پڑی تھی - میرے بڑے لڑکے نے مجھ سے حیدرآباد ہی میں، لندن کو روانہ ہوتے وقت خواہش کی تھی کہ ایک چھوٹی ٹوسیٹر الیمونیم باڈی کی رولز رائیس اس کے لئے لاؤں - جس کو وہ خود چلا سکے - اس لئے میں نے یہاں بچوں کے کھلونوں کی بہت ساری موٹریں دیکھیں، جن میں سے ایک پسند آئی جو بیاٹری کے ذریعے چلتی ہے - دوکان کے منیجر کو ہم نے اسی قسم کی ٹوسیٹر موٹر بنانے کا آرڈر دیا، اور اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی کہہ دیا کہ پوری گاڑی الیمونیم باڈی کی ہو -

اسس قسم کی موٹریں انگلستان میں ابھی ابھی بن کر نکلی ہیں، جو بچوں کی دل بہلائی کا ایک بہترین کھلونا ہیں - اس میں چھ یا سات برس کی عمر کے لڑکے بھی بیٹھ کر، گھنٹے میں دس گیارہ میل کی رفتار سے اسکو چلاسکتے ہیں- گاڑی کی قیمت کا اندازہ ہمیں متعاقب ملیگا ۔

یہاں سے ہم لوٹے، اور کھانے کے بعد ایک رولز رائیس موٹر میں سوار ہوے، جو کرایہ پر لی گئی تھی- اور برطانوی ہوائی بیڑے "رائل ایرفورس ڈس پلے" (Royal Air Force) کا مظاہرہ دیکھنے کیلئے "ہنڈن" (Hendon) کی طرف روانہ ہوے اسس وقت کچھ ترشح ہو رہا تھا، ہمیں فوراً خیال ہوا کہ بارش کی وجہ سے ضرور اس مظاہرہ میں خلل پڑے گا- چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اکثر کرتب جن میں "پیاراشوٹ جمپنگ" (Parachute jumping) وغیرہ شامل تھی، روک دے گئے۔

ہوائی جہازوں کے چند حیران کن کمالات

مجھے اور میری بیوی کو، انڈیا آفس کی جانب سے "رائل انکلوژر" میں شریک ہونیکی دعوت آئی تھی - جب ہم اندر داخل ہوے، تو یہاں عراق کے "شاہ فیصل" کو دیکھا- چونکہ ہلکی ہلکی پھنوار پڑرہی تھی اسلئے ہم دونوں ایک خیمہ میں بیٹھے ہوائی جہازوں کے کرتب دیکھتے رہے، اور یہیں چاء پی - بارش کے باوجود کرتب برابر دکھلائے جارہے تھے یہاں ہم نے جن جن کمالات کو دیکھا ہے، ان کی تشریح طوالت کا باعث ہوگی اس لئے ان میں سے صرف چند ہی بیان کئے جاتے ہیں۔

ہم نے دیکھا کہ ایک ہوائی جہاز تقریباً آدھے گھنٹہ تک برابر فضا میں اُلٹا پرواز کرتا رہا، یعنی چلانے والے کا سر نیچے، پیر اُوپر، اور جہاز کے پہیوں کا رخ آسمان کی طرف کو تھا- دوسرا کرتب یہ دیکھا کہ چھ ہوائی جہاز ایک دوسرے سے ایک ڈوری کے ذریعہ آپس میں بندھے ہوے، ایکدم سطح زمین سے بلند ہوے فضا میں پہنچکر کئی کرتب اور قلابازیاں

دکھلانے کے بعد، اُسی طرح بندھے ہوئے زمین پر اتر گئے۔ اس کے سوا، ہم نے اور تین ہوائی جہازوں کو دیکھا، جو تین مختلف رنگوں کا دھواں، اس خوبی کے ساتھ چھوڑتے ہوئے بلند ہوئے کہ جس سے فضا میں، پرنس آف ویلز کا "کرسٹ" بنتا گیا۔ یہ رنگین دھواں تین منٹ تک فضا میں اسی طرح قائم رہا اور اس کے بعد پھر آہستہ آہستہ ہوا میں منتشر ہوتا گیا۔ ایک میدان میں مصنوعی قلعہ بنایا گیا تھا، جس کو ہوائی جہازوں کے ذریعہ بامب اندازی کر کے مسمار کیا گیا۔ آج کے اس مظاہرہ میں حکومت برطانیہ کے تین یا چار سو ہوائی جہازوں نے حصہ لیا تھا۔ آخر میں انکی پریڈ بھی ہوی۔ ان جہازوں کے ذریعے، ہوائی جہاز کی ابتدائی ایجاد و اختراع سے لے کر موجودہ جدید سے جدید ہوائی جہاز تک کے نمونے پیش کئے گئے، جو نہایت قابل دید تھے۔ ان کرتبوں کو دیکھنے کے لئے یہاں لاکھوں آدمیوں کا اجتماع ہوا تھا۔ جوں ہی کہ یہ تماشا ختم ہوا۔ فوراً ابر پھٹ گیا اور دھوپ نکل آئی۔

اس مظاہرہ سے نکل کر ہم ہوٹل واپس ہوے، اور کھانے کے بعد "گیٹی تھیٹر" (Gaitey Theatre) گئے، جہاں "کاکرن" (Cochran) کا ایک ریویو دیکھا جس کا نام "مدر آف پرل" (Mother of Pearl) تھا۔ اس کھیل میں "ایلس ڈی لی سیا" (Alice Delysia) نے کام کیا ہے کھیل بہت اچھا تھا وقفہ کے دوران میں ہم نے "تھلما ٹاڈ" (Thelma Todd) نامی ایک ہالی وڈ کی فلم ایکٹرس کو دیکھا جو اس کھیل کو دیکھنے کی غرض سے یہاں آئی ہوئی تھی۔ اس کو ہم نے کئی مذاقیہ فلموں میں آگے بھی دیکھا ہے۔ کھیل ختم ہونے پر ($11\frac{1}{2}$) بجے ہوٹل کو واپس ہوے۔

۲۵۔ جون یکشنبہ

چونکہ ہم سب برائیٹن جانے والے تھے، اس لئے دس بجے ہوٹل سے نکل کر، وکٹوریہ

اسٹیشن پہنچے۔ ٹھیک ساڑھے دس بجے، گاڑی راونہ ہوئی اور (۱۱½) بجے برائیٹن پہنچی اسٹیشن پر ولی عہد صاحب خیرپور موجود تھے، اُن کے ہمراہ اُن کی ہوٹل کو پہنچے، والدہ صاحبہ اور ہمشیرہ سے ملنے کے بعد لنچ اُنہیں کے ساتھ کھایا۔ تھوڑی دیر آرام لیکر ہم سب سینما دیکھنے کے لئے نکلے، اور ایک فلم دیکھا جس کا نام "کنڈمڈ" (Condemned) تھا، جس میں "رانلڈ کول من" (Ronald Colman) اور این ہارڈنگ (Ann Harding) نے کام کیا تھا۔

سینما دیکھ کر کوئی چھ بجے واپس ہوے، چونکہ ریل کا وقت جاچکا تھا، اس لئے سواسات کی ریل سے نکلنے کا قصد کر کے، ولی عہد صاحب خیرپور، بھائی صاحب، اور ہادی کے ہمراہ پیدل "پیر" (Pier) پر گیا۔ یہ ایک تماشہ گاہ ہے، جو دریا میں بنایا گیا ہے۔ یہاں ہم نے کئی قسم کے کھیلوں میں حصہ لیا، اور ایک "گھوسٹ ٹرین" (Ghost Train) (شیطانی ریل) میں بھی سواری کی۔ اس ریل میں چھوٹی چھوٹی کرسیاں بنی ہوی ہیں، جو بجلی کے ذریعے دوڑتی ہوی ایک تاریک کمرے میں پہنچتی ہیں، جہاں نہایت ہیبت ناک اور ڈراؤنی صورتیں نظر آتی ہیں، جنہیں دیکھ کر بچے تو کیا اچھے اچھے، جوان بھی سہم جاتے ہیں۔ ان تماشوں کو دیکھنے کے بعد ہم سب ہوٹل لوٹے۔ واپس ہونے تک سوا آٹھ کی بھی ریل کا وقت جاچکا تھا، اس لئے سوا نو کی گاڑی سے نکلے اور سوا دس بجے وکٹوریہ اسٹیشن پہنچے۔ شفیع کے یہاں جاکر ڈنر کھایا۔ کھانے کے بعد ہوٹل پہنچ کر سو گئے۔

۲۶۔ جون دو شنبہ

صبح ہم پہلے "بربری" (Burberry) کی دوکان کو گئے، جسکے پاس کے واٹر پروف بہت مشہور ہیں اُس کو ایک واٹر پروف تیار کرنے کے لئے آرڈر دیا اور یہاں سے نکل کر ریجنٹ اسٹریٹ میں "ہیاملیز" (Hamleys) کی دوکان پر پہنچے۔ میری بیوی جو صبح مجھ سے قبل شاپنگ

کے لیے نکل چکی تھیں ، یہاں موجود تھیں - میرے بڑے لڑکے کی موٹر کے لئے مزید ہدایات دیکر ، اُسے کچھ پیشگی رقم دینے کے بعد ہم ہوٹل واپس ہوے اور یہاں پہنچ کر لنچ کھایا۔

ویمبلڈن ٹینس ٹورنمنٹ کا معائنہ

اور ٹکسی لیکر ویمبلڈن پہنچے - جس کے مشہور ٹینس ٹورنمنٹ کا آج پہلا دن تھا - یہاں ہم نے پندرہ سولہ کورٹس پر ٹینس کے "فرسٹ راؤنڈ میاچز" (First round matches) ہوتے ہوے دیکھے - اس ٹورنمنٹ کے ٹکٹ تین مہینے قبل ہی خرید لئے گئے تھے ، کیونکہ جب تک دو تین مہینے قبل نہ خرید لئے جائیں ، ٹکٹوں کا ملنا بہت دشوار ہوجاتا ہے اس لئے کہ ہزاروں آدمی اس کھیل کو دیکھنے کے مشتاق رہتے ہیں - ہم نے سنٹر کورٹ کے چار سیزن ٹکٹ خریدے تھے - آج یہاں کئی اچھے اچھے کھلاڑیوں کے کھیل کو دیکھنے کا موقع ملا ، جن میں "کرافرڈ" (Crawford) اور "مائیر" (Maier) کا کھیل نہایت ہی لاجواب تھا - کرافرڈ پانچویں سٹ میں مائیر سے جیتا ، جو اسپین کا ایک کھلاڑی ہے - اور نہایت ہی اچھا کھیلتا ہے ان مقابلوں کو دیکھ کر ½ ٦ بجے واپس ہوے ، اور ہوٹل ہی میں ڈنر کھانے کے بعد ، "ہائیڈ پارک" کی جانب نکل کر ، تھوڑی دیر تک چہل قدمی کی اور واپس ہوکر سوگئے۔

٢٧ - جون سہ شنبہ

امریکہ جانے کے لئے چند شرائط

صبح ½ ١٠ بجے ہم ، "امریکن ایمبسی" (American Embassy) کو گئے ، جہاں امریکہ جانے کے متعلق ایک درخواست چھوڑی جس کے ساتھ سر ریجنلڈ گلانسی کا ایک ذمہ دارانہ خط بھی منسلک کردیا گیا تھا - چونکہ امریکہ جانے کے لئے کسی معتبر اور بڑے شخص کی ذمہ داری کی ضرورت پڑتی ہے ، تاکہ وہ اس قسم کی تصدیق کردے کہ

درخواست گذار مسافر کے پاس، امریکہ آنے جانے کے کافی اخراجات موجود ہیں، اور وہ وہاں جاکر کوئی سیاسی معاملات میں دل چسپی نہ لیگا، اور چند دن کے قیام کے بعد لوٹ جائے گا۔ یہاں سے ہم ہوٹل واپس ہوگئے۔

آج "ڈاوـیجر لیڈی سویدلنگ" (Dowager Lady Swaythling) کے پاس ہماری دعوت تھی، اس لئے ان کے مکان پر بارہ بجے پہنچے لیڈی صاحبہ انگلستان کے ایک متمول لارڈ کی بیوی ہیں، ان کے شوہر کا انتقال ہو چکا ہے۔ یہ نہایت خوش اخلاق خاتون ہیں، اور ٹینس سے بڑی دلچسپی رکھتی ہیں۔ اب ان کے بیٹے لارڈ "سویدلنگ" کہلاتے ہیں، اور اپنے والد کے جانشین ہیں۔ غرض لنچ پر ان سے ٹینس وغیرہ کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ انہوں نے ایک ہندوستانی سالن بھی خاص طور سے ہمارے لئے پکایا تھا، جس کو اپنے کسی ایک دوست سے تیار کرنا سیکھا تھا۔ اس کا مزا تو ٹھیک ہندوستانی سالنوں کی طرح نہ تھا، لیکن کوئی ایسا برا بھی نہ تھا۔ کھانے کے بعد ہم نے اُن کا بے حد شکریہ ادا کیا، اور یہ کہتے ہوے رخصت چاہی کہ انشاء اللہ کل "ویمبلڈن" میں پھر ملاقات ہوگی۔

یہاں سے واپس ہوتے ہوے ہم "لارڈز گراؤنڈ" (Lord's Ground) پر "انگلستان" اور "ویسٹ انڈیز" کا آخری کرکٹ کا مقابلہ دیکھنے کے لئے پہنچے، اور دو گھنٹہ تک دیکھتے رہے انگلستان کی ٹیم (جو اس سے قبل دو ٹسٹ میاچ جیت چکی تھی) آج تیسرا ٹسٹ بھی بآسانی جیت گئی۔ ہم نے یہاں ویسٹ انڈیز کے ایک مشہور کھلاڑی کا کھیل دیکھا، جو "ہیڈلے" (Headley) کے نام سے معروف ہے اس مقابلہ کو دیکھ کر "فلر رسٹورنٹ" (Fuller's Restaurant) پہنچ کر چاء پی، اور کیتھ پراؤس کی دوکان سے چند گراموفون ریکارڈ خریدتے ہوے ہوٹل واپس ہوے۔ آج رات کا

کھانا ہم نے شفیع کے یہاں کھایا، کھانیکے بعد "پلیڈیم تھیٹر" کو جاکر ایک ورائٹی شو دیکھا، جس میں دو مشہور حبشی گویوں کے گانے کا بھی انتظام کیا گیا تھا جن کا نام "لیٹن" (Layton) اور "جانسن" (Johnston) ہے۔ اس کھیل میں ہم نے ایک آرکسٹرا بھی سنا جس کا نام "کیازانووا" (Casanova) ہے اور جس کی "کنڈکٹر" (Conductor) کیازانووا نامی ایک خاتون ہیں۔ یہاں سے بارہ بجے ہم ہوٹل واپس ہوگئے۔

۲۸۔ جون چہارشنبہ

آج صبح ہم نے پہلے "برٹش میوزیم" جاکر دیکھا، یہاں جن جن چیزوں کو دیکھا ہے، اُن کے متعلق کچھ لکھنا، یا صراحت سے بیان کرنا موجب طوالت ہوگا۔ اور تقریباً ہر پڑھا لکھا شخص، اس میوزیم سے اور اس کی اہمیت سے اچھی طرح واقف ہے، اس کو دیکھ کر ایک بجے نکلے، اور "بورن اینڈ ہالنگزورتھ" (Bourne and Hollingsworth) کی دوکان پہنچے۔ اور لنچ کھانے کے بعد، کچھ شاپنگ کی، اور یہاں سے نکل کر "فل کو ریڈیو کمپنی" (Philco) جاکر نئے نئے ماڈل کے ریڈیو دیکھے۔ ان کو دیکھنے کے بعد، "ہاز اینڈ کرٹس" (Hawes and Curtis) سلور اسمتھ و گولڈ اسمتھ، اور دیگر دوکانوں سے شاپنگ وغیرہ کرتے ہوے ہوٹل پہنچے۔ یہاں ہم سب نے چاء پی تھوڑی دیر تک آرام لینے کے بعد ہوٹل ہی میں ڈنر کھایا ٹھیک نو بجے ہائیڈ پارک ہوٹل پہنچے۔

گول میز کانفرنس کے حیدرآبادی وفد کے ڈنر میں شرکت

آج حیدرآباد ڈیلی گیشن (جو راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں شریک ہوا تھا) کی جانب سے انگلستان کے معززین، اور سربرآوردہ لوگوں کی دعوت کی گئی تھی۔ جس میں موسیقی کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ اور "سپر" (Supper) بھی یہیں ہوا۔ مہمانوں میں ہز ہائینس

سر آغاخاں، سرسموئیل ہور، لارڈ ریڈنگ، لیڈی ولنگڈن، بیگم شاہ نواز وغیرہ شریک تھیں - راجہ بہادر خواجہ پرشاد سے بھی ہم نے یہاں ملاقات کی - ایک بجے اپنی ہوٹل لوٹے اور سو گئے .

۲۹ - جون پنجشنبہ

صبح دس بجے "ایلوس کمپنی" (Alvis) سے ایک شخص نے آکر ایک نئی "ایلوس اسپیڈ ٹوئنٹی" (Alvis Speed Twenty) ہمیں دکھلائی، موٹر تو خوبصورت ہے، لیکن جس قدر بڑی چاہتا ہوں، اتنی نہیں - گیارہ بجے میگڈوگل کی دوکان کو گئے، یہاں پرنس آرتھر آف کناٹ بھی موجود تھے، ہادی ان سے اپنے کالج کے زمانہ میں ایک دو مرتبہ مل چکے تھے، چنانچہ اُنھوں نے ہادی کو پہچانا، اور تھوڑی دیر تک گفتگو کرتے رہے، ہادی نے ہمارا بھی ان سے تعارف کرایا اور کچھ دیر مجھ سے بھی باتیں کرنے کے بعد وہ چلے گئے ہم نے سوٹوں کا ٹرائیل لیا، اور شفیع کے یہاں جاکر لنچ کھایا اس کے بعد "جیک بارکلے" (Jack Barclay) کی موٹر شاپ کو گئے، اور یہاں کی موٹریں دیکھیں لیکن اُن میں سے کوئی بھی پسند نہ آئی - ہوٹل لوٹنے پر ڈیلاج کمپنی کا ایک آدمی ہم سے ملا، اور ایک ڈیلاج ہمیں دکھلائی جو بہت خوبصورت ہے، لیکن سکنڈ ہینڈ (مستعملہ) - چاء پینے کے بعد ہوٹل ہی میں بیٹھے باتیں کرتے رہے .

نواب مهدی یارجنگ بہادر کے ڈنر میں شرکت

ساڑھے آٹھ بجے پارک لین ہوٹل جاکر نواب مہدی یار جنگ بہادر کے ڈنر میں شرکت کی - کھانے پر نواب صاحب سے ادھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں - فارغ ہونے کے بعد ہم نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجازت چاہی اور ہوٹل واپس ہوگئے - چونکہ اس وقت یہاں ڈانس اور کیابرے شو ہو رہا تھا، اس لئے ہم بھی وہاں پہنچ کر تھوڑی دیر تک تماشا دیکھتے

رہے - بارہ بجے اپنے کمروں میں جا کر سو گئے۔

۳۰- جون جمعہ

صبح نو بجے برائیٹن سے ٹیلیفون آیا کہ میری ہمشیرہ کے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے، جس کے سننے سے ہمیں بڑی خوشی ہوئی، اور اس کے جواب میں مبارک باد کہلا بھیجی، اور برائیٹن جانے کے لئے تیار ہو گئے - آج چونکہ ہم اس مسرت میں شریک ہونے کے لئے جانے والے ہیں اس لئے ویمبلڈن ٹینس ٹورنمنٹ دیکھنے کے لئے نہ جا سکے - اور اپنے چار ٹکٹوں میں سے دو ٹکٹ بھائی صاحب کو دے دئے - وہ اس ٹورنمنٹ کو دیکھنے کے لئے نواب مہدی یار جنگ بہادر کے فرزند سید ہادی صاحب کے ساتھ جائیں گے۔

ہم ہوٹل سے نکل کر شاپنگ کرتے ہوے پونے بارہ بجے وکٹوریہ اسٹیشن پہنچے، اور برائیٹن جانے والی ریل میں سوار ہو گئے - ٹھیک بارہ پر گاڑی روانہ ہوئی اور ایک بجے برائیٹن پہنچی - اسٹیشن پر ولی عہد صاحب خیر پور کی موٹر موجود تھی - یہاں سے ہم نے ہوٹل پہنچ کر، انہیں مکرر مبارکباد دی۔

کھانے کے بعد کوئی دو بجے مجھے یکا یک خیال پیدا ہوا کہ ابھی بہت وقت باقی ہے، پھر کیوں ٹینس ٹورنمنٹ جا کر نہ دیکھیں؟ چنانچہ اس ارادے کے بعد میری بیوی، اور مسز ٹیمنز کو وہیں چھوڑ دیا گیا، اور ان سے یہ بھی کہدیا کہ وہ شام کے چھ یا سات بجے کی ٹرین سے لندن واپس ہو جائیں - ہم سوا دو کی ریل سے روانہ ہوے اور سوا تین بجے وکٹوریہ اسٹیشن پہنچے - گو ہمیں راستہ میں ویمبلڈن پر سے گذرنا پڑا، لیکن یہاں ریل ٹھرتی نہ تھی اس لئے لندن تک آنا لازمی تھا - وکٹوریہ اسٹیشن پہنچ کر ہم زمین دوز ریل میں سوار ہوے، اور "ساؤتھ فیلڈس" (Southfields) اسٹیشن جا کر اترے، اور یہاں سے

ٹکسی لی اور کوئی پانچ منٹ میں، ٹینس کورٹس پر پہنچ گئے اور اپنی اپنی نشستیں لیں۔ اس وقت چار بجے تھے، یہاں بھائی صاحب اور سید ہادی صاحب موجود تھے۔ ہم چاروں نے ایک میاچ دیکھا، جو "اسٹوفن" اور "لی" کے مابین ہو رہا تھا "اسٹوفن" نے بڑی مشکل سے پانچویں سٹ میں "لی" سے کامیابی حاصل کی "لی" کھیل کے اوائل میں "اسٹوفن" پر بہت چھا گیا تھا اور سب کو یقین تھا کہ یہی جیت جائے گا، لیکن تیسرے سٹ میں وہ خوب تھک گیا، اس لئے پہلے کے دو سٹ اسں نے جیتے، اور بعد کے تین "اسٹوفن" نے۔ غرض مقابلہ اچھا رہا میاچ دیکھنے کے بعد ہم چاروں نے وہیں چاء پی اور دوسرے کورٹس پر چکر لگا کر، سرسری طور پر اور دو چار مقابلے دیکھنے کے بعد، ٹکسی میں سوار ہو کر، "ساؤتھ فیلڈس" اسٹیشن پہنچے۔

کھیل دیکھ کر واپس ہونے والوں کا اسں قدر اژدہام تھا کہ بیان سے باہر ہے، ریل میں لوگوں کو کھڑے رہنے کے لئے بھی جگہ نہ مل سکی۔ ہم اس زمین دوز ریل کے ذریعہ "ڈوراسٹریٹ" پر اترے، یہاں سے ٹکسی لیکر "وکٹوریہ اسٹیشن" پہنچے کوئی دس منٹ بعد ہی "برائیٹن" سے ریل آپہنچی جس کے ذریعہ میری بیوی اور مسز ٹیمنز واپس آئیں۔ ہادی کسی اور جگہ کھانا کھانے کی غرض سے چلے گئے، اور باقی ہم چاروں نے (یعنی میری بیوی، مسز ٹیمنز، بھائی صاحب اور میں نے) شفیع کے یہاں جاکر کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد پیدل ہی پکیڈیلی سرکس جا کر ایک گھنٹہ تک "نیوز سینما" دیکھتے رہے، اور اس کے بعد ٹکسی لیکر ہوٹل پہنچے۔

یکم جولائی شنبہ

بھائی صاحب اور میں، پیدل ہوٹل سے نکل کر، میگڈوگل، اور "ر۔یبج" کی دوکان سے ہوتے ہوئے ہوٹل واپس ہوئے۔ ہمارے پہنچنے سے قبل، یہاں محمد تقی صاحب کی

صاحبزادی، اور اُن کے شوہر موجود تھے - ان سے ہم نے ملاقات کی، اور سب کو ساتھ لیکر ہوٹل ہی میں لنچ کھایا - اس کے بعد ٹکسی منگوائی، اور ویمبلڈن ٹورنمنٹ دیکھنے کی غرض سے روانہ ہوے - اس کو دیکھنے کے لیئے "ملک معظم" اور "کوئن میری" بھی تشریف لائی تھیں ہم نے آج سنٹر کورٹ پر ایک اچھا "لیڈیز سنگلز" کا کھیل دیکھا جو "مس بیٹی نٹال" (Betty Nuthall) اور "مس اسکریون" (Miss Scriven) کے مابین ہوا دونوں نے بہت اچھا کھیلا، اور آخر تیسرے سٹ میں مس اسکریون جیت گئیں یہ بائیں ہاتھ سے کھیلتی ہیں اور غالباً انہوں نے ہی اس سال فرانس ٹینس چمپین شپ جیتا ہے - اس کھیل کے بعد ہم نے اسی کورٹ پر ایک منز سنگلز میاچ بھی دیکھا، جو "کوشے" اور "جونز" (Jones) کے مابین ہوا۔

کوشے نے بڑی مشکل سے پانچویں سٹ میں جونز پر کامیابی حاصل کی - جونز ایک نوجوان امریکن ہے، جو آج کل کیمبرج میں زیر تعلیم ہے اس کا کھیل مین نے چند روز قبل آکسفورڈ میں بھی دیکھا تھا جبکہ وہ ٹینس کے بین الکلیاتی مقابلے میں آکسفورڈ کے خلاف کھیل رہا تھا - اس کی "سرویس" بڑی تیز ہے جس کی وجہ سے کوشے کو اس کے مخالف کھیلنے میں دشواری پیش آتی رہی - ورنہ اسٹروکس کے لحاظ سے تو "کوشے" اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے - غرض اس دلچسپ مقابلہ کو دیکھنے کے بعد ہم سنٹر کورٹ سے اُٹھے اور دوسرے کورٹس پر مختلف مقابلے دیکھتے ہوے ½ ۷ بجے ہوٹل لوٹے محمدؐ تقی صاحب کی صاحبزادی، اور اُن کے شوہر ہم سے مل کر رخصت ہوے، اس کے بعد ہم سب نے جاکر شفیع کے یہاں ڈنر کھایا۔

اور یہاں سے "ہیامراسمتھ" (Hammersmith) کے آئیس ڈروم (Ice-drome) پر پہنچ کر، آئیس اسکیٹنگ دیکھتے رہے - یہاں مصنوعی برف زمین پر جما کر اس پر

"اسکیٹ" (Skate) کرتے ہیں، اور برف پر اسکیٹ کرنے کے لئے رولر (یعنی پیہ دار) اسکیٹ استعمال نہیں کئے جاتے بلکہ "اسپائک اسکیٹس" (Spike skates) استعمال کئے جاتے ہیں - جن کے نیچے چھری کی دھار کی مانند نہایت ہی تیز، ایک فولادی چیز بنائی جاتی ہے، جو برف کی سطح پر سے بخوبی پھسل سکتی ہے - ½ ۱۱ بجے واپس ہوکر سو گئے ۔

۲ - جولائی یکشنبہ

صبح اٹھنے کے بعد، دو گھنٹے تک خطوط لکھتا رہا، ½ ۲ بجے اپنی پارٹی کے ساتھ شفیع کے یہاں جا کر لنچ کھایا، ہوٹل واپس آکر تھوڑی دیر آرام لیا، چونکہ آج مین نے "لیڈی کیز" (Lady Keyes) اور ان کی صاحبزادی "لونڈر کیز" کو چاء کی دعوت دی تھی، اس لئے وہ ٹھیک چار بجے آگئیں - ہم سب نے مل کر ہوٹل میں چاء پی، اور چھ بجے ان کو ساتھ لیکر "ٹیولی" (Tivoli) سینما پہنچے یہاں ہم نے "والس ٹائم" (Waltz Time) نامی ایک فلم دیکھا، جس میں "ایولین لے" (Evelyn Laye) نے کام کیا ہے، کھیل کے بعد آٹھ بجے واپس ہوے، اور لیڈی کیز ہم سے مل کر رخصت ہوگئیں - اس کے بعد ہم نے رات کا کھانا ہوٹل ہی میں کھایا، اور ایک ٹکسی لیکر، ہادی کو ساتھ لئے ہوے "ہائیڈ پارک" پہنچا ۔

انگریزوں کی ترقی کا ایک حقیقی راز

آج اتوار ہونے کی وجہ سے، یہاں کثیر مجمع تھا، اور کئی ایک مقرر تقریریں کرتے ہوے نظر آئے یہاں عموماً ہر چہارشنبہ اور اتوار کو اکثر ایسی تقریریں ہوا کرتی ہیں - ہم جس وقت پہنچے آئرلینڈ کے متعلق ایک شخص تقریر کر رہا تھا - یہاں ہر آدمی پوری پوری آزادی کے ساتھ کھڑے ہو کر، ملک، قوم، بادشاہ اور ارا کین سلطنت وغیرہ کے متعلق،

نہایت بے باکانہ طور پر تقریر کر سکتا ہے، اس لئے ہم نے دیکھا کہ ہر طرف دھواں دھار تقریریں ہو رہی ہیں، اور کھلم کھلا حکومت، سیاست غرض ہر چیز پر، جس طرح جی چاہا، بلاخوف و خطر اعتراضات و نکتہ چینیاں ہو رہی ہیں - اس پارک میں ایک حصہ اِس کام کیلئے مختص ہے - جہاں وقت واحد میں کئی کئی مقررین کھڑے ہوے تقریریں کرتے رہتے ہیں، ہر ایک کے اطراف سینکڑوں آدمیوں کا اجتماع رہتا ہے - مجمع میں سے ہر شخص آزادی کے ساتھ مقرر کی غلط بیانی یا غلط فہمی پر سخت سے سخت اعتراض بھی کر سکتا ہے جس کا وہ نہایت خندہ جبینی سے ساتھ ساتھ جواب بھی دیتا جاتا ہے - یہاں کھڑے ہو کر، بڑا ہی حاضر جواب اور بڑے ہی معلومات و دل و دماغ کا آدمی تقریر کر سکتا ہے کیونکہ ہر ایک کے اعتراض کا دنداں شکن اور معقول جواب دیتے ہوے، اپنے آپ کو زبان گیروں کے بے پناہ طوفان سے بچائے ہوے تقریر کرنا کوئی معمولی بات نہیں - ورنہ لوگ اعتراضات کی بوچھار کر کے فوراً اُسے اُتار دیتے ہیں اور تقریر کرنے نہیں دیتے - ہمیں یہ چیز بے حد پسند آئی، اور اس کا عجیب اثر بھی ہوا کہ ہر شخص کس طرح اپنے ملکی معاملات پر ردو قدح کر سکتا، اور اُن سے باخبر رہ سکتا ہے - درحقیقت یہی زرین اصول، اور یہی خوبی اس قوم کو معراج ترقی پر پہنچانے کی بڑی حد تک ذمہ دار ہے جس کی وجہ سے ملک و قوم غلط راہ روی، اور برائیوں سے بچ جاتی ہے، اور انتظامات و معاملات، ان تنقیدوں کی وجہ سے منجھتے چلے جاتے ہیں - غرض (۱۰ ½) بجے ہم یہاں سے واپس ہوے۔

۳- جولائی دوشنبہ

آج اول وقت، مین نے ایک دوکان جاکر "زائس" کی ایک دوربین خریدی - یہاں سے ہوٹل واپس آکر پھر ہم سب مل کر نکلے، اور گیارہ بجے "گیالریز لفائٹ" کی دوکان کو گئے - آج کل اس دوکان کی چھت پر "سوئیزن لانگ لان" (Suzanne Lenglen)

اپنے ٹینس کے اسٹروکس کھیل کر لوگوں کو دکھلاتی ہے، چنانچہ اس نے آج ہمارے دیکھنے کے لئے خاص انتظام کیا تھا۔ ہم وہاں پہنچے، اور آدھے گھنٹہ تک اس کے "اسٹروکس" کے مظاہرہ کو دیکھتے رہے۔ گو وہ معمر ہو چکی ہے، لیکن اس کے اسٹروکس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی زمانہ میں دنیا کی ایک بہترین کھلاڑن تھی۔ ہم نے کھیل کے بعد اس کا شکریہ ادا کیا، اور یہاں سے نکل کر "میگڈوگل" "ہازاینڈ کرٹس" اور "برلنگٹن آرکیڈ" پر سے ہوتے ہوئے ہوٹل پہنچے۔ والا شان پرنس اعظم جاہ بہادر نے مجھ سے "نیس" میں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ "لندن" میں ہازاینڈ کرٹس کے پاس سوٹ ضرور سلواؤں۔ سنا کہ یہ یہاں کا بہترین خیاط سمجھا جاتا ہے۔

جے پور اور انگلستان کے مابین پولو کا مقابلہ

چونکہ ہم سب کو آج انڈیا آفس کی طرف سے امپائر گارڈن پارٹی کی دعوت آئی تھی، اس لئے ہوٹل میں لنچ کھانے کے بعد، تین بجے پولو گروند کی راہ لی اور "ہرلنگم" (Hurlingham) پہنچ کر اپنے کارڈ دکھلاتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ کھیل ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ "جے پور" کی مشہور پولو ٹیم، اور انگلستان کی ایک منتخبہ ٹیم کے مابین مقابلہ مقرر تھا کھیل شروع ہونے سے پہلے "جے پور" کی ٹیم کے گھوڑے ایک قطار میں مجمع کے روبرو سے گذرے، گھوڑوں کے آگے ایک شخص "جے پور" کی پولو ٹیم کا پرچم لئے ہوئے چل رہا تھا۔ آج کی اس تقریب میں بہت سے مشہور لوگ شریک تھے۔ ہم نے یہاں سرولیم اور لیڈی بارٹن (سابق رزیڈنٹ حیدرآباد) سے ملاقات کی اور انہوں نے ہمارے یورپ آنے پر خوشی کا اظہار کیا۔ جب تک وہ حیدرآباد میں تھے۔ حضرت والد صاحب قبلہ (مدظلہ) سے اکثر کہا کرتے تھے کہ مجھے حصول تعلیم کے لئے انگلستان بھیج دیں۔ سرولیم نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ، میرا یہ سفر اختیار کرنا، ایک بہترین ضروری

تعلیمی سیاحت ہے - اور کسی فرصت کے وقت اپنے مکان پر آ کر تمام دن وہاں گذارنے کی دعوت دی ہے - جس پر ہم نے اُن کا شکریہ ادا کیا - اس اثناء میں کھیل شروع ہوا اور جے پور نے بآسانی مخالف ٹیم پر کامیابی حاصل کی کھیل کے بعد ہم چاپلی کر ہوٹل واپس ہوئے، اور رات کا کھانا اپنی ہوٹل ہی میں کھایا -

ھرلنگم پولوگرونڈپر مہاراجہ جے پور اپنے دوستوں سے باتیں کر رھے ھیں -

اس کے بعد "ہپوڈروم" (Hippodrome) تھیٹر جا کر ایک میوزیکل پلے دیکھا، جس کا نام (Give me a ring) تھا اس میں "ایوی لین لے" (Evelyn Laye) "جان گیارک" (John Garrick) وغیرہ نے حصہ لیا تھا - اس کھیل کے ساتھ "ڈبرائے سمرز" (Debroy Somers) کا آرکسٹرا بج رہا تھا، اس کھیل کو دیکھنے کے لئے آج "بی بی ڈانیلس" (Bebe Daniels) اور "بن لائن" (Ben Lyon) بھی آئے ہوئے تھے، اور ہماری ہی قطاریں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے، یہ ہالی وڈ کے مشہور، سنما ایکٹرس اور ایکٹر ہیں - وقفہ کے دوران میں، ان سے ہماری ملاقات ہو گئی اور انہوں نے تھیٹر کے ایک پروگرام پر اپنی دستخط کر کے ہمیں دئے - ان کے بیان سے معلوم ہوا کہ یہ لندن کی کسی ایک فلم کمپنی میں فلم بنانے کے لئے امریکہ سے آئے ہیں - اور "ڈارچسٹر" (Dorchester) ہوٹل میں مقیم ہیں - کھیل ختم ہونے کے بعد ہم ہوٹل واپس ہو گئے -

۴ - جولائی سہ شنبہ

آج صبح ہم پہلے "ہیرڈز" کی دوکان گئے - میری بیوی اور مسز ٹیمنز کے شاپنگ کرنے

تک میں نے اس عرصہ میں یہاں بال کٹوائے، اور اس کے بعد ہم سوٹ کے لئے "میگڈوگل" کی دوکان پر پہنچے۔ پھر یہاں سے نکل کر "ٹرن بل اینڈ ایسر" (Turnbull and Asser) کے پاس گئے، جس کو قمیصوں کا آرڈر دے کر ہوٹل لوٹے اور یہیں لنچ کھایا۔

اس کے بعد سب مل کر "ویمبلڈن" پہنچے یہاں ہم نے بہت سے اچھے اچھے ٹینس کے مقابلے ہوتے ہوئے دیکھے، جس میں پیری (Perry) مس "اِسکرون" (Miss Scriven) مس "جیکبز" (Miss Jacobs) "میڈم ماتھیو" (Madam Mathieu) "بروترا" (Borotra) "برونیو" (Brugnon) "آلف" (Oliff) وغیرہ کو کھیلتے ہوئے دیکھا۔ جس وقت ہم ٹینس دیکھ کر ویمبلڈن کے دروازے سے باہر نکل رہے تھے، ہادی کو اسکول کے لڑکوں نے ان کے دستخط لینے کی خاطر گھیر لیا۔ یہاں اکثر یہی قاعدہ ہے کہ دروازوں پر لڑکے اپنے آٹوگراف البم لئے کھڑے رہتے ہیں، اور جب کھلاڑی باہر نکلتے ہیں تو اُنہیں دستخط کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ چنانچہ دس پندرہ منٹ تک وہ ہادی کو بھی خوب تنگ کرتے رہے۔ اِن سے پیچھا چھڑا کر، سات بجے ہوٹل پہنچے، آج شب کا کھانا ہم نے شفیع کے یہاں جا کر کھایا اور "ماربل آرچ پویلین" (Marble Arch) سینما جا کر ایک فلم دیکھا، جس کا نام "دی پرنس آف ویلز" تھا اس فلم میں پرنس آف ویلز کے اہم و نمایاں کارناموں کو دکھلایا گیا تھا، سنا کہ اس سے جو آمدنی ہوتی ہے، وہ رفاہ عام کے کاموں میں خرچ کی جاتی ہے۔ چنانچہ اس فلم کے ابتدائی حصہ میں خود "پرنس" نے تقریر کرتے ہوئے اس فلم کی آمدنی کے مصرف کو ظاہر کیا ہے۔ ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ اس میں شہزادہ موصوف کے ہندوستانی سفر سے متعلق کوئی واقعات نہیں دکھلائے گئے کھیل دیکھ کر گیارہ بجے ہوٹل واپس ہوئے۔

۵-جولائی چہارشنبہ

ہم آج اول وقت "ہملیز" کی دوکان کو گئے اور پھر یہاں سے نکل کر "ہز ماسٹرس وائس کمپنی" کو جا کر چند ریکارڈ خرید ے-یہاں سے نکل کر ہوٹل لوٹے ، اور ایک بجے لنچ کھایا- اس کے بعد آج بھی ویمبلڈن جا کر دو سنگلز کے میاچ دیکھے ایک میاچ وائنز اور کوشے کے درمیان ہوا ، جس میں وائنز جیتا دوسرا کرافرڈ اور ساٹو کے مابین ہوا ، جس میں کرافرڈ نے اپنے حریف پر بہ آسانی کامیابی حاصل کی- یہاں سے ہوٹل واپس ہوے ، اور شفیع کے یہاں جا کر ڈنر کھایا کھانے کے بعد "کیفے آنگلے" (Cafe Anglaise) گئے اور وہاں جا کر ڈانس و کیا برے دیکھتے رہے-اس کیفے میں ہیری رائے (Harry Roy) کا آرکسٹرا بجتا ہے ، جس نے ہم سے آ کر کہا کہ چند ہی روز میں وہ میفر ہوٹل میں ملازم ہو جائے گا- یہاں سے تقریباً رات کے ایک بجے اپنی ہوٹل کو واپس ہوے۔

۶-جولائی پنجشنبہ

صبح مین نے دوربین کی دوکان جا کر ، اپنی دوربین لی ، جو تیار ہو کر آچکی تھی- اس کے بعد "ریجنٹ اسٹریٹ" میں سینما کے مشینوں کی ایک دوکان پر پہنچ کر ، سولہ میلی میٹر کا جدید ٹاکنگ مشین دیکھا ، جو بہت پسند آیا- چونکہ ہندوستان میں اس کے فلم بشکل دستیاب ہوسکتے ہیں ، اس لئے اس کے خریدنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

لنچ کے بعد مین ، ہادی ، اور بھائی صاحب ویمبلڈن پہنچے- آج ہم نے سنٹر کورٹ پر دو کھیل دیکھے ایک مینز ڈبلس کا سیمی فائنل ہوا ، جس میں "ساٹو" اور "نونوئے" نے "پیری" اور "ہیوز" کو جیتا ، دوسرا لیڈیز سنگلز کا سیمی فائنل تھا ، جس میں "مس راؤنڈ" نے "مس جیکب" کو جیتا یہ دونوں کھیل بہت اچھے ہوے۔

یہاں مین نے ایک "ڈل بونو" (Del Bono) نامی اطالوی ٹینس کے کھلاڑی سے ملاقات کی، جس سے گذشتہ سال حیدرآباد میں مل چکا تھا۔ اس نے ہمیں اپنی نئی "فیاٹ" میں چلنے پر مجبور کیا چنانچہ ہم اس کے ساتھ سوار ہو کر اپنی ہوٹل کی طرف روانہ ہوے۔ راستہ میں ایک مقام پر، پولیس والے کے سائیڈ دکھلانے کے باوجود اُس نے اپنی کار، غلط سائیڈ چلائی۔ جس پر پولیس والے نے موٹر رکوا کر اس سے غلط راستہ جانے کی وجہ دریافت کی اس پر اُس نے اطالوی زبان میں کچھ اناپ شناپ جوابات دئے چونکہ اُس جوان کو اطالوی زبان نہ آتی تھی، اس لئے وہ بیزار ہو کر اُسے چھوڑ دیا۔ کچھ دور آگے بڑھنے کے بعد، اُس نے مجھ سے انگریزی میں کہا کہ "میں اکثر بے سائیڈ چلایا کرتا ہوں، اور جب پولیس روکتی ہے تو اپنی زبان میں بات کرنا شروع کر دیتا ہوں یہاں تک کہ وہ تنگ آکر مجھے چھوڑ دیتے ہیں"، اس کی اس بات سے ہم سب کو بے انتہا ہنسی آئی، اور مین نے اس سے کہا کہ یہ چال زیادہ دن تک چلنے والی نہیں۔

الغرض ہم ہوٹل پہنچنے کے بعد تھوڑی دیر تک لونج میں بیٹھے ڈرنکس وغیرہ پیتے رہے۔ چونکہ میری بیوی کا مزاج کچھ نادرست تھا، اس لئے کہیں باہر نہیں نکلے اور $11\frac{1}{2}$ تک بیٹھے باتیں کرتے رہے۔

۷۔ جولائی جمعہ

سر رچرڈ ٹرنچ کے لنچ میں شرکت

صبح اُٹھ کر "ہاز اینڈ کرٹس" (Hawes and Curtis) کے پاس پہنچا، یہاں مین نے اپنے سوٹس پہن کر دیکھے۔ حقیقت میں یہ خیاط سوٹ بہت اچھے سیتا ہے۔ $11\frac{1}{2}$ بجے ہوٹل کو واپس ہوا۔ آج چونکہ سر رچرڈ اور لیڈی ٹرنچ نے ہمیں لنچ پر مدعو کیا تھا اس لئے $12\frac{1}{2}$ بجے

ہم سب تیار ہوکر "سوائے ہوٹل" (Savoy Hotel) گئے۔لنچ پر ہمارے امریکہ جانے سے متعلق گفتگو ہوتی رہی اس کے بعد ہم اُن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہوٹل لوٹے اور اپنے کمرے میں جاکر کیا مرہ لیا، اور اس کے بعد "ویمبلڈن" پہنچے، جہاں ہم نے آج "مِنز سنگلز" کا فائینل دیکھا۔ جس میں "کرافرڈ" نے پانچویں سٹ میں "وائنز" پر کامیابی حاصل کی۔ دونوں کے مابین نہایت لاجواب مقابلہ ہوتا رہا آج سنٹر کوٹ پر کوئی بیس بائیس ہزار آدمیوں کا مجمع تھا کھیل ختم ہونے کے بعد، پندرہ بیس فوٹوگرافروں نے ٹینس کورٹ پر آکر ان دونوں کھلاڑیوں کی تصویریں لیں۔

کرافرڈ (آسٹریلین ٹینس کھلاڑی) ویمبلڈن کے ٹینس کورٹ پر پراکٹس کررھا ھے۔

اس مقابلہ کو دیکھ کر ہم ہوٹل لوٹے، چونکہ آج ہم نے ڈنر پر "نواب و بیگم مہدی یار جنگ" کو مدعو کیا تھا اس لئے وہ ($\frac{1}{2}$ ۸) بجے آگئے۔ ہم نے انہیں ساتھ لے کر ڈنر کھایا پونے دس کے قریب وہ ہم سے مل کر رخصت ہوئے اور اس کے بعد ہم موٹر میں سوار ہوکر "ڈارچسٹر ہوٹل" (Dorchester Hotel) گئے۔ کیونکہ آج یہاں "کیمبرج اور "آکسفورڈ" کے ہندوستانی طالب علموں کی جانب سے ڈنر اور ڈانس کی دعوت کیگئی تھی۔ چونکہ ہم ڈنر سے پہلے ہی فارغ ہوچکے تھے، اس لئے صرف وہاں بیٹھے تماشا دیکھتے رہے۔ یہ ہوٹل نو تعمیر اور نہایت ہی خوبصورت ہے۔ انشاء اللہ امریکہ سے واپسی پر چند روز اسی میں قیام کریں گے۔ ڈیڑھ بجے یہاں سے واپس ہوئے۔

۸- جولائی شنبہ

علی الصباح ہم سب نکلے، اور شاپنگ کرتے ہوئے، ایک بجے ہوٹل واپس ہوئے، اور یہیں لنچ کھایا، اس کے بعد ڈھائی بجے ویمبلڈن گئے- آج لیڈیز سنگلز کا فائنل مقرر تھا، جس میں مسز موڈی نے بشکل تمام تیسرے سٹ میں مس راؤنڈ پر کامیابی حاصل کی- مسز موڈی کے گذشتہ ریکارڈ کو دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس نے چھ سال سے اب تک ایک سٹ بھی نہیں ہارا تھا، لیکن یہ اس کا پہلا ہی موقع تھا، جب کہ وہ مس راؤنڈ سے، ایک سٹ ہار گئیں -معلوم ہوا کہ اس کے دو وجوہات تھے ایک تو یہ کہ مسز موڈی کی صحت کچھ ٹھیک نہ تھی، اور دوسری بڑی وجہ یہ تھی کہ مس راؤنڈ نے ٹینس میں غیر معمولی حیثیت سے ترقی حاصل کرلی ہے -یہ نہایت ہی دلچسپ مقابلہ رہا- آج تین اور فائنل مقرر تھے، جن میں سے ایک "منز ڈبلز" کا تھا، جس میں "بروترا" (Borotra) اور "برونیو" (Brugnon) نے "ساٹو" اور "نونوئے" (Satoh and Nunoi) پر کامیابی حاصل کی- بقیہ اور دو مقابلے ہم نے نہیں دیکھے - اور ہوٹل واپس ہوگئے۔

مسز ٹیمنز کسی کام پر "برائیٹن" گئی ہوئی تھیں ہمارے یہاں پہنچنے تک وہ واپس آگئیں -ہم کپڑے بدل کر ($8\frac{1}{2}$) بجے "کوئنز تھیٹر" پہنچے، اور یہاں ایک ڈرامہ دیکھا، جس کا نام "ڈپلومیسی" (Diplomacy) تھا- اس میں "سر جیرلڈ ڈوماری اے" (Sir Gerald du Maurrier) اور "بیسل راتھ بون" (Basil Rathbone) وغیرہ نے حصہ لیا تھا- کھیل ختم ہونے کے بعد، ہم سب شفیع کے یہاں گیارہ بجے پہنچے، صرف ہادی ساتھ نہ تھے کیونکہ آج وہ آٹھ بجے "سوائے" ہوٹل چلے گئے تھے -جہاں "آل انگلینڈ کلب" کی جانب سے ویمبلڈن ٹورنمنٹ کے کھلاڑیوں کو ڈنر کی دعوت دی گئی تھی- بارہ بجے ہوٹل واپس ہوئے اور سو گئے۔

۹-جولائی یکشنبہ

لندن سے برسلز کو روانگی

صبح آٹھ بجے اٹھا، آج ہم یہاں سے "کانٹیننٹ" کے سفر کے لئے روانہ ہونے والے ہیں- اس لئے سامان وغیرہ سب کک کے نمائندے کے حوالہ کردینے کے لئے نیچے بھیج دیا گیا، تاکہ وہ اسے اپنی نگرانی میں لے لے - ہم نے بارہ کا کھانا ہوٹل ہی میں کھایا، اور بھائی صاحب کو بادل ناخواستہ خدا حافظ کہہ کر وکٹوریہ اسٹیشن پہنچے یہاں "کیپٹن الن سن" موجود تھے، جنھوں نے ہمارا سارا سامان ریل میں رکھوا دیا - ہم نے ان کا شکریہ ادا کیا، اور ٹھیک دو بجے یہاں سے ریل روانہ ہوئی، اور (۳½) بجے "فوکسٹن" (Folkestone) پہنچی - یہاں ہمیں اپنے اپنے پاسپورٹ دکھلانے پڑے، جس کے بعد ہم ایک چھوٹے سے جہاز میں سوار ہوے، جو فوراً ہی مسافرین کو لے کر آگے کی طرف روانہ ہو گیا- خدا کا شکر ہے کہ آج "چینل" میں تلاطم نہیں- کچھ دیر بعد ہم نے چاء پی، اور ڈیڑھ گھنٹے کے عرصے میں "بولون" (Boulougne) پہنچے، جو ایک فرانسیسی بندرگاہ ہے، یہاں ہم نے اپنا سامان کک کے آدمی کے حوالہ کیا، جو کروڑگیری والوں کے معائنہ کے بعد ریل میں رکھوا دیا گیا- اس کے بعد گاڑی روانہ ہو گئی، اور تھوڑی ہی دیر میں "بلجیم" کی سرحد پر پہنچی - یہاں بھی پاسپورٹ اور سامان وغیرہ کا معائنہ ہوا، کچھ دور آگے بڑھنے کے بعد ہم نے ریل ہی میں ڈنر کھایا، راستہ میں ہم نے بہت سارے ایسے مکان دیکھے، جو نہایت خستہ اور خراب حالت میں تھے- ہادی نے مجھ سے کہا کہ گو جنگ عظیم ختم ہو چکی ہے، لیکن اس ملک میں ابھی تک اس کی یہ یادگاریں اور آثار باقی ہیں.

ٹھیک نو بجے ہم "برسلز" (Brussels) پہنچے - اسٹیشن پر کک کا نمائندہ موجود تھا،

جس نے ہمارا سامان بحفاظت تمام اُتروا کر "ایسٹوریا ہوٹل" (Astoria Hotel) روانہ کردیا، جو یہاں ہمارے قیام کیلئے تجویز کی گئی ہے - اور ہم موٹر میں اس کو اپنے ہمراہ لے کر "رورائل" پہنچے، جہاں کہ یہ ہوٹل واقع ہے، گویہ یہاں کا بہترین ہوٹل سمجھا جاتا ہے، لیکن ہمیں اس میں کوئی خاص بات نظر نہ آئی - غرض ($10\frac{1}{2}$) بجے ہم سو گئے۔

باب سوم

شمالی اور وسطی یورپ کا سفر

(۱۰۔ جولائی سے پہلی اگست تک)

۱۰ - جولائی دوشنبه

بلجیم کی ایک جنگی یادگار

صبح دس بجے گائیڈ ہوٹل آیا، اور ٹیلیفون کے ذریعے ہمیں کمرے میں اطلاع دی، ہم سب تیار تھے، فوراً نیچے پہنچے اور اس کے ہمراہ ایک منروا موٹر میں سوار ہو کر نکلے (جو کک کمپنی کے ذریعے ہمارے یہاں کے قیام کے لئے مقرر کی گئی تھی) شاہ راہوں کو عبور کرتے ہوئے ہم بادشاہ کے محل کے سامنے سے گذرے، اثناء راہ میں "پیالیس آف جسٹس" بھی نظر آیا، اس سے آگے بڑھنے کے بعد ایک جنگی یادگار مانیومنٹ (Monument) دکھائی دی، جو بلجیم کے اُن افسروں کی یاد میں بنائی گئی ہے جنھوں نے ہوائی جہازوں کے ذریعے لڑ کر، اپنے ملک کی خاطر، جنگ عظیم میں جانیں قربان کر دی تھیں - ایک پری بنائی گئی ہے، جو کسی فوجی افسر کی نعش کو اپنے کاندھے پر لئے ہوئے، معلوم ہوتا ہے کہ اُڑنے کے لئے پَر تول رہی ہے۔

یہاں سے نکل کر ہم ایک بڑے پارک میں داخل ہوئے جو نہایت ہی خوش نما ہے، اور جس کے ایک چھوٹے سے تالاب کے وسط میں ایک ٹاپو بھی موجود ہے، اس پر ایک رسٹورنٹ بنایا گیا ہے، لوگ کشتیوں میں بیٹھ کر وہاں جاتے ہیں اور چاء وغیرہ پیتے ہیں - یہاں سے نکل کر ہم ایک گھنے اور پر فضا جنگل میں پہنچے، جو اس پارک کے بالکل متصل ہے، جس وقت ہم اس میں سے گذر رہے تھے میں نے یہاں کی ایک سڑک کے کنارے ایک فیزنٹ (pheasant) دیکھا، جو بالکل انگلش گیم فیزنٹ کی طرح تھا، غالباً یہ انگلستان سے لائے گئے ہیں - مین نے فوراً موٹر روک لی، اور نیچے اُتر کر اس کا سینما لینے کی کوشش کی، لیکن وہ یکایک تیتر کی مانند دوڑ کر اُڑا، اور نظروں سے غائب ہوگیا - اسی مقام پر مین نے ایک سرخ رنگ کی بڑی گلہری بھی دیکھی اسی قسم کی گلہریاں اکثر مرتبہ حیدر آباد کے بڑے بڑے جنگلوں میں بھی دیکھنے میں آئی ہیں۔

واٹرلو کا میدان اور اس کے جنگی آثار

یہاں سے ہم سیدھے "واٹرلو" کے میدان پر پہنچے جو "برسلز" (Brussels) سے (۲۰) میل کے فاصلہ پر ہے - یورپ کی تاریخ میں یہاں کی وہ جنگ ہمیشہ مشہور رہے گی، جو نپولین اور افواج متحدہ کے مابین ہوی تھی جوں ہی ہم اس میدان کے قریب پہنچے ایک قصبہ ملا، جس میں اب تک وہ تاریخی مکان موجود ہے جہاں "ڈیوک آف ولنگٹن" لڑائی کے دوران میں دو روز تک مقیم تھا - یہ مکان ابھی تک اسی خاندان کے افراد کے قبضہ و تصرف میں ہے، جنھوں نے "ڈیوک" کو قیام کے لئے دیا تھا - مکان کی پہلی منزل میں خود صاحب خانہ رہتے ہیں اور اوپر والے حصہ کو جہاں "ڈیوک" ٹہرا تھا بطور نمائش گاہ کھلا چھوڑ دیا گیا ہے - اوپر کی اس منزل میں دو کمرے ہیں جہاں "ڈیوک آف ولنگٹن" اور اس کا ایڈی سی "الگزنڈر گارڈن" قیام پذیر تھا - ان میں ابھی تک وہی فرنیچر موجود ہے، جو ان لوگوں کے زیر استعمال تھا، حتی کہ ایڈی سی کے کمرہ میں اب تک وہ پلنگ بھی موجود ہے، جس پر اس نے اپنی آخری سانسیں ختم کی تھیں اور اسی میدان کارزار میں کام آیا تھا - غرض کہ میز کرسیاں، برتن وغیرہ ساری چیزیں اُسی زمانہ کی رکھی ہوئی ہیں - یہاں جون سنہ ۱۸۱۵ء کے "لندن ٹائمس" کی وہ کاپی بھی محفوظ ہے، جس میں اس لڑائی کا ذکر چھپا تھا - اس کی متعدد مطبوعہ نقلیں بھی یہاں دستیاب ہوسکتی ہیں اس کی ایک کاپی مین نے بھی خریدی، اور اس مقام کی کئی تصویریں بھی لیں - اس مکان کے نیچے کی منزل میں خود اس کا مالک رہتا ہے، جس نے ایک رسٹورنٹ بھی کھول رکھا ہے - اس جنگ کی یادگار میں ایک گرجا اور ایک مجسمہ بھی بنایا گیا ہے۔

یہاں سے نکل کر ہم سیدھے واٹرلو کے میدان پر پہنچے، جس کے وسط میں ایک اونچا ٹیلا بنایا گیا ہے جس پر ایک ببر کا مجسمہ نصب ہے، یہ ٹیلا اُسی مٹی کا ہے جس کو کہ انگریزی فوجوں

نے خندق کھود کھود کر نکالا تھا، اور جس میں فرانس کی فوج گر کر تباہ ہوگئی تھی - یہ ٹیلا سنہ ۱۸۲۵ ع میں بنایا گیا ہے، اس کے قریب کچھ مکانات، اور آبادی بھی ہے اس مقام پر پہنچ کر ہم ایک گول عمارت میں داخل ہوے جس میں فرانس کے ایک مصور نے واٹرلو کی جنگ کا پورا پورا نقشہ اور اس کی تصویریں، مدور دیواروں پر اُتاری ہیں، اور ایک خندق بھی دکھلائی ہے جس کے اطراف بہت سی نعشیں اور مرے ہوے گھوڑے، بندوقیں، اور خون آلود تلواریں، ادھر اُدھر بکھری ہوی نظر آتی ہیں جب ہم وسط میں کھڑے ہو کر دیواروں کی طرف نظر دوڑاتے تھے تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ہم بھی میدان جنگ میں کھڑے ہوے، لڑائی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں - ایک طرف "نپولین" اپنی فوج لئے ہوے کھڑا ہے، تو دوسری جانب معلوم ہوتا ہے کہ "ڈیوک آف ولنگٹن" کوئی دم میں اپنے حریف پر دھاوا بولا چاہتا ہے - اور ایک حصہ سے جنرل "بوشر" (Bucher) کی جرمن سپاہ بھی کوچ کرلی ہوئی نظر آتی ہے - الغرض یہ بڑے عجیب و غریب قابل دید مناظر ہیں یہاں سے واپس ہوے ہوے ہم نے دو "فارمز" دیکھے، جہاں سے "ڈیوک آف ولنگٹن" کی فوج چھپ چھپ کر نپولین کے لشکر پر گولی باری کرتی تھی۔

راستہ میں مین نے گائیڈ سے پوچھا کہ کیا وہ جنگ عظیم کے زمانہ میں یہاں موجود تھا، یا کسی اور جگہ چلا گیا تھا - تو اس نے کہا کہ اوائل جنگ میں تو وہ یہیں تھا، لیکن بعد میں شمالی آفریقہ میں جا کر پناہ گزیں ہوا تھا، اور اتفاق سے اسے وہیں نوکری بھی مل گئی تھی - جنگ کے بالکل ختم ہو جانے کے بعد پھر وہ اپنے وطن کو لوٹ آیا۔

برسلز

یہاں اکثر مقامات پر جنگ عظیم کے آثار اب تک موجود ہیں - شہر کوئی قابل تعریف نہیں، البتہ پارک اور جنگل بہت خوبصورت ہیں - سنا کہ پوری سلطنت بلجیم کا رقبہ ہماری

ریاست کے صرف صوبہ "اورنگ آباد" کے مماثل ہے - ہوٹل واپس ہونے کے بعد ہم نے ڈیڑھ بجے لنچ کھایا، اور تین بجے پھر گائیڈ کے ہمراہ شہر کا گشت لگانے کے لئے نکلے، اور بڑی بڑی عمارتوں کے سامنے سے ہوتے ہوے، ایک مقام پر پہنچے، جہاں "لیس" کا کام ہوتا ہے، جو بہت مشہور ہے - کئی ایک عورتیں بیٹھی ہوی کام کر رہی تھیں - ہم یہاں سے کچھ لیس خریدتے ہوے نکلے اور ایک کیفے میں پہنچ کر چاء پی - چاء کے بعد "پلازا سنیما" (Plaza) گئے، یہاں ایک فلم دیکھا جس کا نام "فرا دی یاولو" (Fra de Avolo) تھا - جس میں "ڈینس کنگ" (Dennis King) "لارل" اور "ہارڈی" نے کام کیا ہے سینما کے بعد ہوٹل واپس آئے، اور $8\frac{1}{2}$ بجے ڈنر کے بعد ہم چاروں پیدل نکلے، اور دوکانوں کا ایک چکر لگایا، سڑکوں پر کافی روشنی اور رونق تھی - دن کے وقت یہ شہر بالکل خاموش اور سنسان معلوم ہوتا تھا، لیکن رات میں اس کے بالکل برعکس دکھائی دیا - یہاں کی اکثر دوکانوں اور سڑکوں کی وضع پیارس سے ملتی جلتی نظر آتی ہے ۔

چونکہ میری بیوی ہندوستانی لباس میں تھیں، اور یہاں کے باشندوں کے لئے یہ ایک تعجب خیز امر تھا اس لئے یہ لوگ ہمارے ساتھ ساتھ چلتے، اور اچنبھے سے دیکھتے جاتے تھے - ہم نے یہ بات لندن میں کہیں نہیں پائی کہ، وہاں کے لوگ ہندوستانی لباس کو اس قدر تعجب خیز نظروں سے دیکھتے اور ساتھ ساتھ پھرتے ہوں ۔

یہاں کی دوکانوں میں پیرس کی بہ نسبت سامان سستا ملتا ہے - رات زیادہ ہونے کی وجہ سے دوکانیں بند تھیں، اس لئے کوئی چیز خرید نہ سکے - پیدل چلتے چلتے جب ہم خوب تھک گئے، تو ایک ٹکسی لی، اور ($11\frac{1}{2}$) بجے ہوٹل واپس ہوے - اس وقت کچھ ترشح ہو رہا تھا اور کچھ گرمی بھی محسوس ہو رہی تھی - آج ایک تار بھی ملا جس سے سب کی خیریت معلوم ہوئی ۔

۱۱- جولائی سہ شنبہ

سفر ہالینڈ

ہم نے صبح سامان بندھوا کر، کک کے آدمی کے حوالہ کیا، اور (۱۰ ½) بجے اسی کے ہمراہ ایک فیکٹری کو گئے، جہاں ہیرے تراشے جاتے ہیں- یہاں ہم نے ہیروں کے تراشنے کے مختلف طریقے دیکھے، جو نہایت ہی دیدہ ریزی کا کام ہے - بارہ بجے ہوٹل واپس ہوئے، اور لنچ کے بعد دو بجے موٹر میں سوار ہو کر اسٹیشن پہنچے، اور ایمسٹرڈم (Amsterdam) جانے والی ریل میں سوار ہو گئے- کوئی (۲ ½) بجے گاڑی یہاں سے روانہ ہوئی تھوڑی دیر بعد ڈچ گورنمنٹ کے ملازمین نے سرحد پر ہمارے پاسپورٹ اور سامان وغیرہ کا معائنہ کیا- راستہ میں ہمیں راٹرڈم (Rotterdam) بھی ملا - ریلوے لائن کی دونوں جانب دور دور تک مسطح میدانوں کا سلسلہ چلا گیا ہے، جن پر بکثرت کاشت کی گئی ہے- معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملک بہت زرخیز ہے - کئی کارخانے اور گرنیاں بھی نظر آئیں جگہ جگہ نہریں، اور ہوائی گرنیاں (windmills) بھی دکھائی دیں- ہم نے ریل ہی میں چاء پی - (۵ ۶/۰) پر ہماری گاڑی "امسٹرڈام" پہنچی جو ہالینڈ کا پایہ تخت ہے - اور جو پنیر اور سگار کے لئے بہت مشہور ہے- اس وقت کچھ ترشح ہو رہا تھا، اور ابر بھی گھرا ہوا تھا۔

کک کا نمائندہ اسٹیشن پر موجود تھا، اس کے ہمراہ ہم ایک موٹر میں سوار ہو کر "ایمسٹل ہوٹل" (Amstel Hotel) جا پہنچے، اور دوسری موٹر میں ہمارا سامان بھی آ پہنچا- اس شہر میں بکثرت نہریں موجود ہیں، جن میں قسم قسم کی کشتیاں اور چھوٹے چھوٹے جہاز پڑے ہوئے رہتے ہیں - یہ ہوٹل جس میں ہم نے قیام کیا ہے، کوئی ایسا برا نہیں- "برسلز" کے "ایسٹوریا ہوٹل" سے بدرجہا بہتر معلوم ہوتا ہے- ہمارا کمرہ نہر کے رخ پر ہے،

مصنف لب نہر ایمسٹل ہوٹل کے باغ میں

ہادی صاحب ایمسٹل ہوٹل (ایمسٹرڈم) کے ورانڈے میں

یہاں تھوڑی دیر تک آرام لے کر، ہم سبھوں نے (۸ ½) بجے ڈائیننگ روم میں کھانا کھایا، اور کھانے کے بعد (۹ ½) بجے ہوٹل سے پیدل نکلے - سارے شہر میں بکثرت سیکلیں ادھر اُدھر دوڑتی ہوئی نظر آرہی تھیں، معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ان کی تعداد لاکھوں سے بھی متجاوز ہوگی۔

گز بھر کے قد والے انسان

ہمارے ہوٹل سے کوئی دو فرلانگ کے فاصلہ پر ایک تماشا گاہ ہے، جہاں میجٹ، یعنی چھوٹے قد کے انسان، جنھیں لی پوٹنس بھی کہتے ہیں کھیل تماشے دکھلایا کرتے ہیں - ٹکٹ لے کر ہم اندر گئے - یہ ایک بڑا احاطہ ہے جس میں چھوٹے چھوٹے مکان اور دوکانیں وغیرہ لگائی گئی ہیں مکانوں میں تو خود یہ لوگ رہتے ہیں، اور دوکانوں میں سگریٹ سگار چاکلیٹ وغیرہ بیچتے ہیں - ان کا قد ایک گز یا اس سے کچھ زیادہ ہوگا - ان کے اعضا، ان کے قد کے لحاظ سے نہایت موزوں اور سیدھے سادھے تھے - بونوں کی طرح بدقطع و بدصورت نہ تھے - ان کی عورتیں بچوں کو گود میں لئے پھر رہی تھیں - ان کے عجائب المخلوقات ہونے کی وجہ سے

ہم نے ان کے مکانوں کا اندرونی حصہ کھڑکیوں میں سے جھانک جھانک کر دیکھا، کیوں کہ ہم اندر نہ جاسکتے تھے - ہر چیز نہایت ہی سلیقہ سے سجی ہوئی تھی، اور ایک کمرہ میں ہم نے ایک نومولود بچے کو جھولے میں پڑا ہوا دیکھا، جو ہمارے ایک جٹ کے برابر تھا- یہاں ان کی ایک سرکس بھی دیکھی، جن میں بڑے گھوڑوں کی جگہ چھوٹے چھوٹے ٹٹو کرتب کیا کرتے تھے اور جن پر یہی، لوگ بیٹھ کر کمالات دکھلاتے تھے۔

آج ہمارے ہوٹل میں کسی کی شادی تھی، اس لئے کئی لوگ جمع تھے، اور ناؤ نوش کا دور دورہ تھا- شور و غوغا سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ ساری ہوٹل میں ایک طوفان بے تمیزی برپا ہے اس وقت سردی بہت محسوس ہو رہی تھی، (۱۱½) بجے اپنے کمروں کو واپس ہوئے اور سو گئے۔

۱۲- جولائی چہارشنبہ

جزیرۂ مارکن

دس بجے گائیڈ آیا، اور ہم ایک موٹر میں سوار ہو کر نکلے، ملکہ کے محل پر سے ہوتے ہوئے، "جزیرۂ مارکن" کا راستہ لیا، جس پر قدیم ڈچ لوگ آباد ہیں، اور ان کا لباس بھی وہی قدامت لئے ہوئے ہے راستہ میں ایک بڑی نہر ملی، جس پر کوئی پل وغیرہ نہیں ہے پانچ پانچ دس دس منٹ کے وقفہ سے دو بڑے بڑے جہاز، موٹروں، گاڑیوں اور آدمیوں کو لاد کر ادھر سے اُدھر، اور اُدھر سے ادھر پار کیا کرتے ہیں - اور وقت واحد میں ایک جہاز میں کوئی دس پندرہ موٹریں، سوڈیڑھ سو آدمی اور سیکلیں وغیرہ سوار ہوتی رہتی ہیں - چنانچہ ہم نے بھی موٹر ہی میں بیٹھے ہوئے اس جہاز کے ذریعہ نہر کو پار کیا، اور تعجب یہ ہے کہ ان لوگوں کو کسی قسم کی اُجرت وغیرہ نہیں دینی پڑتی۔

اس کو عبور کر کے ہم کوئی آدھے گھنٹہ میں دریا کے کنارے پر پہنچے - یہاں ایک

موٹر بوٹ تیار تھی جس میں ہم سوار ہوے، اور تقریباً آدھ گھنٹہ بعد "جزیرۂ مارکن" پر جا اُترے ساحل پر یہاں کے باشندے اپنے ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں مثلاً لکڑی کا کھلونا، اور کپڑا وغیرہ لاکر فروخت کر رہے تھے، یہ قوم مچھلی والوں کی ہے، اور یہاں ان لوگوں نے دوکانیں بھی لگا رکھی ہیں - ان کے مکانوں کا اندرونی حصہ پاک وصاف رہتا ہے، لیکن عجیب چیز یہ ہے کہ ان کے پلنگ ان کے گھروں کی دیواروں کے اندر لگے ہوے ہوتے ہیں لکڑی کے بہت بڑے بڑے جوتے پہنتے ہیں - الغرض ہم ان کا سنیما اور تصویریں لے کر کشتی میں سوار ہوے - ایک ادھیڑ عمر کا شخص اور اس کا لڑکا ہماری کشتی چلا رہے تھے، اسوقت دریا ذرا تموج پر تھا، اور کشتی چھوٹی ہونیکی وجہ سے بہت اُچھلتی ہوئی چل رہی تھی ایک دفعہ تو پانی کی لوٹ اس زور سے آکر کشتی سے ٹکرائی کہ میرے سارے کپڑے بھیگ گئے۔ اس وقت سردی بہت تھی، اور دانت سے دانت بج رہے تھے، کپڑوں کے تر بتر ہوجانے کی وجہ سے میں فوراً اسی کشتی کے ایک چھوٹے سے کمرے میں چلا گیا، جس میں یہ کشتی والے رہا کرتے ہیں، یہاں اس نے آگ سلگائی تو میں نے اس پر اپنے کپڑے سکھالیئے اس اثناء میں کشتی ساحل تک پہنچ چکی تھی، اس لیئے ہم سب اتر کر موٹر میں سوار ہوے، اور ایک دوسرے قصبہ کی طرف روانہ ہوے جس کا نام "والن دام" (Volendam) ہے۔

یہاں بھی مچھلی والوں کی قوم آباد ہے لیکن ان کے لباس میں ذرا سا فرق ہے - پہلے یہاں کی ایک ہوٹل میں پہنچ کر، ہم نے لنچ کھایا، جس کا نام "اسپانڈر تھا" (Spander) تھا- "ہالینڈ" کا وائرلیس اسٹیشن بہت مشہور ہونے کی وجہ سے کھانے کے بعد ہم تھوڑی دیر تک مالک ہوٹل کے کمرہ میں جاکر ریڈیو سنتے رہے - ہوٹل سے نکل کر ہم نے یہاں کے باشندوں کا بھی سینما لیا، اور ایمسٹرڈم کو واپس ہوے جو یہاں سے بارہ تیرہ میل کے فاصلہ پر تھا۔

چاء کے بعد گائیڈ کے ہمراہ موٹر میں سوار ہو کر ریڈیو کی دوکان کو گئے - چونکہ یہاں کا

"شارٹ ویوریڈیو" (Short wave radio) بہت مشہور ہے، اس لئے میرا خیال یہاں سے ایک ریڈیو خریدنے کا تھا، لیکن تعجب کی بات تو یہ ہے کہ یہاں کی کسی دوکان میں فلپ کا شارٹ ویو ریڈیو سٹ نظر نہیں آیا- دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہاں صرف "میڈیم ویو" سٹ ہی دستیاب ہوتے ہیں، البتہ شارٹ ویو سٹ آرڈر پر تیار ہوسکتا ہے- دوکان کے مینیجر نے اس کی وجہ ہم سے یہ کہی کہ یہاں "شارٹ" کی مانگ نہیں، اس لئے کہ ہالینڈ کا براڈ کاسٹنگ اسٹیشن تمام دن "میڈیم" پر ہی چلتا ہے، اور صرف ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ تک "شارٹ" پر چلایا جاتا ہے، جو ہندوستان میں سنائی دیتا ہے- غرض ہم یہاں سے ہوٹل واپس آئے، اور نہر وغیرہ کی تصویریں لیں- اور تھوڑی دیر تک اس کے کنارے ٹہلتے رہے- اس کے بعد ایک ٹکسی لی، اور "ٹوچنسکی" (Tuchinski) سینما کو گئے- یہاں ہم نے ایک امریکن فلم دیکھا، جس کا نام ڈچ زبان میں لکھا ہوا تھا- اس لئے ہماری سمجھ میں نہ آیا- معلوم نہیں کہ اس کا انگریزی نام کیا تھا- یہ فلم پیراماؤنٹ کمپنی کا ہے، جس میں "کلیرا بو" (Clara Bow) اور "گلبرٹ رولینڈ" نے کام کیا ہے فلم اچھا تھا، نو بجے ہوٹل کو واپس ہوے، اور ڈائننگ روم میں پہنچ کر ڈنر کھایا۔

"ہالینڈ" میں مجھے اپنے قیام کے دوران میں بکثرت سیکلیں نظر آئیں- ایک دفعہ میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہاں ½۳ ملین سیکلیں ہیں۔

کل صبح ½۸ بجے انشاءاللہ تعالیٰ ہم ریل کے ذریعہ برلن روانہ ہوں گے۔

۱۳- جولائی پنجشنبہ

ملک کے تحفظ کے لئے جرمنی کا ایک بہترین قانون

صبح (½۶) بجے ہی ہم تیار ہوگئے تھے- آٹھ بجے کک کے آدمی کے ہمراہ اسٹیشن پہنچے- اور ریل میں سوار ہوگئے، ساڑھے آٹھ کو گاڑی روانہ ہوئی- جس وقت ہم جرمنی کی

سرحد پر پہنچے، تو چند عہدہ دار آئے، اور حسب معمول پاسپورٹ اور سامان وغیرہ کی تنقیح کی۔ ان میں سے ایک شخص نے ہم سے دریافت کیا کہ "آپ کے ساتھ کتنی رقم ہے" تو ہم نے اُسے اپنی چک بک دکھلا دی۔ اس کے بعد اُس سے اس کا سبب پوچھا، تو اُس نے کہا کہ "ہماری گورنمنٹ کا یہ حکم ہے کہ مسافرین میں سے جس شخص کے پاس دوسو، مارکس سے کم رقم ہو اس کو جرمنی کے حدود میں ہرگز داخل نہ ہونے دیں۔ ہماری رقم کا اطمینان کر لینے کے بعد اس نے ہمیں اپنی ایک دستخطی چٹھی دی اور کہا کہ جرمنی سے آپ واپس ہوتے وقت یہ چٹھی دکھلادیں اور پھر اپنی رقم کا بھی دوبارہ اندازہ کرادیں۔ جب ہم نے پہلے پہل ان لوگوں کے اس اچانک رقمی سوال سے صحیح اندازہ بتلانے میں پس و پیش کیا تو اس نے کہا کہ آپ بالکل صحیح صحیح بتلانے میں تامل نہ کیجیے۔ کیونکہ اگر آپ کے پاس جرمنی سے باہر جاتے وقت اِس وقت جو آپ اندازہ بتلا رہے ہیں۔ اس سے زیادہ رقم برآمد ہوگی تو اس صورت میں بھی ہم آپ کو اپنی حدود سے ہرگز آگے بڑھنے نہ دیں گے ہاں اگر کم ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اس لئے کہ یہاں کے قیام کے زمانہ میں آپ کو مختلف قسم کے اخراجات درپیش ہوں گے جس سے رقم میں کچھ نہ کچھ ضرور کمی واقع ہوگی۔ ورنہ زیادہ ہونے کی صورت میں لازمی طور پر ہمیں یہ سمجھنا پڑے گا کہ آپ نے یہ زیادہ رقم ہمارے ملک سے حاصل کی ہے اور ہم اپنے قانون ملکی کے لحاظ سے ایک پائی بھی کسی غیر شخص کو اپنے ملک سے باہر لے جانے نہیں دیتے"۔

غرض یہاں سے ریل روانہ ہوی راستہ میں ہم نے دونوں جانب بڑے بڑے لق و دق جنگل دیکھے جس میں سنا جاتا ہے کہ بارہ سنگھے، وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ ہم نے ریل ہی میں لنچ کھایا کھانے پر ہرن کا گوشت آیا تھا جو نہایت ہی لذیذ تھا۔ ٹھیک (۵) بجے ہم "برلن" (Berlin) پہنچے۔ کک کے نمائندے نے ہمارا سامان اُتروا کر ہوٹل روانہ کر دیا، اور ہم ایک موٹر میں سوار ہو کر اس کے ہمراہ "ایڈلان ہوٹل" (Hotel Adlon) پہنچے۔ "مسٹر ایڈلان" نے

سب فرش آ کر ہم سے ملاقات کی، اور ہمیں خوش آمدید کہا۔لفٹ کے ذریعہ او پر لے جا کر کمرے وغیرہ دکھلائے، جو نہایت آراستہ تھے، اور کہا کہ آج ہی صبح "مہاراجہ ٹراونکور" یہاں سے روانہ ہوے ہیں۔انہوں نے پہلے ہی سے ہمارے لئے چا، تیار رکھی تھی، ہم نے چا پی، اور تھوڑی دیر بعد نہا کر سات بجے ہوٹل سے پیدل نکلے، اور ایک رسٹورنٹ میں جا کر ڈنر کھایا۔ کھانے کے بعد بارہ بجے تک شہر کی گشت لگا کر ہوٹل لوٹے اور سو گئے۔

۱۴۔ جولائی جمعہ

ہماری سواری کے لئے "کک کمپنی کے جانب سے ایک "مرسیڈیز" (Mercedes) موٹر آئی، جس کے ساتھ ایک گائیڈ بھی تھا، ہم شہر دیکھنے کی غرض سے، اُس کے ہمراہ روانہ ہوے، "برلن" کے مغربی حصہ کا چکر لگا کر، ایک گرجا کو گئے۔

معزول قیصر جرمنی کا ایک گرجا

جسے معزول قیصر جرمنی نے تعمیر کرایا تھا یہ گرجا قیصر جرمنی کے محل کے بالکل مقابل میں ہے جو ایک قابل دید عالی شان عمارت ہے، اس میں قیصر کی آمد ورفت کے لئے ایک علحدہ راستہ ہے، اور "آلٹر" کے پیچھے کی دیوار پر تین رنگین شیشوں کی تصویریں لگی ہوی ہیں، جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے تین مختلف مدارج دکھلائے گئے ہیں۔یہ تصویریں آئینہ پر رنگی نہیں گئی ہیں، بلکہ حسب ضرورت کئی رنگ کے شیشے پگھلا کر، ایک ایک رنگین تصویر بنائی گئی ہے۔سنا کہ اس کا موجد چند ہی سال ہوے مرگیا، اور اس صنعت کو اپنے سینے ہی میں ساتھ لیتا گیا۔اس گرجے کے تہ خانہ میں شاہی خاندان کے تقریباً (۵۰۰) کافنس (Coffins) موجود ہیں، اور اس کلیسا میں، جو کرسیاں رکھی ہوی دیکھیں، اُن کے متعلق سنا کہ ہر کرسی پر ایک خاص عہدہ دار یا امیر کا نام لکھا ہوا ہوتا، جو نماز کے وقت آتا،

اور اپنی اپنی مقررہ جگہ لے لیتا تھا ان نشستوں کی سیدھی اور بائیں جانب ایک ایک برآمدہ بنا ہوا ہے، جس کے متعلق معلوم ہوا کہ سیدھی جانب کے برآمدہ میں خاندان شاہی کے اراکین بیٹھتے تھے، اور بائیں جانب خود قیصر اپنے خاندان کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا۔ امراء وغیرہ کی نشستوں کی ترتیب میں اس بات کا خاص انتظام کیا گیا تھا کہ کہیں نماز میں شاہنشاہ کی طرف ان لوگوں کی پیٹ نہ ہونے پائے۔ یہاں ہمیں خدا کے دربار میں بھی ان لوگوں کے ان تکلفات کو دیکھ کر ڈاکٹر سر اقبال کا یہ شعر ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز   نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

بے ساختہ یاد آرہا تھا۔ اور اسلام کی اُس عظیم الشان تعلیم مساوات کی حقیقی تصویر آنکھوں کے سامنے گھوم رہی تھی۔

قیصر کا ایک عالی شان محل

یہاں سے نکل کر ہم سڑک کو عبور کرتے ہوے قیصر کے محل میں داخل ہوے، جو نہایت ہی عالی شان محل ہے۔ ہم نے سنا کہ معزول قیصر کو چھوٹے چھوٹے مکان پسند نہ تھے کم از کم اس کے محل میں دو تین سو کمروں کا ہونا لازمی تھا، اور اس کی طبعیت میں بے حد تزک و احتشام اور تکلف تھا ہم محل کے اندر داخل ہوئے قیصر اور اس کی ملکہ کے کمرے دیکھے۔ اس محل میں جو فرنیچر موجود تھا وہ چونکہ قیصر کی ذاتی ملکیت تھی، اس لئے وہ تخت سے دست بردار ہوتے وقت اس کو بھی اپنے ساتھ لیتا گیا لیکن اب بھی تھوڑی بہت چیزیں باقی رہ گئی ہیں۔ ہم نے اس کا ڈرائنگ روم دیکھا، اس کے بعد اس کے ناشتہ کرنیکا کمرہ دیکھا پھر اس کا آفس دیکھا۔ اس میں ایک میز ہے جس کے متعلق سنا کہ یہ "نلسن" (Nelson) کے مشہور جنگی جہاز "وکٹری" (Victory) کی لکڑی کی بنی ہوی ہے

آفس کی میز کے اطراف کئی کرسیاں رکھی ہوی ہیں ان میں ایک زین نما اونچی کرسی
بھی ہے - گائیڈ کہہ رہا تھا کہ قیصر کو زین نما کرسیوں پر بیٹھنے میں بہت آرام ملتا تھا
اور وہ اسی پر بیٹھ کر ، لکھا بھی کرتا تھا - ایک اور کمرہ ہم نے دیکھا جس میں قیصر کا
کھانا پکانے والی عورتوں کی تصویریں لگی ہوی ہیں - ہم اس کے پرائیوٹ ڈائننگ ہال
میں داخل ہوے ، جس میں کھانے کی میز ابھی تک اسی طرح چنی ہوی دھری ہے ، جیسے کہ
اس کے زمانہ میں رہا کرتی تھی - رکابیاں کانٹے ، چمچے - چھریاں ، شمع دان ، غرض سارا سامان
چاندی کا اسی طرح موجود ہے - قیصر کی کرسی پر ایک بڑا گدا پڑا ہوا ہے ، جس کی وجہ گائیڈ
نے یہ بیان کی کہ قیصر پستہ قد تھا ، اور ہمیشہ وہ اس بات کا خیال رکھا کرتا تھا کہ خود سب سے
اونچا نظر آئے ملکہ کے کمرے بھی ہمنے دیکھے ، جنمیں آج کل کی طرح ، غیر مرئی روشنی (Invisible lighting)
موجود ہے - یعنی کمرہ روشن رہتا ہے - لیکن روشنی کہاں سے آرہی ہے ، معلوم نہیں ہوتی
اس محل کے وسط میں ، ایک وسیع صحن ہے جہاں تین سو سپاہیوں کا ایک "باڈی گارڈ"
رہا کرتا تھا ، اور جس وقت قیصر ادھر سے گذرتا ، تو یہ پورا فوجی دستہ اس کی سلامی اُتارا
کرتا تھا ، چاہے وہ دن میں دس بارہ وقت ہی کیوں نہ گذرے - غرض ہم چند اور چیزیں
دیکھنے کے بعد محل سے باہر آے ، اور موٹر میں سوار ہو کر یہاں سے نکلے ۔

راستہ میں "اُن تردین لندن" (Unterden Linden) کی سڑک پر ایک جنگی یادگار
بنی ہوئی نظر آئی ، جہاں کثرت سے لوگ جمع تھے - گائیڈ سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ
آج یہاں پہرہ بدل رہا ہے - اس کی یہ رسم بھی اُسی طرح منائی جاتی ہے ، جیسی کہ لندن
میں "بکنگھم پیالیس" کی - ہم اپنی موٹر روک کر یہ تماشہ دیکھتے رہے سپاہی گوس اسٹپ
(Goose step) کرتے ہوے باجا بجاتے آئے اور پہرہ بدلنے کے بعد یہاں کے سپاہی بھی باجے
کے ساتھ اسی طرح چلے گئے ، "گوس اسٹپ" ایک خاص قسم کی مارچ کو کہتے ہیں ، جس میں

پیر زیادہ اٹھائے جاتے ہیں اور یہ صرف جرمنی ہی کی فوج میں رائج ہے - اس وقت بارش ہورہی تھی، لیکن اس کے باوجود یہ سب کام برابر عمل میں لائے جارہے تھے ۔

جرمنی کا ایک میوزیم

یہاں سے ہم سیدھے میوزیم پہنچے، جس میں بہت سی نایاب چیزیں دیکھیں، ان میں سے صرف چند ہی چیزوں کا ذکر کیا جاتا ہے - ہم نے یہاں نپولین کی ایک ٹوپی دیکھی، جس کو وہ بدحواسی کے عالم میں "واٹرلو" کے میدان پر اپنی گاڑی میں چھوڑے ہوئے بھاگا تھا - اس کے بعد ایک ہوائی جہاز دیکھا، جس میں جرمنی کا مشہور فوجی ہواباز "بیرن ریش وفن" (Baron Reichthofen) میدان جنگ میں مارا گیا تھا - اس نے غنیم کے اسّی یا نوّے ہوائی جہاز مار گرائے تھے، لیکن آخر ایک کینیڈین ہوائی جہاز والے نے اسے مار گرایا - اس ہوائی جہاز پر گولیوں کے نشان اب تک موجود ہیں - یہاں ہم نے جرمنی کی تین چار توپیں دیکھیں جو "قلعہ اینٹورپ" کے تباہ کرنے کے لئے استعمال کی گئی تھیں - یہ توپیں فرانس والوں کو، جرمنی کے مال غنیمت میں ہاتھ لگی تھیں لیکن جرمنی کی درخواست پر انہوں نے صرف انہیں میوزیم میں رکھنے کی خاطر واپس کر دیں، لیکن ان میں سوراخ ڈال دئے تاکہ وہ انہیں دوبارہ استعمال نہ کرسکیں ۔

یہ ساری چیزیں دیکھکر ہم ڈیڑھ بجے اپنی ہوٹل کو واپس ہوئے اور لنچ کھایا - تھوڑی دیر آرام لے کر (۳½) بجے پھر گائیڈ کے ہمراہ نکلے، پہلے رائش تاغ (Reichtag) کے سامنے سے ہوتے ہوئے ایک پارک میں پہنچے، جس میں جرمنی کے بادشاہوں کے مرمریں مجسمے، سڑک کی دونوں جانب تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے لگائے گئے ہیں - سنا جاتا ہے کہ معزول قیصر کے زمانہ میں اس کے حکم سے یہ تیار کر کے لگائے گئے تھے ۔

اس کے بعد ہم شہر کے ایک حصہ میں پہنچے جسے "شارلاتن برگ" (Charlottenberg)

کہتے ہیں۔ یہاں سے ہم ایک بہت بڑے ایروڈروم پر پہنچے، میں نے اس قدر بڑا ایروڈروم کہیں نہیں دیکھا، یہاں سیکڑوں ہوائی جہاز دکھائی دئے جن میں ایک بہت بڑا ہوائی جہاز بھی تھا، جو پیرس سے برلن، اور برلن سے ماسکو جاتا ہے۔ پھر وہاں سے نکل کر ہم ایک اور جگہ پہنچے، جہاں بہت بڑا اسوئمنگ باتھ ہے، جو لونا پارک (Luna Park) کے قریب واقع ہے۔ اس "باتھ" کے ایک حصہ میں لکڑی کے تختے پانی میں لگائے گئے ہیں، جو بجلی کے ذریعہ حرکت کرتے ہیں، جس سے پانی میں دریا کا سا تموج پیدا ہوتا ہے، اور نہانے والوں کو دریا کی سی موجوں کا لطف آتا ہے، یہاں کھانے پینے کی بھی چیزیں ملتی ہیں اور پنگ پانگ کھیلنے کے لئے کئی ایک میزیں بھی رکھی گئی ہیں۔ ہم یہاں چائے پیتے ہوئے تیرنے والوں کا تماشا دیکھتے رہے اور اس کے بعد ہوٹل لوٹے اور تھوڑی دیر آرام لیا۔

جرمنی کا ایک عجیب وغریب کیفے

آٹھ بجے نکل کر "فادرلینڈ" نامی ایک کیفے کو گئے جس کی تین یا چار منزلہ عمارت ہے۔ اس کی پہلی منزل پر قسطنطنیہ کے مناظر، دیواروں پر اُتارے گئے ہیں اور اس منزل کا کیفے بھی اسی شہر کی وضع قطع پر بنایا گیا ہے۔ حتیٰ کہ ملازم بھی ترک رکھے گئے ہیں۔ یہاں بیٹھ کر ان مناظر کی طرف دیکھنے کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم حقیقت میں قسطنطنیہ کے ایک کیفے میں بیٹھے ہوئے، شہر کو چاندنی رات میں دیکھ رہے ہیں، اور شہر کی برقی روشنی بھی جا بجا ٹمٹماتی ہوئی نظر آرہی ہے، لطف یہ ہے کہ ان مناظر میں اس شہر کی ندی کی موجیں تک بھی بعینہ اصلی ہئیت میں سرگوشیاں کرتی ہوئی دکھلائی گئی ہیں۔

دوسری منزل پر ایک اور کیفے ہے جس میں امریکہ کے جنگلوں کا ماحول پیدا کرنے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے۔ اس منزل کا یہ کیفے بھی بالکل امریکہ کے "کاؤبوائیز" (Cowboys) کے مکانوں کی طرح ہے۔ ایک اور منزل پر جاپان کی تہذیب ومعاشرت کا

خاکہ کھینچا گیا ہے - ہم ایک ڈائننگ ہال میں داخل ہوئے جہاں کھانا کھاتے ہوئے "کیا برے ڈانس" دیکھتے رہے - اسی ہال کے ایک گوشہ میں جنگل - پہاڑ اور دریا کا ایک چھوٹا ماڈل بنا ہوا رکھا ہے، جس میں نیچرل مناظر کا حقیقی چربہ اُتارنے کی پوری پوری کوشش صرف کی گئی ہے، دیکھنے والے کو یہ محسوس ہوگا کہ، یکایک آندھی کے تیرہ و تار بگولے اٹھتے ہیں، اور ہوا نہایت زور شور سے چلنے لگتی ہے، بادلوں کے دَل کے دَل آسمان پر محیط ہوتے جاتے ہیں جس سے ساری فضاییں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا جاتا ہے - اس تاریک منظر میں برہنہ شمشیر کی طرح، بجلی چمکنے لگتی ہے، اور بادلوں کی گرج سے سارا آسمان گونج اُٹھتا ہے، اس کے ساتھ ہی فوراً دھواں دھار بارش شروع ہو جاتی ہے، جس سے ندی نالے بہہ نکلتے ہیں، دریا کے پانی میں بھی تموج پیدا ہوتا ہے، ریل بھی بڑی تیزی کے ساتھ فراٹے مارتے ہوئے، سامنے سے گزر جاتی ہے - ایک گاؤں دکھائی دیتا ہے، جس میں تاریکی کی وجہ سے روشنی کردی جاتی ہے، اور جہاز جو دریا میں چلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، وہ آپس میں، قندیلوں کے ذریعہ بات چیت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں پانچ دس منٹ تک یہی حالت طاری رہتی ہے، اور اسکے بعد آندھی کا زور کم ہو جاتا ہے بادل چھٹنے لگتے ہیں، اور تھوڑی ہی دیر میں سارا عالم منور ہو جاتا ہے - غرض ہم نے یہ ساری چیزیں دیکھیں، اور گیارہ بجے ہوٹل واپس ہو کر سو گئے۔

۱۵ - جولائی شنبہ

صبح میری بیوی، اور مسز ٹیمنز شاپنگ کے لئے چلی گئیں، میں، ہادی، اور مسٹر شاہ ایک ٹکسی موٹر میں سوار ہو کر ریڈیو کی دوکان کو گئے - مسٹر شاہ بمبئی کے رہنے والے ہیں، اور گیارہ برس سے یہاں تجارت کرتے ہیں - ریڈیو کی دوکان سے ہم "شنائیڈر اسٹوڈیو" (Schneider Studios) کو گئے، اور تصویریں اُتروائیں - یہاں سے نکل کر "مائی باق" (Mybach) اور مرسڈیز موٹر کمپنی کو جاکر چند موٹریں دیکھیں، اور ایک بجے ہوٹل

لوٹے - میری بیوی اور مسز ٹیمنز شاپنگ سے واپس آچکی تھیں - چنانچہ ہم سب نے مل کر ڈائننگ روم میں کھانا کھایا اس کے بعد تین بجے ہوٹل سے پیدل روانہ ہوئے، اور شاپ ونڈوز کی سیر کرتے، کچھ سامان خریدتے ہوئے نکلے، میرے خیال میں جس قدر بہتر، اور ارزاں مال یہاں دستیاب ہوسکتا ہے اور کہیں نہیں مل سکتا - ہم ایک دوکان میں گئے، جہاں ٹوپیوں کے لئے حلوان اور کئی قسم کے دوسرے چمڑے دیکھے، جو حیدرآباد میں "جان برٹن" کے پاس، ڈیڑھ سو، پونے دوسو میں ملتے ہیں، اور یہاں ان کی قیمت چالیس روپیہ سے زیادہ نہ تھی - میں نے یہاں سے پانچ کھالیں خریدیں، اس کے بعد اپنے ہمراہیوں کو لیکر ایک بڑے ڈپارٹمنٹ اسٹور پر پہنچا، جس کا نام "ہرمن ٹیٹز" (Herman Tietz) ہے - یہ بھی لندن کے سلف ریج اور ہیرڈز کی طرح ایک بہت بڑی دوکان ہے - یہاں سے نکل کر تصویر والے کی دوکان پر سے ہوتے ہوئے سینما کے فلمز خرید کر، ہوٹل واپس ہوئے - مسٹر شاہ آج تمام دن ہمارے ساتھ رہے، اور ہمیں شاپنگ میں بہت مدد دی - ہم نے اُن کا شکریہ ادا کیا، اور وہ واپس چلے گئے۔

برلن کی ایک تماشا گاہ

تھوڑی دیر آرام لیا، اس کے بعد آٹھ بجے ٹکسی لے کر "لونا پارک" پہنچے، جو برلن کی ایک مشہور تماشا گاہ ہے اور جس میں قسم قسم کے کھیل تماشے جوے خانے وغیرہ ہیں - یہ سال تمام کھلی رہتی ہے - یہاں منجملہ اور تماشوں کے "شیطانی ریل" بھی موجود ہے - ہم نے یہیں ایک رسٹورنٹ میں ڈنر کھاتے ہوئے آتش بازی دیکھی، جس میں کئی قسم کے تارا منڈل، ہوائیاں، پٹاخے اور پھول جھڑیاں وغیرہ چھوڑی جارہی تھیں - اور جو نہایت ہی خوشنما معلوم ہو رہی تھیں - سنا کہ ہر شنبہ کو یہاں آتش بازی چھوڑی جاتی ہے - ہم ایک پہاڑی ریل میں بیٹھے، جو نہایت تیزی کے ساتھ، مصنوعی پہاڑوں کا چکر لگاتی ہوئی دوڑتی پھرتی ہے، اس میں بڑا ہی لطف آتا ہے جس وقت یہ زور سے اُتار پر سے گزرتی ہے، تو بڑی

وحشت ہوتی ہے - عورتیں اس میں بیٹھ کر بہت شور مچاتی ہیں - یہاں ہم نے متعدد چیزیں اور دیکھیں مثلاً کشتیاں جو بجلی کے زور سے پانی میں چلتی اور آپس میں ایک دوسرے سے ٹکریں کھا رہی تھیں - یہاں نشان اندازی کے بھی سامان دیکھے - چنانچہ میں نے ایک دوڑتے ہوئے "ٹارگیٹ" پر سولہ آواز چلائے، جن میں سے پندرہ ٹھیک نشانہ پر لگے - یہاں سے ہوٹل واپس ہوئے اور سو گئے۔

۱۶ - جولائی یکشنبہ

گیارہ بجے ہم گائیڈ کے ہمراہ "پوٹس ڈم" (Potsdam) کی طرف روانہ ہوئے، جو ہماری ہوٹل سے پندرہ یا سولہ میل کے فاصلہ پر ہے - راستہ میں دونوں طرف جنگل اور بڑے خوبصورت مناظر نظر آئے - ہم ایک کشادہ سڑک پر سے گزرے، جس کے متعلق گائیڈ کہہ رہا تھا کہ یہاں موٹر کی شرطیں ہوا کرتی ہیں چنانچہ آئندہ ہفتہ میں ان کا ایک مقابلہ بھی مقرر ہے - اس عرصہ میں ہم نے دیکھا کہ دو تین شرطی موٹریں، ہماری موٹر کے بازو سے نہایت تیزی کے ساتھ نکل گئیں - معلوم ہوا کہ یہ لوگ اس مقابلہ کیلئے اپنی موٹروں کی ٹرائیل لے رہے ہیں - "پوٹس ڈم" شاہان جرمنی کا، موسم گرما بسر کرنے کا مقام ہے - "فریڈرک دی گریٹ" (Fredrick the Great) کا یہاں "سان سوسی" (San Suci) نامی ایک محل ہے جس کے معنی انگریزی زبان میں "(Care free)" کے ہیں - اس میں خود "فریڈرک" رہا کرتا تھا - اس محل میں دس پندرہ سجے سجائے کمرے ہیں، جن میں سے ایک کمرہ پادشاہ نے فرانس کے مشہور و معروف
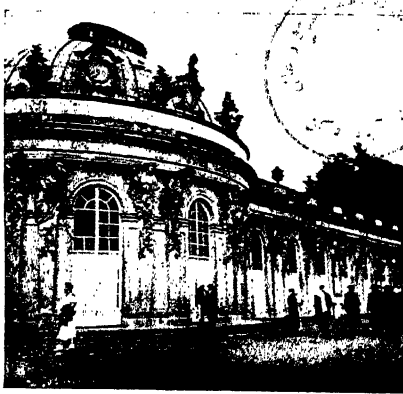
سانسوسی (پوٹس ڈام)

شاعر ''والٹیر'' (Voltaire) کے لئے خاص طور پر تیار کرایا تھا، جو مناظر قدرت کا بے حد دل دادہ تھا۔ اس لئے ان مناظر کی بہت سی دل فریبیاں (مثلاً بیل بوٹے اور پرندے وغیرہ) کمرہ کی دیواروں پر منقش کروائے ہیں۔ یہ پرندے خاص طور پر لکڑیوں سے تراش کر بنائے گئے ہیں۔ اس محل میں ایک خوش نما باغ بھی ہے، یہاں ایک کرسی بھی موجود ہے، جس کے متعلق سنا کہ ''فریڈرک دی گریٹ'' کا اسی پر دم نکلا تھا۔ اس کو کتوں کا بہت شوق تھا، چنانچہ صحن کے ایک گوشہ میں، کتوں کی کوئی دس گیارہ قبریں موجود ہیں۔ محل کے سامنے مسلسل کئی چبوترے درجہ بدرجہ نیچے تک اُترتے چلے گئے ہیں، ختم سلسلہ پر سب سے آخر میں ایک بڑا حوض بنایا گیا ہے۔

قیصر کے محل کے باغ کا ایک منظر
(جو پوٹس ڈم میں واقع ہے)

معزول قیصر کا ایک اور محل

یہاں سے تین چار فرلانگ کے فاصلہ پر معزول قیصر جرمنی کا ایک نہایت ہی عالی شان محل ہے، سنا کہ قیصر کو ''سان سوسی'' کا محل بہت چھوٹا معلوم ہوا تو اس نے اپنی عادت کے موافق، یہ عظیم الشان محل تیار کرایا، اور موسم گرما میں دو تین مہینے کے لئے یہاں، اپنے خدم و حشم کے ساتھ آکر ٹھہرا کرتا تھا۔ حکام اور امراء بھی اس کے ساتھ یہاں آکر دوسرے مکانوں میں قیام پذیر ہوتے تھے۔ اور یہاں بڑی بڑی پر تکلف دعوتیں بھی کی جاتی تھیں، جن میں اکثر موقعوں پر، ''زار روس'' اور ''بادشاہ انگلستان'' مدعو کئے گئے تھے۔ معزول قیصر کا لاکھوں روپیہ، صرف ظاہری شان و شوکت اور پر تکلف دعوتوں کی نذر ہو جاتا تھا۔

اس محل میں تقریباً دو سو کمرے ہیں - اس سے ایک فرلانگ کے فاصلہ پر شاہی باورچی خانہ ہے، جو بذات خود ایک محل کی طرح معلوم ہوتا ہے - چونکہ باورچی خانہ سے کھانا، محل شاہی میں داخل ہونے تک ٹھنڈا ہو جایا کرتا، اس لئے تہ زمین ایک چھوٹی سی ریل کے ذریعے کھانا لانے کا انتظام کیا گیا تھا، جو برقی قوت سے چلتی تھی - غرض یہاں کی ہر چیز میں شان و شوکت پائی جاتی ہے - اس محل کے کمپونڈ میں ایک ملکہ کا مقبرہ بھی موجود ہے - اور ایک تھیٹر ہال بھی ہے، جہاں مشہور و معروف گانے والے آ کر قیصر کو اپنے اپنے کمالات سے محظوظ کیا کرتے، اور مالا مال ہو کر واپس لوٹا کرتے تھے - اس محل میں، اس کے برلن کے محل کی طرح کسی قسم کا فرنیچر وغیرہ موجود نہیں ہے - گائیڈ کہہ رہا تھا کہ، قیصر نے حکومت سے دست بردار ہوتے وقت کروڑہا روپیوں کا سامان و فرنیچر، جو اس کی ذاتی ملکیت تھی - اُٹھوا کر اپنے ایک ذاتی مکان میں مقفل کروا دیا تھا - اس وجہ سے وہ اب بھی کروڑہا روپیوں کا مالک ہے - اور جب کبھی ضرورت پڑتی ہے تو سابق شہزادہ جرمنی اپنے باپ کے حکم سے، اس میں سے کچھ سامان نکال کر، فروخت کر دیا کرتے ہیں، اور روپیہ اپنے والد کے یہاں بھجوا دیتے ہیں - اس محل میں ہم نے ایک بہترین خوبصورت کمرہ دیکھا، جس کی چھت، دیواریں اور فرش مرمر کی ہیں اور جن پر جابجا سیپیاں اور ان تراشے ہوئے قیمتی پتھر لگے ہوئے ہیں - یہ کمرہ اس قدر خوش نما ہے کہ اس کی تعریف بیان سے باہر ہے - گائیڈ کہتا تھا کہ قیصر کی حکومت کے زمانہ میں، اس میں جب روشنی کی جاتی، تو ایک خاص کیفیت نظر آتی تھی، یعنی پورا کمرہ ایک بھڑکتی ہوئی آگ، یا سورج کی طرح روشن ہو جاتا تھا، اس کے علاوہ ہم نے قیصر کا شاہی غسل خانہ اور اس کی خواب گاہ کو بھی دیکھا - یہاں سے قریب ہم نے دو مکان ایسے دیکھے جن کے متعلق سنا کہ اس وقت ان میں، سابق شہزادہ جرمنی اپنی بیوی کے ساتھ فروکش ہیں ۔

یہاں سے نکل کر، ایک کیفے کو پہنچے، جو پہلے ایک "موناسٹری" (Monastry) تھا،

اور جس میں تہ خانہ کی مانند خاص قسم کے کمرے تھے - یہاں ہم نے لنچ کھایا، اور اس کے بعد ایک تالاب پر پہنچے، جہاں "سوئمنگ بیچ" ہے، جس پر ہزارہا آدمی نہار ہے تھے - آج اتوار تھا، اس لئے سینکڑوں آدمی ریت پر پڑے ہوے، چاء کافی پینے میں مصروف تھے اور کچھ تو گاتے بجاتے ہوئے لطف اُٹھا رہے تھے - پنگ پانگ کی دس پندرہ میزیں بھی پڑی ہوئی تھیں، اور لوگ کھیل رہے تھے - ایک طرف عورتیں ورزش جسمانی میں مصروف تھیں جنہیں ایک "انسٹرکٹر" (Instructor) ورزش کرا رہا تھا - یہاں پانی پر ایک کیفے بھی بنایا گیا ہے، جہاں لوگ تیرتے ہوے جاکر، چاء وغیرہ پیتے اور اسی طرح تیرتے ہوئے واپس آتے ہیں - ہم یہاں چاء پینے کے بعد ہوٹل واپس ہوئے، اور ½۷ بجے ڈائننگ روم میں جاکر ڈنر کھایا- کھانے کے بعد "اسکالا تھیٹر" (Scala Theatre) گئے، جہاں ہم نے اسٹیج پر ایک "ورائٹی شو" دیکھا- اس تماشے میں "ماریانا" (Mariana) نامی ایک مشہور رمبا ناچنے والی کا ناچ ہوا، جو ہمیں کوئی قابل تعریف نظر نہ آیا - اس کے بعد ½۱۱ بجے ہم اپنی ہوٹل واپس ہوگئے۔

۱۷- جولائی دوشنبہ

آج صبح ہم سب نے "شنائیڈر اسٹوڈیو" جاکر مزید تصویریں کھچوائیں، اور ایک بجے ہوٹل واپس ہوے- لنچ کے بعد "آٹو یونین کمپنی" کے ایک نمائندے نے، ہمارے دکھلانے کے لئے ایک "ہارش موٹر" (Horch) لائی تھی، جس میں ہم سوار ہوکر "آٹو یونین" کی دوکان کو گئے- اس کے منیجر جرمنی کے ایک "بیارن" (Baron) ہیں جنہوں نے ہمیں یہاں کی ساری موٹریں دکھلائیں - ان میں سے مجھے ایک موٹر بے حد پسند آئی، قیمتیں وغیرہ دریافت کرنے کے بعد میں نے ان کو اپنے لئے اسی قسم کی ایک نئی موٹر تیار کرنے کا آرڈر دیا اور اپنی ضرورت کے لحاظ سے، ساری فٹنگز وغیرہ لکھوادیں اس کے بعد ان سے اسکی

قیمت دریافت کی تو انہوں نے اُسی وقت حساب کر کے مجھے بمبئی کی قیمت کا اندازہ بتلا دیا۔ مین نے ان سے کہا کہ یہ موٹر مجھے بہت پسند آئی ہے، صرف حضرت والد ماجد صاحب قبلہ کی اجازت درکار ہے، انشاءاللہ جواب آتے ہی آپ کو اطلاع دیجائیگی۔ یہاں سے جب ہم روانہ ہونے لگے تو منیجر صاحب موصوف نے ہمارے لئے ایک دوسری بارہ سلنڈر ہارش منگوائی، اور ہم سے اس میں سوار ہونے کی خواہش کی، اور ڈرائیور کو تاکید کی کہ جب تک ہمیں اس موٹر کی ضرورت ہو اس کو ہماری سواری ہی میں رہنے دے۔ ہم نے اس پر ان کا شکریہ ادا کیا، اور یہاں سے نکل کر "وردھائیم اسٹور" (Wertheim stores) کو گئے۔ سنا کہ سارے یورپ میں یہ سب سے بڑا ڈیپارٹمنٹ اسٹور ہے یہاں سے، چند اور دو کانوں کی شاپنگ کرتے ہوے ایک رسٹورنٹ میں پہنچ کر چاء پی، اور سوا سات بجے ہوٹل واپس ہوے۔

ڈنر کے بعد، ہوٹل سے چہل قدمی کرتے ہوے باہر نکلے، اور تھوڑی دور تک گشت لگا کر واپس ہوے آج ہماری ہوٹل میں ایک بڑا ڈنر ہوا، جو غالباً کسی سوسائٹی کی جانب سے دیا گیا تھا۔ لوگ خوب پی کھا کر شور مچارہے تھے۔

۱۸۔جولائی سہ شنبہ

صبح (۱۰½) بجے میں، ہادی اور مسٹر شاہ کل ہی کی ہارش موٹر میں سوار ہو کر نکلے۔ میں نے آج یہ موٹر خود چلا کر دیکھنے کی غرض سے منگوائی تھی۔ اس لئے ہوٹل سے میں ہی چلاتے ہوے نکلا، اور تھوڑی ہی دیر میں اُس کشادہ سڑک پر پہنچا جو "پاٹس ڈام" (Potsdam) کو جاتی ہے اور جس پر موٹریں دوڑا کر آزمائی جاتی ہیں۔ میں موٹر کو اس سڑک پر، کوئی گھنٹہ میں (۷۹) میل کی رفتار سے چلا رہا تھا، جو میری عمر میں پہلا ہی موقع تھا۔ اس تیز رفتاری کے باوجود موٹر نہایت قابو میں تھی، اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ ہم صرف (۶۰) یا زیادہ سے زیادہ (۶۵) میل کی رفتار سے جا رہے ہیں، لیکن جب باہر کی دوڑتی ہوئی اشیاء پر نظر پڑتی تھی، تو اس کی رفتار کا

اندازہ ہورہا تھا۔ یہاں سے ہم پھر ہارش کی دوکان کو گئے اور موٹر کے متعلق مزید ہدایات دے کر ہوٹل واپس ہوئے۔

جرمنیوں کا شوق ورزش جسمانی

لنچ کے بعد ہم کک کے گائیڈ کے ہمراہ "اسپورٹ فورم" (Sport Forum) دیکھنے کی غرض سے روانہ ہوئے، جو یہاں سے تقریباً آدھے گھنٹہ کا راستہ ہے یہ "فورم" کئی لاکھ کے صرفہ سے، یہاں کے باشندوں کی حفظان صحت کے لئے، ایک بہت بڑے، وسیع رقبہ پر تیار کیا گیا ہے۔ اس میں ہر قسم کے ورزش جسمانی کے اسباب و آلات موجود ہیں، اور ایک بڑا "ارینا" (Arena) اور "امفی تھیٹر" (Amphi-theatre) بھی ہے، جس میں وقت واحد میں کوئی ساٹھ ہزار آدمی بیٹھ کر ورزش جسمانی کے کرتب دیکھ سکتے ہیں۔ ہم نے سنا کہ سنہ ۱۹۳۶ع میں اولمپک گیمز اسی مقام پر ہوں گے۔ یہ جگہ کافی نہ ہونے کی وجہ سے، مزید ایک لاکھ آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش فراہم کی جارہی ہے۔ اسی میں فٹ بال گراونڈ، ریس و موٹر سیکل ٹریک، سوئمنگ پول، غرض ہر قسم کے اسپورٹ کی چیزیں موجود ہیں۔ حکومت کی جانب سے ہمارے لئے ایک انگریزی داں عہدہ دار مقرر کیا گیا تھا یہ ایک جرمنی شخص ہے جس نے امریکہ میں تعلیم حاصل کی ہے، اسی لئے انگریزی امریکن لہجے میں بولتا ہے، اس کے ساتھ پھر کر ہم نے سارے "اسپورٹ فورم" کو دیکھا جہاں بہت سے مرد اور عورتیں، نکر اور قمیص پہنے ہوئے مختلف قسم کی ورزش میں مصروف تھے۔ بعض دوڑ رہے تھے تو بعض گھانس پر پڑے دھوپ لے رہے تھے۔ کوئی ٹینس میں مشغول تھا تو کوئی ہاکی وغیرہ کھیلنے میں مصروف تھا۔ غرض ہم نے دو تین سو آدمیوں کو اسی قسم کی ورزش جسمانی میں منہمک دیکھا۔

یہاں سے ہم ایک زمین دوز راستہ سے پیدل چلتے گئے، جو (۵۰۰) گز تک اسی طرح

چلا گیا ہے۔ جس کی دوسرے جانب، ان ورزش جسمانی کرنے والوں کے لئے مکانات بنے
ہوئے ہیں، اور کالج وغیرہ کی بہت سی عمارتیں بھی ہیں۔ ہم نے کالج میں پہنچ کر، کلاس رومز
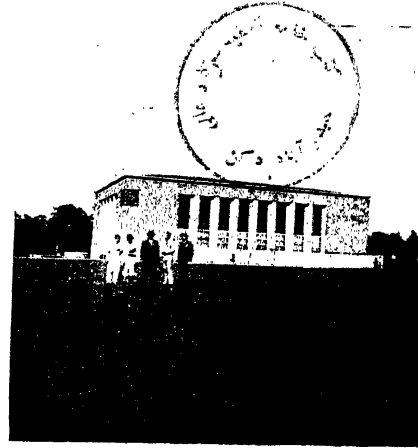
برلن مین ورزش جسمانی کالج کے دو منظر

جمنازیم وغیرہ کا معائنہ کیا، جماعتوں کے کمرے بے حد صاف ستھرے تھے، اور خصوصیت
سے ان کے دروازے بہت کشادہ تھے؛ جن میں سے ہوا، اور سورج کی روشنی، اندر آسکتی تھی۔
ان کمروں میں ورزش جسمانی پر لکچر ہوا کرتے ہیں یہاں ورزش جسمانی کی تعلیم کے ساتھ، باکسنگ
وغیرہ کی بھی مشق کرائی جاتی ہے۔ ہر شخص کو یہاں تین سال تک رہنا پڑتا ہے۔ ہمارے
گائیڈ نے کہا کہ اس کالج میں شریک ہونے والوں کو اس پوری مدت کے لئے چار ہزار
مارک خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ یہاں لڑکوں کے لئے ایک بورڈنگ ہاوس ہے، اور اس سے
تھوڑے ہی فاصلہ پر لڑکیوں کے لئے بھی بنایا گیا ہے۔ سنا کہ جس دن دھوپ اچھی چمکتی ہے
اس دن باغ میں درختوں کے نیچے لکچرز ہوتے ہیں۔ پروفیسر اور متعلم سب سبزہ پر بیٹھے
درس و تدریس میں مصروف رہتے ہیں، دھوپ اور ہوا سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس کالج کے
طالب علموں کو حتی الامکان باریک اور مہین کپڑے پہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ ان ساری

چیزوں کو دیکھ کر ہمیں باہمت جرمنوں کی معاشرت اور نظام تعلیم پر بے اختیار صد آفرین کہنا پڑا، ہم نے اپنے سرکاری گائیڈ کا شکریہ ادا کرکے (۵ ½) بجے ہوٹل لوٹ کر چائے پی - چھ بجے میں اور ہادی پیدل ہی نکلے، اور شاپنگ وغیرہ کرکے (۷ ½) بجے ہوٹل واپس ہوئے۔

برلن کی سینماؤں میں کھانا کھاتے ہوئے بھی تماشا دیکھا جاسکتا ھے

آٹھ بجے ہم کھانا کھانے کی غرض سے نیچے اترے اور خیال تھا کہ کھانا کھا کر سنیما کو جائیں، لیکن پھر یکایک ارادہ ہوا کہ پہلے "ونٹر گارٹن" (Wintergarten) تھیٹر کو جائیں، اور پھر وہاں سے واپس آکر کھانا کھائیں - چنانچہ ہم پہنچے، اور ٹکٹ لے کر اندر داخل ہوئے اندر جانے کے بعد ہم نے دیکھا کہ اوپر ایک "بالکنی" (Balcony) پر کھانے کی میزیں چنی ہوئی ہیں، اور لوگ کھانا کھاتے ہوئے تماشا دیکھ رہے ہیں - چنانچہ ہم بھی وقفہ کے دوران میں اُوپر گئے، اور کھانا کھاتے ہوئے ورائٹی شو دیکھتے رہے - تماشا اچھا تھا، اور اس میں زیادہ تر ورزش جسمانی کے کمالات دکھلائے گئے تھے - یہاں اکثر ایسے کھیل دکھلائے جاتے ہیں اور ان سے اس قسم کا پروپگنڈا کیا جاتا ہے، تاکہ جرمنیوں میں ورزش جسمانی کے حقیقی شوق کی روح پھنک جائے اس کھیل میں ایک مسخرا، سب کو بے حد ہنساتا ہے - میں نے تو ایسا مذاق کرنے والا آج تک اپنی عمر میں نہیں دیکھا - ۱۱ بجے تماشا ختم ہوا - اور تقریباً اس وقت تک ہم کھانے سے فارغ ہو چکے تھے اس کے بعد (۱۱ ½) بجے ہوٹل واپس ہو گئے - یہاں پہنچنے پر ہمیں اپنی تصویریں ملیں "جو شنائیڈر" کے پاس سے آئی تھیں اور نہایت اچھی ہیں۔

۱۹ - جولائی چہارشنبہ

کل شام میں ہمیں معلوم ہوا کہ "مسٹر کرلی" جو "باسٹن" کے میئر ہیں، وہ اسی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں - اس لئے ہادی نے ان سے آج گیارہ بجے ملنے کا وقت مقرر کر لیا تھا -

چنانچہ گیارہ بجے ہم اُن کے کمرے میں گئے، اور اُن سے ملاقات کی۔ بہت دیر تک مئیر موصوف سے ہندوستان کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ گفتگو کے دوران میں، ہم نے اُن سے اپنے امریکہ جانے کے ارادہ کا اظہار کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ ہم نے اخباروں میں وہاں کے چور اور ڈاکوؤں کے ایسے واقعات پڑھے اور سنے ہیں کہ، جس سے امریکہ جانے میں پس و پیش ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بے شک وہاں خوفناک ڈاکو ضرور بستے ہیں، لیکن اس قدر زیادہ واردات نہیں ہوتیں، جیسی کہ اخباروں کے ذریعہ آپ کو معلوم کرائی جاتی ہیں، اور کہا کہ آپ بے کھٹکے وہاں جاسکتے ہیں، اور مزید احتیاطاً، میں آپ کے لئے نیویارک اور شکاگو کے میئر کے نام دو خط دوں گا۔ اور کہا کہ آپ مطمئن رہیئے، گورنمنٹ بھی آپ کی پوری طرح حفاظت کرے گی، اور آپ کے ساتھ ایک ڈی ٹکٹیو (محافظ) مقرر کردیا جائے گا۔ یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اس اثناء میں اُن کے چار لڑکے، اور ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئے جن سے مئیر موصوف نے ہمارا تعارف کرایا، اور ہمارے امریکہ جانے کے خیال کا ان پر بھی اظہار کیا۔ ہم نے ان سے یہ بھی کہا کہ ہمارا "ہالی وڈ" جانے کا بھی ارادہ ہے۔ جس پر اُن کی لڑکی نے اپنے والد سے کہا کہ آپ ایک اور خط "مسٹر جیک وارنر" (Jack Warner) کے نام آپ کے لئے کیوں نہیں لکھ دیتے۔ "جیک وارنر" وارنر برادر اسٹوڈیو کے صدر ہیں، اور مئیر صاحب سے اُن کی گہری ملاقات ہے۔ اس لئے انہوں نے ان کے نام بھی ایک خط دینے کا وعدہ کرلیا ہے۔ یہ ایک "آئرش مین" ہیں لیکن امریکہ میں سکونت اختیار کرلی ہے۔ ان کی بیوی تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ انتقال کرگئیں۔ "باسٹن" میں زیادہ کام کرنے کی وجہ سے تھک کر یورپ کو بطور تفریح چلے آئے ہیں۔ انہوں اپنی گھڑی کی لاکٹ میں اپنی بیوی کی ایک تصویر دکھلائی، اور کہا کہ جب سے یہ انتقال کرگئی ہیں، ان سب بچوں کی دیکھ بھال خود مجھ ہی کو کرنی پڑتی ہے۔ انہیں کل پانچ لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ اس پہلی

ہی ملاقات میں "مسٹر کرلی" نے ہمارے ساتھ ایسا برتاؤ کیا، جیسے کہ کوئی اپنے بہت ہی قدیم دوستوں کے ساتھ بڑے ہی اخلاص سے پیش آتا ہے سب بچے بھی اپنے باپ کی پوری پوری خصوصیات کے حامل ہیں - ہمیں ان لوگوں کی ملاقات سے بے انتہا مسرت ہوی - اوران کی اس خوش اخلاقی کا ہمارے دل پر بہت گہرا اثر پڑا - غرض ہم نے ان کا بے حد شکریہ ادا کیا، اورشام کو چاء پر مدعو کر کے اپنے کمرہ کو واپس ہوے - تھوڑی دیر بعد، ان کے یہاں سے تین خطوط آئے، جن میں دو تو "شکاگو" اور "نیویارک" کے مئیر کے نام تھے، اور تیسرا مسٹر جیک وارنر کا موسومہ تھا - جس پر ہم نے ان کے پاس شکریہ کہلا بھیجا۔

½ ابجے لنچ سے فارغ ہوے ہی تھے کہ اخباری نمایندہ نے آکر ہماری تصویریں لیں، جن کو وہ یہاں کے کسی اخبار میں دینا چاہتا تھا - ٹھیک ½۴ بجے "مئیر کرلی" اوران کے بچوں نے آکر ہمارے ساتھ چاء پی - بہت دیر تک پھر اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں - اثناء گفتگو میں پھر موصوف نے ہمیں یقین دلایا کہ آپ امریکہ جانے میں کسی بات کا خوف نہ کیجئے اور توقع ہے کہ یہ سفر آپ کے لئے بہت ہی کامیاب ثابت ہو گا - اور یہ بھی کہا کہ جب آپ امریکہ آئیں تو، "باسٹن" کو آنا نہ بھولئے، اور ضرور تشریف لایئے - چاء کے دوران میں ایک آرکسٹرا بج رہا تھا، اس لئے مئیر موصوف نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کو کونسا انگریزی راگ پسند ہے، اگر فرمایئے تو آرکسٹرا پر وہی راگ بجانے کے لئے حکم دوں - تو میں نے کہا کہ مجھے "بلیوڈانیوب" پسند ہے - تو اس پر انہوں نے کہا کہ کیا ہی اتفاق کی بات ہے کہ مجھے بھی یہ راگ بے حد مرغوب ہے - چنانچہ انہوں نے "کنڈکٹر" کو "بلیوڈانیوب" بجانے کا اشارہ کیا، تو اُس نے فوراً یہ راگ شروع کر دیا - جس پر بہت دیر تک مئیر موصوف جھومتے رہے - چاء ختم ہونے پر انہوں نے ہمارا شکریہ ادا کیا، اور ہم بھی انہیں خداحافظ کہتے ہوے اپنے کمروں کو واپس ہوے۔

آج رات کے بارہ بجے کی ریل سے وہ "بریمرہاون" (Bremer Haven) جانے والے ہیں اور وہاں سے "بریمن جہاز" کے ذریعہ امریکہ کو روانہ ہوں گے۔ چھ بجے ہم سب ہوٹل سے نکلے، اور "وردھائیم" اسٹور جاکر شاپنگ کرنے کے بعد ہوٹل واپس ہوے۔ کمرے میں آنے کے بعد، ہم نے میز پر مئیر موصوف کی تصویر پائی، جس پر اُن کے دستخط تھے معلوم ہوا کہ "مسٹر کرلی" نے ہمارے لئے یہ تصویر بھیجی ہے۔ ہم نے ان کا مکرر شکریہ ادا کرتے ہوے، اپنی بھی ایک تصویر ان کے یہاں دستخط کرکے بھیج دی، آج رات کا کھانا ہم نے کمرے ہی میں کھایا، اور سامان وغیرہ کے بندھوانے میں مصروف ہوگئے، کیونکہ کل ہم انشاء اللہ تعالیٰ دس بجے کی ریل سے "ویانا" جانے والے ہیں۔

۲۰۔ جولائی پنجشنبہ

جرمنی سے ویانا کو روانگی

نو بجے کک کا نمائندہ ہوٹل آپہنچا، دوسری موٹر میں سامان وغیرہ بھجواکر ہم اس کے ساتھ روانہ ہوے پہلے کک کے آفس کو گئے، اور تار و خطوط کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ہندوستان سے کوئی خطوط وصول نہیں ہوے۔ یہاں سے قریب ایک آرکیڈ (یعنی دو کانوں) کا سلسلہ تھا، جہاں سے ہم نے کچھ شاپنگ کرنے کے بعد، اسٹیشن کی راہ لی۔ دس بجکر دس منٹ پر گاڑی روانہ ہوئی آبادی کو عبور کرنے کے بعد، ایک نہایت ہی طویل، خوش نما منظر جاذب نظر ہوا، جس کا سلسلہ کوئی چار پانچ گھنٹہ تک برابر جاری رہا۔ یعنی ریلوے لائن کی ایک جانب اونچے اونچے سر بفلک پہاڑ کھڑے ہوے، جن کے دامنوں میں بہت ہی سرسبز و شاداب جنگل اُگے ہوے تھے اور دوسری جانب ایک ندی مسلسل بہتی چلی گئی تھی۔ اس میں کئی ایک اسٹیم بوٹس پڑے ہوے نظر آئے، سنا کہ یہاں کے اکثر باشندے تعطیلات کے زمانہ میں، سیر و تفریح کی خاطر ان میں بیٹھکر دور دراز

مقامات پر جایا کرتے ہیں - ندی اور اُس کے کناروں پر ہم نے بہت سارے مردوں اور عورتوں کو تیرتے اور غسل آفتابی کرتے ہوے دیکھا- دھوپ اس وقت خوب چمک رہی تھی - اس تماشہ کو دیکھنے کے بعد ہم نے لنچ کھایا - اور تھوڑی دیر تک سور ہے - اٹھنے کے بعد چاء پی- کچھ دیر بعد ایک ایسے اسٹیشن پر پہنچے ، جہاں ہماری رقم اور پاسپورٹ کی جانچ پرتال کی گئی ، تو ہم نے وہ کاغذ جو جرمنی کی سرحد میں داخل ہوتے وقت ہمیں رقمی معائنہ کے بعد دیا گیا تھا ، یہاں دے دیا - اس اسٹیشن سے گذر کر ہم "آسٹریا" کی سرحد میں داخل ہوے سوا آٹھ بجے ریل ہی میں ڈنر کھایا - اور ویانا پہنچنے کے انتظار میں بیٹھے رہے - کوئی شب کے پونے گیارہ بجے یہاں پہنچے ۔

گرانڈ ھوٹل (ویانا) مین مصنف کے
رھائشی کمرہ سے ایك منظر
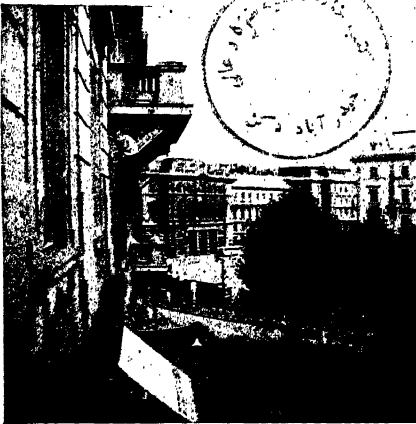
اسٹیشن پر کک کا نمائندہ موجود تھا ، جس کے ساتھ ہم "گرینڈ ہوٹل" پہنچے ، جو یہاں کے بڑے ہوٹلوں میں شمار کیا جاتا ہے ، اور "رنگ استراسا" (Ring strasa) پر واقع ہے ۔

۲۱ - جولائی جمعہ

صبح (۹½) بجے "لابی" سے ٹیلیفون آیا کہ مسٹر اور مسز مہتا آئے ہوے ہیں ، اور ہماری ملاقات کے منتظر ہیں - مسٹر مہتا بمبئی کے رہنے والے ہیں ، اور اُن کی بیوی ایک "ویانیز خاتون" ہیں - یہ ہر سال تجارت کی خاطر "ویانا" آیا کرتے ہیں - اور صرف تین مہینے یہاں

ٹھرتے ہیں یورپ آتے ہوے ہم نے ان سے وکٹوریہ جہاز میں ملاقات کی تھی، اور اُسی وقت انہوں نے یہ وعدہ بھی لے لیا تھا کہ اگر ہم "ویانا" آئیں گے تو ضرور ان سے ملاقات کرینگے۔

ہادی نے ان سے جاکر ملاقات کی، اور تھوڑی دیر بعد میں بھی نیچے اُترا، اور اُن سے ملاقات کی۔ کچھ دیر تو اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں، اس کے بعد کافی وغیرہ سے ان کی تواضع کی۔ انہوں نے ہمیں اپنی ایک "مرسڈیز" (Mercedes) موٹر دکھلائی جس کو وہ ہندوستان سے اپنے ساتھ لیتے آئے ہیں، اور کہا کہ وہ اس کمپنی کے لئے ہندوستان سے لوہا اور فولاد فراہم کرتے ہیں۔ یہ بھی کہا کہ اگر ہم "مرسڈیز" خریدنے کا خیال رکھتے ہوں تو وہ خاص طور پر ہمیں رعایت کے ساتھ دلوا سکیں گے۔ ہم نے اُن کا شکریہ ادا کیا، اور اپنی مجبوری ظاہر کرتے ہوے کہا کہ افسوس ہے، ہم نے چند ہی روز قبل ایک ہارش موٹر کا آرڈر دے دیا ہے ورنہ آپ کے توسط سے ایک "مرسڈیز کار" ضرور خریدتے، انہوں نے ازراہ مہربانی ہم سے یہ بھی کہا کہ جس وقت ہمیں موٹر کی ضرورت ہو تو، اُن کی مرسڈیز ہماری سواری کے لئے تیار رہے گی۔ اور آج رات آٹھ بجے اپنے ساتھ لے چل کر، ایک مقام پر ڈنر کھانے کی دعوت دی ہے۔

ان کا شکریہ ادا کرکے، ہم نے اُنہیں رخصت کیا اور رنگ کے گائیڈ کے ہمراہ، یہاں کے مقامات دیکھنے کی غرض سے روانہ ہوے۔

ہمارے پروگرام کے لحاظ سے "سیمرنگ پاس" (Semmering Pass) دیکھنے کے لئے، کل کا دن مقرر تھا لیکن گائیڈ نے کہا کہ چونکہ آج دھوپ اچھی نکلی ہے اور مطلع صاف ہے اس لئے اس کو آج ہی چل کر دیکھ لیں تو بہتر ہوگا۔ یہ مقام "آسٹریا" کا ایک پہاڑی اسٹیشن ہے جو "ویانا" سے (۸۰) یا (۸۵) میل کے فاصلہ پر "آلپس" کی پہاڑیوں پر واقع ہے اور جہاں کا منظر نہایت ہی قابل دید ہے۔ ہم اس کے کہنے پر (½ ۱۰) بجے "سیمرنگ پاس"

کی طرف روانہ ہوگئے۔ ہم جس موٹر میں سوار تھے اس کا نام "اسٹیر" (Steyer) تھا جو اسی ملک کی بنی ہوی ہے اور اس قسم کی موٹریں یہاں بکثرت نظر آتی ہیں۔ آج دھوپ تیز ہونے کی وجہ سے راستہ پر ہم نے جا بجا دیکھا کہ مرد اور عورتیں تالابوں اور کنڈوں میں نہانے میں مصروف ہیں۔ سڑک نہایت عمدہ تھی، اور موٹر نہایت تیزی کے ساتھ دوڑ رہی تھی۔ راستہ میں ایک بڑا محل دیکھا، جو سنا کہ اگلے زمانہ میں کسی بیرن کا تھا۔ اس کے بعد ہمارا گذر ایک نہر کے پل پر سے ہوا، جس کے متعلق گائید کہہ رہا تھا کہ اس میں "ٹراوٹ" (Trout) مچھلیاں بکثرت پائی جاتی ہیں۔

تقریباً سوا بجے ہم پہاڑ کی گھاٹیوں کو عبور کرتے ہوے سیمرنگ پاس پہنچے۔ اثناء راہ میں ایک سیدھی اور مسطح سڑک بھی ملی، جو آٹھ یا دس میل تک بالکل سیدھی چلی گئی ہے، معلوم ہوا کہ اس پر موٹر کی شرطیں ہوا کرتی ہیں۔ جس وقت ہم پہاڑ کی گھاٹیوں پر چڑھ رہے تھے، تو ہمیں بالکل نیلگری کی پہاڑیوں کا سماں نظر آرہا تھا۔ ہم نے اوپر پہنچکر "سب ڈہان" (Sabdhan) ہوٹل میں لنچ کھایا جس میں زیادہ تر معمر آدمیوں کو قیام پذیر دیکھا۔ سنا کہ یہ مقام ایسے ہی بوڑھوں، اور اُن لوگوں کے لئے ہے، جو ابھی ابھی مرض سے نجات پائے ہوں۔ اسی لئے ایسے لوگ یہاں تبدیل آب و ہوا کی غرض سے آتے ہیں، اور مہینہ ڈیڑھ مہینہ ٹھہر کر واپس ہو جاتے ہیں۔ یہ سطح سمندر سے کوئی چار ہزار فیٹ اونچا ہے۔ اس وقت کچھ ابر آگیا تھا اور خفیف سی سردی بھی محسوس ہو رہی تھی۔ اس مقام تک پہنچنے کے لئے ایک پہاڑی ریل بھی موجود ہے۔ ہوٹل کافی وسیع ہے، اور اس میں ورزش جسمانی کے سامان بھی موجود ہیں۔ تیرنے کے لئے ایک چھت دار سوئمنگ باتھ ہے جس کو آئینے کے دروازے لگائے گئے ہیں۔ ہوٹل کا کھانا وغیرہ اچھا تھا، کھانے کے بعد ہم اسی ہوٹل کے باغ میں تھوڑی دیر تک ٹہلتے اور تصویریں لیتے رہے۔
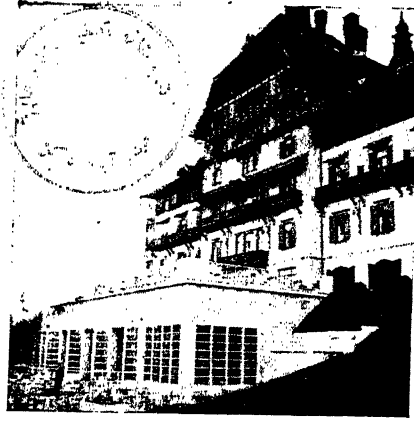
سب ڈھان ہوٹل (سیمرنگ پاس)

ہم نے کچھ فاصلہ پر ایک پہاڑ دیکھا، جواسی پہاڑی کا ایک سلسلہ ہے اور جس پر برف جمی ہوئی تھی- تقریباً ڈھائی بجے ہم یہاں سے نکلے ، اور دوسرے راستہ سے "ویانا" کی طرف روانہ ہوئے ۔

باڈن جہاں وجع المفاصل کے مریضوں کا علاج کیا جاتا ھے

راستہ میں ہم ایک قصبہ پرسے گزرے جس کا نام "باڈن" (Baden) ہے - یہ وہ مقام ہے جہاں وجع المفاصل وغیرہ کے قسم کے مریضوں کاعلاج ہوتا ہے - یہاں گندھک کے چشمے ہیں، جن سے متصل ہسپتال بنائے گئے ہیں -جہاں ان امراض کے ماہراور مخصوص ڈاکٹر موجود ہیں - کاش !حضرت والد ماجد صاحب قبلہ بھی یہاں تشریف لاکر اپنا علاج کروائیں- ہم جب یہاں سے گذر رہے تھے تو خفیف سی گندھک کی بو بھی آرہی تھی- اسی مقام سے قریب ہم نے ایک پرانا مکان دیکھا ، جس میں سنا جاتا ہے "بتیھوون" (Beethoven) جو موسیقی کا ایک بڑا ماہر تھا رہتا تھا- اس کو "ویانا" میں دفن کیا گیا ہے- گندھک کے چشموں سے قریب ایک پر فضا باغ اور ہوٹل بھی موجود ہے ،جہاں معمول مریض آکر ٹھہرتے ہیں، اور روزانہ ان چشموں میں جا کر نہاتے، اور اپنا علاج کراتے ہیں ۔

یہاں سے نکل کر ہم پانچ بجے "ویانا" پہنچے، جو "باڈن" سے کوئی پندرہ، بیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے - ہوٹل پہنچکر ہم نے چاء پی، اور تھک جانے کی وجہ سے، تھوڑی دیر تک آرام لیتے رہے - آج ہم نے موٹر میں تقریباً دو سو میل کا طول طویل راستہ طے کیا - (۷) بجے ہادی اور میں ہوٹل ہی سے قریب سڑکوں پر ادھر اُدھر ٹہلتے رہے، اور آٹھ بجے ہوٹل واپس ہوے - "ویانا" سارے یورپ میں حسن و خوبصورتی کے لحاظ سے بہت مشہور ہے، چنانچہ ہم نے اس کو حقیقت میں ایسا ہی پایا۔

سوا آٹھ بجے مسٹر و مسز مہتا آپہنچے، اور ہم سب ان کی موٹر میں سوار ہو کر، ان کے ساتھ روانہ ہوے، اور آدھ گھنٹہ میں ایک ایسے مقام پر پہنچے، جو بہت ہی پر فضا پہاڑی پر واقع ہے، جس پر ایک نہایت ہی خوبصورت ہوٹل بنا ہوا ہے، اور اسی سے ملحق ایک رسٹورنٹ بھی ہے، جس کا نام "کو بن زل" (Cobenzl) ہے - ہم نے اس ہوٹل کے باغ میں ہزاروں قسم کے خوبصورت پھول دیکھے، اور رسٹورنٹ میں زیر سماں بیٹھ کر رقص و سرود سے محظوظ ہوتے ہوئے، کھانا کھایا - نیچے جب نظر دوڑائی تو سارا شہر نظر آرہا تھا، اور چاروں طرف روشنی ہی روشنی دکھائی دے رہی تھی - جو ایک نہایت ہی پر لطف منظر پیدا کر رہی تھی - بارہ بجے تک ہم یہیں بیٹھے لطف اُٹھاتے رہے، اور اس کے بعد ان ہی کے ہمراہ ہوٹل کو واپس ہوے، اور ان کا شکریہ ادا کر کے انہیں رخصت کیا، اور کمروں میں آکر سو گئے۔

۲۲ - جولائی شنبه

گیارہ بجے ہم اپنے ہوٹل کے بازو کی دو کانوں میں شاپنگ کرنے کے لئے پیدل نکلے یہاں ایک خاص قسم کا زردوزی کام تاشس پر کیا جاتا ہے، اور "برانز" (Bronz) کا سامان نہایت ہی عمدہ ملتا ہے - غرض ایک بجے تک ہم یہاں شاپنگ کرنے کے بعد

ہوٹل واپس ہوئے۔

ڈیڑھ بجے "مسز مہتا" آئیں، جن کے ساتھ ہم ان ہی کی موٹر میں سوار ہو کر، ان کے مکان کو روانہ ہوئے - ہوٹل سے تھوڑی ہی دور کے فاصلہ پر ایک بلڈنگ میں ان کا "فلاٹ" ہے جس میں پانچ چھ کمرہ ہیں - ہم نے یہاں ان کے ساتھ لنچ کھایا- کھانے پر "مسٹر مہتا" سے ادھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہیں -لنچ کے بعد ہم "مسز مہتا" کے ساتھ شہر پھر کر دیکھنے کی غرض سے روانہ ہوئے، جو یہاں کے مقامات سے، اُن کا وطن ہونے کی حیثیت سے. بخوبی واقف ہیں۔

شاہان آسٹریا کے ایک محل میں ہندوستان وایران کی قدیم قلمی تصویریں

شون برن پیالیس (ویانا)

پہلے ہم "شون برن پیالیس" پر پہنچے، جو موسم گرما بسر کرنے کے لیے شاہان اسٹریا کا ایک عالی شان وسیع محل ہے، جس میں متعدد کمرے اور ایک نہایت ہی خوش نما باغ بھی ہے، اس محل میں ایک ایسا کمرہ بھی ہے، جس کو ہندوستان اور ایران کی قدیم قلمی رنگین تصویروں سے زینت دی گئی ہے - مسز مہتا کہتی تھیں کہ ایران کے بادشاہوں، اور سلطنت مغلیہ کے اکثر تاج داروں نے، یہاں کے بادشاہوں کو یہ تصویریں بطور تحفہ بھیجی تھیں- اس محل کے ایک اور کمرہ میں ہم نے ایک لکھنے کی میز دیکھی، جسکے متعلق سنا کہ یہیں بیٹھ کر آسٹریا کے آخری بادشاہ نے جنگ عظیم کا اعلان کیا تھا- غرض ہم نے سارے محل کو اچھی

طرح گھوم کر دیکھا، اور مسز مہتا ہمیں یہاں کی ساری چیزیں سمجھا سمجھا کر نہایت ہی عمدگی کے ساتھ دکھلاتی جاتی تھیں - ہم سے کہتی تھیں کہ وہ اپنے لڑکپن کے زمانے میں گھنٹوں اس باغ میں آ کر کھیلا کرتی تھیں۔

یہاں سے نکل کر ہم "پارک ہوٹل" پہنچے، جو اس محل سے بالکل قریب ہے - یہاں ہم چاء پیتے ہوئے ڈانس دیکھتے رہے - آج شدت سے گرمی محسوس ہو رہی تھی، اور ہمیں کچھ ہندوستان کی بھولی ہوئی گرمی یاد دلا رہی تھی - یہاں کی موٹریں ہندوستان اور انگلستان کی طرح سڑک کی طرح بائیں جانب چلتی ہیں - الغرض ($6\frac{1}{2}$) بجے ہم اپنی ہوٹل کو واپس ہوئے، اور مسز مہتا یہ کہتے ہوئے رخصت ہوئیں کہ وہ آٹھ بجے آ کر ہمیں ایک "آپریٹا" دکھلانے لے جائیں گی - چنانچہ وہ (۸) بجے آئیں، اور ہم ان کے ساتھ ایک ٹھیٹر کو گئے جہاں "سسی" (Sissy) نامی ایک آپریٹا دیکھا - اس کھیل میں یہاں کے بادشاہوں کا ایک صحیح تاریخی قصہ پیش کیا گیا ہے جو تقریباً (۸۰) سال آگے پیش آیا تھا - یہ یورپ کے ایک پرانے قسم کا ناٹک ہے، جس میں بہت زیادہ گانے ہوتے ہیں اس تماشے کے گانے "کرائسلر" (Kreisler) کے لکھے ہوئے ہیں - کھیل (۱۱) بجے ختم ہوا، اور ہم سب نے یہاں سے نکل کر "ہبنرز پیالے ڈی ڈانس" (Hubner's palace de Dance) میں پہنچ کر ڈنر کھایا، اور ہوٹل کو واپس ہوئے - مسز مہتا کا بے حد شکریہ ادا کرتے ہوئے ہم نے انہیں رخصت کیا۔

۲۳ - جولائی یکشنبہ

صبح (۹) بجے، مسز و مسٹر مہتا آئے، اور ہمیں خدا حافظ کہہ کر چلے گئے، کیونکہ آج یہ لوگ بذریعہ موٹر "پیرس" جا رہے ہیں - ہم نے ان کی مہمان نوازیوں کا بے حد شکریہ ادا کیا - یہ دونوں بہت شریف اور خوش اخلاق ہیں انہوں نے ہمیں، قیام کے زمانہ میں ممکنہ سہولتیں بہم پہنچائیں

اور بہت مدد دی - ہم نے انہیں کئی بار اپنے ساتھ کھانے کے لئے مجبور کیا، اور دعوتیں دینی چاہیں، لیکن وہ ہمیشہ یہی کہتے ہوئے روکتے رہے کہ، آپ تو ہمارے مہمان ہیں، اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کی ہر طرح سے مہمان داری کریں، اور جس قدر ہم سے ہوسکے آپ کی خدمت بجالائیں - البتہ ہم جس وقت حیدرآباد آئیں گے تو اُس وقت، آپ جتنی چاہیں دعوتیں دے لیجیے، ہمیں کوئی عذر نہ ہوگا - ہم نے انہیں حیدرآباد آنے کی دعوت دی ہے - ان کو رخصت کرنے کے بعد، دس بجے کک کے گائیڈ کے ہمراہ شہر دیکھنے کی غرض سے روانہ ہوئے۔

پہلے ہم ایک چرچ کو گئے، جس کے تہ خانہ میں یہاں کے شاہی خاندان کے اراکین کے "کافنز" (Coffins) رکھے ہوئے ہیں - یہ "کافن" برانز اور فولاد کے بہت بڑے بڑے بنے ہوئے ہیں - گرجا میں اس وقت نماز ہو رہی تھی - یہاں سے نکل کر ہم ایک دوسرے بہت ہی اونچے کلیسا کو گئے، جو سنہ ۱۱۴۱ ع میں بنایا گیا تھا - اس وقت اس میں بھی نماز ہو رہی تھی - ہم تھوڑی دیر تک کھڑے ہوئے "سرمن" (Sermon) سنتے رہے - پھر یہاں سے نکل کر گھوڑوں کے ایک سرکاری اصطبل کو گئے، جہاں خاص قسم کی نسل کے گھوڑے نظر آئے - یہاں کی حکومت نے یہ نسل عربی گھوڑوں کے میل و امتزاج سے حاصل کی ہے، جن کی وضع قطع تو عرب کی سی ہے، لیکن قد عربی گھوڑوں سے زیادہ اونچا ہے، اور رنگ بھی سبزا ہے - اس اصطبل کو "اسپانش اسکول" (Spanish School) کہتے ہیں جن میں کوئی پچاس، یا ساٹھ گھوڑے ہیں - جہاں ان کو خاص قسم کی تعلیم دیجاتی ہے، جو قدیم ہندوستانی تعلیم سے ملتی جلتی ہے۔

ہم یہاں سے ایک بجے ہوٹل کو واپس ہوئے، اور لنچ کھانے کے بعد، تھوڑی دیر تک آرام لیتے رہے - ($۳\frac{۱}{۲}$) بجے پھر گائیڈ کے ہمراہ روانہ ہوئے، اور تھوڑی ہی دیر میں دریائے

"ڈینوب" پر جا پہنچے، جس پر ایک بہت بڑا پل بنا ہوا ہے، دریا کی جانب جاتے ہوئے راستہ میں ہمیں گائیڈ نے یورپ کے تین مشہور ماہران فن موسیقی کے مکانات دکھلائے، ایک "بیتھوون" کا تھا، (جس کے بارڈن والے مکان کا آگے ذکر کیا جا چکا ہے) دوسرا "شیوبرٹ" (Schubert) اور تیسرا "اسٹراؤس" کا تھا آخر الذکر نے ایک مشہور "والس" لکھا ہے، جس کا نام "دی بلیو ڈانیوب" (The Blue Danube) ہے اس دریا کی ایک شاخ، ایک اور طرف کو نکل گئی ہے جس کے کنارے پر ایک رسٹورنٹ ہے - یہاں ہم نے چاء پی - اس وقت ندی میں مرد اور عورتیں تیر رہی تھیں - یہاں سے ہوٹل کو واپس ہوئے، اور رات کا کھانا ہوٹل ہی میں کھایا۔

ڈنر کے بعد نو بجے اسی گائیڈ کو ساتھ لے کر یہاں کا "لونا پارک" دیکھنے کی غرض سے نکلے، جہاں ہم نے سینکڑوں قسم کے کھیل تماشے ہوتے ہوئے دیکھے - یہ پارک برلن کے لونا پارک سے زیادہ وسیع ہے اور یہاں کی دلچسپیاں بھی برلن کی نسبت بہت زیادہ ہیں - یہاں ہم نے ایک چکر کا جھولا دیکھا، جو دنیا میں سب سے بڑا جھولا سمجھا جاتا ہے - اس میں میں اور ہادی بیٹھ کر تھوڑی دیر تک لطف اٹھاتے رہے - یہ جھولا تقریباً ہمارے یہاں کے چار مینار کے برابر اونچا ہے جس کی بلندی (۱۸۰) فٹ ہے - اس میں دو دو تین تین آدمیوں کی نشستوں کی بجائے دس دس، پندرہ پندرہ آدمیوں کے بیٹھنے کے لئے ڈبے بنائے گئے ہیں، جو ریل کے ڈبوں کی طرح تھے - یہاں کے سیر و تماشے سے ہم کوئی گیارہ بجے ہوٹل لوٹے۔

۲۴ - جولائی دوشنبہ

صبح نو بجے میں اور ہادی شاپنگ کے لئے نکلے اور کوئی ایک بجے تک ہوٹل واپس ہوئے۔ کھانے کے بعد تین بجے تک میں سوتا رہا - اس کے بعد اٹھ کر چاء پی، اور تنہا پیدل نکلا - چند دوکانوں سے شاپنگ کرنے کے بعد ہوٹل کو واپس ہوا۔

پھر ہم سب مل کر چہل قدمی کرتے ہوئے پیدل نکلے اور ایک سینما کے سامنے پہنچے۔ جہاں "موریس شیوالیر" کی تصویر لگی ہوئی تھی۔ جس سے ہم نے یہ سمجھا کہ اس کا کوئی فلم آج یہاں دکھلایا جارہا ہے۔ چنانچہ ٹکٹ لیکر اندر گئے، لیکن کھیل شروع ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ اس فلم میں "موریس شیوالیر" نے کام نہیں کیا ہے بلکہ ایک دوسرا فلم ہے جسکا نام "دی بلاک کیامل" (The Black Camel) ہے اور جسکو میں حیدرآباد میں پہلے دیکھ چکا تھا۔ یہ سینما ہال بہت چھوٹا تھا جس میں پچاس یا ساٹھ آدمیوں سے زیادہ کی گنجائش نہ تھی۔ وقفہ میں ہم یہاں سے اٹھ گئے، اور قریب کے ایک رسٹورنٹ میں جا کر کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد ہوٹل واپس ہوئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کل ہم یہاں سے عازم پیرس ہوں گے۔

۲۵ - جولائی سہ شنبہ

ویانا سے پیرس کو روانگی

صبح ہم سب شاپنگ کے لئے نکلے، اور ساڑھے بارہ بجے ہوٹل واپس ہوئے۔ لنچ کے بعد کک کے نمائندے کے ہمراہ سامان لیکر اسٹیشن پہنچے، اور "اورینٹ اکسپرس" (Orient Express) میں سوار ہوگئے، جو دو بجے یہاں سے روانہ ہوی۔ یہ ریل یورپ کے مشہور ریلوں میں شمار کی جاتی ہے، اور "استمبول" سے سیدھی "پیرس" تک جاتی ہے۔

ویانا سے نکلنے کے بعد تھوڑی دیر تک دریائے ڈنیوب کا سلسلہ ریل کی پٹریوں کے بازو نظر آتا رہا، اور دونوں جانب نہایت گھنے جنگل دکھائی دے رہے تھے۔ راستہ میں ہمیں دو مشہور شہر ملے، ایک "سالسبرگ" (Salzburg) اور دوسرا "میونخ" (Munich) تھا۔ ڈنر کے بعد ہم تھوڑی دیر تک میونخ کے پلاٹ فارم پر ٹہلتے رہے۔ اس کے بعد کوئی گیارہ بجے کے قریب اپنے سلیپرس میں سو گئے۔

۲۶ - جولائی چہارشنبہ

صبح اٹھ کر ہم نے چاء پی، دس بجکر (۴۵) منٹ پر ہماری ریل پیرس پہنچی، یہاں کُک کا نمائندہ موجود تھا، جس کے ساتھ ہم "گرینڈ ہوٹل" میں جاکر اُترے اور کھانے کا وقت قریب ہونے پر ہم نہا کر نیچے گئے اور لنچ سے فارغ ہوئے اس کے بعد چار بجے تک میں کمرے میں سوتا رہا - ہادی جو کُک کے یہاں گئے ہوئے تھے اس وقت واپس ہوئے اور ہندوستان سے جو تار و خطوط ہمارے لئے آئے تھے، اُن کو ساتھ لیتے آئے - ساڑھے چار بجے "ماڈلین چرچ" کے قریب جاکر کولمبیا گراما فون کمپنی سے چند ریکارڈ خریدے، اور ساڑھے پانچ بجے ہوٹل واپس آکر چاء پی ۔

(۶) بجے ہم سب ملکر "شانزی لیزے" پر گئے اور دکانوں کے سامنے ٹہلتے ہوئے، یہاں کچھ شاپنگ بھی کی - اثناء شاپنگ میں ہم نے دیکھا کہ ایک موٹر اور موٹر سیکل کی ٹکر ہوگئی - لیکن خوش قسمتی سے کسی کو کچھ نقصان نہیں پہنچا - پولس والے نے دونوں کا نمبر نوٹ کر لینے کے بعد اُن کو چھوڑ دیا - یہاں سے ہم ہوٹل واپس آئے اور آٹھ بجے ڈنر کھایا - نو بجے ہم سب نے "کزینو ڈی پیاری" جاکر ایک کھیل دیکھا، جسکو ہم پہلے بھی اپنے یہاں کے قیام کے دوران میں دیکھ چکے تھے - اور جس میں "جوزفین بیکر" (Josephine Baker) نے کام کیا تھا - یہاں سے بارہ بجے ہوٹل واپس ہوئے - آج دن تمام شدت کی گرمی محسوس ہو رہی تھی ۔

۲۷ - جولائی پنجشنبہ

صبح دس بجے گائیڈ کے ہمراہ، ہم سب یہاں کے قابل دید مقامات دیکھنے کی غرض سے روانہ ہوئے - صرف ہادی کی کچھ طبعیت ناساز تھی، اس لئے وہ ساتھ نہ آسکے - پہلے ہم "لوور" (Louvre) پہنچے، جو نپولین کا ایک محل ہے، اور اب جس کو ایک میوزیم کی

حیثیت دے دی گئی ہے - یہاں ہم نے جن جن چیزوں کو دیکھا ہے ، اُن سب کے تفصیلی حالات لکھنا ، طوالت کا باعث ہو گا ، اس لئے صرف چندا ہم چیزوں کے بیان پر اکتفا کریں گے .

یہاں ہم نے بڑے بڑے مشہور و معروف مصوروں کے ہاتھ کی بنی ہوئی ، کئی شہرۂ آفاق تصویریں دیکھیں ، جن میں دو سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں - ایک کو "میڈونا" (Madonna) اور دوسری کو "مونا لیزا" (Mona Lisa) کہتے ہیں - اس محل میں "نپولین اعظم" اور فرانس کے چودھویں شاہنشاہ "لوئی" کے وقت کا بہت سارا فرنیچر بھی موجود ہے - یہاں ہم نے وہ مشہور و معروف مجسمہ بھی دیکھا ، جو "وینس" کہلاتا ہے ، اور جس کے دونوں ہاتھ ٹوٹے ہوے ہیں - اس میوزیم میں آرٹ کالج کے بہت سارے طالب علموں کو بھی دیکھا ، جو مشہور تصویروں کی نقل کر رہے تھے - اس محل کے سامنے بہت خوبصورت چمن ہے ، اور اس کے قریب ایک چھوٹی سی کمان بنی ہوئی ہے ، جسے " آرچ وکٹری " (Arch Victory) کہتے ہیں ، اور اسی کی سیدھ میں کوئی میل ڈیڑھ میل آگے " آرک دی ترائمف (Arch-de-Triumph) موجود ہے .

نپولین کا مقبرہ

یہاں سے نکل کر ہم " آنولید " (Invalides) پہنچے ، جہاں نپولین کا مقبرہ ، اور ایک "بیارکس" (Barracks) ہے جس میں اگلے زمانے میں ، زخمی سپاہی رہا کرتے تھے - اس مقبرہ کو "لوئی چہاردہم" نے تعمیر کرایا تھا - ہم اندر داخل ہوے اور نپولین کی قبر دیکھی ، جو ایک حوض کی شکل رکھتی ہے اور جس میں بہترین مرمر کا فرش کیا گیا ہے - اس مقبرہ کے دو گوشوں میں "نپولین" کے دو بھائی بھی دفن ہیں ان کے علاوہ یہاں جنرل فاش (General Foch) اور "جنرل جافرے" (General Joffre) کی بھی قبریں موجود ہیں -

اس کے پہلے حصہ میں فرانس کے دوسرے اور مشہور فوجی لوگ دفن ہیں - روشن دانوں پر زرد رنگ کے آئینے لگائے گئے ہیں، جن کی وجہ سے زرد روشنی اندر آتی ہے، جو نہایت خوش نما معلوم ہوتی ہے۔

آج دھوپ اس قدر تیز تھی کہ میں نے اب تک سارے یورپ کے سفر میں اور کہیں نہیں دیکھی - آنکھیں بھی سورج کی تیز روشنی کی تاب نہ لا رہی تھیں - ہمارا گائیڈ بھی تمازت آفتاب کی وجہ سے بہت پریشان تھا - اس کا بیان تھا کہ بہت برسوں کے بعد اس قدر گرم دن نظر آیا - یہاں سے ایک بجے ہوٹل واپس ہو کر ہم نے لنچ کھایا۔

فرانس کے بادشاہ لوئی چہار دھم کا ایک محل

پھر پونے تین کو اسی گائیڈ کے ہمراہ "ویرسائی" (Versailles) کو گئے، جو یہاں سے سولہ یا سترہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے - اس محل کو بھی "لوئی چہار دہم" نے بنوایا تھا، جو نہایت ہی عالیشان ہے - اس کا خاص فرنیچر انقلاب فرانس (French Revolution) میں تباہ و برباد ہو گیا، اس لئے یہاں جو تھوڑا بہت فرنیچر نظر آتا ہے، وہ ایک دوسرے شکاری محل سے لا کر رکھا گیا ہے اسں محل کی اندرونی چھت پر مشہور مصوروں کی اُتاری ہوئی تصویریں موجود ہیں - اس محل کے دو کمرے بہت بڑی تاریخی حیثیت رکھتے ہیں جن میں سے ایک تو "بال روم" ہے جسے "ہال آف میررز" (Hall of mirrors) کہتے ہیں - اسی میں سنہ ۱۹۱۸ء کی جنگ عظیم کے اختتام پر، تمام ملک کے نمائندوں نے جمع ہو کر صلح نامہ پر دستخط کئے تھے - دوسرا کمرہ وہ ہے، جس میں فرانس کے پہلے عیسائی بادشاہ سے لے کر نپولین کے عہد تک کی لڑائیوں اور جنگوں کی بڑی بڑی تصویریں، سلسلہ وار دیواروں پر لگائی گئی ہیں، جو تعداد میں کوئی چالیس کے قریب ہوں گی - اس محل کا باغ نہایت ہی خوش نما اور بے حد وسیع ہے - میں نے اب تک اس قدر بڑا باغ کہیں نہیں دیکھا۔ سنا کہ اس کا رقبہ کوئی چھ ہزار ایکڑ ہے، جس میں کئی بڑی بڑی نہریں بھی بنائی گئی ہیں

ان کے سوا، ایک مشہور حوض ہے، جس کے فوارے اپنی بے نظیر حیثیت رکھنے کی وجہ سے، تمام دنیا میں مشہور ہیں، اور جسے "فاؤنٹن آف نیچون" (Fountain of Neptune) کہتے ہیں - ہم نے موٹر میں بیٹھ کر اس باغ کا ایک سرسری چکر لگایا - اس باغ میں ایک اور محل بھی دیکھا، جس کے متعلق سنا کہ اس میں "لوئی چہاردہم" کی داشتہ رہا کرتی تھی - ایک نہر بھی، بڑے محل سے، اس محل تک پہنچائی گئی ہے - سنا کہ شاہنشاہ کشتی کے ذریعہ اس نہر کو عبور کر کے اس کے پاس جایا کرتا تھا - ان نہروں میں کشتیاں پڑی ہوئی ہیں، جن میں لوگ بیٹھ کر سیر و تفریح کیا کرتے ہیں۔

یہ سارے مناظر دیکھ کر ہم یہاں سے روانہ ہوے راستہ میں "رینالٹ موٹر" کا کارخانہ نظر آیا، جو آگ کے خوف سے پانی کے بیچوں بیچ بنایا گیا ہے - پانچ بجے ہوٹل واپس ہوے، گرمی کی وجہ سے، ہم نے چاء نہیں پی، بلکہ آئسکریم اور شربت وغیرہ منگوا کر پیتے رہے - (۸) بجے کے قریب ہم نے ڈنر کھایا، اور ایک ٹکسی لے کر "واشنگٹن پیالیس سینما" کو گئے، جہاں ہم نے وارنر برادرس کا، "فارٹی سکنڈ اسٹریٹ" (Forty Second Street) نامی ایک فلم دیکھا، جس میں وارنر بیکسٹر (Warner Baxter) "ڈک پاؤل" (Dick Powell) اور "بیبی ڈینیلز" (Bebe Daniels) وغیرہ نے کام کیا ہے - فلم اچھا تھا یہاں سے گیارہ بجے ہم اپنی ہوٹل کو واپس ہوے۔

۲۸ - جولائی جمعہ

صبح میں اور میری بیوی "گیالریز لفائت" کی دوکان کو گئے، جہاں کچھ شاپنگ کی - تھوڑی دیر بعد مسز ٹیمنز اور ہادی بھی آپہنچے - یہاں سے صرف میں اور ہادی مل کر اُس "بیارکس" کو گئے، جہاں کہ کل گئے تھے، اور نپولین کا مقبرہ وغیرہ دیکھنے کی وجہ سے اسکو نہ دیکھ سکے تھے۔

نپولین کی یادگار اشیاء کا ایک عجائب خانہ

اسی "بیارکس" کے ایک حصہ میں ایک میوزیم ہے۔ جہاں نپولین کے زمانہ کی بہت ساری چیزیں رکھی گئی ہیں۔ جن میں مختلف حکومتوں کے مختلف افواج کے علم بھی تھے جنہیں نپولین نے اپنے حریف مقابل پر غلبہ پاکر حاصل کرلیا تھا۔ ان میں روس، جرمنی، اور برطانیہ کے بھی جھنڈے شامل ہیں۔ یہاں نپولین کی ایک تلوار، اس کا ڈریس (لباس) ٹوپی، اور تمغے وغیرہ بھی موجود ہیں۔ اس میوزیم کے ایک کمرہ میں اس کا ایک سفری خیمہ، اور ایک چارپائی بھی رکھی ہوئی ہے جو جنگ کے موقعوں پر اکثر اس کے استعمال میں رہتی تھی۔ اس کے علاوہ نپولین کی مستعملہ میز، کرسیاں، صندوق وغیرہ بھی رکھے ہوئے ہیں۔ اس کے سر اور مونچھ کے بال بھی یہاں موجود ہیں اس کے گھوڑے اور کتے کو بھی بھس بھر کر رکھا گیا ہے۔ اس کے خود اپنے قلم سے تحریر کردہ چند اصل خطوط بھی یہاں (Stuff) موجود ہیں۔ غرض (۱۲½) بجے ہم ساری چیزیں دیکھ کر واپس ہوئے۔

فرانس اور انگلستان کے مابین ڈیوس کپ کا ٹنیس میچ

ہم سب نے مل کر لنچ کھایا، اور دو بجے ٹکسی لے کر "اسٹیڈ رولان گیاروز" کی طرف روانہ ہوئے، اور یہاں سے (۲۰) منٹ کے عرصہ میں پہنچ گئے، جو "بوادی بلان" میں واقع ہے۔ یہاں کئی ٹینس کورٹس ہیں۔ آج انگلستان اور فرانس کے درمیان ڈیوس کپ کے "چیلنج راؤنڈ" کا مقابلہ مقرر تھا جس کو دیکھنے کے لئے ہزاروں آدمی جمع ہوئے تھے۔ ہم ٹکٹ لے کر اندر داخل ہوئے، اور اپنی نشستیں لے لیں۔ پہلا مقابلہ "آسٹین" (Austin) اور "میرلان" (Merlin) کے مابین شروع ہوا، جس میں آسٹین آسانی سے تینوں سٹ جیت گیا۔ دوسرا کھیل "کوشے" (Cochet) اور "پیری" (Perry) کے درمیان ہوا، جس میں پیری نے پانچویں سٹ میں کوشے پر کامیابی

حاصل کی۔ اب فرانس سے، اس کپ کو جیت لینے کی کم توقع باقی رہ گئی ہے۔ دھوپ بے انتہا تیز تھی۔ کھیل ختم ہونیکے بعد ہم ہوٹل کو واپس ہوے، اور چاء پی کر تھوڑی دیر تک آرام لیتے رہے۔

ڈنر کھانے کے بعد ایک تھیٹر کو گئے، جہاں "مایا" (Maya) نامی انگریزی زبان میں ایک کھیل دیکھا۔ معلوم نہیں کس بناء پر اس کھیل کو امریکہ اور انگلستان کی حکومتوں نے اپنے اپنے یہاں ممنوع قرار دیا ہے۔ حالانکہ اس میں پیشہ ور عورتوں کی حیاسوز اور ناپاک زندگی کے عیوب و برائیوں کو بڑی خوبی کے ساتھ واضح کر کے دکھلایا گیا ہے، جو حد درجہ سبق آموز اور قابل عبرت تھی۔ یہاں سے ہم بارہ بجے ہوٹل واپس ہوئے اور سو گئے۔

۲۹۔ جولائی شنبہ

میری بیوی اور مسز ٹیمسنز شاپنگ کیلئے چلی گئیں میں نے ہادی کے ساتھ "شانزی لیزے" پر جا کر "ہسپانو سوی زا" اور "ڈیلاج" موٹروں کی دوکانوں سے ان کی قیمتیں وغیرہ دریافت کیں۔ یہاں سے ہوٹل واپس ہوئے اور لنچ کھایا آج صبح سے دو بجے تک برابر ترشح ہوتا رہا۔ لنچ کے بعد میری بیوی اور مسز ٹیمسنز پھر شاپنگ کو چلی گئیں، اور میں واٹر پروف پہن کر سڑکوں پر ٹہلتا ہوا نکلا۔ آپرا ہاؤس کی بائیں جانب ایک چھوٹی سی دوکان کے سامنے، بارش سے بچنے کے لئے تھوڑی دیر تک کھڑا ہوگیا۔ اس اثناء میں میری نظر اُس دوکان کے "شوکیس" میں رکھے ہوے نفیس پائتابوں پر پڑی۔ پیرس آنے سے قبل مجھ سے دوستوں نے یہاں کے پائتابوں کی بڑی تعریفیں کی تھیں۔ اس لئے میں نے اندر جا کر پائتابے دیکھے، جو درحقیقت نہایت ہی عمدہ تھے، اور ہندوستان میں بکوشش تمام بھی دستیاب نہیں ہوسکتے تھے۔ ان میں سے میں نے کوئی تین چار درجن جوڑ خریدے۔ اور

یہاں سے ہوٹل واپس آکر کپڑے بدلنے کے بعد ٹینس میاچنر دیکھنے کے لئے ہادی کو ساتھ لے کر نکلا۔

آج ڈیوس کپ کے مقابلہ کا دوسرا دن تھا۔ کھیل شروع ہوا، جس میں "بروترا" (Borotra) اور "برونیو" (Brugnon) نے "ہیوز" (Hughes) اور "لی" (Lee) کو تین سٹ سے جیتا۔ اس وقت تک برطانیہ کے دو پائنٹس اور فرانس کا ایک پائنٹ ہوا ہے۔ کل پھر دو کھیل ہونے والے ہیں، اگر وہ دونو پائنٹس بھی فرانس لے لے تو کپ فرانس ہی میں رہے گا، جیسے کہ چار پانچ سال سے ہوتا چلا آرہا ہے۔ اور اگر انگلستان کل کے دو پائنٹس میں سے ایک بھی لے لے، تو کپ انگلستان کو مل جائے گا۔ فرانس کے جیتنے کی کم توقع ہے۔ وجہ یہ ہے کہ فرانس کے مشہور کھلاڑی جنھوں نے اس مشہور کپ کو چار پانچ سال تک اپنے ملک سے باہر جانے نہیں دیا ہے، اب وہ معمر ہوتے چلے جارہے ہیں، اور نوجوان کھلاڑی کھیل میں غیر معمولی ترقی کرکے اُن پر سبقت لے جانے کی کوشش میں لگے ہوے ہیں۔ یہ مقابلہ کوئی ½ ۵ بجے ختم ہوا۔

اس کے بعد ہم نے ہوٹل واپس ہو کر کمرے میں چاء پی اور کھانے کے بعد نو بجے موٹر میں "واشنگٹن کلب سینما" پہنچے "جو واشنگٹن پیالیس" کی اوپر والی منزل میں ہے۔ یہ ایک کلب ہے، جہاں انگریزی فلم کبھی کبھی دکھلائے جاتے ہیں۔ ممبروں کے علاوہ عام لوگ بھی ٹکٹ لے کر یہاں کے کھیل دیکھ سکتے ہیں۔ البتہ ٹکٹ خریدنے سے پیشتر "ملاقاتی کتاب" میں اپنا نام لکھ دینا پڑتا ہے۔ یہاں ہم نے وارنر برادرس کا تیار کردہ ایک فلم دیکھا جس کا نام (What price Hollywood) تھا۔ اس میں کانسٹنس بینٹ "(Constance Bennett)" وغیرہ نے کام کیا ہے۔ کھیل دیکھنے کے بعد یہاں سے گیارہ بجے ہوٹل واپس ہوے۔

۳۰- جولائی یکشنبہ

آج گائیڈ کے ہمراہ ہم پہلے "نوتردام" (Notre-Dame) کے گرجا کو گئے، جہاں اس وقت نماز ہو رہی تھی۔ ہم نے سنا کہ یہ کلیسا گیارہویں صدی عیسوی کا بنا ہوا ہے، اور ابھی تک نہایت اچھی حالت میں ہے۔ اندر چھت میں مدور رنگین آئینے لگے ہوئے ہیں، جو بہت ہی خوبصورت ہیں۔ یہ عمارت تاریخی نقطۂ نظر سے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ ہم نے اس کی چند تصویریں بھی لیں۔
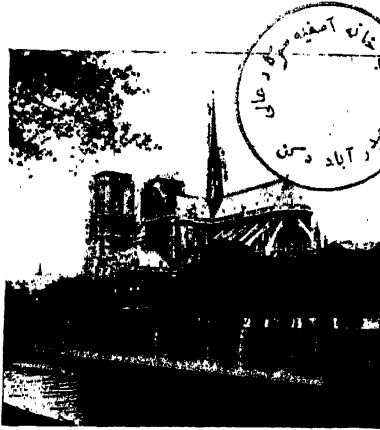
یہاں سے نکل کر۔ ایفیل ٹاور (Effiel Tower) پہنچے، جو پورا لوہے کا بنا ہوا ہے اور بہت ہی اونچا ہے۔ ہم لفٹ کے ذریعہ اُس کی سب سے پہلی منزل پر گئے، اور پیرس کا "پیانوراما" (منظر) دیکھتے رہے۔ اس کے بعد ایک دوسرے لفٹ کے ذریعہ جب دوسری منزل پر پہنچے، تو یہاں کا منظر اور زیادہ دل فریب نظر آیا۔ سامنے سے دریائے سین بہہ رہا تھا، اور اُس کی دوسری جانب "ٹراکاڈیرو" (Trocadero) میوزیم کی عمارت دکھائی دے رہی تھی۔ اس ٹاور کے انجنیر کا نام "ایفیل" (Effiel) تھا، اس لئے آج تک یہ اسی کے نام سے موسوم ہے۔ اس پر "وائرلیس ایرل" کے تار لگے ہوئے ہیں اور نیچے ایک وائرلیس اسٹیشن بھی ہے۔ یہ ٹاور چار بڑی بڑی کمانوں پر بنایا گیا ہے، جو بہت وسیع ہیں۔ سنا کہ ایک شخص نے کسی شرط کی بنا پر ان کمانوں میں سے ہوائی جہاز لے جانے کی کوشش کی تھی، اور جہاز بھی تقریباً صحیح و سالم نکل چکا تھا، لیکن بدقسمتی سے اس کا ایک پنکھا تار میں پھنس کر ٹوٹ گیا جس کی وجہ سے جہاز گر پڑا اور چلانے والا مر گیا۔ ہمیں معلوم ہوا کہ یہاں ایک عرصہ قبل نمائش قائم

نوتر ڈام

کی گئی تھی، اور اُسی زمانہ میں یہ ٹاور بھی بنایا گیا تھا جس کو بعد میں گورنمنٹ نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔

یہاں سے ہوٹل واپس آکر ہم نے لنچ کھایا اور دو بجے "اسٹیڈ رولان گیاروز" جا پہنچے۔ آج دو کھیل مقرر تھے، پہلا "آسٹن" اور "کوشے" کے مابین ہوا، جس میں کوشے نے نہایت ہی اچھا کھیلا، اور "آسٹن" سے 5/7، 6/4، 4/6، 6/4، اور 6/4 پر جیتا۔ کھیل کی ابتداء میں "آسٹن" کے جیتنے کی بڑی توقع تھی لیکن "کوشے" نے بڑی مستعدی سے کھیل کر اپنے نوعمر مدمقابل پر کامیابی حاصل کی۔ اس میاچ کے جیتنے سے فرانس اور انگلستان دونوں کے دو دو پائنٹس ہوگئے۔ اس پائنٹ کے جیتنے کی وجہ سے فرانسیسی تماشابینوں نے انتہائی مسرت وخوشی میں ٹوپیاں، چھتریاں اور نشستوں کے گدے تک، غرض جو چیز ہاتھ کو مل سکی اُٹھا اُٹھا کر ٹینس کورٹ پر پھینکنی شروع کردی۔ اسکے بعد "پیری" اور "میرلان" کے درمیان مقابلہ ہوا۔ کھیل شروع ہونے سے پہلے "میرلان" کے جیتنے کی بہت کم توقع تھی، کیونکہ وہ پرسوں آسٹن کے مقابلہ میں بہت بری طرح ہار چکا تھا۔ لیکن جب کھیل شروع ہوا، تو "میرلان نے" اس قدر عمدہ کھیلا کہ "پیری" اُس کے مقابلہ میں بالکل ایک طفل مکتب معلوم ہو رہا تھا۔ پہلا سٹ "میرلان" نے 6/2 پر لیا، اور دوسرے سٹ میں اپنی "سرویس" 5/6 اور 40/15 تک پہنچانے کے بعد ہار گیا۔ یہاں سے کھیل گر چکا تھا، اس لئے

امسٹیڈ رولان گیاروز (پیرس) پر ڈیوس کپ کا آخری مقابلہ (چیلنج رونڈ) جس میں کوشے کھیل رہا ھے
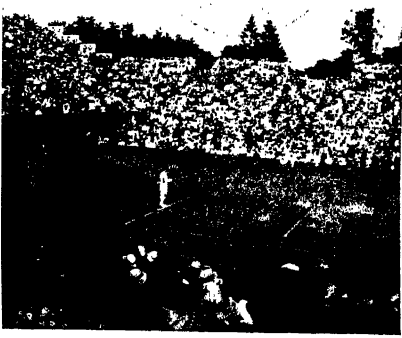
وہ آخر میں، 2/6 ، 7/5 ، 6/2 ، اور 7/5 پر "پیری" سے ہار گیا اس طرح ڈیوس کپ انگلستان والوں کو مل گیا۔

غرض ہم یہاں سے ہوٹل واپس آئے، اور کھانا کھانے کے بعد، تھوڑی دیر تک سڑک پر ٹہلتے رہے - سونے سے قبل ہم نے سامان کی پیکنگ بھی کی، کیونکہ کل ہم انشاء اللہ تعالی پھر انگلستان روانہ ہوں گے۔

۳۱- جولائی دوشنبہ

پیرس سے انگلستان کو روانگی

صبح اُٹھ کر ہم سب گیارہ بجے تک شاپنگ کر کے واپس آئے، اور کک کے آدمی کے ہمراہ "نارڈ اسٹیشن" پہنچے جب ہم یہاں پہنچے، تو ایک کثیر مجمع نظر آیا، جس سے ہمیں فوراً خیال ہوا کہ غالباً آج انگلستان کی فتح یاب ٹینس ٹیم واپس ہو رہی ہے - چنانچہ دریافت کرنے پر ہمارا خیال صحیح نکلا - کھلاڑیوں کا سامان پلاٹ فارم پر پڑا ہوا تھا، اور اُن لوگوں کی تصویریں لی جا رہی تھیں، اور اس ٹیم کا نان پلیئنگ (Non playing) کیپٹن، "روپر بیارٹ" (Roper Barrett) کپ کو ہاتھ میں لئے کھڑا تھا - ہم سب گولڈن ایرو ریل میں سوار ہوئے جو بارہ بجے یہاں سے روانہ ہوئی - ہم نے دیکھا کہ برطانوی ٹینس کے کھلاڑیوں کے علاوہ اس ریل میں "والس مائیز" (Wallace Myers) اور لیڈی "ویورٹری" (Lady Wavertree) بھی ہماری ہم سفر ہیں - اول الذکر ایک معمر ٹینس کے کھلاڑی ہیں، اور ٹینس پر کئی کتابیں بھی لکھی ہیں - ان کے آرٹیکلس اکثر اسپورٹنگ اور "ڈرامیٹک نیوز" میں شائع ہوا کرتے ہیں، جو ٹینس کے ہی موضوع پر ہوتے ہیں - آخر الذکر انگلستان کی ایک مشہور خاتون ہیں، جنہیں ٹینس سے بے حد دلچسپی ہے - ان کے یہاں بھی "لیڈی کراسفیلڈ" کی طرح رفاہ عام کے کاموں کی خاطر، چندہ جمع کرنے کے لئے ایک ٹینس پارٹی

ہوا کرتی ہے - ہماری ریل ۲½ بجے "کیلے" پہنچی -

کیانٹربری جہاز کے ذریعہ، انگریزی ٹینس ٹیم، کپ جیت کر انگلستان واپس ہو رہی ہے

یہاں "کیانٹربری" نامی جہاز تیار کھڑا تھا، ریل سے اُتر کر ہم اُس میں سوار ہو گئے - آج صبح ہی سے تیز ہوائیں چل رہی تھیں، اور کچھ ترشح بھی ہو رہی تھا، جس سے ہمیں یقین تھا کہ آج "انگلش چنیل" میں ضرور تلاطم ہو گا - "بلیو میل" (Blue Mail) کے مسافرین کے انتظار میں ہمارا جہاز کوئی گھنٹہ بھر تک بندرگاہ ہی میں کھڑا رہا - اس کے آنے کے بعد، اس کے بھی مسافر ہمارے جہاز پر سوار ہو گئے، اور ٹھیک پونے پانچ بجے سیٹی دیتا ہوا راہی انگلستان ہوا - دس پندرہ منٹ کے بعد ہمارے خیال کے موافق جہاز کو بڑی بڑی پہاڑ جیسی موجوں سے دوچار ہونا پڑا، جس کی وجہ سے وہ موجوں کے ساتھ گزوں اُوپر چڑھتا اور اُترتا تھا - اور اکثر اوقات تو ڈک پر سے بھی دریا کا پانی بہہ کر نکل جاتا تھا - اس تلاطم کی وجہ سے مجھے چکر اور متلی بڑے زوروں سے شروع ہو گئی، یہاں تک کہ دو تین قئیں بھی ہوئیں لیکن کچھ آرام نہ ملا اور پستی حد سے زیادہ محسوس ہونے لگی - میری طرح مسز ٹیمنز کی بھی حالت بہت خراب تھی - ہادی کو صرف چکر ہی ہوتا رہا، اور میری بیوی کو خفیف سی متلی ہو کر رہ گئی - خدا خدا کر کے چھ بجے ہمارا جہاز "ڈوور" پہنچا - میں بمشکل تمام ہادی کے سہارے جہاز سے اُتر کر ریل میں جا بیٹھا -

لندن سے بہت سارے لوگ، ٹینس کے کھلاڑیوں کے استقبال کے لئے "ڈوور" تک آئے تھے - ہماری ریل ۶½ بجے یہاں سے روانہ ہوئی - چاء منگوائی گئی، لیکن مجھ سے نہ پی

گئی، کیونکہ قلفیوں اور متلی کی وجہ سے حلق میں خراش پیدا ہو گئی تھی۔ ½۸ بجے ہماری ریل وکٹوریہ اسٹیشن پہنچی۔ یہاں اسٹیشن پر بھی ٹینس کے کھلاڑیوں کا بڑا شاندار اور پرجوش استقبال کیا گیا۔ کیونکہ سنا جاتا ہے کہ یہ کپ اکیس برس کے بعد پھر انگلستان کو واپس ملا ہے۔ "فلاش لائیٹ" سے ٹینس کے کھلاڑیوں کی تصویریں بھی لی گئیں۔ ہم یہاں سے "میفر ہوٹل" پہنچے، اور جو سامان ہم یہاں چھوڑ گئے تھے، اس کو اسٹور روم سے منگوالیا۔ ہوٹل پر بھائی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد ہم سب نے مل کر کمرے ہی میں کھانا کھایا۔ آج ہندوستان سے تار آیا کہ بحمداللہ سب خیریت سے ہیں۔ بھائی صاحب کے جانے کے بعد گیارہ بجے ہم سو گئے۔

یکم اگسٹ سہ شنبہ

½۱۰ بجے بھائی صاحب آپہنچے اُن کے ساتھ "برلنگٹن آرکیڈ" کو جاکر "ساؤتھ وڈز" کی دوکان پر پہنچا اور یہاں سے گولڈ اسمتھ و سلور اسمتھ اور ہازرا ینڈ کرٹس کی دوکانوں سے ہوتا ہوا ہوٹل لوٹا۔ میری بیوی صبح سے سامان بند ہوانے میں مصروف تھیں۔ کیونکہ کل صبح انشاءاللہ تعالیٰ ہم لوگ "ساؤتھ ہمٹن سے" "اُروپا" جہاز کے ذریعہ امریکہ روانہ ہونگے۔ ہادی صبح کک کے یہاں جاکر سفر کے ضروری انتظامات کی تکمیل کے بعد واپس آئے۔ ہم نے اپنی ہوٹل ہی میں لنچ کھایا۔ اور اس کے بعد بھائی صاحب کے ساتھ "سلف ریج" کی دوکان کو جاکر چند سوٹ کیس خریدے۔ اور مانوگرام کے کاغذ و لفافے اور سگریٹ کیس بھی لئے۔ اس کے بعد چار بجے ہوٹل لوٹے ابھی تک میری بیوی پیکینگ ہی میں مصروف تھیں۔

ہندوستان روانہ کرنے کے لئے میں خطوط لکھنے میں مصروف ہوا۔ اس کے بعد ½۷ بجے ہم سب نے "ڈوور اسٹریٹ" کی راہ لی اور "ٹیوب اسٹیشن" پر پہنچ کر ٹیوب ریلوے کے ذریعہ پکیڈلی سرکس پہنچے اور یہاں کے نیوز تھیٹر میں جاکر ایک گھنٹہ تک اخباری خبریں سینما کے

پردے پر دیکھتے رہے - آج کے پروگرام میں پیرس کے ٹینس میاچ کو بھی دکھلایا گیا تھا جسکو ہم پیرس میں دیکھ کر آے تھے - نو بجے ہوٹل واپس ہوئے - اور ہوٹل کے "گرل روم" میں جا کر میں، ہادی اور بھائی صاحب نے مل کر ڈنر کھایا اور میری بیوی و مسز ٹیمنز اپنے کمرے ہی میں کھانے سے فارغ ہوئیں، کھانے کے بعد بارہ بجے تک میں پھر خطوط لکھنے میں مصروف رہا - بھائی صاحب کو رخصت کیا اور سامان وغیرہ بند ہوا کر ½ ۱۲ بجے ہم سب سو گئے۔

باب چہارم

لندن سے نیو یارک

(۲- سے ۱۱- اگست تک)

۴۔ اگسٹ چہارشنبہ

لندن سے امریکہ کو روانگی

چونکہ آج ہماری امریکہ کو روانگی کا دن مقرر ہے اس لئے اس مرتبہ لندن چھوڑتے وقت ہم نے ہوٹل میں سامان رکھوانے کی بجائے "کک کے آفس کو بھیج دیا ہے" کیوں کہ واپسی پر "ڈارچسٹر" (Dorchester) ہوٹل میں ٹھہرنے کا خیال ہے۔ سفر کا ضروری سامان کک کے آدمی کے حوالے کر کے ٹھیک سوا نو بجے ہم ہوٹل سے روانہ ہوے۔ بھائی صاحب بھی ہمارے ساتھ "ساؤتھ ہمٹن (Southampton) تک چل رہے ہیں۔ جاتے ہوے ہم نے کک کے آفس سے حیدرآباد سے آئے ہوے خطوط لئے جن میں بچوں کی تصویریں آئی تھیں۔ (۲۰) منٹ میں واٹرلو (Waterloo) اسٹیشن پہنچے ہمارے لئے یہاں "کپیٹن الن سن" اور اُن کے مددگار ہمیں خیر باد کہنے کے لئے موجود تھے۔ ریل کے روانہ ہونے تک وہ ہم سے (کھڑے کھڑے) باتیں کرتے رہے۔ گاڑی یہاں سے روانہ ہوئی اور کوئی ڈیڑھ گھنٹہ میں "ساؤتھ ہمٹن" پہنچی یہاں ہم نے بھائی صاحب کو خدا حافظ کہا۔

اور ایک چھوٹے سے جہاز پر جسے "ٹنڈر (Tender) کہتے ہیں سوار ہو گئے۔ مسافروں کا سامان جر ثقیل کے ذریعہ جہاز پر چڑھایا گیا۔ امریکہ روانہ ہونے والا "اُروپا" (Europa) جہاز ساحل سے بہت دور کھڑا تھا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ آج کل یہاں "ریگاٹا" (Regatta) یعنی کشتیوں کی شرطیں ہو رہی ہیں۔ اسی "ساؤتھ ہمٹن" سے ملحق وہ مشہور مقام ہے جسے "کاؤز" (Cowes) کہتے ہیں اور جہاں کشتیوں کی شرطیں ہوا کرتی ہیں۔ سنا کہ آج کل یہاں "ملک معظم" تبدیل آب و ہوا کی غرض سے فروکش ہیں اور غالباً ہر سال یہاں اِن شرطوں ہی کے

اروپا جہاز

زمانے میں تشریف لایا کرتے ہیں۔ ہم ٹنڈر کے ذریعہ ڈیڑھ گھنٹہ کے عرصہ میں "اُروپا" جہاز کے قریب پہنچے، تو جہاز پر بیانڈ بجنا شروع ہوگیا، اور مسافروں کے سوار ہونے تک برابر بجتا رہا۔

جرمنی کے امریکہ جانے والے جہازوں کی حالت

یہ جہاز بہت بڑا ہے، اور (Nord Deutscher Lloyd) نامی ایک جرمن کمپنی کا ہے اس جہاز کا وزن (۵۳) ہزار ٹن ہے - یہ جہاز اور اسی کمپنی کا ایک دوسرا "بریمن" (Bremen) نامی جہاز دنیا میں سب سے زیادہ تیز رفتار مانے گئے ہیں - ڈیڑھ بجے کے قریب "ہم ٹنڈر" سے اتر کر اُس جہاز پر سوار ہوئے اور سیدھے اپنے کیابن کو گئے۔ جہاز کیا تھا وسعت و شان و شوکت کے لحاظ سے ایک شاہی محل سے بھی بڑھ چڑھ کر آراستہ تھا۔ چوں کہ ہمیں اس وقت اتنا موقع نہ تھا کہ پورا جہاز پھر کر دیکھ سکیں۔ اس لئے پہلے منہ ہاتھ دھونے کے بعد لفٹ کے ذریعہ ڈائننگ ہال کو گئے، جو دو یا تین ڈک نیچے تھا - یہ ہال نہایت ہی وسیع ہے، جس میں تقریباً سو، ڈیڑھ سو آدمی کھانا کھا سکتے ہیں - ہمارے لئے پہلے ہی سے ایک میز محفوظ کر لی گئی تھی، جہاں پہنچ کر ہم نے لنچ کھایا جو بہت بامزہ تھا۔ اس جہاز کے ملازمین بھی نہایت خوش اخلاق اور ہمدرد نظر آتے ہیں - اگر کوئی چیز کھانے میں ناپسند ہو تو فوراً اور کئی قسم کی چیزیں لا کر پیش کر دیتے ہیں، اور ہر چیز کی ساتھ ساتھ صراحت کر کے، اس کے کھانے کی بھی سفارش کرتے ہیں۔

کھانے کے بعد ہم پرامناڈ ڈک پر آئے، اور ٹہلتے ہوئے جہاز کے سارے کمرے پھر کر دیکھے جس کے معائنہ کیلئے ہمیں بہت وقت صرف کرنا پڑا۔ اس جہاز میں "ڈائننگ روم" کے علاوہ ایک بڑا ڈرائننگ روم بھی ہے جس میں سو، سوا سو آدمی بخوبی بیٹھ سکتے ہیں، اور اسی میں موسیقی

EUROPA

مصنف آروپا جہاز کے ڈک پر

وغیرہ بھی ہوتی ہے۔ ایک "رائٹنگ روم" اور اسی سے ملحق ایک لائبریری بھی ہے جس میں ساری اہم و مفید کتابیں اور تازہ اخبار و جدید رسائل رکھے ہوئے ہیں۔ ایک بڑا "ڈانس ہال" بھی ہے جہاں ڈانس کے سوا سینما ٹاکنگ پکچر اور مصنوعی گھوڑ دوڑ کے سامان مہیا ہیں جن پر بازیاں بھی لگائی جاتی ہیں اس جہاز پر کئی ایک دو کانیں بھی ہیں جہاں ضروری سازو سامان دستیاب ہوسکتا ہے۔ ایک طرف بار بھی ہے جہاں ہر قسم کی شراب سگار سگریٹ وغیرہ فروخت ہوتے ہیں۔ ایک کمرہ برج کھیلنے والوں کے لئے بھی مخصوص کر دیا گیا ہے۔ بچوں کے کھیلنے کے لئے ایک "نرسری روم" بھی علحدہ ہے جن میں ان کی دل چسپی کے لئے بہت سارا کھلونا بھی رکھا ہوا ہے اور ایک ملازم بھی متعین ہے تاکہ بچوں کی دل بہلائی کر سکے۔ (۲۲) بورکی بندوق سے نشان اندازی کرنے کے لئے ایک علحدہ کمرہ ہے۔ ایک لونج بھی ہے جہاں بیٹھ کر چاء وغیرہ پی سکتے ہیں جس میں کئی قسم کے کروٹن وغیرہ کے درخت رکھے ہوئے ہیں۔ لفٹ کے ذریعہ تین چار ڈک نیچے جانے کے بعد ایک سوئمنگ باتھ ہے جو سرخ چینی کے ٹائل سے بنایا گیا ہے اور جس میں دریا کا پانی بھرا جاتا ہے۔ جس کی دیواروں پر "موزیک ورک" یعنی نہایت ہی چھوٹے چینی کے ٹکڑوں سے عمدہ نقش و نگار کیا گیا ہے۔ حوض کی تہہ میں بجلی کی روشنی لگائی گئی ہے جس سے سارا پانی آئینہ کی طرح صاف و شفاف نظر آتا ہے۔ یہاں پھولوں کی دو کانیں بھی ہیں اور ایک چھوٹا سا "بار" (Bar) بھی موجود ہے جہاں شراب وغیرہ مل سکتی ہے۔ اسی سے ملحق ایک جمنازیم بھی ہے جہاں مختلف قسم کے ورزشی سامان مہیا کئے گئے ہیں اور یہاں ایک "اِنسٹرکٹر" (Instructor) موجود رہتا ہے جو مسافرین کو ورزش کے اصول و قواعد سے آگاہ کرتا اور انہیں ورزش میں مدد دیتا ہے۔ اسپورٹ ڈک پر جو بالکل زیر سماں ہے کئی قسم کے کھیلوں کا سامان موجود ہے اس پر کوئی پانچ یا چھ ڈک ہیں۔ غرض جہاز کیا ہے ایک اچھی خاصی چھوٹی سی دنیا آباد کرلی گئی ہے۔ جب ہم جہاز دیکھتے دیکھتے

تھک گئے تو اپنے کیابن میں آ کر تھوڑی دیر تک آرام لیتے رہے ہمارا کیابن وکٹوریہ کے کیابن "ڈی لکس" سے بدرجہا بہتر ہے۔

نہا کر ۴ ½ بجے اوپر آیا اور چاء پی - اس اثنا میں ہمارا جہاز "شیر بوگ" (Cherbourg) جا پہنچا جو فرانس کا ایک علاقہ ہے - یہاں بھی بہت سارے مسافر "ٹنڈر" کے ذریعہ آ کر ہمارے جہاز پر سوار ہوئے - یہاں میں نے ایک جہاز کو دیکھا جو ایک طرف بہت ہی خستہ حالت میں کھڑا تھا - دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ جہاز "فرنچ کمپنی" کا ہے اور اس کا نام "اٹلانٹک" (Atlantic) ہے جو چند مہینے قبل جل گیا ہے - اس کے اس حادثہ کی خبریں میں نے اخباروں میں بھی پڑھی تھی - تھوڑی دیر بعد میرے ساتھی اپنے کمروں سے اوپر آ پہنچے اور چاء کے بعد ہم سب پنگ پانگ کھیلتے رہے - اس اثنا میں ہمارا جہاز مسافروں کو لے کر روانہ ہوا۔

جرمنی کے بحری جہاز پر ہوائی جہاز کے ذریعہ خطوط روانہ کرنے کا انتظام

اس جہاز کے بالکل اوپر کے حصہ میں ایک رسٹورنٹ بھی ہے جسے "سن ڈک" رسٹورنٹ کہتے ہیں یہ اُن لوگوں کے لئے ہے جن کے جہاز کے ٹکٹ میں کھانا شریک نہیں ہوتا - صبح کے چھ سے رات کے بارہ تک یہ رسٹورنٹ کھلا رہتا ہے جس وقت چاہیں وہاں جا کر کھانا کھا سکتے ہیں - ایک فوٹوگرافر بھی اس جہاز پر موجود ہے - "سن ڈک رسٹورنٹ" کے چھت پر ایک "ہوائی جہاز" (Seaplane) لگا ہوا ہے جو جہاز سے ساحل پر پہنچنے کے چوبیس گھنٹے قبل ضروری خطوط لے کر روانہ ہو جاتا ہے اور جس کو بجلی کے گو پن کے ذریعہ جہاز پر سے ہوا میں اُڑا دیا جاتا ہے اسکے بعد وہ اپنی قوت سے اُڑتا ہوا چلا جاتا ہے اور چھ گھنٹے کے عرصہ میں ساحل پر پہنچ جاتا ہے یعنی اس بحری جہاز کے پہنچنے کے اٹھارہ گھنٹہ قبل ہی اپنی ڈاک لوگوں میں تقسیم کر دیتا ہے - اگر کوئی شخص اپنے دوستوں کو اپنے آنے کی اطلاع دینا چاہے یا اور کوئی ضروری سے ضروری خبر بھیجنی چاہے تو "لاسلکی پیام" بھیج کر زیادہ رقم صرف کرنے کی بجائے

نہایت ہی کم صرفہ پر جس قدر چاہئے ایک تفصیلی خط لکھ کر بھیج سکتا ہے - اس میں صرف دو آدمی جاتے ہیں ۔

ہم نے رات کے آٹھ بجے ڈائننگ روم میں کھانا کھایا اور اس کے بعد ڈرائنگ روم میں آکر موسیقی سنتے ہوے کافی پی - اس کے بعد کیابن آکر گیارہ بجے سو گئے ۔

۴۔ اگسٹ پنجشنبہ

صبح کیابن ہی میں ہم نے ناشتہ کیا تیار ہو کر ڈک پر آئے، اور پنگ پانگ کھیلتے رہے اسکے بعد نشان اندازی کے کمرے میں جاکر نشانہ اندازی کی مشق کی، جہاں دس نشانوں کے لئے ایک مارک دینا پڑتا ہے (یہ جہاز جرمنی ہونے کی وجہ سے اس پر جرمنی سکہ یعنی مارک رائج ہے) اس کے بعد اپنے ساتھیوں کو لے جاکر سوئمنگ باتھ دکھلایا جہاز کے سارے ملازمین خوش اخلاق و ملنسار ہیں - وقت بے وقت ہر قسم کے کاموں میں بے حد مدد دیتے ہیں - کھانے کے وقت دو آدمی صرف اسی کام کے لئے مقرر کئے گئے ہیں کہ میزوں کے پاس پھرتے ہوے مسافروں کی مزاج پرسی کرتے رہیں - اگر کوئی مسافر اپنے مزاج کی ناسازی کے متعلق کچھ اظہار کرے تو اس کے لئے فوراً دوا فراہم کر دیتے ہیں ، اور کسی خاص قسم کا کھانا جو مرغوب ہو اس کے پکوانے کی بھی اس سے اجازت طلب کیا کرتے ہیں - چنانچہ جب ہم لنچ کھا رہے تھے تو ہم سے بھی یہاں کے ایک ملازم نے دریافت کیا کہ " کیا آپ کے لئے ہندوستانی کھانا پکوایا جائے "، تو خوشی سے ہم نے کل لنچ پر اس کے تیار کرنے کا آرڈر دیا - آج چونکہ میری بیوی کے سر میں خفیف سا چکر محسوس ہو رہا تھا، اس لئے انہوں نے اپنے کمرے ہی میں کھانا کھایا، حالانکہ سمندر میں کوئی تلاطم وغیرہ نہ تھا - ہمارے جہاز پر بہت سارے امریکن سفر کر رہے ہیں ۔

لنچ کے بعد ہم اسپورٹ ڈک پر گئے جہاں بہت سارے لوگوں کو ، شفل بورڈ ، بیاڈمنٹن ڈک کوائٹس وغیرہ میں مشغول دیکھا - اور اکثر و بیشتر تو غسل آفتابی میں مصروف

تھے یہاں سے ہم نیچے آکر بال روم میں گھوڑوں کی شرطیں دیکھتے رہے۔ اِ نپر ہم نے بھی کچھ بازیاں لگائیں، لیکن ہر وقت ہاریں رہے کچھ دیر بعد میری بیوی اُوپر آپہنچیں، چونکہ چاء کا وقت قریب ہو چکا تھا۔ اس لئے ہم سب نے ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر چاء پی ½ ۴ بجے بال روم میں جاکر ½ ۶ تک سینما دیکھتے رہے۔ آج ایک جرمنی بولتا فلم تھا، لیکن انگریزی داں طبقے کے لئے اس کا انگریزی ترجمہ بھی ساتھ ساتھ ایک طرف لکھا ہوا آتا تھا۔ فلم کا نام جرمنی زبان میں تھا، جس کا انگریزی ترجمہ (Hand in the dark)" کیا گیا تھا۔ کھیل تو اچھا تھا لیکن زبان سمجھ میں نہ آنے کی وجہ سے کچھ زیادہ لطف نہ آیا۔ ½ ۷ بجے ہم نے کپڑے بدلے، اور اس کے بعد ڈائننگ روم میں جاکر ڈنر کھایا۔ کچھ دیر تک یہیں بیٹھے آرکسٹرا سنتے رہے۔ اس کے ختم ہونے کے بعد ڈانس بھی ہوا، جس میں مسافرین کو روئی کے گولے جالی کی تھیلیوں میں بھر بھر کر تقسیم کئے گئے پھر کیا تھا سبھوں نے گولے پھینک پھینک کر، ایک دوسرے کو خوب مارنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر تک اس میں بڑا لطف آتا رہا۔ لوگ ناچتے ناچتے ایک دوسرے کو مارتے جاتے تھے۔ خالی بیٹھے تماشا دیکھنے والے بھی بڑے منچلے تھے یہ بھلا خاموش کب رہتے انہوں نے بھی مارنے والوں کو خوب ترکی بہ ترکی اس کا جواب دیا اور ہم نے بھی ایک کونے میں بیٹھے ہوے اس "کارخیر" میں جو حصہ لیا ہوگا بس وہ سمجھ لیجئے۔ غرض ½ ۱۱ بجے تک یہ تماشا دیکھتے رہے اور اس کے بعد کمروں کو واپس آکر سو گئے۔ روزانہ گھڑیوں کو ایک گھنٹہ پیچھے ہٹانا پڑ رہا ہے۔ ہمارے کیابن میں ایک گھڑیال لگی ہوئی ہے، جو بجلی سے چلتی ہے، اور رات میں یہ خود ہی ایک گھنٹہ پیچھے ہٹ جاتی ہے، صبح اُٹھ کر اپنی گھڑیوں کو اس سے ملا لینا پڑتا ہے۔

۴۔ اگسٹ جمعہ

صبح ہم سب پرامناڈ ڈک پر جاکر ڈک چیرز پر لیٹے رہے، اور جب کچھ سردی

محسوس ہونے لگی تو "رگز" (Rugs) اُوڑھے بیٹھے رہے۔ کچھ دیر بعد اُٹھکر ہیں، ہادی کے ساتھ پنگ پانگ کھیلنے میں مصروف ہوا۔ ایک بجے ہم سب نے ڈائننگ روم میں لنچ کھایا، اور دو بجے اپنے اپنے کیابن کو جاکر آرام لیتے رہے، صرف میں تنہا پرامناڈ ڈک پر جاکر ڈک چیر پر لیٹ گیا، اور اتفاق سے تھوڑی ہی دیر میں آنکھ لگ گئی۔ کوئی (۳½) بجے اٹھکر اپنے کیابن کو چلا آیا۔

نمونہ دوزخ یعنی جہاز کے انجن روم کا معائنہ

سوا چار بجے چاء کے بعد ہم سب نے جہاز کے ایک آفیسر کے ہمراہ، جہاز کے تمام درجوں کا چکر لگایا۔ ہمیں اس کا سکنڈ کلاس وکٹوریہ جہاز کے فرسٹ کلاس سے بدرجہا بہتر نظر آیا۔ جو یورپ اور ہندوستان کے درمیان چلنے والے جہازوں میں سب سے بہتر تسلیم کیا جاتا ہے ان درجوں کی سیر کے بعد ہم "انجن روم" جاکر دیکھنے کی غرض سے اس جہاز کے انجنیر کے آفس میں پہنچے، اور رجسٹر میں اپنا نام وغیرہ لکھ کر، اس کے ہمراہ لفٹ کے ذریعہ جہاز کے بالکل آخری حصہ میں جا پہنچے، جہاں کہ انجن روم ہے۔ اس کے ساتھ ہم نے سارا روم پھر کر دیکھا۔ یہاں جو حیرت انگیز مشنری دیکھی، وہ بیان سے باہر ہے۔ جس وقت ہم اس کے "بائلر روم" میں داخل ہوے، تو اس زور و شور سے آواز آرہی تھی کہ جس سے کان کے پردے پھٹے پڑتے تھے، اور اسس بلا کی گرمی تھی، کہ اب بھی جس کا تصور وحشت طاری کرتا ہے، اور کوئی شخص بیرونی فضا کی سخت سے سخت گرمی سے بھی اسس کا اندازہ لگا سکتا ہے اور نہ مقابلہ کرسکتا ہے۔ ہم وقنا ربنا عذاب النار کہتے ہوے آگے بڑھ رہے تھے۔ جب دو بائلروں کے بیچ میں سے گذرے، تو اسس وقت انجنیر نے کہا کہ اسس مقام پر (۴۰۰) درجہ کی حرارت ہے۔ اس کمرہ میں کوئی پندرہ بیس بائلر تھے اور سو سوا سو آدمی کام میں مصروف تھے۔ ان لوگوں کو دیکھ کر بڑا ہی ترس آتا تھا، کہ گھنٹوں یہ بے چارے اسی

فضا میں گذار دیتے ہیں کہ جہاں کی گرمی اور آواز تو ایک انسان کے لئے حقیقتاً ناقابل برداشت ہے - اگر کوئی دوسرا شخص گھنٹہ بھر ہی صرف یہاں کھڑا رہے یقیناً چکرا کر گر جائے گا - اس روم میں ہم نے دیکھا کہ تازہ ہوا اندر پہنچانے کے لئے ایک پائپ لگایا گیا ہے کہ، جس کے ذریعہ سے باہر کی صاف و سرد ہوا اس کمرہ میں آتی رہتی ہے، لیکن وہ یہاں آتے ہی گرم ہو جاتی ہے - انجن روم میں کام کرنے والے تازہ اور ٹھنڈی ہوا حاصل کرنے کے لئے تھوڑی تھوڑی دیر سے اس پائپ کو آکر اپنا منہ لگا دیتے ہیں، اور پھر چند ہی منٹ بعد اپنے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں - اس منظر کو دیکھ کر ہم "اسٹیرنگ روم" میں جا پہنچے، جہاں کی مشنری جہاز کے تو ڑموڑ کے موقعوں پر کام دیتی ہے - ہم حتی الامکان اوپر جلد نکل آئے - اس وقت ہمیں یہ محسوس ہوا کہ ہم ایک دوزخ سے نکل کر جنت میں آچکے ہیں - اور خدا کی نامعلوم و عام مہربانیوں کا اندازہ ہوا کہ، اس نے اس کھلی ہوا اور فضا میں انسان کے لئے کس قدر راحت مہیا کر رکھی ہے - اس کے بعد ہمیں بڑا افسوس ہوا کہ ہم تو بڑے بڑے ہوا دار کمروں میں لطف اٹھاتے اور کھیل تماشوں سے دل بہلاتے ہوئے، وقت گذار دیتے ہیں، جبکہ یہ بے چارے غریب اور ہمارے ہی بنی نوع اس دوزخ میں محنت و مشقت کرتے ہوئے ہمیں منزل مقصود پر پہنچانے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں - اور ہمیں اس کا علم تک نہیں ہوتا کہ ہمارے ہم جنس ہمارے لئے کس مصیبت میں مبتلا ہیں ۔

اُوپر آنے کے بعد ہم نے بال روم میں جا کر سینما دیکھا - آج "میاڈونا" نامی ایک جرمنی فلم تھا - سینما کے بعد تھوڑی دیر تک پنگ پانگ کھیلتے رہے، اس کے بعد کیابن پہنچ کر کپڑے بدلے اور ڈائننگ روم میں جا کر ڈنر کھایا - کھانے کے بعد پھر "بال روم" میں جا کر ڈانس دیکھتے رہے - اس کے ختم ہونے کے بعد گیارہ بجے کیابن کو واپس آکر سو گئے ۔

۵۔ اگست شنبہ

ناشتہ کے بعد ہم سب پرامناڈ ڈک پر آکر تھوڑی دیر تک بیٹھے رہے، اس کے بعد پنگ پانگ کھیلنے میں مشغول ہوئے ایک بجے کے قریب ڈائننگ روم میں جاکر لنچ کھایا، پھر اس کے بعد اسپورٹ ڈک پر جاکر، کوئی گھنٹہ بھر تک مختلف قسم کے کھیل کھیلتے رہے - چونکہ بال روم میں آج مصنوعی گھوڑوں کی شرطیں مقرر تھیں، اس لئے تھوڑی دیر تک یہ تماشا بھی دیکھتے رہے - چار بجے ہم سب نے لونج میں جاکر چاء پی، اور پانچ بجے ایک سینما دیکھا - آج کا یہ فلم بھی جرمنی زبان میں تھا (۶½) بجے کھیل ختم ہوا، اس کے بعد تھوڑی دیر تک ڈک پر ٹہلتے رہے - یہاں سے نکل کر کمروں کو جانے کے بعد، کپڑے بدل کر ڈائننگ ہال میں کھانا کھایا - چونکہ آج "گیالا نائٹ" (Gala Night) تھی اس لئے خاص طور پر ایک بہت بڑے ڈانس کا اہتمام کیا گیا تھا - اس لئے ہم کھانے کے بعد ڈانس دیکھنے گئے، جس میں کاغذی ٹوپیاں، رنگ برنگ کے بیلونز (Balloons) اور مختلف قسم کی سیٹیاں وغیرہ تقسیم کی گئیں - غرض ایک شور وغوغا مچا ہوا تھا، یکایک ہم نے محسوس کیا کہ جہاز کو جنبش ہو رہی ہے، اور سمندر میں تلاطم برپا ہے، جس کی وجہ سے کچھ خفیف سا چکر بھی محسوس ہو رہا تھا، تاہم، ہم گیارہ بجے تک یہاں بیٹھے ڈانس وغیرہ دیکھتے رہے۔

۶۔ اگست یکشنبہ

رات میں معلوم ہوتا ہے کہ سمندر خوب موجوں پر تھا، جو ہمیں نیند کے غلبہ کی وجہ سے کچھ محسوس نہ ہو سکا، البتہ تین چار دفعہ جب کہ جہاز خوب زوروں سے جھکولے کھا رہا تھا، اُس وقت ہماری آنکھ کھل کھل جاتی تھی، اس لئے برابر نیند نہ آئی - اچھا ہوا کہ رات کے وقت

سمندر کو تلاطم رہا - اور نیند کی وجہ سے طبیعت پر کسی قسم کی بدمزگی پیدا نہ ہونے پائی ورنہ اگر دن ہوتا تو یقیناً مزاج بگڑ جاتا، چنانچہ جہاز کو ابھی تک قدرے جنبش ہو رہی تھی - آج ہوائی جہاز ڈاک لے کر (۷) بجے "نیویارک" کو روانہ ہونے والا تھا، اس لئے صبح جلد اُٹھا منہ ہاتھ دھونے کے بعد ہم سب اوپر "سن ڈک" رسٹورنٹ میں پہنچے، اور یہاں بیٹھے ہوئے ہوائی جہاز کے فضا میں اُڑائے جانے کا نظارہ کرتے رہے - ہوائی جہاز زور سے آواز کرتا ہوا تیزی سے فضا میں اڑا اور ہمارے جہاز کے اطراف ایک چکر لگا کر "نیویارک" کی جانب روانہ ہو گیا - یہاں سے نیویارک غالباً چھ یا سات سو میل دور ہے، اور یہ ہوائی جہاز کوئی چھ گھنٹے میں راستہ طے کرکے نیویارک پہنچ جائے گا - "بریمن جہاز" پر بھی
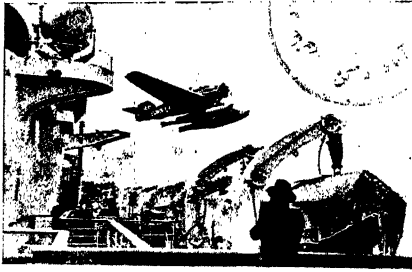
"اروپا" کا ھوائی جہاز پرواز کر رھا ھے

اسی قسم کا ایک ہوائی جہاز رہتا ہے، ان دونوں جہازوں کو "سسٹر شپ" کہتے ہیں یعنی یہ دونوں جہاز وضع قطع اور وسعت میں برابر ہیں - جہاز کے ملازمین میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ چند روز قبل اسی طرح ایک ہوائی جہاز "بریمن" سے اُڑ کر "ساؤتھ ہمٹن" جا رہا تھا کہ اثناء راہ میں سمندر میں گر پڑا، اور وہ دو آدمی جو اس میں سوار تھے ہلاک ہو گئے' ہوائی جہاز کو روانہ کرنے کے بعد جہاز والے وقتاً فوقتاً وائرلیس کے ذریعے ہوائی جہاز چلانے والوں کو ہدایات دیتے اور، اُن سے حالات دریافت کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ وہ منزل مقصود کو صحیح و سلامت پہنچ جاتا ہے۔

الغرض ہم یہ تماشا دیکھ کر نیچے آئے اور اپنے کمروں میں جا کر ناشتہ کیا - ناشتہ کے بعد پنگ پانگ کھیلتے رہے آج اتوار ہونے کی وجہ سے انگریزوں کی نماز ہو رہی تھی - اس کے بعد ہم ڈک چیرز پر جا کر تھوڑی دیر تک لیٹے رہے - وہاں سے اٹھ کر جب ہم اسپورٹ

ڈک پر پہنچے، تو یہاں ہم نے بہت سارے لوگوں کو مختلف قسم کے کھیلوں میں مصروف اور اپنے اپنے کیامروں سے تصویریں لیتے ہوئے دیکھا - ہم نے بھی اپنا کیامرہ اُوپر لے جاکر تصویریں لیں - اس ڈک پر ایک امریکن کو دیکھا جو "افغان ہاونڈ" لیکر گشت لگارہا تھا، کتانہایت خوبصورت تھا - اگرحضرت والد ماجد صاحب قبلہ یہاں ہوتے تو ضرور اسے پسند فرماتے - یہ امریکن ایک مالدار شخص ہے، اُس کا بیان تھا کہ اس کو اس نسل کے کتوں کا بہت شوق ہے، چنانچہ اس کے یہاں امریکہ میں پچیس تیس کتے اسی قسم کے موجود ہیں، جن سے وہ شکار وغیرہ کھیلا کرتا ہے - اس جہاز پر بہت سارے امریکنوں سے ہماری ملاقات ہوگئی ہے، جن میں سے ایک وکیل صاحب بھی ہیں جو متمول آدمی ہیں اور سال میں دو دفعہ وہ یورپ کا محض دریا کی ہوا سے فائدہ اٹھانے کے لیئےسفر کیا کرتے ہیں، لندن میں تین چار روز ٹھرنے کے بعد پھر واپس ہوجاتے ہیں، کیونکہ اُن کا مقصد صرف دریائی سفر سے فائدہ اٹھانا ہے - اور وہ ہم سے یہ کہتے تھے کہ "مین صرف اسی دریائی سفر کی وجہ سے زندہ ہوں" اسی اثنا میں جہاز کے کپتان نے بھی آکر مجھ سے ملاقات کی، تو ہادی نے اسی وقت ان کی اور میری تصویر لی -
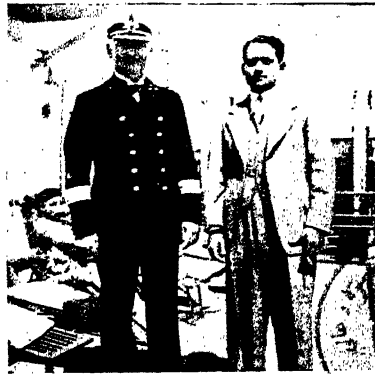
اروپا جہاز پر مصنف اور کپتان

اس کے بعد ہم نیچے آئے، اور ایک بجے منہ ہاتھ دھونے کے بعد ڈائننگ روم میں جا کر لنچ کھایا، کھانیکے بعد "رائیٹنگ روم" میں جا کر چار بجے تک ہندوستان روانہ کرنے کیلئے خطوط لکھے۔

چاء کے بعد ہم نے سینما دیکھا - یہ بھی ایک جرمنی فلم تھا - جس میں کوئی جاسوسی قصہ دکھلایا گیا تھا - فلم اچھا تھا - سینما سے آکر ہم پنگ پانگ وغیرہ کھیلتے رہے - (۸) بجے ڈائننگ روم میں جا کر ڈنر کھایا، اور کھانے کے بعد بال روم میں پہنچ کر ڈانس دیکھتے رہے - آج بہت سارے لوگ معمولی لباس سے ڈنر پر آئے تھے، ہم بھی بالکل سادے لباس سے گئے تھے - کیونکہ کل صبح انشاء اللہ تعالی ہمارا جہاز "نیویارک" پہنچے گا۔
اس لئے ابھی سے سب مسافروں نے اپنا سامان وغیرہ بندھوانا شروع کر دیا ہے - آج چار بجے سے سمندر کو بالکل سکون تھا - ڈانس سے ہم گیارہ بجے اپنے کمروں کو واپس ہوئے اور سو گئے۔

۷ - اگسٹ دوشنبہ

آج صبح جب ہم تیار ہو کر ڈک پر پہنچے تو مسافرین اور ملازمین جہاز کو سرعت کے ساتھ ادھر اُدھر پھرتے ہوئے دیکھا - وجہ اس کی یہ تھی کہ دو گھنٹے بعد ہمارا جہاز نیویارک پہنچنے والا تھا، اور مسافروں کا سامان کیابن سے نکال کر ایک کھلے ڈک پر رکھا جا رہا تھا -

Lower New York from an Aeroplane

نیویارک کے مشرقی حصہ کاھوائی جہاز سے ایک منظر

(۱۰ ½) بجے سیدھی جانب دور سے ایک لائیٹ ہاؤس اور زمین کا کچھ حصہ دکھائی دینے لگا - میں نے اپنے امریکن دوستوں سے اس کا نام دریافت کیا تو اُنہوں نے کہا کہ اس مقام کا نام "لانگ آئی لینڈ" (Long Island) ہے، اور (۱۱ ½) بجے تو ہمیں نیویارک کی اونچی

اونچی عمارتیں، اور "اسٹاچو آف لیبرٹی" وغیرہ نظر آنے لگے۔ ٹھیک بارہ بجے ہمارا جہاز بندرگاہ سے کچھ دور لنگرانداز ہوا۔ اس اثناء میں تنقیح کنندگان پاسپورٹ کی ایک جماعت ایک چھوٹی سی موٹر بوٹ میں بیٹھ کر اوپر کو ہمارے جہاز پر چڑھ آئی، جس نے مسافرین کو دو حصوں میں منقسم کیا۔ پہلا گروہ امریکہ کے باشندوں کا تھا، جنہیں ہدایت کی گئی کہ وہ ڈرائنگ روم میں پاسپورٹ لیکر تیار رہیں، اور دوسرا غیر ملکیوں پر مشتمل تھا (جس میں ہم بھی شریک تھے) جس کو "اسموکنگ" روم میں پاسپورٹ لئے تیار رہنے کی تاکید کی گئی تھی۔ پاسپورٹ وغیرہ کی تنقیح کے بعد ہم ادھر اُدھر ٹہل کر مختلف مناظر دیکھتے رہے۔ چونکہ اس عرصہ میں لنچ کا وقت قریب آچکا تھا، اور ہم کھانے کی غرض سے ڈائننگ ہال کو جارہے تھے کہ راستہ میں ایک امریکن نے آکر مجھ سے یہ سوال کیا کہ "کیا آپ کا نام ظہیرالدین خان ہے"؟ میں نے کہا ہاں! تو اُس نے جواب میں کہا کہ میں آپ کی ایک تصویر لینا چاہتا ہوں، اس لئے اگر آپ اسپورٹ ڈک تک چلنے کی تکلیف گوارا فرمائیں تو بہت بہتر ہوگا۔ چنانچہ ہم اس کے ساتھ ہولئے، اور جب اوپر پہنچے تو یہاں کوئی پندرہ بیس فوٹو گرافر قطار باندھے کھڑے ہمارے منتظر تھے ہمارے انکار کے باوجود ان لوگوں نے فوراً ہماری کئی تصویریں لیں۔ اس کے بعد ہمارا تعلق اور امریکہ آنے کی غرض و غایت، اور یہاں کے قیام کی مدت وغیرہ کے متعلق طرح طرح کے سوالات کی بوچھار شروع کردی جوابات ملنے پر ان سبھوں نے ہمارا شکریہ ادا کیا، اور رخصت ہوگئے۔ ان سے پیچھا چھڑانے کے بعد ہم نے ڈائننگ روم میں جاکر لنچ کھایا۔ لنچ سے فارغ ہونے تک ہمارا جہاز "بروک لن" (Brooklyn) ہاربر میں جاکر کھڑا ہوچکا تھا، اور بہت سارے مسافر اُتر بھی چکے تھے۔ کھانے سے فارغ ہوکر ہم اپنے "پاسز" دکھلاتے ہوئے نیچے اُترے، اور اپنے سامان کو، جو نیچے اُتر چکا تھا شناخت کرکے الگ کروالیا۔ اس اثناء میں کک کا آدمی آیا اور اپنے ساتھ کروڑگیری کے

ایک عہدہ دار کو بھی لیتا آیا، جس نے ہمارے سارے صندوق منگوا کر کھول کھول کر دیکھے یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے ہینڈ بکس بھی دیکھ ڈالے یہاں کروڑگیری کی بڑی سخت قید ہے ہم نے کسی اور ملک میں اسقدر جانچ پرتال، اور قید و بند نہیں پائی- اس کے بعد ہمارے صندوقوں پر چٹھیاں لگا دی گئیں، جو کک کے ایک دوسرے آدمی کے حوالہ کردئے گئے- اس کے بعد ہم ایک موٹر میں سوار ہوکر یہاں سے روانہ ہوے۔

جب ہم "میان ہاٹن برج" (Manhattan Bridge) پر سے گذرے تو اس وقت ہمیں تین مشہور اونچی اونچی عمارتیں نظر آئیں- جن میں پہلی "امپائر اسٹیٹ بلڈنگ" (Empire State Building) دوسری "کرائزلر بلڈنگ" (Chrysler Building) اور تیسری "ولورتھ بلڈنگ" (Woolworth Building) تھی- ان کے علاوہ "اسٹاچو آف لیبرٹی" (Statue of Liberty) اور "بروک لین برج" (Brooklyn Bridge) بھی بالکل صاف دکھائی دے رہے تھے- یہ دونوں پل (یعنی بروک لیں اور میان ہاٹن) دریائے ہڈسن کی جنوبی شاخ پر واقع ہیں (۴۰) منٹ کا راستہ طے کرنے کے بعد ہم "والڈ آرف الیسٹوریا" (Waldorf-Astoria) ہوٹل جا پہنچے؛ جو "پارک اے وے نیو" (Park Avenue) پر واقع ہے- یہ ہوٹل نہایت ہی عالی شان اور بالکل نو تعمیر ہے؛ جو نیویارک کا بہترین ہوٹل سمجھا جاتا ہے؛ اس کے کل (۴۲) منزل ہیں- منیجر نے سیڑھیوں تک آکر ہمارا استقبال کیا؛ اور نہایت کشادہ پیشانی سے "خوش آمدید" کہا اسکے بعد ہم اس کے ہمراہ؛ لفٹ کے ذریعے. تیسویں منزل پر پہنچے -یہاں کے لفٹ نہایت تیزی سے چلتے ہیں اور چاروں طرف سے بالکل بند ہوتے ہیں، نیچے سے اُٹھتے اور رُکتے وقت

والڈ ارف اسٹوریا ہوٹل

ایک خاص قسم کی وحشت محسوس ہوتی ہے - الغرض بتیسویں منزل پر پہنچنے کے بعد، منیجر نے ہمیں ہمارے کمرے دکھلائے، جو بہت ہی کشادہ، اور ہوادار ہیں اور جہاں سے شہر کا منظر بھی نہایت اچھا نظر آتا ہے - ہم نے تھوڑی دیر کمروں میں آرام لیا - اس اثناء میں سامان بھی آ گیا چاء کے بعد ہم سب موٹر میں سوار ہو کر "براڈوے" پر پہنچے جو یہاں کی ایک مشہور سڑک ہے، اور جس پر بڑی بڑی دوکانیں، تھیٹر اور سینما وغیرہ واقع ہیں - اس سڑک کو امریکن "گے وہائیٹ وے" (Gay White Way) بھی کہتے ہیں - ہزاروں کی

والڈ ارف ایسٹوریا ہوٹل نیو یارک

تعداد میں موٹریں، اور آدمی ادھر اُدھر پھرتے نظر آئے - براڈوے پر پہنچنے کے بعد ہم دوکانوں کی سیر کی خاطر موٹریں سے اُتر گئے - اتفاقاً ایک سینما کے سامنے سے گذر ہوا، جس کا نام "کیپیٹال" (Capitol) سینما تھا یہاں ہم نے لوگوں کا ایک کثیر مجمع دیکھا - اشتہار دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ آج یہاں "رابرٹ منٹگمری" (Robert Montgomery) کا ایک فلم دکھایا جانے والا ہے، جس میں خود وہ اسٹیج پر آئے گا - کھیل کا نام "(Another Language)" ہے چنانچہ ہم بھی ٹکٹ لے کر اندر داخل ہو گئے - ایم - جی - ایم کمپنی کا فلم تھا - جس میں "منٹگمری" کے علاوہ "ہیلن ہیز" (Helen Hayes) نے بھی کام کیا تھا - وقفہ کے دوران میں "رابرٹ منٹگمری" اسٹیج پر آیا، اور کہا کہ میں نے بڑی محنت و جانفشانی سے اس فلم کو تیار کیا ہے، اور امید ہے کہ آپ سب اسکو پسند بھی فرمائیں گے - اس کے بعد اس نے "آئرین پرسل" (Irene Purcell) نامی ایکٹرس کے ساتھ، اسٹیج پر اپنے ایک اگلے فلم کی ایکٹنگ کا کچھ حصہ ایکٹ کر کے سب کو دکھلایا، جو مذاقیہ تھا

اصل فلم میں "آئرین پرسل" کی بجائے "نارماشیرر" نے کام کیا ہے - چونکہ یہ حصہ پبلک کو بے حد پسند تھا، اس لئے اس نے اس کو دہرا کرا سٹیج پر دکھلایا - پونے نو بجے کھیل ختم ہوا، اور جب ہم باہر نکلے تو "براڈوے" روشنی کے سبب سے ایک بقعۂ نور معلوم ہورہی تھی اور لاکھوں قسم کے اشتہارات بجلی کے ذریعہ پبلک کے سامنے پیش کئے جارہے تھے غرض آج تک میں نے ایسی روشنی کہیں نہیں دیکھی - ہم نے ٹکسی لی - اور ہوٹل پہنچے یہاں ہندوستان کی طرح شام کے (۶ ½) بجے تک اندھیرا ہو جاتا ہے ۔

امریکہ کی ایک ہوٹل کا عجیب کمرہ

ہوٹل واپس آنے کے بعد ہم نے انیسویں منزل پر "اسٹارلائٹ روم" میں جاکر ڈنر کھایا - اس کمرے کی دیواروں پر نہایت ہی خوش نما نیلا رنگ کیا گیا ہے، اور روپہری پنی کے ستارے لگائے گئے ہیں اور اوپر اسکی چھت میں ریشمی ڈوریوں کے ذریعے آویزاں کئے ہوے ستاروں کی شکل کے بلب روشن تھے - دوران ڈانس میں اس کمرہ کی چھت رفتہ رفتہ کھول دی جاتی تھی، اور مصنوعی ستارہ نما بلب بالکل اصلی ستاروں میں اس طرح مل جاتے تھے کہ ان دونوں میں بمشکل تمام تمیز ہو سکتی تھی، اور پوری چھت گویا اصلی ستاروں سے منور نظر آتی تھی - اس کی دیواروں پر موزیک کا نہایت خوبصورت و رنگین کام بھی کیا گیا ہے، اور کمرے کو اعلیٰ اعلیٰ قسم کے فرنیچر سے خوب سجایا گیا ہے - ڈنر کھاتے ہوے ہم "جیک ڈینی" (Jack Denny) کا ڈانس آرکسٹرا سنتے رہے، اور اس کے ختم ہونے کے بعد اپنے کمروں کو واپس آئے، اور سونے سے پہلے ایک گھنٹہ تک اپنے کمرے کی کھڑکی سے شہر کی روشنی کا نظارہ کرتے رہے - کروڑہا بجلی کے بلب اونچی اونچی عمارتوں میں اوپر سے نیچے تک تقریباً ہر کھڑکی سے اپنی جھلک دکھلا رہے تھے، اور ہمیں سارا شہر ایک ایسا جادو کا سا نظر آرہا تھا کہ جس میں ہزاروں نور کے چشمے اُبل پڑے ہوں ۔

۸- اگست سہ شنبہ

صبح ناشتہ کے ساتھ ایک اخبار آیا، جس میں ہماری تصویریں تھیں- اس کے ساتھ ایک اور پرچہ بھی تھا، جس میں نیو یارک کے جملہ ریڈیو اسٹیشنوں کا پروگرام درج تھا، جو اس ہوٹل کی جانب سے چھپ کر، یہاں کے اقامت گزیں مسافروں کو تقسیم کیا جاتا ہے- اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ روزانہ ایک ڈالر کے حساب سے ہر کمرہ میں ایک ریڈیو سٹ لگایا جاسکتا ہے، چنانچہ ہم نے بھی اپنے کمرے میں ایک ریڈیو سٹ لگانے کا آرڈر دیا- گائیڈ نے ہوٹل کی "لابی" سے بذریعہ ٹیلیفون ہمیں اطلاع دی کہ وہ موٹر لے کر ہمارا منتظر ہے، چنانچہ ہم ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد اس کے ہمراہ موٹر میں سوار ہو کر نکلے۔

نیو یارک کے مشرقی حصہ کی سیر

اور "براڈوے" کا چکر لگاتے ہوئے شہر نیو یارک کے مشرقی گوشہ کا ایک گشت لگایا، "کریمنل کورٹ" (Criminal Court) اور "کورٹ آف جسٹس" پر سے ہوتے ہوئے دریائے ہڈسن پر جا پہنچے، جہاں ایک "اکویریم" یعنی عجائب خانہ بنایا گیا ہے- یہاں سے نکل کر ایک اور مقام پر پہنچے جسے "بیاٹری" (Battery) کہتے ہیں، اور جو لب دریا واقع ہے، اس پر توپیں وغیرہ بھی رکھی ہوئی ہیں، یہاں سے ہمیں "اسٹاچو آف لیبرٹی" بالکل صاف نظر آرہا تھا- اس کو دیکھکر ہم "لوور براڈوے (Lower Broadway)" پر پہنچے، یہ وہ سڑک ہے، جہاں مشہور شخصیتوں کے پر تکلف جلوس (Processions) نکالے جاتے ہیں- مثلاً "لنڈبرگ" (Lindberg) جس نے ہوائی جہاز میں پہلی دفعہ بحر اوقیانوس (Atlantic) کو تنہا عبور کیا تھا تو اُس کی واپسی پر اس کا یہیں پر تکلف جلوس نکالا گیا تھا- مس گرٹروڈ اڈرل (Gertrude Ederle) نامی ایک امریکن خاتون کا بھی- یہیں جلوس نکالا گیا تھا جبکہ وہ انگلش چینل کو پیر کر عبور کی تھیں،

یہاں سے ہم میئر کے آفس پر سے ہوتے ہوئے گذرے، جن کا نام "اُوبرائن" (O'Brien) ہے - اس کو عبور کر کے ہم "چینا ٹاؤن" (China Town) میں داخل ہوئے، جہاں بکثرت چینی آباد ہیں، یہاں ان کی دوکانیں اور رسٹورنٹ وغیرہ موجود ہیں- یہ ایک بہت خوف ناک مقام ہے، جہاں آئے دن کوئی نہ کوئی لڑائی جھگڑے اور فسادو خون ضرور ہوتے رہتے ہیں، اس لئے یہاں پولیس کا خاص انتظام کیا گیا ہے - اس کے بعد ہم ایک سڑک پر ہو لئے جہاں اطالین اور یہودی قوم کے لوگ آباد ہیں- یہاں سے نکل کر "بروک لین برج" پر سے گذرے اور پھر اسی پر سے واپس ہوئے اور راستہ میں "مارک ٹوئین" (Mark Twain) کے مکان پر سے گذرے جس نے "انکل ٹامز کیابن" جیسی مشہور کتاب لکھی ہے، اس کے علاوہ میئر "جیمی واکر" (Mayor Jimmie Walker) کا بھی مکان ملا، جو نیویارک کے سابق میئر تھے، اور جن کی جگہ اب میئر "اُوبرائن" ہیں۔

دنیا کی سب سے اونچی عمارت

یہاں سے ہم "امپائر اسٹیٹ بلڈنگ جا پہنچے" جو "لور ففتھ اے وے نیو" (Lower Fifth Avenue) پر واقع ہے - یہ عمارت دنیا میں سب سے زیادہ اونچی تسلیم کی گئی ہے، جس کے (۱۰۲) منزل ہیں - ہم گائیڈ کے ہمراہ اندر پہنچے - پہلی منزل میں بہت سی دوکانیں وغیرہ ہیں، اور فرش و دیواروں پر نہایت ہی عمدہ رنگین مرمر لگایا گیا ہے - یہاں سے ٹکٹ لے کر اکسپرس لفٹ میں سوار ہوئے، جس کے ذریعہ ہم چند ہی سکنڈ میں چھیاسویں منزل پر جا پہنچے- ہمیں اُوپر جاتے ہوئے بڑا چکر محسوس ہوا - اس منزل پر پہنچنے کے بعد، یہاں ایک بڑا رسٹورنٹ ہے، جس کے اطراف ایک برآمدہ بنایا گیا ہے، جہاں سے سارے شہر کا بخوبی نظارہ کیا جاسکتا ہے - یہاں ایک فوٹوگرافر بھی موجود تھا، جس نے ہماری تصویریں لیں- برآمدہ کے کٹہرے پر دو تین بڑی بڑی دوربینیں

لگی ہوئی ہیں - ان میں دس سنٹ کا ایک سکہ جسے ڈائم (Dime) کہتے ہیں ڈال کر ہر شخص دو منٹ تک ان کے ذریعے سارے شہر کو دیکھ سکتا ہے، اور دو منٹ بعد یہ خود بخود بند بھی ہو جاتی ہیں - اس (۸۶) منزل والے رسٹورنٹ میں کچھ شربت وغیرہ پینے کے بعد ایک دوسرے لفٹ کے ذریعے، (۱۰۲) درجہ والی منزل (یعنی اس عمارت کے بالکل آخری حصہ) پر جا پہنچے - یہاں ایک برج نما گول کمرہ ہے جس کے اطراف کھڑکیوں میں موٹے شیشے لگے ہوئے ہیں، اور جن کے ذریعے شہر کے مناظر دیکھے جاتے ہیں - آج چونکہ کچھ ہلکا سا کہر فضا کو گھیرے ہوئے تھا، اس لئے صاف طور پر دکھائی نہیں دے رہا تھا، لیکن پھر بھی نیچے کی سڑکیں ایک مہین دھاگے کی طرح نظر آرہی تھیں، اور ان پر موٹریں وغیرہ چل رہی تھیں تو اس طرح معلوم ہو رہا تھا کہ سواریاں نہیں بلکہ نقطے حرکت کر رہے ہیں، اور شہر کی ساری عمارتیں ایسی معلوم ہو رہی تھیں جیسے کہ مختلف سائز کے متعدد صندوق کسی نے یکے بعد دیگرے رکھ دئیے ہیں - اس عمارت کی چوٹی پر "مورنگ ماسٹ" (Mooring Mast) بھی ہے، جس پر زپلن لگا دیا جاتا ہے - اس پر سے ہمیں "کرائزلر بلڈنگ" اور "ولورتھ بلڈنگ" بھی نظر آرہی تھی - بلندی کے لحاظ سے اول الذکر دوسرا اور "ولورتھ" تیسرا نمبر رکھتی ہے - ساؤتھ ریور (یعنے دریائے ہڈسن کی جنوبی شاخ) میں بڑے بڑے متعدد جہاز آمد و رفت کرتے، اور بہت سے "ڈاکس" پر کھڑے ہوئے نظر آرہے تھے۔

نیو یارک کی سڑکوں کا ایک نیا طرز

نیو یارک کی سڑکوں کا طرز دنیا کے اور مقامات کی سڑکوں سے بالکل جداگانہ ہے، یعنی یہ کہ متعدد سڑکیں ایک دوسرے کے متوازی شمال سے جنوب کے رخ پر بنائی گئی ہیں، اور کئی مشرق سے مغرب کی طرف جاتی ہیں - پہلے منٹ ڈیڑھ منٹ تک پوری شہر کی ٹرافک مشرق سے مغرب

کو چلتی ہے، اور پھر اس کے رکنے کے بعد، اتنے ہی عرصہ کیلئے شمال سے جنوب کی جانب چلتی ہے، اور یہ سارا ٹرافک کنٹرول برقی قوت کے ذریعے خودبخود عمل میں آتا رہتا ہے ۔

ڈیڑھ بجے ہم ہوٹل واپس ہوئے، اور "اسٹارلائیٹ روم" میں جاکر لنچ کھایا۔ (۳½) بجے کمروں ہی میں چاء پی۔ چونکہ یہاں گرمی بہت شدت کی ہوتی ہے، اس لئے اس شہر میں کولڈ ڈرنکس اور آئسکریم کا بہت رواج ہے اسی لئے سینکڑوں قسم کے کولڈ ڈرنکس اور بیسیوں طرح کی آئسکریم یہاں دستیاب ہوتی ہے۔ اس شہر میں پانچ لاکھ موٹریں ہیں ٹکسیوں کا رنگ زرد یا نیلا ہوتا ہے، اور ان پر رجسٹریشن نمبر کی تختیاں حیدرآباد کی طرح زرد رنگ کی ہی ہوتی ہیں، اور ان پر سیاہ نمبر ہوتے ہیں۔ اس شہر میں سڑکوں کے علاوہ، زمین دوز ریلوے، اور "ایلی ویٹیڈ ریلویز" (Elevated Railways) بھی موجود ہیں۔ موخرالذکر وہ ریل ہوتی ہے، جو سڑکوں کے اوپر پلوں پر سے دوڑتی ہے۔ چنانچہ اس شہر کی بعض بعض سڑکوں پر اس قسم کے پل نظر آتے ہیں ۔

آج صبح سے تقریباً آٹھ دس مقامات سے ہمارے پاس ٹیلیفون آئے، جن کے ذریعہ اخباری نمائندوں نے مجھ سے انٹرویو کے لئے وقت مقرر کرنا چاہا تھا۔ مین نے ان سب کو نفی میں جواب دیا جس کی وجہ یہ بھی کہ یہ لوگ ضرور مجھ سے ہندوستان کے سیاسی معاملات پر سوالات کرتے، اور مین اس موضوع پر کچھ کہنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ ایک دو آدمیوں نے تو ہوٹل پر ہی آن کر مجھے "نیشنل براڈکاسٹنگ ریڈیو کمپنی" سے (جو ریڈیو سٹی میں واقع ہے) ہندوستانی سیاسیات پر تقریر کرنے کے لئے بے انتہا مجبور کیا۔ مین نے انہیں بھی نفی میں جواب دیا۔ اب تک ہمارے متعلق یہاں جو کچھ بھی تشہیر ہو چکی ہے وہ بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ اور کم بخت اخبار والوں نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ یہ ہندوستان کے بڑے ہی متمول جاگیرداروں

یں سے ہیں اس لئے ہمیں ڈر ہے کہ ہم خدا نخواستہ کہیں کسی بلا میں نہ گرفتار ہو جائیں *
ہم نے تہیہ کرلیا ہے کہ آئندہ حتی الامکان تصویر والوں اور اخبار والوں سے بچنے کی کوشش کریں گے، خصوصاً شکاگو میں تو بالکل خاموش جا پہنچیں گے، اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح وہاں سے نکل پڑیں گے، کیونکہ وہ توڈاکوؤں اور بدمعاشوں کا خاص مسکن ہے۔

چاء سے فارغ ہو کر ہم سوا چار بجے گائیڈ کے ہمراہ اس موٹر میں نکلے جو کک کمپنی کی جانب سے نیو یارک کے قیام دوران میں ہمارے لئے مقرر کی گئی ہے- یہ ایک بارہ سلنڈر، "کیا ڈی لاک" ہے- ہوٹل سے نکل کر ہم "راکسی" (Roxy) سنیما پر سے ہوتے ہوئے براڈوے پر پہنچے، پھر یہاں سے روانہ ہو کر، دریائے ہڈسن کی شمالی شاخ پر جا پہنچے اور دو تین میل تک اسی کے بازو چلے گئے، اور "واشنگٹن برج تک" جا کر واپس ہوئے- ندی کے اس کنارے پر نیو یارک اور اس پار "نیو جرسی" واقع ہے- کچھ عرصہ پہلے ادھر سے اُدھر پار ہونے کے لئے کشتیوں پر موٹریں سوار کر کے جانا پڑتا تھا، لیکن اب اس دریا کو عبور کرنے کے لئے دو جدید راستے تعمیر کئے گئے ہیں- ایک واشنگٹن برج ہے، جو پورا لوہے سے ایک ہی کمان پر بنایا گیا ہے، اور سنا جاتا ہے کہ دنیا بھر میں اس سے بڑا کوئی ایک کمان والا پل نہیں- دوسرا راستہ ندی کے نیچے سے بنایا گیا ہے، جو ایک بھنوارہ کی شکل رکھتا ہے، جس میں سے

---

* چونکہ امریکہ میں ڈاکوؤں کی بہت کثرت ہے، اور یہ لوگ بڑے ہی پر اسرار طریقوں سے چوری کرتے ہیں، یہاں تک کہ اگر صرف کسی مالدار شخص کا لڑکا ہی ان کے ہاتھ لگ جاتا ہے تو وہ اس کو اس طرح غائب کر دیتے اور لاپتہ چھپا دیتے ہیں کہ ہزار جستجو بھی اس کا سراغ ملنا مشکل ہو جاتا ہے اس کے بعد وہ اس کے باپ کو گم نام خطوط کے ذریعہ اطلاع دیتے ہیں کہ اگر تم اس قدر رقم دیتے ہو تو ہم تمہارے لڑکے کو تمہارے حوالہ کر دیتے ہیں ورنہ یاد رکھو کہ ہم اسے قتل کر دیں گے- بے چارے باپ کو مجبوراً یا تو ان کی منہ مانگی رقم دینی پڑتی ہے یا اپنے بیٹے کی عزیز جان سے ہاتھ دھولینا پڑتا ہے-

موٹروں کے علاوہ ریل بھی گذرتی ہے - یہاں سے لوٹ کر ہم "کولمبیا یونیورسٹی" کے سامنے پہنچے، جسکی ہم نے چند تصویریں بھی لیں - اور "راک فیلر چرچ" کے سامنے سے ہوتے ہوئے - سنٹرل پارک میں داخل ہوئے، جو شہر کے ایک پبلک گارڈن کی حیثیت رکھتا ہے - دریائے ہڈسن کے کنارے پر غیر ممالک کے طلباء کیلئے ایک ہاسٹل بھی بنایا گیا ہے جسے "انٹرنیشنل ہاوس" کہتے ہیں، اور جس کا تعلق کولمبیا یونیورسٹی سے ہے - یہاں سے نکل کر ہم "مراسکو ٹھیٹر" کولمبیا یونیورسٹی کے کتب خانہ میں مصنف (Morosco Theatre) کے سامنے پہنچے، جہاں آج رات "گوئنگ گے" (Going Gay) نامی ایک ڈرامہ اسٹیج کیا جانے والا تھا - گائیڈ نے اس کی بہت تعریف کی تو ہم نے بھی یہاں سے آج رات کے ٹکٹ خرید لئے، اور جب ہوٹل واپس ہوئے تو منیجر نے ہم سے کہا کہ کمرہ میں ریڈیو لگا دیا گیا ہے - چنانچہ میں نے کمرے میں پہنچ کر اسے چلایا - اس کے سوئچ میں دس کھٹکے لگے ہوئے ہیں، اور ہر ایک کے گھمانے پر نیویارک کا ایک ایک ریڈیو اسٹیشن ملتا جاتا ہے، اس میں عام ریڈیو سٹوں کی طرح "ٹیوننگ ڈائل" (Tuning dial) موجود نہیں ہے - یہ ریڈیو سٹ خاص طور پر اسی ہوٹل کے لئے تیار کئے گئے ہیں - آٹھ بجے تک مختلف اسٹیشنوں سے گانا سنتا رہا، اور اس کے بعد نہا کر اسٹار لائٹ روم میں پہنچ کر ڈنر کھایا، اور کھانے کے بعد "مراسکو ٹھیٹر" جا کر "گوئنگ گے" نامی فلم دیکھا جس کا ذکر ابھی چند سطر اوپر کیا جا چکا ہے - غالباً اس کھیل میں سارے برطانوی اداکاروں، نے حصہ لیا تھا - کیونکہ زبان سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ امریکن نہیں ہیں کھیل نہایت

پر مذاق تھا گیارہ بجے ہوٹل لوٹ کر تھوڑی دیر تک ریڈیو سننے کے بعد ہم سب سو گئے۔

۹۔ اگسٹ چہارشنبہ

صبح تیار ہوتے ہوئے ریڈیو سنتا رہا۔ امریکہ میں براڈ کاسٹنگ کے پروگرام خاص قسم کے ہوا کرتے ہیں، جن میں اناؤنسرز (Announcers) کی تقریر نہایت تیز ہوا کرتی ہے، اور ایک آئیٹم (Item) سے دوسرا آئیٹم بھی بہت جلد بدلا جاتا ہے۔ اور ان ہر دو آئیٹموں کے بیچ میں کسی نہ کسی خاص شئے (مثلاً ٹوتھ پیسٹ، چوئنگ گم یا کوئی خاص قسم کی موٹر وغیرہ) کی ضرور تشہیر کی جاتی ہے۔ (½ ۱۰) بجے ہم اپنی موٹر میں سوار ہو کر ایک بڑے ڈیپارٹمنٹ اسٹور کو پہنچے، جس کا نام "میسی" (Macey) ہے۔ مسز ٹیمنز اور اپنی بیوی کو یہاں شاپنگ کے لئے چھوڑ کر، دوسری دو کانوں سے شاپنگ کرتے ہوئے ہم پھر یہاں واپس آئے۔ اور اس کے بعد ہوٹل لوٹ کر لنچ کھایا۔ لنچ کے بعد ۳ بجے تک ریڈیو سن کر، (½ ۳) بجے ہادی اور مین "لیبرٹی میوزک شاپ" کو گئے، جو میڈیسن ایوینیو پر واقع ہے، جہاں سے گراما فون اور کچھ ریکارڈ وغیرہ خرید کر پانچ بجے ہوٹل لوٹے، اور چاء پی۔ اس کے بعد "ریڈیو سٹی" میں واقع ہے۔ یہ مقام ریڈیو سٹی کے نام سے اس لئے موسوم ہے کہ یہاں قریب قریب پانچ چھ عمارتیں بنائی گئی ہیں، جن میں تھیٹر، سنیما، ریڈیو اسٹیشن، غرض اور اس قسم کی دو تین چیزیں موجود ہیں۔

دنیا کا سب سے بہترین سینما

"راکسی سینما" جو حال میں تیار کیا گیا ہے، اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ روئے زمین پر، اس جیسا "اپ ٹو ڈیٹ" سینما کہیں موجود نہیں، درحقیقت کیا بلحاظ وسعت اور کیا بلحاظ فرنیچر و فٹنگز، یہ دنیا کے سارے سینماؤں سے بہت بہتر ہے۔ متعدد امریکن اخباروں میں مین نے اس

کی بڑی بڑی تعریفیں پڑھی تھیں، بعض تو اس کو دنیا کے آٹھ عجائبات میں شامل کرتے ہیں۔ ایک نے تو یہ بھی لکھا تھا کہ جس طرح ہندوستان "تاج محل" پر فخر کر سکتا ہے، اسی طرح امریکہ کو اس سینما کی وجہ سے فخر حاصل ہے، اور ہم نے بھی حقیقتاً اس کو ایسا ہی پایا۔ اس کے متعلق یہاں کچھ صراحت سے بیان کرنا موجب طوالت ہوگا۔ آج یہاں ہم نے ایک فلم دیکھا، جس کا نام (It's Great to be Alive) تھا جو ریڈیو پکچر کمپنی کا تیار کردہ ہے۔ اس میں "رول رولینز" (Raul Roulein) "گلوریا اسٹیورٹ" (Gloria Stuart) اور "للین ٹاش من" (Lilian Tashman) نے کام کیا ہے، کھیل نہایت اچھا تھا۔

یہاں سے نکل کر ہم ایک رسٹورنٹ میں پہنچے جس کا نام "انڈیا سیلون" رسٹورنٹ ہے، جو اس سینما سے بالکل قریب واقع ہے۔ یہاں ہم نے ہندوستانی کھانا بھی کھایا، جو مدراسی وضع کا تھا، ہمیں یہاں تین چار اور ہندوستانی بھی کھانا کھاتے ہوئے نظر آئے۔ کھانے کے وقت ایک بنگالی صاحب آئے اور کہنے لگے کہ انہوں نے ہماری تصویریں اخباروں میں دیکھی ہیں، اور وہ یہاں کے اخباروں میں اکثر و بیشتر ہندوستان کے متعلق مضامین لکھا کرتے ہیں۔ ان سے تھوڑی دیر تک باتیں کرنے کے بعد ہم سب اپنی ہوٹل کو واپس ہوئے۔ ½9 بجے کے قریب پھر گائیڈ کے ہمراہ موٹر میں سوار ہو کر نکلے تا کہ رات کے وقت نیویارک کی سیر کی جائے۔ ہم نے "براڈوے" کی روشنی کا نظارہ کرتے، اور "چائناٹاون" کو عبور کرتے ہوئے اُس ٹنل میں سے گذر کر جو دریائے ہڈسن کے نیچے سے ہو کر جاتا ہے، نیوجرسی کے علاقہ میں داخل ہوئے۔ یہ بھنوارہ سوا میل لانبا ہے، اور اس کے اندر تیز روشنی لگی ہوئی ہے اندر پہنچتے ہی، موٹر کی روشنی بجھا دینی پڑتی ہے، صرف "ٹیل لمپ" روشن رکھنا پڑتا ہے۔ اس کو عبور کرنے کے لئے ایک پاس لینا پڑتا ہے، جس کو دوسری طرف نکلتے وقت واپس دے دیا جاتا ہے، ہم نے "نیوجرسی" پہنچکر موٹر پھیر لی اور پھر واپس ہوئے۔ ½11 بجے ہوٹل لوٹ کر تھوڑی دیر تک ریڈیو سنتے رہے۔

اس وقت ہمارے ہی ہوٹل میں جو ڈانس آرکسٹرا بج رہا تھا، وہ ایک ریڈیو اسٹیشن کے ذریعہ مجھے ریڈیو سٹ پر ملا - آج ہم نے ہوٹل کے منیجر کی زبانی سنا کہ "رابرٹ منٹگمری" بھی اسی ہوٹل میں مقیم ہے۔

۱۰ - اگسٹ پنجشنبہ

ہم سب دس بجے موٹریں سوار ہو کر نکلے صرف مسز ٹیمنز مزاج کی ناسازی کی وجہ سے ساتھ نہ آسکیں آج ہمارے پروگرام کے لحاظ سے "ویسٹ پائنٹ" کا معائنہ مقرر تھا، جہاں امریکہ کے کیڈٹ فوجی تعلیم حاصل کرتے ہیں - غرض ہم "واشنگٹن برج" پر سے ہوتے ہوئے نیوجرسی میں داخل ہوئے، اور پھر یہاں سے "ویسٹ پائنٹ" کی راہ لی - دریائے ہڈسن کے بازو بازو ہوتے ہوئے کوئی دس پندرہ میل تک چلے گئے - راستہ میں ہماری ایک جانب جا بجا متمول لوگوں کے مکان نظر آرہے تھے اور دوسری طرف دریائے ہڈسن اور اسکا گھنا جنگل جاذب توجہ بنا رہا - ہمیں اثناء راہ میں متعدد سفید رنگ کی چھوٹی چھوٹی موٹر لاریاں کھڑی ہوئی دکھائی دیں جن میں آئسکریم بک رہی تھی ان لاری والوں کے پاس سے قسم قسم کی نہایت لذیذ آئسکریم دستیاب ہوتی ہے، اور ان لاریوں کو سفید یونی فارم پہنے ہوئے ڈرائیور چلا رہے تھے - مین نے اپنے ڈرائیور سے دریافت کیا کہ ابھی "ویسٹ پائنٹ" یہاں سے کس قدر دور ہے، تو اس نے کہا اور تیس میل ہے - اس وقت چونکہ بارہ بج چکے تھے اور کھانے کے وقت تک ہم لوگوں کا واپس ہونا ممکن نہ تھا، اس لئے موٹر پلٹا لینے کے لئے کہا - واپس ہوتے ہوئے پانچ منٹ کے لئے دریائے ہڈسن کے کنارے اتر پڑے اور اس کی مختلف تصویریں لیتے رہے - اس کے بعد پھر نیویارک کو واپس آکر "ساک" (Sack) جو ففتھ ایوینیو پر واقع ہے) نامی ایک ڈیپارٹمنٹ اسٹور سے شاپنگ کرتے ہوئے اپنی ہوٹل کو لوٹے - یہیں ہم نے لنچ کھایا، اس کے بعد تین بجے تک آرام سے کرہادی اور مین ففتھ ایوینیو کو گئے جہاں

"امریکن لان ٹینس میگزین" کا دفتر ہے ۔

یہ دفتر اس بلڈنگ کی نویں منزل پر واقع ہے۔ ہم نے اس میگزین کے اڈیٹر "یس ڈبلیومیری ہیو" (S. W. Merrihew) سے ملاقات کی - ہادی ان کو پہلے ہی سے جانتے تھے ، بہت دیر تک ٹینس کے متعلق گفتگو ہوتی رہی - ڈیویس کپس میاچیز ، اور ویمبلڈن ٹورنمنٹ میں امریکن کھلاڑیوں کے ناکام رہنے کے وجوہ بھی دریافت کرتے رہے - ایڈیٹر صاحب بہت خوش مزاج اور ٹینس کے متعلق نہایت کافی معلومات رکھتے ہیں انہوں نے ہم سے ٹینس کے قواعد کے متعلق دو تین سوالات بھی کیے جو اس وقت ٹینس رولز میں داخل نہیں ہیں - انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان چیزوں کا تصفیہ عنقریب ہونے والا ہے جس کو وہ ٹینس کے قواعد کی کتاب میں شامل کرنے والے ہیں - ایڈیٹر صاحب کو اپنے نام اخبار جاری کر دینے کے لئے دو سال کا چندہ ادا کیا ، اور وہاں سے چند نئے میگزین خرید کر ان کا شکریہ ادا کر کے ہوٹل واپس ہوے ۔

چاء پینے کے بعد پونے پانچ بجے کک کی موٹر میں سوار ہو کر پولو دیکھنے کی خاطر "لانگ آئی لینڈ" (Long Island) کی راہ لی ، جو یہاں سے تقریباً (۳۰) میل کے فاصلہ پر واقع ہے "Fifty-ninth Bridge" کو عبور کر کے ہم "Long Island" میں داخل ہوے ، اور کوئی گھنٹہ سوا گھنٹہ میں میڈوبروک (Meadow Brook) پہنچے راستہ میں دونوں طرف خوشنما جنگل اور کھیتیاں نظر آرہی تھیں - میڈوبروک کلب پر پانچ چھ پولو گرنڈوز ہیں- آج یہاں پولو کے دو اچھے کھلاڑی بھی پراکٹس کرتے ہوے نظر آئے ، جن میں سے ایک کا نام "کپٹن رورک (Capt. Roark) اور دوسرے کا مسٹر ویب (Mr. Webb) تھا اول الذکر برطانوی کھلاڑی ہیں ، اور یہ انگلستان و امریکہ کے مابین جو کھیل حال میں شروع ہونے والے ہیں ، ان میں شریک ہونے کی غرض سے اسی ہی جہاز سے یہاں آئے ہیں ،

ان کے چھوٹے بھائی جنھوں نے امریکہ میں آکر سکونت اختیار کرلی ہے وہ ہمیشہ امریکہ
ہی کی جانب سے بین الاقوامی مقابلوں میں حصہ لیا کرتے ہیں اور مسٹر ویب تو ساری دنیا میں اپنی
طرز کے اس وقت ایک ہی کھلاڑی ہیں، جو بائیں ہاتھ سے پولو کھیلتے ہیں، اور ہمیشہ بین
الاقوامی پولو مقابلوں میں امریکہ کی طرف سے نمایندگی کیا کرتے ہیں غرض یہاں ہم نے ان
دونوں کو پراکٹس کرتے ہوے دیکھا۔ "کیپٹن رورک" کے کھیل میں تو ہم نے کوئی خاص
بات نہیں دیکھی، البتہ "مسٹر ویب" نہایت اچھا کھیلتے ہیں۔ کھیل کے اثناء میں ایک
آئسکریم کی موٹر لاری نظر آئی تو ہم نے آئسکریم نکلوا کر کھائی، جو کسی ڈش کی بجائے موٹے
موٹے بدّوں پر رکھ کر دی جاتی ہے جس کی شکل ایک چھوٹی سی اینٹ کی طرح ہوتی ہے۔
کھیل دیکھنے کے بعد ہم یہاں سے روانہ ہوے۔ راستہ میں دو تین "ایرو ڈوروم" ملے ان میں
سے ایک تو "کرنل لنڈبرگ" کے ہوائی جہاز کے ذریعہ یہاں سے پرواز کرکے، پہلی دفعہ بحر
اوقیانوس کو عبور کرنے کی وجہ سے مشہور ہے۔ ہوٹل پہنچکر ہم نے اسٹار لائیٹ روم میں
جاکر ڈنر کھایا۔ آج ہوٹل کے منیجر نے ہمارے لئے "ایمسٹر ڈم تھیٹر" جاکر پال وہائیٹ من
(Paul Whiteman) کا مشہور آرکسٹرا سننے کا انتظام کیا تھا، چنانچہ کھانے کے بعد،
ہم براڈوے پر "ٹائمز اسکوائر (Times Square) میں "امیسٹر ڈم تھیٹر" جاپہنچے۔ ہوٹل کی
جانب سے ہمیں کامپلیمنٹری پاس دے گئے تھے، جن کو دکھا کر ہم اندر داخل ہوے، اور
اپنی اپنی نشستیں لے لیں۔

یورپ وامریکہ میں براڈ کاسٹنگ کا بہترین طریقہ

اس تھیٹر میں ڈرامے بھی اسٹیج کرکے دکھلائے جاتے ہیں، اور اسی کو براڈ کاسٹنگ بھی
کیا جاتا ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ اسٹیشن کے ساتھ ساتھ ایک تھیٹر ہال بھی بنایا جاتا ہے
اور جس میں پروگرام کے مطابق گانے وغیرہ کا مثل ایک تھیٹر کے انتظام کیا جاتا ہے، اور

اس پر ٹکٹ بھی مقرر ہوتا ہے، تاکہ ایک طرف تو اس شہر کے باشندے یہاں آکر آسانی سے گانا سن سکیں، اور گانے والوں کی اداکاری وغیرہ دیکھ سکیں، اور دوسری طرف دور دور کے لوگ حسب قاعدہ اپنے اپنے ریڈیو سے صرف گانا سن لیں - اسٹیج اور ہال کے درمیان شیشہ کی ایک بڑی اسکرین ہوتی ہے - تاکہ پبلک کے شوروغل کی آواز بھی کہیں گانے کے ساتھ ریڈیو پر گانا سننے والوں کو سنائی نہ دے، اور خود تھیٹر ہال میں بیٹھ کر ناچ و گانا سننے والی پبلک کے لئے لوڈ اسپیکر لگادئے جاتے ہیں، کیونکہ اس شیشہ کی اسکرین کی وجہ سے گانے وغیرہ کی آواز سنائی نہیں دے سکتی - اس طرح پبلک ان آئینوں کے ذریعے ناچنے گانیوالوں کو بخوبی دیکھ سکتی ہے، اور انہیں لوڈ اسپیکر سے گانا بھی بالکل اصلی انداز میں سنائی دیتا ہے - جس جگہ گانے والے اسٹیج پر گاتے ہیں، وہاں مائیکروفون ہوتے ہیں اور ان ہی کے ذریعہ، اُن کا گانا وغیرہ اصل وائرلیس اسٹیشن پر، جو اسی ہال سے ملحق رہتا ہے، منتقل ہو جاتا ہے اور یہاں سے وہ ہوا میں منتشر کیا جاتا ہے - اس طرح یہ ریڈیو والے دو فائدے اٹھاتے ہیں - ایک طرف تو ان مشہور گانے والوں کا گانا نشر کر دیتے ہیں، اور دوسری طرف ایک اچھا خاصا ڈرامہ اسٹیج کر کے روپیہ پیدا کر لیتے ہیں - جن ریڈیو اسٹیشنوں میں تھیٹر ہال نہیں ہوتے، وہ لوگ کرایہ پر ان ہالوں کو لے کر اس قسم کا انتظام کرتے ہیں اور عموماً یورپ و امریکہ میں یہی عام رواج ہے۔

یہاں ہم نے اسٹیج پر پال وہائیٹ من کا آرکسٹرا سنا جنھوں نے "کنگ آف جاز" فلم دیکھا ہے، ان کو بخوبی معلوم ہوگا کہ "پال وہائیٹ من" ایک نہایت ہی تنومند آدمی تھا، لیکن ہم نے آج اس کو اسٹیج پر دیکھا تو پہچان ہی نہ سکے، کیونکہ وہ حد سے زیادہ دبلا ہو گیا ہے - آج رات یہاں سینما کے مشہور اداکار "آل جال سن" (Al Jolson) کو بھی گاتے ہوئے دیکھا جس کے دو فلم، ایک "Sonny Boy" اور دوسرا

"Singing Fool" بہت مشہور ہیں۔ وہائیٹ من کا آرکسٹرا بہت اچھا تھا؛ اور آل جال سن بھی نہایت عمدگی سے گا رہا تھا۔ کھیل ختم ہونے کے بعد ہم نے "پال وہائیٹ من" اور آل جال سن سے ملاقات کی۔ اور اول الذکر سے اس کے اس قدر دبلے ہو جانے کا سبب پوچھا، تو اس نے جواب میں کہا کہ پہلے وہ پیتا اور کھاتا بہت تھا لیکن اب شراب بالکل چھوڑ دی ہے۔ ورزش کرنے اور پرہیزی غذائیں کھانے کی وجہ سے اس قدر دبلا ہوگیا ہے کہ اُس کا وزن (۲۵) اسٹون کی بجائے اب صرف (۱۶) اسٹون (۱۱) پونڈ باقی رہگیا ہے۔ ہم نے ان دونوں کے دستخط بھی لئے۔ آل جالسن ایک خوش مزاج آدمی معلوم ہوتا ہے۔ غرض ہم ان دونوں سے باتیں کرنے کے بعد ہوٹل واپس ہوئے اور بارہ بجے سو گئے۔

۱۱۔ اگسٹ جمعہ

آج صبح کہیں باہر نہیں گیا البتہ ½۱۱ بجے "لابی" کو جا کر میں نے اخبارات خریدے۔ ہادی جو کک کے آفس گئے ہوئے تھے، وہ (½۱۲) بجے واپس ہوئے۔ ایک بجے ہم سب نے لنچ کھایا۔ چونکہ آج شام کے چار بجے ہم نے رابرٹ منٹگمری کو جو ہالی وڈ کا مشہور فلم ادا کار ہے؛ چاء کی دعوت دی تھی، اسی لئے چار بجے ڈرائنگ روم میں جا کر اس کا انتظار کرتے رہے۔ چنانچہ وہ سوا چار بجے آپہنچا۔ ہندوستان کے متعلق اور خصوصاً یہاں کے پولو پر بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ اس کو ہندوستان دیکھنے کی بڑی تمنا ہے۔ میں نے اِسے ہندوستان آنے پر حیدرآباد آنے کی بھی دعوت دی ہے۔ اس نے اپنی تصویریں ہمیں تحفتہً دیں۔ اور مجھ سے بھی طلب کیں۔ چونکہ اس وقت ہمارے یہاں تصویریں موجود نہ تھیں، اسی لئے انگلستان جانے کے بعد بھیجنے کا وعدہ کیا۔ ہم نے اس سے اپنے "ہالی وڈ" جانے کا ارادہ ظاہر کیا، تو اس نے بہت افسوس ظاہر کرتے ہوئے ہم سے یہ کہا کہ ہمارے قیام کے زمانہ میں وہ وہاں نہیں رہ سکے گا، ورنہ اس کی یہ دلی خواہش تھی کہ وہ

ہمیں ہالی وڈ کو جس طرح دیکھنا چاہیئے اس طرح دکھا سکتا۔ چونکہ یہ موقع تو اس وقت حاصل نہیں تھا اس لئے وہ ہالی وڈ کی ایم جی ایم کمپنی کو تار دینا چاہتا ہے تاکہ وہ ہمیں اچھی طرح سے اسٹوڈیو دکھلائیں۔ اس نے ہم سے یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ اگر ہم نیویارک میں چند دن اور ٹھہرے رہیں تو بہتر ہے، تاکہ وہ ہمیں اپنے اسٹیٹ کو لیجا کر کچھ دن مہمان رکھے۔ ہم نے فرصت نہ ہونے کی وجہ سے مجبوری ظاہر کی، اور اس پر اس کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد وہ رخصت ہوگیا۔

$6\frac{1}{2}$ بجے ہم موٹر میں سوار ہو کر براڈوے پہنچے، اور یہاں کے ایک سینما میں گئے، جس کا نام "لوزاسٹیٹ واڈول" (Loew's State Vaudeville) تھا، یہاں ایک فلم دیکھا، جسکا نام "Hold your man" تھا، اس فلم میں "کلارک گیبل" اور جین ہارلو نے کام کیا ہے، اور یہ یم، جی، ایم، کمپنی کا بنا ہوا ہے۔ سینما شروع ہونے سے قبل اسٹیج پر رقص و سرود بھی ہوا، جس میں ہالی وڈ کا فلم ایکٹر "مارٹن ڈونی" (Morton Downey) گاتا بھی ہے۔ اس کی آواز نہایت باریک ہے۔ $9\frac{1}{2}$ بجے ہوٹل کو واپس ہوئے، اور اسٹارلائٹ روم میں جا کر کھانا کھایا "جیک ڈینی" کے آرکسٹرا کے علاوہ اس ہوٹل میں "زیویر کیوگیاٹ" (Xavier Cugat) کا کیوبن (Cuban) رمبا آرکسٹرا بھی بجتا ہے۔ رابرٹ منٹگمری سے پھر ہماری یہاں ملاقات ہوئی، جو چند دوستوں کے ساتھ ایک میز پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہا تھا۔ غرض $1\frac{1}{2}$ بجے ہم سب اپنے کمروں میں جا کر سو گئے۔ تقریباً آج سارا دن سامان کے بندھوانے میں گزرا، کیونکہ کل ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہاں سے نیاگرا فالز دیکھنے کے لئے نکلنے والے ہیں۔

باب پنجم

آبشار نیاگرا، شکاگو

(اور اس کی صد سالہ نمائش)

(۱۲ ۔ سے ۱۷ ۔ اگسٹ تک)

۱۲ - اگست شنبہ

صبح ساڑھے چھ بجے اٹھ کر روانگی کی تیاری میں مصروف ہوے، اور آٹھ بجے تک سامان وغیرہ کک کے آدمی کے حوالہ کر دیا - ٹھیک نو بجے "نیویارک سنٹرل اسٹیشن" جا پہنچے جو ہوٹل سے تقریباً فرلانگ یا ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلہ پر ہے - اسٹیشن کی وسعت کا اندازہ امکان سے باہر ہے، ہزاروں مرد اور عورتیں ادھر اُدھر پھرتے ہوئے نظر آرہے تھے، اور ہر پانچ پانچ منٹ پر ایک گاڑی یہاں سے چھوٹتی تھی - اس اسٹیشن کے تمام پلاٹ فارم زیر زمین بنائے گئے ہیں - ہم ٹکٹ دکھلاتے ہوئے اپنے "پل من" ڈبے میں جا کر سوار ہو گئے جو گاڑی کے بالکل آخری حصہ پر تھا - اس کے پیچھے ایک "آبزروشن کمپارٹمنٹ" بھی مثل ورانڈے کے موجود تھا - ٹھیک ساڑھے نو بجے ریل یہاں سے روانہ ہوی، جس کی رفتار نہایت تیز ہے تھوڑی دیر تک تو یہ زیر زمین چلتی رہی، لیکن شہر کے حدود ختم ہونے کے بعد سطح زمین پر آگئی - جب ہم شکم زمین سے باہر نکل آئے تو ہمیں بائیں جانب دریائے ہڈسن کی لہراتی ہوئی موجیں نظر آنے لگیں جن کا سلسلہ میلوں چلا گیا ہے، جو تقریباً ساڑھے تین گھنٹہ تک برابر جاری رہا - دریا زیادہ وسیع نہیں لیکن سنا کہ نہایت عمیق ہے، اور بعض بعض مقامات پر تو بمشکل تہ کا پتہ چلتا ہے، اس لئے اس میں جہاز رانی ہوتی ہے - دریا کے ساتھ ساتھ ہمارے لئے دونوں جانب بڑے بڑے جنگل اور پہاڑیاں بھی دلفریبیوں کا سامان لئے ہوئے تھیں - ندی کے اُس پار نیوجرسی کا علاقہ تھا - بارہ بجے کے قریب ہمیں کچھ آبادی نظر آنے لگی - دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مقام وہی "ویسٹ پائنٹ" (West point) ہے جہاں کیڈٹوں کی فوجی تعلیم کے لئے ایک اسکول قائم کیا گیا ہے -

امریکہ کی ریل کے ایک نگران کی اسلام پر وارفتگی

امریکہ کی ریلوں میں عموماً یہ قاعدہ ہے کہ مسافرین کی حفاظت و نگرانی مال واسباب کی خاطر ہر ڈبہ پر ایک حبشی نگران (Attendant) مقرر کیا جاتا ہے چنانچہ ہمارے ڈبہ پر بھی ایک حبشی نگہ بان تھا۔ ، جو ہمیں موقع بہ موقع ساری چیزیں دکھلاتا رہا۔ میں نے اسموکنگ روم میں جاکر تھوڑی دیر تک سگریٹ پیتے ہوئے اس سے باتیں کیں۔ یہ شخص تعلیم یافتہ معلوم ہوتا ہے۔ اور سیاسی حالات سے بھی باخبر ہے۔ ایک بجے ہم نے ڈائننگ کار میں کھانا کھایا۔ یہاں کے ویٹرز بھی سارے حبشی ہی تھے۔ کھانے کے بعد تین بجے تک پھر اسموکنگ روم میں ہی بیٹھے ہوئے اُس نگران حبشی سے باتیں کرتا رہا۔ اس نے ہندوستان دیکھنے کی بڑی خواہش ظاہر کی، اور مذہب اسلام کا بہت دلدادہ معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ مجھ سے کہتا تھا کہ اس نے دنیا کے اکثر بڑے بڑے مذاہب کے متعلق متعدد کتابین پڑھی ہیں، لیکن سب میں بہتر اُس نے اسلام ہی کو پایا، اور یہ بھی کہتا تھا کہ وہ مسلمان ہوجانا چاہتاہے، لیکن عزیز واقارب کے ڈر سے کہ وہ اس کو اُس نظر سے نہ دیکھیں گے جیسا کہ اب دیکھتے ہیں، مجبور رہے۔ جدید تمدن کو وہ بالکل بری نظروں سے دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ دنیا آج کل ایک عجیب خبط میں مبتلا ہے کہ مذہب سے بالکل بے بہرہ ہوتی جارہی ہے، اور لامذہبیت کی طرف مائل ہو رہی ہے اُس کی دلی خواہش یہ تھی کہ وہ ہندوستان جاکر ایک مسلمان بنکر کسان کی حیثیت سے کھیتی باڑی کرکے، نیچرل لائف سے لطف اٹھاتے ہوئے اپنی زندگی کے دن گزارے۔

امریکہ کی ریلوں مین انجن کے پانی لینے کا ایک نیا طریقہ

ہماری ریل میں کوئی پندرہ ڈبے لگے ہوئے تھے اور اس پر بھی انجن کی قوت کا اندازہ کیجئے کہ گاڑی (۶۰) یا (۶۵) میل کی رفتار سے جارہی تھی، اور بہت دیر تک کہیں ٹھیرے

بغیر مسلسل چلتی رہتی ہے - یہاں کی ریلوں میں انجن کے پانی لینے کا انتظام ایک عجیب ہی طریقہ پر کیا گیا ہے کہ دونوں پٹریوں کے بیچ میں ایک ڈیرہ دو فیٹ چوڑی نالی خاص خاص اسٹیشنوں پر بنائی گئی ہے، جو ایک ایک دو دو فرلانگ لامبی رہتی ہے، اور اس میں پانی بھرا رہتا ہے - اُس مقام پر انجن کے پہنچنے کے بعد انجن کے نچلے حصہ میں جو سوراخ رہتا ہے، اُسکا ڈھکن کھول کر نالی کے پانی میں ڈبو دیا جاتا ہے، اور گاڑی کی تیز رفتاری کی وجہ سے سارا پانی نہایت ہی تیزی کے ساتھ انجن میں چڑھ جاتا ہے - یہاں کے انجنوں کی سیٹی، ہندوستان اور یورپ کی سیٹیوں کی طرح نہیں ہوتی بلکہ اُن سے ایک نہایت ہی بھیانک اور موٹی آواز نکلتی ہے، اور اسٹیشن پر پہنچتے وقت یا کسی شہر میں سے گزرتے وقت گھنٹہ بجایا جاتا ہے، جو انجن پر لگا ہوا رہتا ہے -

آج لنچ کے بعد سے شام تک ہمیں راستہ میں چار بڑے شہر "البانی" (Albany) "اسکنکٹڈی" (Schenectedy) "سائراکیوس" (Syracuse) اور "راچسٹر" (Rochester) ملے - اسکنکٹڈی میں ایک بہت بڑا وائرلس اسٹیشن ہے اور امریکہ کی مشہور جنرل الکٹرک کمپنی کی فیکٹری بھی یہیں ہے - سائراکیوس میں تو ہماری ریل بالکل شہر کی بڑی بڑی سڑکوں پر سے ایک ٹرام کی طرح نہایت دھیمی رفتار سے گھنٹہ بجاتی ہوئی گزر رہی تھی - اور ٹھیک ½ ٦ بجے "بفلو" (Buffalo) جا پہنچی - ریل سے سامان وغیرہ اُتروا کر ہم دوسری ریل میں سوار ہو گئے جو نیاگرا کو روانہ ہونے والی تھی - راستہ میں بائیں ہاتھ کو "لیک ایری" (Erie) نظر آتا رہا - جو ایک دریا کے مانند موجزن تھا - ½ ٧ بجے ہم نیاگرا پہنچے - اسٹیشن پر اُتر کر کک کے آدمی کے ہمراہ کوئی پانچ منٹ میں "نیاگرا ہوٹل" جا پہنچے - یہ ہوٹل بالکل معمولی ہے لیکن اس مقام کے لحاظ سے یہاں کا یہ بہترین ہوٹل سمجھا جاتا ہے - سنا کہ اس ہوٹل میں اکثر نئے شادی شدہ دلہا دلہن "ہنی مون" منانے کی غرض سے آکر ٹھہرتے ہیں

دنیا کے سب سے بڑے آبشار نیاگرا کا ایک منظر

ہم نہا کر ½۸ بجے ڈنر سے فارغ ہوے اور ½۹ بجے موٹر میں سوار ہو کر آبشار دیکھنے کی غرض سے ہوٹل سے نکلے' اور نیاگرا ندی کے طرف روانہ ہوے' جو ہوٹل سے دو تین فرلانگ کے فاصلہ پر تھی' جس کے اس پار "کناڈا" کا علاقہ ہے۔ چند گھنٹے قبل جب ہم یہاں کے اسٹیشن پر پہنچے اور ہمیں ایک قسم کی آواز سنائی دینے لگی' جیسے کہ سمندر میں طوفان کے وقت کناروں پر سنائی دیا کرتی ہے۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ آبشار کی آواز آرہی ہے۔ جب ایک پل کے پاس پہنچے تو اسکو عبور کرتے وقت ہمیں پاسپورٹ دکھلانا پڑا' کیوں کہ ہم "کناڈا" کی سرحد میں داخل ہو رہے تھے۔ اس سے گذر کر ہم ایک ایسے پارک میں پہنچے' جس کا نام "وکٹوریہ پارک" ہے آبشار دیکھنے کی غرض سے یہاں ہر آدمی کو (۲۰) سنٹ دینے پڑتے ہیں۔ پارک سے گذر کر ہم آبشار کے قریب ندی کے کنارے پہنچے۔ یہاں سے ہم نے ایک ایسا لاجواب منظر دیکھا' جو عمر بھر بھلایا نہیں جاسکتا۔ یعنی پورا آبشار نہایت شور و غل مچاتا ہوا گر رہا تھا' اور اس پر رنگ برنگ کی روشنیاں ڈالی جا رہی تھیں' جو عجیب و غریب سما پیدا کر رہی تھیں۔ چوبیس بڑے بڑے سرچ لائیٹ ایک اونچے مقام پر نصب کئے گئے تھے' جن میں سے ہر ایک کی قوت دس لاکھ کیانڈل پاور (Candle Power) کی تھی ان سرچ لائٹوں کے ذریعہ آبشاروں پر سفید اور رنگ برنگ کی روشنیاں ڈالی جا رہی تھیں جو نہایت لاجواب منظر پیدا کر رہی تھیں۔ اس آبشار کے تین حصے ہیں۔ ایک "امریکن فال" کہلاتا ہے' دوسرا "برئیڈل فال" (Bridal Fall) اور تیسرا "ہارس شو فال" (Horseshoe Fall) کے نام سے موسوم ہے۔ ہارس شو فال برطانوی علاقے (یعنی کناڈا) میں داخل ہے امریکن اور برائیڈل فال ممالک متحدہ میں شامل ہیں۔ حقیقت میں سب سے بڑا فال ہارس شو ہے' جو نصف دائرہ کی شکل رکھتا ہے' اور اصل آبشار یہی ہے۔ اسی سے ملحق برائیڈل و امریکن فال ہیں جو اس سے بہت چھوٹے ہیں۔

امریکن فالز

نیاگرا ندی آبشار کے قریب پہنچ کر دو حصوں میں منقسم ہو جاتی ہے - اس دریا کا $\frac{7}{8}$ حصہ ہارس شو فال پر سے گرتا ہے' اور صرف $\frac{1}{8}$ حصہ چند جزیروں کے پیچھے سے گذر کر دوسری طرف سے دو آبشاروں کی شکل میں گرتا ہے جو یہی دو "برائیڈل و امریکن فال کہلاتے ہیں - برائیڈل فال کے متعلق یہ سنا کہ اگلے زمانہ میں جب کہ یہاں وحشی ریڈانڈین آباد تھے' ہر سال ایک کنواری لڑکی اس آبشار کی نذر کیا کرتے تھے - پانی اس قدر زور سے کئی سو فیٹ کی بلندی سے گر رہا تھا کہ نیچے سے سفید بادلوں کی شکل میں "اسپرے" (Spray) اُڑ رہا تھا' اور سڑک جو ندی کے بازو چلی گئی تھی' اس پر سو ڈیڑھ سو قدم تک مثل بارش کے برستا جاتا تھا- اس حصہ پر سے لوگ چھتریاں لے کر گزرتے اور موٹروں پر گزرتے وقت آئینے چڑھا لینے پڑتے تھے - غرض یہاں ہم پر صانع عالم کی قدرت کاملہ کے اس عجوبہ روزگار' ادنی اسے کرشمہ کا بڑا عجیب و غریب اثر ہوا' جو ہمیں حیرت و استعجاب میں ڈال رہا تھا -

ایک عجیب چشمہ

غرض ہم ایک ایسے اونچے ٹیلے پر پہنچے ، جہاں سے ہمیں تینوں آبشار بخوبی نظر آرہے تھے - اس اونچے مقام پر ایک چھوٹا سا رسٹورنٹ بنایا گیا ہے، اور اس رسٹورنٹ کے اوپر کی منزل میں ایک میوزیم ہے، جہاں نیاگرا ندی سے برآمد شدہ عجائبات مثلاً خوب صورت پتھر وغیرہ رکھے گئے ہیں - ان کے بنے ہوئے ہار بھی یہاں فروخت ہوتے ہیں- یہاں ہم نے ایک کمرہ دیکھا جس میں ایک چشمہ ہے، اور جس کا نام "برننگ اسپرنگ"

(Burning spring) ہے اس کو ایک چھوٹے سے حوض کی شکل دے دی گئی ہے، اور اس پر ایک فولادی ڈھکن ڈھانک دیا گیا ہے۔ اس ڈھکن کے وسط میں ایک سوراخ ہے۔ جس پر دیاسلائی جلانے سے آگ نکلنے لگتی ہے، اور اس کو بجھانے کے لئے اس سوراخ کا منہ بند کر دینا پڑتا ہے، جس سے وہ فوراً بجھ جاتی ہے۔ گائیڈ کہہ رہا تھا کہ اس چشمہ کے پانی میں گندھک اور فولاد کے اجزاء شامل ہیں، اور یہ قدرتی چشمہ ہے۔ ہم نے اس میں سے تھوڑا سا پانی نکلوا کر پیا تو بالکل معمولی سے پانی کا مزہ پایا۔ سنا کہ یہ صحت کے لئے بے حد مفید سمجھا جاتا ہے۔ گائیڈ کہتا تھا کہ دوسو سال قبل جب یہاں وحشی ریڈ انڈین آباد تھے۔ وہ اس چشمہ کی پرستش کیا کرتے تھے۔

دو امریکنوں کا آبشار پر سے گرنا

اس میوزیم میں دو بڑے بڑے مضبوط لکڑی کے پیپے رکھے ہوئے ہیں، جن میں سے ایک کے متعلق یہ معلوم ہوا کہ کسی شخص نے اس میں بیٹھ کر اپنے ساتھ آٹھ گھنٹہ تک کام دینے کے لایق آکسیجن گیاس رکھ لی تھی، اور ہارس شو فال پر سے گرا تھا لیکن پیپہ وزنی ہونے کے باعث آٹھ گھنٹے کے بجائے اٹھارہ گھنٹہ تک پانی میں ڈوبا رہا، اس لئے وہ دم گھٹ کر مر گیا۔ دوسرے پیپے میں ایک اور شخص بیٹھ کر "ریپڈ" (Rapids) پر سے گزرا۔ یہ وہ مقام ہے، جہاں کہ بڑے بڑے پتھروں پر سے پانی نہایت زور و شور سے گزرتا ہے، اس کے باوجود یہ شخص خوش قسمتی سے کامیابی کے ساتھ پار اترا، اور اب تک زندہ ہے۔ غرض یہ ساری چیزیں دیکھ کر پاسپورٹ دکھلاتے ہوئے ہم اپنی ہوٹل کو واپس ہوئے۔ کناڈا کے علاقہ میں شراب ممنوع قرار نہیں دیگئی ہے اور اس طرف یعنی ممالک متحدہ امریکہ میں شراب ممنوع ہے اس لئے "بوٹ لیگرز" جو ممنوعہ چیزوں کو (دوسرے ممالک سے حاصل کر کے، مخفی طریقوں سے زیادہ داموں پر فروخت کرنے کی خاطر) لے جایا کرتے ہیں،

وہ رات کے وقت آبشار سے میل دو میل اُوپر کی طرف کشتیوں میں چوری سے شراب لیکر ادھر سے اُدھر پار ہوتے ہیں - اکثر مرتبہ ایسا بھی ہوا ہے کہ ان کم بختوں کی کشتیاں ندی کے بہاؤ میں آکر اس آبشار پر سے گرگئیں، اور ان کا پتہ تک نہ لگا -

آبشار کا جم جانا

یہ آبشار سال تمام چلتے رہتے ہیں لیکن سرما میں ان کا کچھ حصہ برف بن کر جم بھی جاتا ہے - سنا ہے کہ ایک دفعہ موسم سرما میں شدت کی سردی کے باعث پورا آبشار برف بن کر جم گیا تھا، اور وہ آواز جو سال تمام سنائی دیتی رہتی ہے، رک گئی تھی - اس شہر کے باشندے جو ہمیشہ سے اس آواز کے عادی ہوچکے ہیں، آواز کے بند ہوجانے کی وجہ سے ساری رات نہ سو سکے، اور پوری برقی روشنی بھی غائب ہوچکی تھی، کیونکہ اس آبشار سے چار سو میل تک بجلی کی قوت بھیجی جاتی ہے - غیر ممالک کے اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نیو یارک کو بھی یہیں سے برقی قوت دی جاتی ہے، لیکن یہ غلط ہے - دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ، نیو یارک یہاں سے (۴۸۰) میل ہے اور یہ برقی رو صرف (۴۰۰) میل تک ہی جاسکتی ہے -

۱۳ - اگسٹ یکشنبہ

صبح (۸½) بجے اٹھ کر کھڑکی سے باہر نظر دوڑائی تو ایک ایسا خوب صورت منظر جاذب نظر ہوا، جس کو بیان کرنا ممکن نہیں، یعنی سامنے سے نیاگرا ندی نہایت زور و شور کے ساتھ بہ رہی تھی، اور پانی آبشار پر سے گر کر دھوئیں کی شکل اختیار کر کے آسمان کی طرف بلند ہو رہا تھا - غرض ہم تیار ہو کر گائیڈ کے ہمراہ موٹر میں نکلے، اور پہلے ایک مقام پر پہنچے، جہاں تین جزیرے ہیں، اور جنھیں "تھری گوٹس آئیلنڈ" (Three Goats Island) کہتے ہیں - ان ہی جزیروں کے ندی میں آجانے کے باعث ندی کی دو شاخیں ہوگئی ہیں - ان پر خوب صورت چھوٹے چھوٹے چمن وغیرہ بنائے گئے ہیں - اور ایک جزیرہ سے دوسرے

جزیرے پر جانے کے لئے پل باندہ دئے گئے ہیں۔ جو سو سو ڈیڑھ ڈیڑھ سو گز چوڑے ہیں۔

آبشار کا ایک عجیب زیر زمین منظر

یہاں سے ہم پاسپورٹ دکھلاتے ہوئے کناڈا کے علاقہ میں داخل ہوئے، اور وکٹوریہ پارک میں سے گزر کر ایک مکان میں داخل ہوئے جو ہارس شو فال کے بالکل متصل ہے۔ اس مکان کے ایک کمرے میں پہنچنے کے بعد ہم نے یہاں اپنے جوتے اور کپڑے وغیرہ اتار دئے، اور ربر کے کوٹ موزے اور ٹوپیاں وغیرہ پہنیں، لفٹ کے ذریعے سیدھے زمین کے نیچے ایک سرنگ میں داخل ہوئے، اور پھر اس سرنگ کے ختم ہو جانے کے بعد اسی سے ملحق ایک زمین دوز راستہ سے ہوتے ہوئے ایک ایسے مقام پر پہنچے، جہاں پہاڑ کے ایک حصہ کو تراش کر ایک کھلا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ جس میں سے گڑگڑاتے ہوے وحشتناک آبشار کو بخوبی دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ مقام ایسا ہے کہ جس پر سے ندی گزرتی ہوئی آبشار کی شکل اختیار کر کے نیچے گرتی ہے۔ اور یہ ندی کے نیچے زمین کھود کر بنایا گیا ہے، اور پوری ندی ہمارے اوپر سے گذر رہی تھی۔ ربر کے کپڑے اس لئے پہنائے گئے تھے کہ سرنگ میں سے گذرتے وقت جا بجا پانی کے قطرے کپڑوں پر گرتے ہیں، اور خصوصاً اس وقت کہ ہم اس دہانہ کے قریب پہنچتے ہیں جہاں ہمارے سروں پر سے ندی کا پانی بہتا ہوا گرتا نظر آتا ہے، تو وہاں پانی کی زور کی پھواڑیں آتی ہیں، گویا اچھی خاصی بارش ہو رہی ہے، اور آواز اس زوروں کی آتی ہے، جیسے کہ نہایت خوفناک طریقے سے بادل گرج رہے ہیں۔ غرض ہم اس وحشتناک اور استعجاب میں ڈالنے والے منظر کو دیکھ کر اسی بھنوارہ سے واپس ہوے اور لفٹ کے ذریعے اوپر آپہنچے۔ ربر کے کپڑے اُتار کر اپنے کپڑے پہنے اور موٹر میں سوار ہو کر کناڈا کے ہی حصہ میں تھوڑی دیر تک ادھر ادھر پھرتے ہوے ایک مقام پر پہنچے جسے "ورہل پول" راپڈز (Whirlpool Rapids) کہتے ہیں۔

نیاگراندی کے خوفناک بھنور

یہ وہ مقام ہے، جہاں سے نیاگراندی آبشار پر سے گر کر بڑی تیزی کے ساتھ آتی ہے اور فوری سیدھی جانب زاویہ قائمہ پر مڑ جاتی ہے۔ اس موڑ پر پانی کے تیزی سے آن کر ایک دم پلٹ جانے کی وجہ سے اس کونے پر کئی ایک بھنور بن گئے ہیں۔ یہ بھنور اس قدر زوردار ہیں کہ کوئی تیرنے والی چیز بھی اس میں آجائے تو ہمیشہ کے لئے تہ میں بیٹھ جاتی ہے۔ ان بھنوروں کے اوپر سے نہایت موٹے موٹے اور مضبوط تار دوڑائے گئے ہیں، جن کے ذریعے معلق ڈبے میں بیٹھ کر لوگ ان پر سے گزرتے ہیں۔ اس ڈبے میں آٹھ دس آدمیون کے بیٹھنے کی گنجائش ہوتی ہے، اور برقی قوت سے چلتا ہے ہادی اور میں ٹکٹ لے کر اس میں سوار ہوئے میں نے اپنی بیوی اور مسز ٹیمنز کو باہر ہی کھڑی ہو کر تماشا دیکھنے کے لئے کہہ دیا، اور ہم دونوں اس میں بیٹھ کر، ان بھنوروں پر سے گزرنے لگے عین وسط میں نہایت خطرناک مقام پر پہنچنے کے بعد پانچ دس منٹ تک ڈبہ کو روک دیا گیا تاکہ ہر شخص بخوبی ہر چیز کا معائنہ کر سکے۔ ہم تماشا دیکھتے ہوئے ان چیزوں کا سینما لیتے رہے۔ ہمارے ساتھ اس ڈبہ میں چار پانچ امریکن اسکول کی لڑکیاں بھی سوار تھیں، جو بہت شور مچا رہی تھیں اگر خدانخواستہ یہ تار ٹوٹ جائیں، اور ڈبہ گر پڑے تو پھر کسی چیز کا قیامت تک بھی پتہ نہ چل سکے گا غرض ہم اس کو ایک دفعہ عبور کر کے، پھر دوبارہ اسی طرح واپس ہوئے اس کے بعد ہوٹل لوٹ کر کھانا کھایا۔ اور تھوڑی دیر آرام لینے کے بعد چاء پی کر ہادی کو ساتھ لئے ہوئے پیدل نکلا۔

آبشار پر سے گرنے کے لئے ایک اور امریکن کی بہادری

ایک میوزیم کو گئے، جہاں ایک ربر کا بڑا گولا دیکھا، جس میں "جین لیسیور"

(Jean Lesseur) نامی ایک شخص بیٹھ کر ہارس شو فال پر سے گرا تھا، اور کامیابی سے باہر نکل آیا۔ "جین لیسیور" خود یہاں موجود تھا، اس نے ہمیں اپنے دستخطی تصویریں دیں۔ وہ ہر ایک دستخط کے لئے (۲۰) سنٹ لیتا ہے۔ جب کہ وہ اس آبشار پر سے گر رہا تھا تو اس کا سینما فلم بھی لیا گیا تھا۔ چنانچہ ہم نے بھی وہ فلم دیکھا۔ اس میوزیم میں کئی قسم کے جانور بھس بھر کر رکھے گئے ہیں۔ یہاں ہم نے ایک ممی دیکھی، جو مصر سے لائی گئی ہے۔ یہ ایک مصری فوجی جنرل کی ممی ہے، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ برس آگے زندہ تھا۔ اس کے پیشانی پر یک نشان ہے، سنا جاتا ہے کہ یہ شخص اپنے بادشاہ کو بچانے کے لئے ہاتھی سے لڑا تھا، اسے چوٹ آئی، جس کی وجہ سے وہ مرگیا۔

یہاں سے نکل کر ہم ایک دوکان پر پہنچے، اور ریڈ انڈین کی بنائی ہوی چند چرمی چیزیں، اور یہاں کی چند خاص اشیاء خریدیں۔ اس کے بعد ہوٹل کو واپس ہوئے اور سامان کک کے ذریعے اسٹیشن روانہ کردیا، کیوں کہ ہم آج رات سوا نو کی گاڑی سے انشاء اللہ تعالی شکاگو روانہ ہوں گے۔ کھانے کے بعد پیدل اسٹیشن جا پہنچے ریل ابھی تیار نہیں تھی۔ تیار ہونے کے بعد ہم اس میں سوار ہوگئے ایک ڈبہ میں میرے اور میری بیوی کے لئے ایک کمرہ محفوظ کرلیا گیا تھا، جسے ڈرائنگ روم کہتے ہیں۔ دن کے وقت اس کمرہ میں تین بڑی نشستیں ہوتی ہیں، اور رات کے وقت یہی دو پلنگ بن جاتے ہیں، اور اس میں بیت الخلاء بھی علحدہ ہوتا ہے۔ ورنہ عام طور پر امریکن ریلوں میں ایک بڑا کمرہ ہوتا ہے، اور ان میں دونوں جانب دو دو نشستیں اور ایک ایک میز ہوا کرتی ہے، جو یہی رات میں پلنگ بن جاتے ہیں، غرض سوا نو بجے ہماری گاڑی شکاگو کی طرف روانہ ہوی اور ہم گیارہ بجے تک بیٹھے باتیں کرتے رہے، اور اس کے بعد سو گئے۔

۱۴- اگسٹ دوشنبہ

شکاگو کو روانگی

ہماری ریل، تیرہویں اگسٹ کی شام میں "نیاگرافال" سے فراٹے بھرتی ہوتی، چودہ کی صبح کو، دس بجے "شکاگو" پہنچی- گاڑی پہنچنے کے دس منٹ قبل ہی سے نمایش کی عمارتیں نظر آنے لگیں جو لیک مشیگن" (Lake Michigan) کے کنارے واقع ہیں- اسٹیشن پر کک کا آدمی اور اس کے ساتھ "ڈریک ہوٹل (Drake Hotel) کا منیجر و مددگار، سب ہی پہلے سے موجود تھے-

ہم نے اپنا سامان کک والے کے حوالہ کیا، اور منیجر و مددگار کے ہمراہ ہوٹل کی طرف روانہ ہوئے، جو اسٹیشن سے دو میل کے فاصلہ پر، اسی لیک کے کنارے واقع ہے- یہاں کا یہ بہترین ہوٹل سمجھا جاتا ہے، اس کے سامنے سے ایک سڑک تالاب کے کنارے ہوتے ہوئے، بہت دور تک چلی گئی ہے، جو مشیگن بولورڈ (Michigan Boulevard) سے موسوم ہے، اور معلوم ہوا کہ یہ اسی طرح کنارے کنارے نوے میل کا لمبا سپاٹا مارتے ہوئے، شہر "مل واکی" (Milwauki) پر ختم ہوئی ہے-

راستہ میں "ریگلی بلڈنگ (Wrigley) پر سے گزرتے ہوئے ہوٹل پہنچے- اس میں چوئنگ گم (Chewing Gum) تیار کیا جاتا ہے، جو دنیا بھر میں مشہور ہے- یہاں والوں کی صفائی پسندی کا یہ حال ہے کہ اس عمارت کو، صاف اور سفید رکھنے کے لئے سالانہ چوبیس ہزار ڈالر صرف کرتے ہیں، اسی لئے یہ بہ نسبت دوسری عمارتوں کے، ایک بقعہ نور نظر آتی ہے-

شکاگو کے مشرق میں، سپیدی صبح کی طرح ایک کونے سے لیکر، دوسرے کونے تک (۳۰۷) میل لامبا، اور (۵۶) میل چوڑا، میٹھے پانی کا ایک تالاب موج زن ہے، وسعت کے لحاظ سے دنیا میں اس کو چوتھا درجہ حاصل ہے ہمارے ہوٹل کے سامنے ہی، ایک "بیچ" بنایا گیاہے، جہاں

ہزاروں کی تعداد میں لوگ، کچھ ریت پر بیٹھے،
اور کچھ تیرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ عجب مقام
ہے اسے تالاب نہ کہئے بلکہ سمندر، کیونکہ
"کنار دیگرش ناپیدا" الغرض ہوٹل پہنچکر ہم
"لفٹ" (Lift) کے ذریعہ اوپر گئے یہاں
پہنچتے ہی دیکھا کہ ہمارے کمرے کے سامنے۔

لیک مشیگن شکاگو (مصنف کے کمرے سے)

اخباری نمائندوں اور مصوروں کا دق کرنا

کوئی، آٹھ دس مصور اور اخباروں کے نمائندے کھڑے ہوئے تھے ہم نے ان سے پیچھا چھڑانے کی لاکھہ کوششیں کیں، لیکن یہ کہاں ٹلنے والے تھے تصویریں کھنچواتے، اور اخباروں کو انٹرویو دیتے دیتے طبیعت سیر ہو چکی تھی، اس کے باوجود کسی طرح بھی بن نہ پڑی، اور وہ برابر آدھے گھنٹے تک باہر ڈٹے رہے، مجبوراً منہ ہاتھ دہونے کے بعد ان کو بلوالیا گیا، مصور تو تصویر لے کر چلتے بنے، لیکن بے درد نمائندوں نے ہم تھکے ماندوں پر، طرح طرح کے سوالات کی بوچھار شروع کر دی، کوئی دس پندرہ منٹ کی معمولی سی جادو بیانی کے بعد خدا خدا کر کے یہ لوگ بھی ٹل گئے۔

ہمیں اپنے کمرے دیکھ کر خوشی ہوئی کہ بہت ہی کشادہ اور خوبصورت ہیں، جن میں سے لیک کی موجیں سارا دن آنکھوں کے سامنے سرگوشیاں کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ اِن کے سوا ایک ملاقات کا کمرہ بھی علٰحدہ موجود ہے یہ بات خالی از دلچسپی نہیں کہ نیو یارک کے اور یہاں (شکاگو) کے وقت میں ایک گھنٹہ کا بل ہے۔ ہمیں ڈیڑھ بجے جب کچھ سکون نصیب ہوا تو تیار

ہوکر، نیچے کھانے کے کمرے میں پہنچے، اور کھانے سے فراغت حاصل کی - ہوٹل کا کیا پوچھنا، ایک عظیم الشان عمارت ہے، اس میں خورد نوش وغیرہ کا انتظام بھی نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کیا گیا ہے -

مئیر شکاگو سے ملاقات

اسٹیشن سے ہوٹل روانہ ہوتے وقت، راستہ میں ہم نے منیجر سے یہ بھی کہا کہ ہمیں "مسٹر کرلی" کا ایک خط یہاں (شکاگو) کے مئیر کے نام دینا ہے، ذرا تم اُن کا پتہ اور وقت ملاقات دریافت کر کے ہم سے کہنا - یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ "مسٹر کرلی" باسٹن کے مئیر ہیں، ہماری ان کی برلن کی ملاقات ہے، منیجر نے ٹیلیفون کے ذریعہ معلوم کر کے ½ ۲ بجے کا وقت مقرر کر لیا -

کھانے کے بعد، میں اور ہادی "سٹی ہال" پہنچے اور "مسٹر کیلی" مئیر شکاگو سے ملے بڑے خوش اخلاق و سنجیدہ آدمی ہیں، کچھ دیر تک گفتگو رہی، انہوں نے ہمیں ایک "ڈی ٹکٹیو[1] (Detective محافظ) رکھنے کا مشورہ دیا، اور از راہ مہربانی یہ بھی کہا کہ اسکے سوا، اگر آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو، ایسے موقع پر اس ناچیز کو نہ بھولئے پہلی بات کا تو ہم نے اُن کو نفی میں جواب دیا، اور دوسری کی نسبت شکریہ ادا کرتے ہوئے ہوٹل لوٹے -

---

[1] امریکہ میں ڈاکوں کی کثرت کی وجہ سے قاعدہ یہ ھے کہ ہر مال دار اور امیر کے ساتھ ایک ڈی ٹکٹیو رکھا جاتا ھے، تاکہ ہر طرح سے ان کی حفاظتی خدمات انجام دے، اور انہیں خطروں سے وقت بے وقت آگاہ کرتے رھے - ھم نے ایسے آدمی کے رکھنے سے اس لئے انکار کیا کہ اس کی وجہ سے ھماری شخصیت لوگوں میں نمایاں ھو جائیگی، اور ھمارے ھمراہ ڈی ٹکٹیو کو دیکھ کر لوگ خود بہ خود یہ سمجھنے لگیں گے کہ یہ شخص کوئی بڑا امیر ھے، کیونکہ ایسے آدمی کا کسی کے ساتھ ھونا اسکے مالدار ھونیکی دلیل ھے -

اس واقعہ کے مہینہ بھر بعد ہی خبر ملی کہ "مسٹر کیلی" پر کسی غبن کے سلسلے میں مقدمہ دائر کر دیا گیا ہے، اس کے بعد اُن کا کیا حشر ہوا ہمیں کوئی اطلاع نہ ملی،

ہوٹل پہنچنے کے بعد، اپنے ساتھیوں کو، موٹر میں سوار کر کے، ہم نے شہر شکاگو کے جنوبی گوشہ کی راہ لی - راستہ ہی میں دور سے ہمیں نمایش کی چیزیں، تار پر سے چلتی ہوی ریلین، زپلن (Zeppelin) اور ہوائی جہاز جن پر اشتہارات چسپاں تھے استعجاب میں ڈالتے رہے - یہ نمایش کوئی تین میل لامبے اور (۴) فرلانگ چوڑے رقبہ کے احاطے پر پھیلی ہوئی ہے اس کو عبور کر کے ہم "جیکسن پارک" (Jackson Park) میں داخل ہوئے -

جیکسن پارک اور شہر

یہ ایک بہت بڑا پارک ہے اس کے سوا شہر بھر میں بہت سارے ایسے باغ بھی موجود ہیں جن کا سلسلہ میلوں تک چلا گیا ہے، "نیو یارک" کی مانند یہاں صرف آسمانوں سے باتیں کرتی ہوئی اونچی عمارتیں ہی نہیں بلکہ متعدد باغوں کی وجہ سے، شہر شدادکی جنت بنا ہوا ہے اسی پارک میں وہ مشہور و معروف عجائب خانہ (میوزیم) ہے جسے "فیلڈ میوزیم" (Field Museum) کہتے ہیں، جہاں "بل" (Bell) نے پہلی دفعہ اپنا ٹیلیفونی تجربہ، اور "ایڈی سن" (Eddison) نے گراما فونی ریکارڈ پیش کیے تھے - اور سنہ ۱۸۳۳ع میں اس میں ایک نمایش قائم کیگئی تھی -

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ، اس شہر میں سو برس قبل تین سو آدمی رہا کرتے تھے لیکن اب یہ عالم ہے کہ پنتیس لاکھ آدمی یہاں اپنی زندگی گزارتے ہیں - یہاں کے باشندوں کی کھیلوں سے دلچسپی کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ صرف اس پارک میں پچیس گھانس کے ٹینس کورٹ، اور دو گاف (Golf) کے پبلک کورس (Course) موجود ہیں

اندازہ کیا گیا ہے کہ سارے شہر میں (۳۲) ہزار مربع ایکر کے متفرق رقبہ پر صرف پارک ہی پارک ہیں -

شکاگو یونیورسٹی

یہاں سے ہم ایک بڑی سڑک پر ہولئے، جس کو "بلورڈ" (Boulevard) کہتے ہیں، جو (۱۶۵) فیٹ چوڑی ہے کہا جاتا ہے کہ یہ سڑک دنیا میں سب سے زیادہ چوڑی ہے، اسی پر وہ جامعہ واقع ہے، جو "شکاگو یونیورسٹی" کے نام سے مشہور ہے - یہ (۶۶) مختلف گاتھک اسٹائل (Gothic style قلعہ نما) کے مکانوں میں پھیلی ہوئی ہے - مسٹر راک فیلر (Mr. Rockfeller) نے جو دنیا میں سب سے زیادہ متمول آدمی سمجھے جاتے ہیں، اسکی تعمیر میں چندہ کے طور پر پچیس ملین ڈالر دئے -

واشنگٹن پارك اور اس کے مجسمے

یہاں سے ہوتے ہوئے ہم "واشنگٹن پارک" (Washington Park) میں داخل ہوئے یہاں ایک مشہور حوض ہے، جسے "فاؤنٹن آف ٹائم (Fountain of Time) کہتے ہیں - حوض کی سیدھی جانب گرم و سرد روزگار جھیلے ہوے زمانہ دیدہ بوڑھے شخص کا ایک طویل القامت مجسمہ ہے - بائیں طرف تقریباً (۲۵) یا (۳۰) فٹ لامبے پتھر میں، انسانی زندگی کے ابتدائی مدارج و عمر طبعی کے مختلف نمونے مجسموں کے ذریعہ دکھلائے گئے ہیں - اس میں پہلے پہل ایک بچہ کا مجسمہ دکھلایا گیا ہے، جو اپنی ابتدائی زندگی سے گزرتے ہوئے میدان جنگ میں بھی پہنچ جاتا ہے، جہاں وہ اپنی قوت بازو اور جواں مردی کے جوہر دکھلاتا، اور داد شجاعت دیتا ہے - رفتہ رفتہ قویٰ کے اضمحلال کے باعث، یہی کم سن، جب جوانی سے گزر کے بوڑھا ہو جاتا ہے، اور اسکی چاروں طرف نا اُمیدی و مایوسی چھا جاتی ہے

اور زندگی کو وبال جان سمجھنے لگتا ہے، تو ان انتہائی مجسموں میں اسی شیخ فانی کو، تلاش گور و کفن میں پھرتا ہوا دکھلایا گیا ہے۔

بوڑھے مجسمہ فادر ٹائم (Father Time) ابوالوقت) کو نمبزلہ وقت اور زمانہ کے قرار دیا گیا ہے کہ جس کے سامنے سے یہ ساری زندگی کے واقعات گزر رہے ہیں اور وہ ایک ہی حالت میں کھڑا ہوا ان کو دیکھ رہا ہے۔ خود اسکی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، غرض طبعیتوں، پر اس منظر کا عجیب و غریب اثر ہوتا اور دنیا کی بے ثباتی کا پورا پورا نقشہ نظروں کے آگے موجود رہتا ہے۔ یہاں کی یہ کیفیات بیان سے باہر ہیں۔ ان کے بنانے والے کا یہ قول ہے کہ، "حقیقت میں وقت اور زمانہ نہیں بدلتا، بلکہ ہم ہی اپنی زندگی کے مختلف ادوار سے گزرتے رہتے ہیں" ان سارے مجسموں میں اسی مقولہ کی پوری پوری تشریح کی گئی ہے۔

اس پر اثر منظر کے دیکھنے کے بعد، ہم یہاں سے دلوں میں اثر و تاثر لئے ہوئے نکلے، اور ایک وسیع سڑک پر پہنچے، جس کی دونوں جانب "امریکن حبشیوں" کے مکانات ہیں اسی سے ملحق ایک چمن میں بہت سے حبشی سیر و تفریح کرتے ہوئے نظر آئے یہ وہی سڑک ہے جس پر مشہور باکسر (Boxer) "جیک جانسن" (Jack Johnston) کا مکان بھی تھا سارے شہر میں دو لاکھ پچاس ہزار زنگی آباد ہیں۔

ہمیں راستے میں "اسٹیون ہوٹل" (Stevens Hotel) بھی ملی جو دنیا میں سب سے بڑی ہوٹل سمجھی جاتی ہے، جس میں تین ہزار کمرے ہیں۔ اس سے اور آگے ایک دوسری سڑک پر پہنچے، جہاں شکاگو کے مشہور بدمعاش "گیانگسٹر آلکاپون" (Gangster-Alcapone) کا لیکسنگٹن ہوٹل (Lexington Hotel) ہے، ہوٹل کے سامنے سے ہوتے ہوئے تالاب

کے کنارے کنارے تھوڑی دور تک چلے گئے، اور "لنکن پارک" (Lincoln Park)میں داخل ہوئے۔ اس کے وسط میں "ابراہام لنکن" (Abraham Lincoln) کا مجسمہ نصب ہے یہ پارک بہت ہی خوبصورت ہے جدھر دیکھئے چاروں طرف ہزاروں قسم کے پھول اس کی خوشنمائی میں اضافہ کر رہے ہیں۔ یہاں سے نکل کر "ایسٹر اسٹریٹ" (Aster Street) پہنچے، جہاں اس شہر کے مالداروں کے سرمائی مکانات (Winter House) ہیں اس جگہ سرکاری پولیس کے علاوہ، ان لوگوں نے خود اپنے ذاتی صرفہ سے بھی نگہبان اور ڈی ٹکٹیو مقرر کر رکھے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شکاگو میں کثرت سے ڈاکو بستے ہیں، اور ان کا ہمیشہ ڈر لگا رہتا ہے۔ اس سیر و تفریح سے (٦) بجے شام کے ہم اپنی ہوٹل واپس ہوئے، اور پہنچتے ہی کمروں میں چاء منگوا کر پی۔

آج ہمارا ڈرائیور ہی، گائیڈ کا کام دیتا رہا، بہت ہوشیار شخص تھا، عموماً قاعدہ ہے کہ ہر مقام پر "گائیڈ" علحدہ مقرر ہوتے ہیں۔ لیکن امریکہ میں یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ڈرائیور ہی رہنمائی کرتے نظر آئے۔ چاء کے بعد تھوڑی دیر تک ہم نے آرام لیا، اور شب کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد "کک" کے نمائندے کے ہمراہ نمایش کی روشنی دیکھنے کیلئے رات کے ساڑھے آٹھ بجے نمایش گاہ میں پہنچے، روشنی کے سوا، ایک ایسا مقام بھی دیکھا، جہاں مصنوعی جانور بنائے گئے ہیں، جو عہد تاریخ سے بھی پیشتر اس دنیا میں رہا کرتے تھے۔ ان کو انگریزی میں "پری ہسٹارک انیملس" (Prehistoric Animals) کہتے ہیں۔ یہ بجلی کے زور سے آواز بھی کرتے ہیں، اور حرکت بھی۔ دوسرے اس مقام کے دیکھنے کا اتفاق ہوا، جہاں موٹر کے فائرا سٹون (Firestone Tyres) ٹائر بنتے ہیں۔ ہم نے یہاں ان کی ابتدائی تیاری سے مکمل ہونے تک کا نظارہ دیکھا۔

اسکے بہت ہی قریب، ربر کے درخت نصب کئے گئے ہیں جن سے ربر نکلتا ہوا نظر آتا ہے، اسی ربر سے وہ تازہ بہ تازہ نئے "ٹائر" تیار کر کے دکھلاتے ہیں - اس نمایش کو انسانی ذہنی قوتوں اور جدتوں کا ایک اعلیٰ و بہترین نمونہ سمجھنا چاہئیے -

نمایش کی عظمت اور وہاں کی چیزوں کی تفصیلی تعریف، دنیا کا زبردست سے زبردست انشاء پرداز بھی نہیں لکھ سکتا - دو گھنٹہ میں ہم نے تقریباً، بہت ہی سرسری طور پر آدھی نمایش کا معائنہ کیا اور روشنی دیکھی روشنی اس قدر تھی کہ ہر گھڑی دن کا دھوکا ہو رہا تھا - الغرض ہم یہاں سے تقریباً گیارہ بجے اپنے ہوٹل کی طرف روانہ ہوئے -

۱۵ اگسٹ سہ شنبہ

نمایش گاہ کا معائنہ

صبح نو بجے ہوٹل سے روانہ ہوئے، موٹروں کے اژدہام کی وجہ سے، (۵) میل کا مختصر راستہ ڈیڑھ گھنٹے میں طے کر کے (½ ۱۰) بجے نمایش گاہ میں داخل ہوئے، اور سیدھے "اڈمنسٹریشن بلڈنگ" (Administration building) پہنچے، جہاں اس نمایش کے صدر کا دفتر ہے - دروازے پر "روفس سی ڈاز" (Rufus C. Dawes) جو نمایش کے صدر تھے) اور اُن کے جنرل منیجر "لور" (Lohr) ہمارے استقبال کیلئے کھڑے ہوئے تھے - ان دونوں نے ہمارا بڑی خوش اخلاقی کے ساتھ خیر مقدم کیا، اور ہماری چند تصویریں بھی ان کے ساتھ لی گئیں - اسکے بعد صدر نمایش کے مددگار کے ہمراہ، صدر ہی کے "موٹر بوٹ" میں سوار ہو کر، اس نمایش کی ابتداء سے انتہا تک سیر کی - پھر واپس ہو کر، ان کی دعوت پر "ٹرسٹیز رسٹورنٹ" (Trustees Restaurant) میں ان کے ساتھ لنچ کھایا - یہ رسٹورنٹ صرف نمایش کے عہدہ داروں کے لئے مخصوص ہے، اسکے سواء کئی عام ہوٹلیں بھی موجود ہیں

مصنف، اور وفس سی ڈاز (صدر نمائش)

لنچ پر ہمارے ساتھ مسز ملّر (Mrs. Miller) نامی ایک خاتون بھی تھیں، جو "برازیل" (Brazil) کی جانب سے، نمایندگی کرنے کیلئے یہاں آئی ہوئی تھیں - ان کے شوہر "مسٹر ملر" ایک متمول امریکن ہیں، اور مسز ملر برازیل کی رہنے والی ہیں - یہ خاتون بڑی لایق اور ہوشیار معلوم ہوتی ہیں، "ہندوستان" سے ان کو بڑی دلچسپی ہے، اسکے متعلق انہوں نے دو کتابیں بھی لکھی ہیں - ہندوستان آنے کی بڑی خواہش ظاہر کرتی تھیں -

لنچ کے بعد ہم نے میزبان کا شکریہ ادا کیا - جب ہم نمایش کے تفصیلی معائنہ کیلئے آگے بڑھنے لگے تو انھوں نے اپنی مزید عنایت سے ایک سرکاری گائیڈ، اور دو "پشنگ چیرز" (Pushing chairs) (پہیہ دار کرسیاں) بھی ساتھ کر دیں، تاکہ اگر ہم چلتے چلتے تھک جائیں، تو اس میں بیٹھ کر نمایش کی سیر کریں - پہلے ہم ہال آف سائنس پہنچے جس میں سب سے پہلے طبی معلومات کے شعبہ میں داخل ہوئے -

ڈاکٹر "ای جے، کے ری" (Dr. E. J. Carey) نے اس حصہ کا اہتمام کیا، اس کو قایم کیا، اور اسکے تمام اسباب جمع کئے ہیں -

پہلی منزل کے مشرقی گوشہ پر، ایک مصنوعی دیونما آدمی کھڑا ہوا ہے، جس کا طول (٦) فٹ ہے، اس انسان کے جسم کے اندرونی اعضاء کو اسی طرح دیکھ سکتے تھے، گویا ہمیں لاشعاعی آنکھیں عطا کی گئی ہیں - ایک زندہ انسان کے جسم کی اندرونی کیفیات، مثلاً دل کا حرکت کرنا، خون وغیرہ کا دوڑنا، اس قسم کی ہر چیز، جو ایک جاندار آدمی میں ہوسکتی ہے، بالکل ٹھیک ٹھیک اسی طرح سے اس مصنوعی انسان میں اسی انداز اور اسی کیفیت کے ساتھ پیدا کی گئی تھی - اسکے اس مصنوعی جسم کے ذریعہ سے ہم انسانی جسم کے اصلی اندرونی حصہ کو، آئینہ کی طرح دیکھ سکے، اور اس کی ساخت و اندرونی کیفیات سے واقف ہوسکے -

یہ شفاف انسان دنیا کے دو نمونوں میں سے ایک ہے جو یہاں، ڈیرسڈن (Dresden) جرمنی سے لایا گیا ہے - اسکی ساخت میں سیلن (دہات) (Cellon) شامل ہے - اس پر دس (١٠) ہزار ڈالر خرچ کئے گئے ہیں اور یہ اٹھارہ مہینہ میں تیار ہوا ہے

عام نمایشی حصہ

اسکے بعد ہم نے عام نمایشی حصہ کی سیر کی اس حصہ میں پانچ عمارتیں ہیں، اس میں عام

نمایشی چیزیں رکھی گئی تھیں، یہ عمارتیں مسلسل ہیں

۱ - فولادی صنعت کی عمارت -

پہلی عمارت میں داخل ہونے کے بعد، فولادی صنعت کی نمایش پیش نظر ہوی، اس میں فولاد بنانے کے طریقے سلسلہ وار دکھلائے گئے تھے -

۲ - طباعتی عمارت

دوسری عمارت میں طباعت کے طریقے بتلائے گئے تھے، جس میں چھپوائی کے علاوہ، پتھروں پر کندہ کرنے کے (کتبہ نویسی) کاغذ سازی، کتاب سازی، اور اخبار چھپنے کے طریقے دکھلائے گئے تھے -

۳ - دفتری سامان کی عمارت

تیسری میں کاروباری ترقیوں کی "قوت کارکردگی" کا مظاہرہ کیا گیا، یہاں یہ دکھلایا گیا تھا کہ دفاتر میں کس قسم کا جدید فرنیچر ہونا چاہیئے کہ تہذیب و تلاش امثلہ اور دیگر کاروبار دفتری کیلئے باعث سہولت ہو -

یہاں جدید ترین قسم کے "نقدی کے بہی کھاتے" بھی نظر سے گذرے - نیز "ٹیلی ٹائپنگ" (Teletyping) مشین یعنے حساب کرنے کی ایک محیر العقول مشین (جو استعمال میں نہایت ہی آسان ہے) اور انسان کی جدت پسند طبعیت کے دوسرے نمونے بھی نظر آئے -

اگر دیکھنے والے خواہش کریں تو ان کو اجازت دی جاتی تھی کہ ان مشینوں کو وہیں اپنے ہاتھ سے استعمال کرکے ا رچلا کر دیکھیں - تا کہ انہیں اس قسم کی مشینوں کے استعمال کرنے کی عادت ہو جائے -

۴ - ہیروں کی عمارت

اس نمبر (۴) والی عمارت میں ہیرونکی بین الاقوامی صنعت کا ایک مشترکہ قابل دید تماشہ تھا -

اس قابل تعریف مقام میں مشہور و معروف "ہاٹز" (Hotz) کا ہیرا بھی ہے - جو کسی زمانہ میں "میگزی میلین" (Maximilian) شہنشاہ مکسیکو (Mexico) کے تاج کی زینت بنا ہوا تھا - اس ہیرے کی قیمت کا اندازہ تقریباً تین لاکھ ڈالر کیا جاتا ہے - اسکے علاوہ اور بھی کئی ایک قیمتی ہیرے نظر سے گذرے جنکی قیمتیں لاکھوں سے کسی طرح کم نہ ہوں گی -

یہاں ہیروں کی ایک ایسی کان بھی بنائی گئی تھی جہاں کان کنی کا کام ہو رہا تھا، کان کن مزدوروں کے رہنے سہنے کیلئے مکان بھی نظر آئے اور اس مقام پر ہیرے تراشنے والے مصروف بہ کار تھے -

ہیروں کی کان

اسی سے قریب ایک کان کا دہانہ نظر آیا، جس میں (۳۶) فٹ کا لفٹ لگا ہوا تھا، جس کے ذریعہ افریقی مزدوروں کو کان کے اندرونی حصہ میں پہنچایا جاتا تھا - سطح زمین سے (۱۲) فٹ نیچے کان کے اندر جا کر افریقی مزدوروں کو ہیرے کھود کھود کر نکالتے ہوئے دیکھنا عجیب و غریب سماں تھا -

"بلیو گرونڈ" (Blue Ground) جس میں سے ہیرا نکالا جاتا ہے، وہ یہاں "کیمبرلی" (Kimberley) جنوبی افریقہ سے محض نمایش کی خاطر لائی گئی تھی، اس میں تین ہزار کیرٹ کے خام ہیرے شامل تھے - اس کان پر دو انجنیر متعین تھے، مصنوعی کان کی درستی اور موقعی دیکھ بھال ان ہی کے تفویض تھی، اور انہوں نے اپنی سعی و کوشش سے نقل کو بالکل اصل کر دکھانے کی کوشش کی - اسکے قریب ہیروں کی ترشوائی اور پالش وغیرہ کا کام کرنیوالے بھی نظر آئے -

۵ - قمیصیں تیار کرنے کا مقام

عام نمایشی حصہ کے پانچویں پویلین میں تین زود رفتار مشینوں پر قمیصیں تیار ہو رہی تھیں، اور اسی جگہ دوسرے حصہ میں اور ایک طریقہ کار کا معائنہ کیا گیا جس میں سوت کے

کپڑوں کو بازار میں لانے سے پہلے ایک مرتبہ دھولیا جاتا ہے - اسی عمارت نمبر (۵) میں ٹوتھ پیسٹ (منجن) کی صنعت کا مظاہرہ، اسکے ابتدائی مراحل اور مختلف درمیانی مرحلے طے کرنے والی شیشیوں کی بناوٹ اُن پر روغن وغیرہ پھیرنے کے طریقے اور بند ہو کر مکمل ہونے تک کے حالات کو ظاہر کرتا تھا -

پاُتابوں کی صنعت کے مظاہرے بھی یہاں بہ روئے کار نظر آئے، مشینیں جن کے کل پرزوں کی ساخت نہایت ہی نازک ہے، مہین تانے بانے کا پاُتابہ تیار کرتی ہوی نظر آئیں - نمایش دیکھنے والے اپنے سامنے تیار کیئے ہوے پاُتابوں کو اگر چاہیں تو خرید بھی سکتے ہیں اسی پویلین نمبر (۵) میں ایک اور عجیب وغریب چیز بھی دیکھی گئی یعنی دنیا کے مختلف ادوار کی مختلف ممالک کی مشہور و معروف عورتوں کا لباس -

جنرل موٹر کمپنی کی عمارت

اسی سے قریب جنرل موٹرز کی عمارت تھی، جو ایک فرلانگ لامبی اور (۳۰۶) فٹ چوڑی تھی، اس پر (۱۷۷) فٹ کا رنگین مینار تھا، یہ تمام رات روشن رہتا تھا، اس عمارت میں جنرل موٹرز کمپنی کی بنی ہوئی موٹروں کی نمایش کی گئی تھی، ایک کمرہ میں اس کمپنی کا "تحقیقاتی معمل" تھا جس میں، عملی کام ہوتا رہتا تھا -

اس عمارت کے سامنے کے حصہ میں نیئے ماڈل کی، اسی کمپنی کی نئی نئی موٹریں، نمایش کے طور پر رکھی گئی تھیں، اور اس کے پچھلے حصہ میں، ایک بڑا وسیع ہال یا کمرہ تھا جس کے اطراف ایک برآمدہ تھا، اس پر سے ایک ہزار آدمی وقت واحد میں کھڑے ہو کر، بنتی ہوئی موٹروں کا معائنہ کرسکتے تھے جو اسی ہال میں بنتی تھیں -

اس ہال کے ایک دروازے سے موٹر کا ایک ایک پرزہ، اور اس کے جدا جدا حصے داخل ہوتے تھے، اور کام کرنے والوں کے روبرو سے یہ چیزیں گذرتی تھیں، ہر شخص، اپنے اپنے

مفوضہ کام کو ساتھ کا ساتھ انجام دیتا چلاجاتا تھا، اس طرح دوسرے دروازے سے ایک مکمل موٹر تیار ہوکر نکلتی تھی۔

اگر کوئی خریدار چاہے تو اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی بنتی ہوئی موٹر کو دیکھ سکتا تھا۔ اسی طرح یہ کمپنی روزانہ پچیس موٹریں تیار کرتی، اور فروخت کرتی تھی۔ ہر شخص حسب خواہش خود اپنی موٹر کا سامان انتخاب کرسکتا، اور کچھ دیر کے بعد دوسرے دروازے سے اس کار کو چلاتے ہوئے لیجاسکتا تھا۔ یہ موٹریں (۹) بجے صبح سے رات کے (۷) بجے تک تیار ہوتی رہتی تھیں۔ اور بارہ بجے تک نمایشی حصہ بھی کھلا رہتا تھا۔

ہمیں نیچے لیجاکر، وہ خاص حصہ جہاں موٹریں بنتی تھیں، دکھلایا گیا اور یہاں ہماری تصویریں لی گئیں۔ جن جن نمایشی مقامات پر ہم پہنچتے تھے، لوگ دوڑے دوڑے ہمارے پاس آتے اور ہمارے دستخط لیتے تھے۔

اس کے بعد ہم کرائزلر بلڈنگ (Chrysler Building) پہنچے یہ موٹر کی عمارت نہایت شاندار اور عجیب وغریب تھی، اس کے درمیانی مدور حصہ میں، جدید ترین موٹروں کی نمایش کیگئی تھی۔ اور اسی سے ملحق ایک میدان تھا جس میں کرائزلر موٹروں کی مضبوطی کا تجربہ کرکے دکھلایا جاتا تھا۔

اس میدان میں ریت، بڑے بڑے گڑھے، اور اونچے اونچے ٹیلے تھے، جن پر سے موٹروں کو تیزی کے ساتھ چلا کر اُن کی پائیداری دکھلائی جاتی تھی، اور بعض وقت موٹروں کو ٹیلے پر سے لڑھکا بھی دیا جاتا تھا اس پر بھی یہ ٹوٹتی تھیں اور نہ ان کے ڈرائیور ہی کو کوئی نقصان پہنچتا تھا۔

ذرائع حمل و نقل

ہماری سیر کا دوسرا مقام ایک ایسی عمارت تھی جہاں سو سال کے ذرائع حمل و نقل

کی ترقی کے مناظر دکھلانے کا انتظام کیا گیا تھا - زیر سماں ستر گھوڑے، سات چھکڑے، دس ریل گاڑیاں اور تاریخی قسم قسم کی گاڑیاں اپنی اصلی حالت میں دکھلائی گئی تھیں - ان کے علاوہ یہاں سنہ ۱۸۲۵ع سے سنہ ۱۸۵۰ع کے عہد تک کی سب سے زیادہ تیز کشتی "بالٹی مور کلیپر" (Baltimore Clipper) موجود ہے یہ وہ کشتی ہے جو سنہ ۱۸۲۵ع سے سنہ ۱۸۵۰ع تک سب سے زیادہ تیز رفتار مانی گئی تھی ٹام تھمب (Tom Thumb) جو بی اینڈ او (B. & O.) ریلوے کا پہلا انجن تھا (Wright Brothers) رائیٹ برادرس کا پہلا ہوائی جہاز، اور ایک گھوڑے کی گاڑی جس میں جارج واشنگٹن سفر کرتے تھے، یہ سب یہاں موجود تھے -

فن تعمیر کی تاریخ میں یہاں کی معلق گنبد والی عمارت ایک بالکل ہی نئے باب کا اضافہ تھی - یہ معلق پلوں کی طرح بغیر دیوار اور ستون کے بنائی گئی تھی، جو اٹھارہ انچ اوپر اور نیچے حرکت کر سکتی تھی، جس کی وجہ سے یہ عمارت "سانس لینے والے گنبد" کے نام سے مشہور تھی - اسی گنبد والی عمارت کے اندر، اُن عجیب و غریب تاریخی گاڑیوں کی نمایش کی گئی تھی، جس میں ایک معمولی بیل گاڑی سے لے کر بہترین اور جدید سے جدید ریل، موٹر، اور ہوائی جہاز رکھے گئے تھے -

اس عمارت کے باہر انگلستان سے لائی ہوئی مشہور برطانوی ریل "رائل اسکاٹ" (Royal Scot) کے سوا مختلف ممالک کی بھی ریلیں موجود تھیں - جن میں مکسیکو کے پریسیڈنٹ (صدر) کی اسپیشل ٹرین بھی شامل تھی اس کا فرنیچر اور آرائشی سامان وغیرہ نہایت ہی بہترین طریقہ پر ایک محل کی طرح سجا ہوا تھا - اور اسی ریل میں چند ڈبے مکسیکو کی مصنوعات کیلئے بھی وقف کئے گئے تھے - ان کے علاوہ بیش قیمت جواہرات جو "مانٹی البن جیمز" (Monte Alban Gems) کے نام سے مشہور رہیں، وہ بھی یہاں رکھے گئے تھے - اور ان کا

پتہ مکسیکو کے تاریخی وجود ہی کے وقت سے چلتا ہے۔

مشینی ناگر

وہیں بازو میں ایک دو ایکر اراضی رقبہ کھیت کی طرح بنایا گیا تھا، یہاں ایک مشینی ناگر رکھا گیا تھا یہ ریڈیو کے ذریعہ چلتا تھا۔ جس کے لئے کسی انسان کی ضرورت نہیں ہوتی تھی کھیت کے کنارے ایک سوئچ بورڈ لگا یا گیا تھا، ناگر صرف اسکے تعلق سے، بغیر کسی ذریعہ اور تار کے چلایا جاتا تھا اس کو انٹر نیشنل ہارویسٹر کمپنی (International Harvester) نے پیش کیا تھا۔

گلاس ٹاور

اسی کے قریب ایک مقام ہے، جہاں ''گلاس ٹاور'' قائم کیا گیا تھا۔ امریکہ کے شہروں میں موٹروں کو چھوڑ کر کام کاج پر جانے والوں کیلئے زمین کی قلت ہونے کی وجہ سے اس ٹاور کو ایجاد کیا گیا ہے۔ یہ ایک شیشہ کا درجہ دار مکان تھا جس کے درجے چکر دار جھولے کی طرح نیچے اوپر گردش کرتے رہتے تھے۔ اس میں پچیس موٹریں وقت واحد میں رکھی جا سکتی تھیں۔ اور جو شخص آئے، یہاں اپنی موٹر سڑک پر چھوڑنے کی بجائے اس میں رکھ کر، ضروریات کے لئے جہاں چاہے جا سکتا تھا۔ واپس آنے پر اپنی کار کو چکریں کاٹ کر نیچے آنے کے بعد چلتے ٹاور کو کھٹکے کے ذریعہ روک کر نکال لے سکتا تھا۔ یعنے عام طور پر جس قدر زمین کا رقبہ دو موٹروں کے کھڑے کرنے کیلئے درکار ہوتا ہے اتنے ہی رقبہ پر اس جدید اصول کی تحت ۲۵ موٹریں ایک پر ایک کھڑی کی جا سکتی تھیں اور ایک ہی منٹ کے عرصہ میں مالک موٹر کو دستیاب ہو سکتی تھیں۔

ریڈیو اور مراسلت کی عمارت

اس عمارت میں مختلف طریقوں کی مراسلت، تار اور ریڈیو کے اسباب و آلات دکھائے

جاتے تھے، تمام اسباب بالکل تیار رکھا جاتا تھا، بہترین سائنس داں اور ماہران فن ان کے سمجھانے کے لئے ہروقت تیار رہتے تھے جس کو وہ نہایت سادہ اور سلجھے ہوئے طریقہ پر سمجھا دیتے تھے۔

ریڈیو اور بری تار، زمین دوز وتہ آب (Cable) پیچیدہ آلات جو ٹیلیفون کو باہم ملانے کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں، مہمانوں کے سامنے واضح کر کے دکھلاتے اور ان کی حقیقت کو بھی سمجھاتے تھے۔

قدیم امریکی دیہات

یہ وہ رقبہ تھا جس میں جنوبی امریکن رہتے تھے ایک حصہ میں تختوں کے مکانات بنائے گئے تھے، اور ان میں چند ایسے وحشی آباد تھے جن کی زندگی صرف زراعتی کوششوں پر منحصر تھی۔

اس مقام پر یہ لوگ تماش بینوں کو دکھلانے کے لئے اپنی شادی بیاہ، اور دوسرے رسوم فرضی طور پر منعقد کرتے تھے۔ ان کے یہاں ایک رسم ہے جس میں وہ کسی خاص شخص کو اعزازی طور پر قبیلہ کا سردار (چیف) بناتے ہیں۔ چنانچہ "جنرل بال بو" (General Balbo) جو اپنے چوبیس ہوائی جہاز لے کر اٹلی سے یہاں آیا تھا۔ اس کو ان لوگوں نے اپنا چیف بنایا تھا۔ مجھے اس قوم کے سردار "چیف ڈے بریک" (Chief Daybreak) سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے اپنی قوم کا آنریری چیف (اعزازی سردار) بنانے کی خواہش ظاہر کی۔ چونکہ اس رسم کی تیاری میں چار پانچ دن لگتے تھے، اور ہم بھی یہاں سے جلد واپس ہونے والے تھے اسلئے وہ ہمیں چیف نہ بنا سکا اس رسم میں قاعدہ ہے کہ یہ لوگ ناچتے، گاتے، اور بجاتے ہیں، اور اپنے سردار کو اپنا قومی لباس تیار کر کے پہناتے ہیں۔ اس سردار بنانے کی رسم کا پہلے ہی سے اعلان ہو جاتا ہے۔ جب تمام لوگ جمع ہو جاتے ہیں، تو ان لوگوں کی موجودگی میں یہ رسم عمل میں لائی جاتی ہے۔

مکانات کے نقشے تیار کرنیکا ہال

مکانات تیار کرنے کا ایک ہال، اور گیارہ مختلف مکانات تیار کئے گئے تھے تا کہ اس میں فن تعمیر، آرام اور کفایت شعاری کی ترقی ظاہر کیجائے۔

یہ ہال صنعتی فنون کی ترقی کی ایک اجتماعی نمائش تھی۔ اس میں مکانوں کو سردی اور گرمی پہنچانے والے اور دوسرے جدید قسم کے آلات رکھے گئے تھے۔ اسکے علاوہ جدید قسم کا عمارتی سامان فرنیچر وغیرہ بھی رکھا گیا تھا۔ اس ہال کے اطراف نہایت مناسب پر فضا میدانوں میں گیارہ جدید طرز پر بنے ہوئے مکان نمونہ کے طور پر بنائے گئے اِن میں سے آٹھ ایسے تھے جن کے اندر متوسط درجہ کی آسایش کا تمام سامان فراہم کیا گیا تھا ان میں عمارتوں کے طریقۂ استعمال، نئے اسباب، اور فن تعمیر کے نئے نئے اسلوب کو مفصل دکھلایا گیا تھا۔

مویشی اور انکے گوشت کی نمائش

جوں ہی ہم "فوڈ اینڈ ایگری کلچر (Food and Agriculture) کی اس عمارت میں داخل ہوئے ایک تنہا گھوڑے پر سوار چرواہا، انجذاب نظر کا باعث ہوا جو اپنے گلہ کی ایک چشمہ کے قریب چراگاہ میں نگہبانی کر رہا تھا۔ متغیر روشنیاں یکے بعد دیگرے رات اور دن کا سماں پیش کرتی تھیں۔

بائیں جانب وہ حصہ تھا جس میں مویشیوں کے جدید طریقہ پر نگہداشت کرنے کے طریقے دکھلائے گئے تھے۔ سورج کھیتوں پر چمکتا تھا۔ اور متحرک گاڑیاں زندہ مویشیوں سے لدی ہوی مارکٹ کو جاتی تھیں۔

سنہ ۱۸۳۳ع اور سنہ ۱۹۳۳ع کے جانوروں کے نمونوں کا مقابلہ کرنے کے بعد،

ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں یہ معلوم ہوا کہ گوشت کس طرح کاٹا جاتا ہے۔ اور کس طرح محفوظ رکھا جاتا ہے ایک شخص گوشت کے منتخب شدہ ٹکڑے لے کر، اس پر مختصر سی گفتگو بھی کرتا تھا اور یہ دکھلاتا تھا کہ کس مقام کا گوشت انسان کے جسم کے کس حصہ کو تقویت پہنچا سکتا ہے اور دوسرے حصے میں یہ دکھلایا گیا تھا کہ کونسی ترکاری انسان کے جسم کے کس حصہ کو تقویت پہنچاتی ہے۔ غرض ایسی عجیب و غریب اور سبق آموز چیزوں کو دیکھ کر (½ ۷) بجے ہم ہوٹل پہنچے۔

امریکہ کی ہر ہوٹل میں ریڈیو کرایہ پر ملتے ہیں۔ ہم نے بھی فی الحال دلچسپی کے لئے ایک منگوا لیا تھا۔ کھانے کے بعد کچھ دیر تک سن کر سو گئے۔

۱۶۔ اگسٹ چہارشنبہ

اسکاٹ ریڈیو کمپنی کا معائنہ

صبح ساڑھے دس بجے "اسکاٹ ریڈیو کمپنی" (Scott Radio Co.) سے موٹر آئی یہ کمپنی ہمارے ہوٹل سے کوئی (۷) میل، شمال کے رخ پر "ریونزووڈ اوے نیو" (Ravenswood Avenue) پر واقع ہے، تقریباً آدھے گھنٹہ میں یہاں پہنچے یہ کمپنی اپنے مالک "مسٹر اسکاٹ" ہی کے نام سے موسوم ہے، جو مشہور ریڈیو بنانے والے شخص ہیں۔ "شکاگو" میں اس کی بہت بڑی دوکان بھی کھول رکھی ہے، اپنے فن کے استاد مانے جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اِن کا ریڈیو دنیا میں سب سے بہتر تسلیم کیا جاتا ہے۔

ہم نے ان کے ساتھ ٹہلتے ہوئے، پورے کارخانہ کا معائنہ کیا جہاں سنیکڑوں آلات، نہایت ہی نزاکت اور بڑی احتیاط کے ساتھ بن رہے تھے۔ مسٹر اسکاٹ ہندوستان کے سواء ساری دنیا میں پھر چکے ہیں اور ہر مقام پر اپنے ریڈیو کو وہاں کے موسمی حالات کے اعتبار سے آزمایا ہے، ان ساری چیزوں کی جانچ پڑتال کے بعد کمپنی کھولی۔ اور ریڈیو کے کاروبار

شروع کئے انہیں ہندوستان آنے کی بڑی تمنا ہے - ہم نے بہت سارے ریڈیو دیکھنے کے بعد اُن میں سے ایک پسند کیا - اور مسٹر اسکاٹ سے اسکو "حیدرآباد" بھیج دینے کے لئے بھی کہدیا - یہ خود ہمیں اپنے ہمراہ موٹر میں لاکر ایک بجے ہوٹل پہنچا گئے -

پولو میچ کا معائنہ

ہم لنچ سے فارغ ہونے کے بعد، پولو دیکھنے کے لئے چل کھڑے ہوئے "ڈوسن برگ کمپنی" (Deusenberg Co.) کا ایک ملازم ہمارے دکھلانے کیلئے ایک نئی موٹر لایا تھا، ہم اسی میں بطور ٹرایل (آزمائش) سوار ہوکر "آن وین سیا کلب لیک فارسٹ" (Onwentsia Club Lake Forest) پہنچے اس کلب کی جانب سے، مشرقی اور مغربی پولو ٹیموں کے مقابلہ کا انتظام کیا گیا تھا اس میچ میں امریکہ کے بہترین کھلاڑی شریک ہوئے تھے ہماری ہوٹل سے یہ کلب (۳۸) میل کے فاصلہ پر واقع ہے ہم تقریباً ایک گھنٹے میں یہاں پہنچے پہلا میچ چند روز قبل ہو چکا تھا، دوسرا ہو رہا تھا جسے انگریزی میں (Best of Three) کہتے ہیں - پہلے کھیل میں تو مغربی ٹیم نے میدان مار لیا تھا -

اس دوسرے میں مغرب کی طرف سے مسٹر رورک (Mr. Roark) مسٹر بوسیک (Mr. Boseke) مسٹر اسمتھ (Mr. Smith) مسٹر ولیم (Mr. Williams) (جن کا ہینڈی کیاپ (Handicap) علی الترتیب (۷، ۷، ۹، ۸ تھا) کھیل رہے تھے - مشرقی ٹیم میں مسٹر مائی کل فپس (Mr. Michael Phipps)

مغرب کی پولو ٹیم - سید ھی جانب سے :-
(۱) بوسیک (۲) رورک (۳) اسمتھ (۴) ولیمز (۵) اور میکارتی

مسٹر ہچ کاک (Mr. Hitchcock) مسٹر ونیسٹن گیسٹ (Mr. Winston Guest) اور مسٹر ریمنڈ گیسٹ (Mr. Raymond Guest) جن کا ہینڈی کیاپ علی الترتیب ۷، ۱۰، ۸، ۷ تھا) شامل تھے۔

ان سب میں مسٹر ہچ کاک بہت بڑی شہرت کے مالک ہیں ،اور دنیا کے بہترین کھلاڑی سمجھے جاتے ہیں ہم اپنے باکس (Box) میں جاکر بیٹھے ہی تھے کہ کھیل شروع ہوا۔ جو آٹھ چکر کا تھا۔ اسکے شروع ہونے سے قبل ہی ہم نے دیکھا کہ سنیما کا مشہور اداکار، پولو کا بہت ہی شوقین، ول راجرس (Will Rogers) میدان میں کھڑے ہوئے اسمتھ سے باتیں کر رہا ہے ، اور لوگ اُسکی تصویریں لے رہے ہیں اسکے اِس شوق کو تو ملاحظہ کیجیے کہ صرف اس میچ کی خاطر کیلی فورنیا (California) سے ہوائی جہاز میں یہاں آیا تھا۔

ول راجرز پولو گراؤنڈ پر

پولو کے گھوڑے سب کے سب لاجواب تھے ، کھیل تقریباً پونے پانچ بجے شروع ہوا ، اس میں متعدد ایکسیڈنٹ (حادثے) ہوتے رہے ، ایسا بے نظیر میچ ہوا کہ ، میں نے ، اپنی ساری عمر میں ایسا کھیل نہیں دیکھا حالانکہ ہندوستان کی اچھی سے اچھی ٹیموں کا مقابلہ دیکھ چکا تھا۔

پہلے ہی چکر میں "ہچ کاک" گرا اسکی وجہ سے پانچ دس منٹ کھیل رکا رہا ، سر میں چوٹ آنے کے باوجود پھر سنبھل کر کھیل میں شریک ہوگیا۔ دوسرے چکر میں "بوسیک" گرا ، اسکے پیر میں چوٹ آئی ، یہ بھی سنبھل کر کھیل میں مشغول ہوگیا۔ تیسرے میں "ولیم"

گرا اور افسوس کہ اس بیچارے کا پیر ہی ٹوٹ گیا، ان کے علاوہ اور دو حادثات ہوئے، جن میں کوئی زیادہ چوٹ نہیں آئی "ولیم" کی جگہ ایک کوتل آدمی "مسٹر مک کارتھی" (McCarthy) ہینڈی کیاپ نمبر (٦) کھیلا - غرض کہ مشرقی ٹیم کے بارہ گول ہوئے اور مغرب کے آٹھ -

کھیل کے برخاست ہونے کے بعد ہم (٧) بجے چل کھڑے ہوئے یہاں ہماری بہت ساری تصویریں لی گئیں، اور ایک خاتون نے بھی جنکا نام ہمیں اسوقت یاد نہیں ہے تصویریں لیں - ہم نے یہاں اس لیڈی کے متعلق سنا کہ یہ "مارسلیز" سے "جودھ پور تک ہوائی جہاز میں پرواز کر چکی ہیں - رات میں ساڑھے آٹھ بجے کے قریب ہوٹل پہنچے، اور ڈنر پر "ہادی" کی ایک لیڈی دوست بھی شریک تھیں، جن سے ان کی، جب وہ پہلی دفعہ امریکہ آئے تھے ملاقات ہوی تھی - یہ خاتون اس نمائش کی خاطر سن سناٹا (Cincinati) سے آئی ہوی تہیں -

کھانے کے بعد ہم سب "اورنٹیل سنیما" (Oriental Cinema) گئے اور پیراماؤنٹ کمپنی کے تیار کردہ فلم "سانگ آف سانگس" کو دیکھا - جسمیں مارلین ڈیٹرچ (Marlene Dietrich) نے کام کیا ہے، یہ مجموعی حیثیت سے اچھا ہے، اس کمپنی کے ڈائرکٹر "جوزف فان اسٹن برگ" (Mr. Joseph Von Sternberg) سے جو ہمیشہ مارلین ڈی ٹرچ کے فلم کے ڈائرکٹر رہا کرتے ہیں، میں نے اس کھیل کے متعلق اُنکی رائے اس وجہ سے دریافت کی کہ وہ اسکے ڈائرکٹر نہیں تھے اور انکی بجائے (Rouben Mamoulian) نے اس فلم کو بنایا تھا - مسٹر اسٹرنبرگ نے کہا، کہ "اُس فلم کا ابتدائی نصف حصہ تو نہایت ہی بہتر ہے، لیکن بقیہ نصف میں وہ خوبی نہیں رہی" غرض

ہم کھیل دیکھنے کے بعد، سوا بارہ بجے تک اپنی ہوٹل لوٹ چکے تھے۔

۱۷ اگسٹ پنجشنبہ

ایک رکن نمائش کا ملاقات کے لئے آنا

صبح ساڑھے نو بجے کمرے میں ٹیلیفون آیا کہ ڈاکٹر ہربسٹ (Dr. Herbst) نامی ایک صاحب نیچے ٹھیرے ہوئے ہیں، اور ہم سے ملنے کے متمنی ہیں، "ہادی" اُن سے مل آئے اور ہم سے کہا کہ، "یہ وہ صاحب ہیں، جو جنوری سنہ ۱۹۳۳ ع میں ہندوستان اور حیدرآباد آئے تھے۔ اُن کے یہاں (ہندوستان) آنے کی غایت یہ تھی کہ اس نمائش میں ہندوستان کو بھی حصہ لینے کی دعوت دیں، لیکن چند وجوہ کی وجہ سے ہندوستان اس میں شریک نہ ہو سکا۔

ہم نے نیچے جاکر اُن سے ملاقات کی۔ یہ شریف بڑے خوش اخلاق آدمی ہیں انہوں نے ہندوستان اور حیدرآباد کی جو چیزیں دیکھی تھیں، ان کو ہمارے سامنے دہرایا خصوصاً حیدرآباد کی بڑی تعریفیں کرتے رہے، یہ اس نمائش کے اراکین میں سے ہیں۔ ان کو اس بات کا بڑا افسوس تھا کہ ہندوستانی اس نمائش میں کوئی حصہ نہ لے سکے، اس تاسف کی وجہ یہ بیان کی کہ، "امریکن ہندوستان کی مصنوعات اور دیگر چیزوں کو دیکھنے کے بڑے آرزومند ہیں"

آج انہوں نے ہم کو اپنے مکان پر لنچ کی دعوت دی چونکہ نمائش دیکھنے کا ہمارے لئے یہ آخری دن تھا اسلئے معافی چاہی۔ لیکن بامروت ڈاکٹر صاحب نے اس انکار پر بھی ہم سے نمائش ہی کے ٹرسٹیز رسٹورنٹ (Trustees Restaurant) میں لنچ کھانے کا وعدہ لے لیا۔

کھیل اور تماشہ کی چیزیں

اسکے بعد ہم ساڑھے دس بجے نمائش پہنچے۔ پہلے کھیل اور تماشے کی چیزوں والے حصہ میں

داخل ہوئے یہاں دو بڑے مینار چوکی داروں کی طرح کھڑے تھے - ان دونوں میں (۱۸۵۰) فٹ کا فاصلہ تھا۔ یہ اس نمائش کی ایک اہم و نمایاں چیز تھی، یہ مینار شکاگو کی ساری عمارتوں سے اُونچے تھے، اور زمین میں نہایت ہی مضبوطی کے ساتھ سمنٹ کے ذریعہ نصب کیئے گئے تھے - ہر ایک کی بلندی (۶۲۸) فٹ تھی، اور انکی انتہائی بلندی پر، ایک ایسا مقام بنایا گیا تھا، جہاں لوگ بیٹھ کر نمائش کو بخوبی دیکھ سکتے تھے - ہم نے ان پر رات کے وقت چڑھ کر نیچے دیکھا تو شہر اپنی روشنی کی کثرت کی وجہ سے، ایک انتہا سے زیادہ منور طلسمی شہر نظر آتا تھا -

اس روشنی کے علاوہ، میناروں سے بھی سرچ لائیٹ اپنی شعاعیں سورج کی طرح اندھیری رات میں ڈال رہی تھیں، اور ہر وقت یہ روشنی گھومتی رہتی بھی تھی - جب ہم دن میں اوپر کھڑے تھے تو بالکل ہی سامنے سے ہوائی جہاز گزر رہے تھے، اور کبھی کبھی ابر بھی ہمیں گھیر لیتا تھا -

ان میناروں کی سطح ارض سے، (۲۰۰) فیٹ کی بلندی پر ایک کمرہ تھا، یہاں ریل کے ڈبوں کی طرح چند ڈبے رکھے گئے تھے، ہم ان میں سوار ہو کر نمائش پر سے گزرتے ہوئے ایک مینار سے دوسرے مینار تک گئے - یہ ڈبے صرف تاروں کے ذریعہ ہوا میں معلق، برقی قوت کے ذریعہ چلتے ہیں -

اس ترکیب کی ایجاد کے باعث یہ سمجھا جانے لگا ہے کہ آئندہ حمل و نقل کے ذرائع عنقریب اسی اصول پر عمل میں لائے جائینگے - یہ کہا جاتا تھا کہ ان میناروں اور ڈبوں کو ہر گھنٹہ پانچ ہزار آدمی استعمال کرتے ہیں -

بیرڈ کی قطب جنوبی کی مہم
(BYRD'S SOUTH POLE SHIP)

اسکے بعد ہم "بیرڈ" (Byrd) کی قطب جنوبی کی مہم والے حصہ میں داخل ہوئے، جہاں

اس مشہور امیر البحر کا وہ جہاز جس کے ذریعے اسنے یہ مہم سر کی تھی رکھا گیا تھا - اس جہاز میں اس سفر کے عجائبات بھی جو وہاں حاصل ہوئے تھے، رکھے گئے تھے - جہاز کے نگہبان وہی لوگ تھے، جو اس امیر البحر کے ساتھ اس مہم میں موجود تھے - یہ لوگ زائرین کو اس سفر کے دلچسپ قصے بھی سناتے جاتے تھے - اسی سے ملحق ایک مقام پر پہنچے -

بلجیمی موضع

(BELGIAN VILLAGE)

جو بلجیم کے کسی موضع کے نمونہ پر بنایا گیا تھا - مکانات اور عمارتیں بالکل اسی وضع کی تھیں جو آج کل بلجیم کے مواضعات میں نظر آتی ہیں - اس موضع میں کیفے، دکانیں، قدیم گرجا، ٹاؤن ہال (دارالبلد) وغیرہ تعمیر کئے گئے تھے - یہاں کے لوگ جن کے بدن پر سینکڑوں برس قبل کا لباس تھا، چلتے پھرتے نظر آتے تھے - اس کا مقصد صرف بلجیم کا پورا پورا ماحول پیدا کر کے دکھانا تھا - یہاں پرانے زمانے کے بلجیمی ناچ اور رقص بھی سکھلائے جاتے تھے -

ہم نے دیکھا کہ دودھ کی گاڑیاں کتے کھینچ کر لے جا رہے تھے اور انہیں حسین حسین لڑکیاں ہانک رہی تھیں جس طرح کہ آج کل بھی بلجیم میں یہی رواج ہے - اسکے بعد پیرسی نمونے والے مقام پر پہنچے

پیرس کا نمونہ

(THE STREETS OF PARIS)

اس حصہ پیرس کو امریکہ میں منتقل کر لیا گیا تھا، یہاں بھی تقریباً پیرس کے تمام خصوصیات (مثلاً موسیقی، رقص، آوارہ گرد مصور یعنی گھوم گھوم کر تصویر اتارنے والے، کیفے، عجیب و غریب دکانیں موسیقی کے ماہرین وغیرہ) کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی تھی -

پیرس میں جس طرح لوگ سڑکوں کے کنارے بیٹھے ہوئے کھاتے پیتے ہیں، بعینہ اسی

قسم کے رسٹورنٹ یہاں بھی قائم کیئے گئے تھے۔ گلیوں کے نام تک وہی رکھے گئے تھے، جو آجکل پیرس میں مشہور ہیں۔ عمارتوں کی بھی ٹھیک ٹھیک نقالی کی گئی تھی یہاں سے ہم آگے بڑھے اور "ہالی وڈ" والے حصہ میں پہنچے۔

ھالی وڈ کا نمونہ

ہالی وڈ کے نمونہ پر یہاں ایک ایسا مقام بنایا گیا تھا، جس میں ہم نے سنیما کے اصلی فلم تیار ہوتے ہوئے دیکھے، اور ریڈیو بھی سنا۔ اس حصہ میں ساؤنڈ ریکارڈنگ (Sound Recording) اور سنیما کے فلم لینے کے طریقے بھی دکھلائے جا رہے تھے۔ اور "ہالی وڈ" کے دو چار مشہور اداکار بھی فلم بنانے میں مصروف تھے۔ فلم ایکٹنگ، اور اس کے سین کی اپنی اپنی کیمروں کے ذریعہ نقل کرنے کی عام اجازت تھی۔

یہاں دو وائرلیس اسٹیشن بھی تھے، جن میں ٹیلی ویژن (Television) کے تجربے بھی عملی طور پر دکھلائے جاتے تھے۔

ڈاکٹر ھرسٹ کے لنچ میں شرکت

ان تمام چیزوں کو دیکھتے ہوئے، ڈیڑھ بجے ٹرسٹیز رسٹورنٹ (Trustees Restaurant) میں حسب وعدہ پہنچے۔ یہاں ڈاکٹر صاحب موصوف اور ان کی بیوی ہمارے استقبال کے لئے پہلے ہی سے موجود تھے۔ یہ خاتون بڑی خوش اخلاق ہیں۔ کھانے پر ھندوستان کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ "مسز ہرسٹ" ہندوستانی عورتوں کے لباس اور پان کو بہت پسند کرتی تھیں، ہمارے ساتھ اس وقت پان موجود نہ تھے۔ لنچ کے بعد، ان کے ہمراہ ٹہلتے ہوئے نکلے۔ انہوں نے ہمیں خود لے جا کر پہلے "پلانے ٹیریم" (Planetarium) دکھلایا۔

ایڈلر پلانی ٹیریم
(THE ADLER PLANETARIUM)

یہ ایک گنبد دار وسیع عمارت تھی، جس میں زائیس کمپنی کا (Zeiss) ایک نہایت ہی نازک

مشین رکھا ہوا تھا، اس کو زئیس پروجیکٹر (Zeiss Projector) کہتے تھے، تمام ممالک امریکہ میں اس قسم کا یہ ایک ہی آلہ موجود ہے - اور دنیا بھر میں اس کی مثالیں بہت کم ہیں - اس مشین سے آسمانوں کے عجیب و غریب راز دکھائے جاتے تھے - تماشائیوں کو ہر گھنٹہ داخلہ کی اجازت ملتی تھی، پہلے پہل ایک سفید چھت نظر آتا تھا، جب روشنی مدہم کر دی جاتی، تو یہی چھت نیلگوں آسمان کی شکل میں نمودار ہوتا تھا، جس میں لاکھوں ستارے بالکل اپنی اصلی ہئیت میں چمکتے دمکتے نظر آنے لگتے تھے -

اسکے ذریعہ سے ماضی و مستقبل کے اکثر آسمانی واردات دکھلائے جاتے تھے - یہاں ایک لکچرار بھی موجود تھا، جو ٹارچ لامپ (Torch Lamp) سے، ہر ستارے کی شکل و صورت اور اس کی خصوصیت دکھلاتا جاتا تھا، حتیٰ کہ اس نے یہ کیفیت بھی ہماری نظروں کے سامنے پیش کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے وقت فلاں ستارے کا کیا حال تھا، اور "گلے لیو" (Galileo) کے دوربین ایجاد کر کے ستاروں کو دیکھنے کے وقت یہ ستارے سارے آسمان کے کن کن گوشوں اور حصوں میں موجود تھے - غرض اس نے آئندہ و موجودہ اور گذشتہ کے اکثر حیرت انگیز مناظر دکھلائے -

یہ "پلانی ٹیریم" "پروفیسر فلپ فاکس (Professor Philip Fox) کے زیر انتظام تھا، جو ڈاکٹر ہرسٹ کے برادر نسبتی بھی ہوتے تھے - پروفیسر موصوف پہلے رصد گاہ "یرکس" (Yerkes Observatory) میں تھے، اور اس کے بعد امریکہ کی شمال مغربی یونیورسٹی کے پروفیسر ہئیت بھی ہو گئے تھے - اس کو دیکھنے کے بعد "میدانی کھیل" کے مقام پر پہنچے -

میدانی کھیل

یہاں اس امر کا اہتمام کیا گیا تھا کہ "نیشنل اے - اے - یو چمپین شپ (National

(A. A. U. Championship) کے موقع پر، بین الاقوامی کھلاڑیوں کو جمع کیا جائے
جنھوں نے ۱۹۳۳ء کے اولمپکس (1933 Olympics) میں غیر معمولی شہرت حاصل کی
تھی - ان میں تین مشہور جاپانی کھلاڑی، پول والٹر (Pole Vaulter) چمپین، "نشیدہ"
(Nishida) - دوڑنے والا چمپین یوشیوکا (Yoshioka) - اور ہاپ اسٹپ اینڈ جمپ
(Hop Step and Jump) چمپین نام بو (Nambo) - بھی شامل تھے - ان کے علاوہ
آئرستان کا مشہور ہتوڑی پھینکنے والا (Hammer Thrower) چمپین، او کیالاہن
(O'Callaghan) چارسو میٹر کی دوڑ کا (400 metres) چمپین ٹس ڈیل (Tisdale)
ملک "جیکوسلوواکیا" کا باشندہ لوہے کا گولا پھینکنے والا (Shot Putter) چمپین ڈونڈا
(Donda) - جرمنی کا مشہور اور معروف اسپرنٹر (Sprinter) چمپین، جوناتھ (Jonath)
پولینڈ کا مشہور دوڑنے والا چمپین کس پنس کی (Kuspcinski) جاروی نن
(Jarvinen) لیتھ نن (Lehtinen) اور مشہور اطالوی چمپین "بکالی" (Baccali) جیسے
لوگ شریک تھے -

یہاں کے تالاب میں سنسنی خیز شرطیں ہورہی تھیں ان کے علاوہ موٹربوٹ، اور دیگر
محیر العقول شرطیں بھی موسم گرما میں مقرر کی گئی تھیں -

ٹہلتے ٹہلتے آگے ہوائی جہازوں کے مظاہرہ تک پہنچے -

ہوائی جہازوں کا مظاہرہ
(AN AVIATION SHOW)

اس مقام پر مشہور ہوائی جہاز جن سے تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوگیا ہے -
رکھے گئے تھے، اور ایسے ہوائی جہاز بھی، جن سے بلندی اور رفتار کے ریکارڈ ٹوٹے تھے، اور
جو مختلف شرطوں میں جیت بھی چکے تھے، یہاں موجود تھے، وہ ہوائی جہاز بھی تھا جس میں

سنہ ۱۹۱۰ ع میں "گلین کرٹس" (Glenn Curtiss) نے بیٹھ کر البینی (Albany) سے نیویارک تک پرواز کر کے دس ہزار ڈالر کا انعام حاصل کیا تھا - اس نے ان دونوں مقاموں کے درمیانی فاصلے (۱۴۳) میل کو دو گھنٹے پچاس منٹ میں طے کیا تھا -

اس کے سوا، کولمبیا (Columbia) نامی، وہ ہوائی جہاز بھی رکھا ہوا تھا جس کے ذریعے چیمبرلین، (Chamberlin) اور لی وین (Levine) بحر اوقیانوس (اٹلانٹک) کو عبور کر کے جرمنی پہنچے تھے اور ایک دوسرا جہاز "ول راک" (Woolroc) جس کے ذریعے کرنل گو بل (Colonel Goebel) اور لفٹننٹ ڈیوس (Lieut. Davis) نے دو ہزار چار سو میل (۲۵) گھنٹے ۱ منٹ میں طے کئے تھے - ان لوگوں نے "اوک لینڈ" (Oakland) سے "ہونولولو" (Honolulu) تک اس کے ذریعہ سفر کیا تھا - اس کے بعد "ایڈی" سن میموریل میں پہنچے -

ایڈی سن کی یادگار

(THE EDISON'S MEMORIAL)

چونکہ سنہ ۱۸۷۹ ع میں ایک سوتی دھاگے کو شیشے کے بلب میں چالیس گھنٹہ تک چمکنے پر غور کرتے ہوئے "ایڈی سن" نے اسی نظرئیے کی تحت "لائیٹ" ایجاد کی تھی - اسی لئے اس میموریل میں اس واحد موجد کو خراج تحسین ادا کیا جاتا تھا، جو خاص اسی یادگار میں تعمیر کیا گیا تھا - اس عمارت کے اطراف ایک خوبصورت باغ بنایا گیا تھا، جو "ایڈی سن" کے نیوجرسی (New Jersey) والے خانہ باغ کے نمونہ پر تھا، جہاں یہ ہشاش موجد اپنی فرصت کے اوقات گذارا کرتا تھا - اس کے بعد اُس مقام پر پہنچے جہاں خانہ داری کے طریقے دکھلائے جا رہے تھے -

(MODERN HOMES)

وہ مکانات جو خانہ داری کے طریقے سکھلانے کے لئے بنائے گئے تھے

"گڈ ھاؤس کیپنگ کا مکان"

(THE GOOD HOUSE KEEPING)

یہ مکان جدید طرز کے بہترین نمونے پر، فولادی سامان سے تیار کیا گیا تھا - اس کی دوسری منزل میں ایک بہت بڑا تفریحی کمرہ بھی تھا ڈٹ روئیٹ (Detriot) کے رہنے والے "اوڈل" (O'Dell) اور "رولینڈ" (Rowland) اس کے نقشہ نویس تھے ان لوگوں کے ساتھ "ڈوئیٹ جیمس بام (Dwight James Baum) جو رسالہ "گڈ ہاؤس کیپنگ" (Good House Keeping) کے ایڈیٹر ہیں، بحیثیت مشیر شامل تھے - یہ مکان مع جملہ اسباب ۷ ہزار نو سو ڈالر کا تھا -

آئیندہ کا مکان

(HOUSE OF TOMORROW)

عنوان بالا کے نام سے ایک مدور شیشے کا سہ منزلہ مکان تعمیر کیا گیا تھا، جس کی بیرونی دیواریں شفاف شیشے کی تھیں، جن میں دریچے وغیرہ نہیں تھے - جتنے بھی جدید قسم کے آلات دستیاب ہوسکے، اس میں استعمال کئے گئے تھے اور بطور نمایش رکھے بھی گئے تھے - اِن آلات میں بجلی سے بند ہونے والے اور کھلنے والے دروازے اور ہوائی جہاز جیسی چیزیں بھی شامل تھیں -

اس کے نیچے کی منزل میں موٹر خانہ کے علاوہ، ایک ہوائی جہاز گھر (Hangar) بھی بنایا گیا تھا - مکان میں بالکل پاک صاف ستھری اور ٹھنڈی یا گرم ہوا پہنچانے کا انتظام ہر دس منٹ کے بعد کیا جاتا تھا اس طرح سے اس کو جب چاہے گرم کرسکتے اور جب چاہتے ٹھنڈا کرسکتے تھے - اس مکان کو، "سنچری ہومز" (Century Homes) نے بنایا تھا -

اس کے بعد "فلاریڈا" کا وہ مکان تھا، جو

فلاریڈا کا مکان
(FLORIDA TROPICAL HOUSE)

متوسط طبقہ سے زیادہ آمدنی رکھنے والے لوگوں کی ضروریات کی تکمیل کے لئے بنایا گیا تھا اس مکان کا چھت تفریح گاہ کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ جہاں آفتابی غسل کا بھی انتظام تھا یہ مکان فلاریڈا کی آب وہوا کا اندازہ کرتے ہوے بنایا گیا تھا۔ اس کا نقشہ نویس میامی (Miami) کا رہنے والا رابرٹ لاویڈ (Robert Law Weed) تھا اس کی قیمت اسباب کے سوا تخمیناً پندرہ ہزار ڈالر تھی۔

اٹلی نے بھی اس نمائش میں شرکت کی تھی چنانچہ:—

اٹلی کی شرکت

ایک پویلین سلطنت اٹلی کی طرف سے بنایا گیا تھا جس کے دروازے پر ہوائی جہاز کے پنکھے نصب کئے گئے تھے یہ پنکھے یہاں "جنرل بال بو" (General Balbo) کی مشہور پرواز کی یادگاریں لگائے گئے تھے۔

"جنرل بال بو" اٹلی کے ہوائی بیڑے کے وزیر ہیں، یہ اپنے چوبیس ہوائی جہازوں کے ساتھ اٹلی سے یہاں اس نمائش میں شرکت کی غرض سے آئے تھے۔ اور ایک ہفتہ ٹھہرنے کے بعد لوٹ گئے۔ اس پرواز کے دوران میں ان کا ایک ہوائی جہاز گرا۔ اور دو جانوں کا نقصان ہوا۔

اس عمارت میں (۴۵۰) نمائشی چیزیں رکھی گئی تھیں، ان کو دیکھنے سے اٹلی کی، جغرافیائی، تمدنی، انجنیری، طبی، ہئیت دانی، زراعتی، جہازرانی، ہوائی جہازوں کی ترقی وغیرہ کا اندازہ ہوسکتا تھا۔ اور اس میں یہ دکھلانے کی کوشش کیگئی تھی کہ ان ساری

چیزوں نے مسولینی کی سرپرستی میں کس طرح ترقی پائی -

جاپان نے بھی اس نمائش میں حصہ لیا تھا - ہم اسکے دیکھنے کیلئے آگے بڑھے -

جاپان کی شرکت

اس حصہ کی عمارتوں کی تعمیر کیلئے، مزدوروں اور انجنیروں کی ایک جماعت جاپان سے اپنے اوزار اور آلات کے ساتھ آئی تھی - یہاں جاپان کی تمام صنعتوں کی عالم گیر شہرت رکھنے والی چیزیں اور برتنوں کے بہترین نمونے، شالیں، کارچوب اور ریشمی کپڑے کی اشیاء مل سکتی تھیں - سب سے زیادہ یہاں جاپانی ریشم اور ریشم کی صنعت کے طریقے، ابتداء سے انتہا تک دکھلائے گئے تھے -

جاپانی تمثیلی چاء کا باغ، مشرقی نمایش گاہ کی غیر معمولی خصوصیات میں سے تھا - چاء پینے کا طریقہ جاپان میں جو مروج ہے، یہاں چند نازک اندام جاپانی لڑکیوں کے ذریعے دکھلایا گیا تھا - اس میں بھی جاپان کے پورے پورے ماحول کا التزام رکھا گیا تھا -

اسکے بعد مراکشی شہر کا نمونہ پیش نظر ہوا -

شہر مراکش

جو صاف وسفید، اونچی دیواروں کے حصار میں واقع تھا اسکی دوکانیں خاص قسم کی اور ایک قطار میں بنی ہوئی تھیں - سڑکوں پر مور (Moor) یعنی مراکش کے رہنے والے اپنے خاص قومی لباس میں چلتے پھرتے نظر آتے تھے - یہ اپنے دیہاتی اشیاء کو، جو اپنی قسم کی بہترین صنعتیں تھیں، بازاروں میں بیچتے پھرتے تھے - مراکش کے "ہنسلی کے قسم کے زیورات" جن میں جواہرات جڑے ہوئے ہوتے ہیں - اونٹ کی کھالیں چرمی سامان، قالین، کمبل اور عطریات وغیرہ بھی یہاں دستیاب ہو سکتے تھے -

اس چھوٹے سے شہر میں داخل ہونے کے بعد ہمیں یہ محسوس ہو رہا تھا کہ امریکہ میں نہیں بلکہ مراکش میں ہیں۔ اسکے بعد مصری و اسپینی پویلین میں پہنچے۔

مصری پویلین

یہ مصری پویلین اصل میں ۳۰۰۰ قبل مسیح و بعد مسیح کے زمانہ، فراعنہ کے مشہور و معروف معبد کی نقل تھا۔ جس کا فراعنی نام "فیلے" (Philae) رکھا گیا تھا۔ یہاں جو چیزیں نمایاں طور پر سجائی گئی تھیں۔ ان میں قدیم مصری بادشاہوں اور سائنس دانوں کی مورتیں بھی تھیں، اور ان میں "شاہ طوطن خامن" کا قد آدم بت بھی موجود تھا اور اسکے تخت کا ایک چھوٹا سا نمونہ یہاں رکھا گیا تھا، اسی جگہ "شاہ فواد" شہنشاہ مصر کی تصویر نمایاں جگہ پر آویزاں کی گئی تھی۔

اسپینی پویلین

اسپینی پویلین، اپنے فن تعمیر کے لحاظ سے ایک ایسے خوش وضع محل کی شکل پیش کر رہا تھا جس کے دروازے اور کھڑکیاں اپنی پرانی وضع، اور شان کا ثبوت دے رہی تھیں۔ اس میں "گویا" (Goya) کی مصوری کے نمونے، اور اسپین کے موجودہ مشہور بت تراش اور مصوروں کے کاموں کے نمونے بھی رکھے گئے تھے۔ ان کے علاوہ نیشنل ٹیپسٹری فیکٹری (National Tepestry Factory) کے بنے ہوئے ٹیپسٹری و دیگر اسپینی مصنوعات اور زرعی پیداوار کے بھی نمونے رکھے گئے تھے۔

یہاں سے آگے بڑھ کر ہم فائراسٹون فیکٹری پہنچے اس سے پہلے ۱۴۔ اگست کو سرسری طور پر بھی اس کو دیکھ چکے تھے۔

فائراسٹون فیکٹری اور نمائش گاہ

(The Firestone Factory and Exhibition Building)

یہ خوبصورت فائراسٹون فیکٹری اور نمائش گاہ بالکلیہ موٹر کے ٹائروں کی تجارت کو ظاہر

کرتی تھی، یہاں پر جدید ترین اور عمدہ مشنری کے ذریعہ ٹائروں کو تیار کیا جاتا تھا۔ اس مقام پر ہم نے خام اشیاء سے ٹائروں کی مکمل تیاری کا معائنہ بھی کیا۔

جملہ نمائشی ہال میں مشہور شرطی موٹریں جن پر یہی ٹائر چڑھے ہوئے تھے اور اُن کے جیتے ہوئے انعامات کے کپس رکھے گئے تھے۔

یہاں سے ہیاؤلین تھرمامیٹر دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔

هیاؤلین کا عظیم الشان تھرمامیٹر

(THE GREAT HAVOLINE THERMOMETER)

ایک دوسو فیٹ بلند مینار تھا، اور یہ رات دن میں کسی وقت بھی نمائشی حدود کے ہر حصہ سے نہ صرف نظر آتا تھا بلکہ اس پر جو نمبر درج تھے، وہ بھی باآسانی پڑھے جا سکتے تھے۔ یہ مینار دراصل ایک تھرمامیٹر تھا۔ جو دنیا میں سب سے بڑا اور بے نظیر سمجھا جاتا تھا۔

اس تھرمامیٹر کے ذریعہ ہر شخص "شکاگو" کا درجۂ حرارت دیکھ سکتا تھا۔ اس کو عوام "شکاگو کے موسم کی یادگار" (Monument to Chicago's Climate) کہتے تھے۔ اس کی تیاری میں دس میل لانبا تار اور مختلف کانچ کی نلیاں جن کا اجتماعی طول تین ہزار فٹ ہوا تھا، اور (۶۰) ٹن فولاد صرف کیا گیا تھا۔ اس کے بعد ہم ایک تفریحی مقام پر پہنچے:—

جدا جدا قوموں کے تماشے

(FETES OF MANY NATIONALITIES)

جہاں اس نمائش کے افتتاح کے ساتھ ہی سے مختلف ممالک کے خاص یادگار دن منانے کے لئے مختلف تدابیر بہ سرعت اختیار کیجارہی تھیں۔ نمائش گاہ پر روزانہ ہونے والے، اسپورٹ، موسیقی، تقاریر فوجی کرتب، اور دوسرے دلچسپ مشاغل دیکھے جاسکتے تھے امریکہ کے نیم ملکی باشندے (جن کے آباواجداد کا تعلق غیر ممالک سے تھا) مقررہ دن کیلئے مظاہرہ سے

بہت پہلے اپنے اصلی وطن کے رواج کے مطابق، گیتوں، ناچ اور لباس کی تیاری میں مصروف تھے۔ اس قومی دن کی مصروفیات میں عید کی سی چہل پہل نظر آتی تھی - یہ لوگ غیر ممالک کے ممتاز مہمانوں کی خاص، آؤ بھگت کرتے تھے اس مقام پر اس دن کے لئے مخصوص رنگ کے پرچم ہر طرف لہراتے نظر آتے تھے -

"چیکو سلوواکین سوکول" (Czechoslovakian Sokol) یا جمناسٹک کی عید" جو رواج کے مطابق ہر سال چیکو سلوواکیا میں منائی جاتی ہے' ہو بہو یہاں اُسی شکل میں پیش کی گئی تھی -

یوگوسلاوا کی عید کا دن

لڑکیوں کو قومی ملبوس کے ساتھ یوم "یوگوسلاوا" (Yugoslavia) کے لئے ان ہی کے مخصوص ملکی ناچ سکھائے گئے تھے - یہاں نیدرلینڈز (Netherlands) کی ملکہ "ول ہلمینا" (Wilhelmina) کی سالگرہ کے موقع پر شکاگو کی "نکر باکر سوسائٹی (Knickerbocker) ڈچ نسل کے مہمانوں کی ضیافت کے لئے مقرر کی گئی تھی -

"یوم ویلس" (Wales) کے موقع پر "ڈاکٹر ڈانیل پروتھرو" (Dr. Danil Protheroe) کے زیر اہتمام ویلس کے گویوں کے گانے بجانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔

تقریباً ایک سال قبل ہی سے فلسطین کی کسی یہودی ایجنسی نے بھی اس مقام پر ایک دیدہ زیب ملبوسات اور ان کی تبدیلیوں کے مظاہرہ کا انتظام کیا تھا۔ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آج تک اس قوم کے تاریخی ملبوسات کا خاکہ کھینچا گیا تھا۔

اس کے سوا یہاں، اسپورٹ کے شایقین کو ماہران اسپورٹ کے بہترین اور بے شمار کرتب دکھانے کے لئے قومی اور بین الاقوامی مقابلوں کا ایک طویل اور توسیعی نظام العمل

تیار کیا گیا تھا۔ جس میں پیراکی، غوطہ زنی اقسام اقسام کی سفینہ بازی، تختوں کو پانی پر چلانا، اور خوف ناک کرتب شامل تھے۔

دلچسپی کے لئے انگریزی موسیقی کے مشہور اور ہر دل عزیز راگوں کے پروگرام ملک کے مختلف حصوں، جتھوں، پیشہ ور جماعتوں اور پبلک مدرسوں کی جانب سے بنائے گئے تھے۔ یہ ہفتہ وار سرکاری باقاعدہ نظام العمل کے ذریعے مشتہر بھی کر دئے جاتے تھے۔ یہاں کے رسٹورنٹ اور ڈانس ہال (ناچ گھر) میں بھی بہترین قسم کی موسیقی کا انتظام کیا گیا تھا۔

ان چیزوں کو دیکھتے ہوئے بچوں کے مقام پر پہنچے۔

جادو کا جزیرہ

(THE CHILDRENS WORLD'S FAIR)

یہاں چھوٹے اور بڑے بچوں کے لئے پانچ ایکڑ زمین مخصوص کی گئی تھی، ایک رسٹورنٹ بھی ان کے لئے بنایا گیا تھا۔ یہاں داستان گو خواتین بھی موجود تھیں پلے گرونڈز بھی تیار کئے گئے تھے، جہاں مختلف قسم کے کھیلوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ ایک مصنوعی پہاڑ بنایا گیا تھا، جس پر بچوں کے لئے ایک پھسلنے کا راستہ اور دامن میں پریوں کا ایک قلعہ بھی بنایا گیا تھا مشین سے بہت سے جانور، اور کھلونے کی بجلی سے چلنے والی ریلیں بھی تیار کی گئی تھیں۔ بچوں کے لئے ایک سینما اور تھیٹر کا بھی انتظام تھا۔ یہاں ماہر ملازمین موجود رہتے تھے، جب بچوں کے ماں باپ نمایش میں اپنی دل بہلائی کے لئے چلے جاتے، تو یہ ملازمین ان کی نگرانی کرتے تھے۔ یہ مقام بچوں کے لئے بہت ہی دلکش اور ایسا تھا کہ وہ عمر بھر اس کو نہ بھولیں گے گو کتنے ہی بوڑھے کیوں نہ ہو جائیں۔

یہاں سے ٹہلتے ہوئے شکاگو کی ہوائی بندرگاہ کے حصہ کی طرف بڑھے:۔

شکاگو کے ہوائی بندرگاہ پر امریکہ کی ہوائی شرطوں کے لئے تاریخیں مقرر کی گئی تھیں،

جس میں مشہور بین الاقوامی طیارہ چلانے والے ان میں حصہ لے رہے تھے۔

اس تقریب کا سب سے زیادہ قابل دید اور اہم واقعہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، مملکت اٹلی کی شرکت تھی، جس کے چوبیس ہوائی جہاز اور طیارہ چلانے والے یہاں آئے تھے امریکہ اور انگلستان کے درمیان کرکٹ کا بھی کھیل مقرر کیا گیا تھا، مختلف قسم کی کشتی رانیوں کے مختلف کھیل لیگ مشگین میں اس کے سوا، مقرر کئے گئے تھے۔

ان چیزوں کو دیکھنے کے بعد، ہم نمائش کے وسطی حصہ کی چیزوں کو دیکھنے کے لئے پہنچے، جس کو "مڈوے" سے موسوم کیا گیا تھا۔

نمایش کا درمیانی حصہ

یہ نمایش کے اس حصہ کا نام تھا، جہاں دل بستگی کے سامان تعجب خیز چیزیں عجائبات، اور سرکشی کے کرتب وغیرہ کا انتظام کیا گیا تھا، ہر شخص مختلف قسم کے کھیلوں میں حصہ لے سکتا تھا، جادو کے مختلف کمالات بھی ہو رہے تھے ہم نے بہت سے جری نوجوانوں کو حوضوں میں غوطہ لگاتے اور مگروں سے کشتی لڑتے دیکھا، دوسری طرف مشرق کی حسین عورتوں کا مشرقی رقص بھی عجیب دلکش تھا۔ پہلوان، تلوار چلانے والے، مصر کے شعبدہ باز، اور نجومیوں کو دیکھنے سے گویا قاہرہ، دمشق طونس، طرابلس، جیسے مقامات کی سیر و تفریح ہو رہی تھی۔

یہاں دنیا کے زندہ عجائبات یعنی ملک سیام کے توام اشخاص، قوی ہیکل لوگ اور قسم قسم کی فطرت کے غیر معمولی عجائبات، زمین کے ہر گوشہ سے جمع کئے گئے تھے۔ چنانچہ دنیا کا سب سے بڑی موچھوں والا شخص بھی جو ہندوستانی ہے وہ یہاں موجود تھا کچھ دنوں قبل جس کی تصویر ٹائمس آف انڈیا کے الشریٹیڈ ویکلی (Illustrated Weekly) میں بھی آچکی ہے۔

"ویکلی" میں "بلیواٹ آرناٹ (Believe it or Not) کے عنوان سے مضامین لکھنے والے مسمی رپلی (Ripley) نے بھی ان چیزوں کا ایک حصہ قائم کیا تھا۔

اس مقام سے قریب تخمیناً ایک گز کے قد والے انسانوں کی بستی تھی جن کو "میجٹ" (Midgets) یالی لی پوشنس (Liliputians) کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ بونوں کی طرح بھی نہ تھے، کیوں کہ بونوں کا سروغیرہ بڑے قد والے انسان کی طرح ہوتا ہے۔ اور صرف جسم بالکل چھوٹا ہوتا ہے۔ لیکن اِن لوگوں کے قد کے لحاظ اور مناسبت سے صورتیں بھی چھوٹی چھوٹی تھیں، ان کی عورتوں، بچوں اور مردوں کی مجموعی تعداد ساٹھ تھی اور یہ لوگ بالکل ہی چھوٹے چھوٹے مکانوں میں علٰحدہ علٰحدہ زندگی بسر کرتے تھے۔ زائرین کے سامنے اپنے رسوم ورواج عملی طور پر دکھلاتے بھی تھے اور اگر کوئی چاہتا تو اُسے اپنے پاس کی پکی ہوئی چیزیں کھانے کے لئے بھی دیتے تھے۔

اس کے سواء ایک کمرہ سانپوں کے لئے بھی یہاں مخصوص کیا گیا تھا۔ جن میں عجیب عجیب قسم کے سانپ رکھے گئے تھے۔ ان میں کے ایک اژدہے کی لمبائی (۶۰) فیٹ تھی۔

اس سے آگے ایک مقام تھا، جہاں گذشتہ زمانے کے دریائی ڈاکوؤں کا جہاز (Pirate Ship) کھڑا ہوا تھا۔ اور اس جہاز پر بھی ایک رسٹورنٹ اور رقص گاہ قائم کیا گیا تھا، جن کے ملازمین بھی وہی پرانے ڈاکوؤں کے لباس میں ملبوس تھے۔

ان سب عجیب وغریب چیزوں کو دیکھنے تک سات بج چکے تھے، نمایش ہی میں ہم نے چاء پی اور آٹھ بجے کے قریب اپنی ہوٹل لوٹ گئے۔

شکاگو سے روانگی

نمایش کی سیر کا یہ ہمارے لئے آخری دن تھا اور سخت افسوس ہے کہ ہمیں اس کا کوئی

اندازہ اور علم ہی نہ تھا کہ نمایش اس قدر وسیع ہوگی، ورنہ ہم ضرور اپنے پروگرام میں شکاگو کے لئے زیادہ دن رکھتے۔ مجبوراً آدھی نمایش سے کچھ ہی زیادہ دیکھنے پر اکتفا کر لیا۔

چونکہ تمام دن نمایش دیکھنے کے لئے پیدل پھرتے پھرتے تھک چکے تھے، اسلئے کمرے ہی میں ہم نے کھانا منگوا کر کھایا، اس کے بعد سامان بندھوانے میں مشغول ہو گئے۔ کیونکہ دوسرے دن، صبح دس بجے ہماری ریل "لاس آنجلس" (Los Angeles) کے لئے روانہ ہونے والی تھی۔
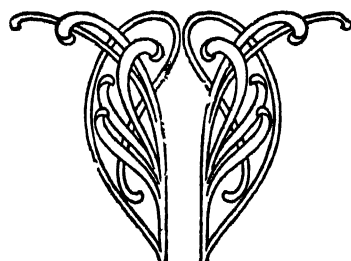
باب ششم

ہالی وڈ کی سیر

(۱۸-اگسٹ سے ۲۶-اگسٹ تک)

۱۸ - اگسٹ جمعہ

شکاگو

آج صبح دس بجے کوک کمپنی کا آدمی آیا سارا سامان اس کے حوالے کردیا گیا۔
گیارہ بجے ہم موٹر میں سوار ہوئے راستے میں دو تین پولیس کی موٹریں اور آگ بجھانے کے
انجن ملے جو تیزی کیساتھ سیٹیاں بجاتے ہوئے جارہے تھے - ان کی آواز بالکل ویسی ہی تھی
جیسی کہ ہم کو سنیما میں پولیس کی موٹروں سے نکلتی ہوئی سنائی دیتی ہے جب کہ وہ ڈاکوؤں
وغیرہ کا تعاقب کرتی ہیں - ساڑھے گیارہ بجے ہم اسٹیشن سانٹافے (Santa Fe) پہنچے - یہ
ان پانچ ریلوں میں سے ایک کا راستہ ہے جو شکاگو سے سان فرانسسکو (San Francisco)
مختلف راستوں سے مختلف شہروں پر سے ہوتی ہوئی جاتی ہیں ان سب میں یہی ریل بہتر سمجھی
جاتی ہے کیونکہ اس میں نہانے کا حوض، اصلاح خانہ، ریڈیو، اور کتب خانہ وغیرہ موجود ہیں-
اس ریل کا نام چیف (Chief) ہے - ہم اس میں سوار ہوگئے - امریکن ریلوں کے ڈبے
ہندوستانی ڈبوں کی طرح نہیں ہوتے بلکہ ایک بڑے کمرے میں دو دو آدمیوں کے لئے آرام
کرسیاں لگی ہوئی ہوتی ہیں - دن میں وہ اس پر بیٹھتے ہیں اور رات کو یہی کرسیاں بستر
بن جاتی ہیں ان بستروں کے اطراف ایک کپڑا یا پردہ گھیر دیا جاتا ہے تاکہ سوتے وقت
دوسرے نہ دیکھ سکیں - متمول لوگ اس میں بیٹھنا پسند نہیں کرتے اس لئے ان کے لئے
ایک طرف علحدہ کمرہ ہوتا ہے جس کو ڈرائنگ روم کہتے ہیں - اس میں ایک بیت الخلاء
بھی ہوتا ہے - یہ کمرہ گویا بالکل پرائیوٹ ہوتا ہے- دوسرے مسافر ہم کو نہیں دیکھ سکتے - اس
میں بھی دیگر کمروں کی طرح دو کرسیاں ہوتی ہیں جو رات کو پلنگ بن جاتی ہیں - اس کا
کرایہ بھی دوسرے درجہ سے دگنا ہوتا ہے چنانچہ ہمارے لئے ایسے ہی کمرہ کا انتظام ہوچکا تھا
ہم اس میں داخل ہوئے اور سامان کو ترتیب سے رکھدیا اس قسم کے دو تین کمرے تقریباً

ہرایک ڈبے میں ہوتے ہیں چنانچہ ہمارا کمرہ آخری ڈبہ میں تھا - اوراس ڈبہ میں ایک ابزرویسن کمپارٹ منٹ(Observation Compartment) تھا جو ڈبہ کی بالکل پچھلی جانب تھا- جہاں بیٹھکر شام کو اچھی طرح تفریح کرسکتے تھے - ٹھیک بارہ بجے ریل روانہ ہوئی- کوک کمپنی کا نمائندہ جوایک اچھا آدمی تھاوہ اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ اسٹیشن پر آیااورہمیں رخصت کیا- اس میں علاوہ متذکرۂ بالا چیزوں کے ایک کمرۂ ملاقات ، کمرۂ طعام، کمرہ سگریٹ نوشی اورایک لونج (Lounge) بھی تھا - ایک بجے ہم نے ڈرائنگ روم میں جا کر کھانا کھایا اور اپنے کمرہ کو واپس آکر ساڑھے چار تک سوتے رہے - پانچ بجے چائے کمرہ میں پی اور تقریباً سواپانچ بجے ہم اس دریا کے کنارے کنارے گذرے جس کا نام مسی سیپی (Missisippi) ہے اور جو دنیا میں سب سے بڑا دریا مانا جاتا ہے - شام کو پانچ بجے ہم نے کھانا کھایا - موسم اچھا تھا اور خوب لطف آرہا تھا کھانے کے بعد دو تین مسافر مجھ سے آکر ملے - ایک مسٹر کوہن (Cohen) تھے جو ہالی وڈ کی اکثر فلم کمپنیوں کے گتہ دار ہیں یعنی فلم سے متعلق ہمہ قسم کاسامان فراہم کر دیتے ہیں یہ نیویارک سے ہالی وڈ جارہے تھے - دوسرے مسٹر شیریڈن (Sheridan) تھے یہ ایک نوجوان مصنف ہیں جو ہالی وڈ کی کمپنیوں کے لیے ڈرامے لکھتے ہیں اور فاکس (Fox) کمپنی میں ملازم ہیں - تیسرے مسٹر ویلی (Wiley) تھے یہ بھی ایک نوجوان ڈرامہ نویس ہیں جو پیارا مونٹ (Paramount) فلم کمپنی میں ملازم ہیں - ان کی عمر ابھی صرف (۲۵) سال کی ہے لیکن انہوں نے کئی مشہور ڈرامے اور ناول لکھے ہیں جن کے فلم تیار ہو کر بہت کامیاب ثابت ہوئے- یہ امریکی ہیں - اور مسٹر شیریڈن (Sheridan) آئیرلینڈ کے باشندے ہیں جو پانچ چھ سال سے امریکہ آکر نیویارک میں تھیٹر کے لئے قصے لکھتے تھے اب فاکس (Fox) کمپنی نے انھیں ملازم رکھ لیا ہے - وہ ہالی وڈ جارہے تھے - ساڑھے نو بجے ایک بہت بڑا شہر ملا جسکا نام کیانساس سٹی (Kansas City) تھا - یہاں ریل

پندرہ منٹ ٹھیری ہم اتر کر اسٹشن سے باہر نکلے اور دو کانوں سے کچھ سامان وغیرہ خرید کر واپس ہوئے - اس ریل میں ہماری ہم سفر ایک مشہور خاتون تھیں جن کا نام ٹکساس گینن (Texas Guinan) ہے اور یہ دنیا بھر میں (Night Club Queen) کے نام سے مشہور ہیں - ان کا کلب نیویارک میں ہے اور یہ ایک فلم بنانے ہالی وڈ جا رہی تھیں - اس فلم کا نام "براڈوے تھرو دی کی ہول" (Broadway Thru the Keyhole) ہے - اور اسکو ہالی وڈ کی جدید فلم کمپنی "بیسویں سنچوری لمٹیڈ" تیار کر رہی ہے - (یہ فلم ابھی حال میں حیدر آباد آیا تھا - افسوس ہے کہ اس عورت کا کچھ دن پیشتر انتقال بھی ہو گیا) یہاں سے ریل کے روانہ ہونے کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ تک ہم ان نئے ملاقاتیوں سے ہالی وڈ کے متعلق باتیں کرتے رہے - انہوں نے ہم کو دو تین فلم کمپنیاں دکھلانے کا وعدہ بھی کیا - اس کے بعد ہم تقریباً گیارہ بجے سو گئے -

۱۹ - اگسٹ شنبہ

صبح ناشتہ کرہ ہی میں منگوا کر کیا گیا - اس کے بعد کوئی ساڑھے گیارہ بجے تک ہم پچھلے حصے یعنے (Observation compartment) میں بیٹھے سیر میں مصروف رہے - ڈیڑہ بجے ڈائننگ کار میں جا کر سب کے ساتھ لنچ کھایا - تقریباً بارہ بجے ہم نیو میکسیکو (New Mexico) کی سرحد میں داخل ہوئے اس وقت ایک شخص نے ریڈ انڈینس (Red Indians) کے ہاتھ کی بنی ہوئی چند چیزیں لا کر ہمیں فروخت کیں ان میں کچھ اونی نک ٹائی اور کچھ فیروزے کی انگوٹھیاں وغیرہ تھیں - شام میں چھ بجے ایک اسٹیشن (Albuquerqe) پر ہماری گاڑی ٹھیری، جہاں ایک دوکان سے ہم نے اسی قسم کی اور چیزیں خریدیں - اس وقت بجلیاں چمک رہی تھیں اور بارش کا بھی آغاز تھا - نو بجے ڈائننگ کار میں کھانا کھایا اور ساڑھے دس تک لونج میں بیٹھے باتیں کرتے رہے - مسٹر شیریڈن اور

مسٹر ویلی یہ دونوں ہندوستان دیکھنے کے بڑے مشتاق تھے اور ہندوستان کے متعلق انہوں نے ایسی روایات اور رسومات بیان کیں جن کو سنکر بڑی ہنسی آتی تھی خدا جانے انہیں اس قسم کی فضول باتیں کیسے معلوم ہو گئیں - غرض ان کے خیالات اور شکوک کو ہم نے حتی الامکان رفع کیا اور یقین دلایا کہ ہمارا ہندوستان اسقدر جاہل اور غیر متمدن ملک نہیں ہے جیسا کہ وہ سمجھتے ہیں -

۲۰ - اگسٹ یکشنبہ

صبح گرمی شدت کی تھی - نیند سے بیدار ہو کر کھڑکی سے باہر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ریگستان میں سے ہم گذر رہے ہیں - پہلے ہی لوگوں نے ہم سے کہا تھا کہ ایک ریگستان آنے والا ہے جس میں گرمی شدت کی ہو گی اور حقیقت بھی یہی تھی چنانچہ ٹھنڈے کپڑے نکال کر پہنے - اس ریگستان کا نام موہاوی ڈزرٹ (Mojawi Desert) ہے یہ اریزونا (Arizona) کا علاقہ ہے جو امریکہ کے (۴۴ یا ۴۸) صوبہ جات میں سے ایک ہے - جدھر نظر اٹھاکر دیکھو ریت ہی ریت اور اونچے اونچے ریتیلے پہاڑ نظر آرہے تھے - سوکھے ہوئے جنگلی پودے بھی جابجا موجود تھے - "چند کو بوائز" (Cowboys) یعنی جانوروں کے رکھوال گھوڑوں پر بیٹھے ہوئے ادھر ادھر پھرتے نظر آرہے تھے - ریگستان پر اس قدر وحشت تھی جسکی انتہا نہیں - گرمی کی وجہ سے کوٹ بھی نہیں پہنا جاسکتا تھا اسلئے صرف قمیصوں سے بیٹھے رہے - ایک بجے تو گرمی ناقابل برداشت ہو گئی - اس لئے کھانے کے بعد ڈائننگ کار ہی میں بیٹھے رہے کیونکہ اس میں "رفرجریشن سسٹم" کا انتظام تھا جسکی وجہ سے اس ڈبہ کو جس قدر چاہیں ٹھنڈا اور گرم کرسکتے ہیں - اس وقت پارہ (۱۱۵) ڈگری دکھلا رہا تھا وجہ اس کی یہ تھی کہ ہم اس مشہور مقام کے قریب سے گذر رہے تھے جس کا نام "وادی مرگ" (Death Valley) ہے جو دنیا میں سب سے زیادہ گرم مقام سمجھا جاتا ہے - وہاں کا درجہ حرارت (۱۴۸) ہوتا ہے -

کوئی شخص وہاں نہیں رہ سکتا۔ اس وقت ہمارے ڈبہ کے اندر کا پارہ (۶۵) ڈگری تھا۔ کھانے کے بعد وہیں کچھ دیر گنجفہ کھیلتے رہے چار بجے اٹھکر اپنے اپنے کمرے کو گئے۔ اس وقت تک ہم کیلفورنیا کے علاقہ میں پہنچ گئے تھے اور گرمی کی شدت بھی باقی نہیں رہی تھی۔ ساڑھے پانچ بجے لاس انجلس (Los Angeles) پہنچنے والے تھے اس لئے سامان وغیرہ باندھ دیا گیا۔ پانچ بجے ہم نے چائے پی جونہی ہم کیلفورنیا کی سرحد میں داخل ہوئے ہر طرف سبزی ہی سبزی نظر آنے لگی اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے محسوس ہونے لگے ریل کے ڈبے جو دن بھر گرم لو میں تپنے کی وجہ سے آگ کی طرح گرم ہو گئے تھے اب معتدل حالت میں آگئے تھے۔ تعجب ہے کہ صرف دو تین گھنٹے کے عرصے میں ایسا زبردست تغیر واقع ہوا۔ تھوڑی دیر میں آبادی کی علامات بھی نظر آنے لگیں اور ریل شہر کے ایک حصہ میں سے گذرتی ہوئی ٹھیک ساڑھے پانچ بجے لاس انجلس پہنچی اسٹیشن پر ہماری تصویریں اتاری گئیں اور نیز ٹکزاس گنین (Texas Guinan) کی۔ اس دوران میں اُس نے ہم سے آکر ملاقات کی۔ کوک کا نمائندہ موجود تھا اُس نے ہمیں ایک موٹر میں سوار کرا دیا اور خود دوسری موٹر میں سامان لے کر ہمارے پیچھے نکلا۔ ہماری موٹر لاس انجلس کی شاہراہوں پر سے ہوتی ہوئی شہر کے باہر نکلی

لاس انجلس لائبریری

اور ایک ایسی خوبصورت سڑک پر پہنچی جس کا بیان امکان سے باہر ہے۔ یہ ایک نہایت چوڑی سڑک تھی جس کے دونوں طرف ناریل کے درخت تھے اور جدھر دیکھو لانس ہی لانس (Lawns) یعنی سبزہ نظر آرہا تھا جن پر سڑک کی دونوں جانب خوش وضع مکان بنے ہوئے تھے اس سڑک کو ولشیر بولے وارڈ (Wilshire Boulevard) کہتے ہیں۔ یہ سڑک ہالی وڈ میں سے ہوتی ہوئی سنتا مونیکا بیچ

(Santa Monica Beach) جاتی ہے جو بحرالکاہل (Pacific Ocean) کاساحل ہے اور جو
دنیامیں سب سے بڑا سمندر مانا جاتا ہے۔اسی سڑک پر ہمارا ہوٹل امباسیڈر (Ambassador)
واقع تھا۔اور یہ ہوٹل سب سے زیادہ اچھا سمجھا جاتا ہے۔لاس انجلس ایک عالیشان شہر ہے
جہاں سے ہالی وڈ سات میل کے فاصلہ پر ہے اور اس کا سوبرب (Suburb) مانا جاتا ہے۔
ہالی وڈ اصل میں صرف فلم بنانے والوں کی بستی ہے مگر یہاں دوسرے لوگ بھی رہتے ہیں
لیکن زیادہ تعداد فلم سے متعلق لوگوں ہی کی ہے۔ہمارا ہوٹل لاس انجلس اور ہالی وڈ
شہر (Hollywood) کے درمیان واقع تھا چنانچہ لاس انجلس یہاں سے چار میل اور ہالی وڈ
تین میل تھا۔اس ہوٹل میں ایک گاف کورس چار پانچ ٹینس کورٹس ایک خوبصورت
سوئمنگ باتھ۔پنگ پانگ کی کئی میزیں اور نشان اندازی کے سامان یعنے بندوقیں
وغیرہ تھیں۔ہوٹل کی پہلی منزل میں ایک سینما گھر تھا جو صرف ہوٹل ہی کے لوگوں کے
لئے تھا اور اس کی شرح ٹکٹ صرف پچیس سنٹ تھی (جو تقریباً بارہ آنے کے برابر ہوگا۔)
اس میں صرف ایک ہی درجہ ہوتا ہے ہوٹل کا باغ نہایت خوشنما اور وسیع تھا۔اس کی
وسعت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کے احاطہ میں ایک گاف کورس تھا۔
غرض ہم وہاں پہنچکر اپنے اپنے کمرے میں پہنچ گئے جو بہت آرام دہ تھے۔نہا دھو کر کپڑے
بدل ڈالے جس کے بعد طبیعت کو فرحت ہوئی۔تین دن کا راستہ طے کرنے کے بعد انسان
حقیقت میں بہت تھک جاتا ہے۔شکاگو سے یہاں تک ہم نے دو ہزار میل کی مسافت طے کی
اور نیویارک سے یہاں تک کوئی (۳۲۰۰) میل کی جملہ مسافت طے ہوئی لوبی (Lobby) میں
تھوڑی دیر تک موسیقی سنتے رہے اور اس کے بعد گرل روم (Grill Room) میں کھانا
کھایا جو بہت بامزہ تھا کھانے کے بعد ہوٹل ہی میں سینما دیکھا۔اس فلم کا نام ری یونین
ان وینا (Re-Union in Vienna) تھا جس میں ڈیانا اون یارڈ اور جان بیاری مور

(Diana Wynyard and John Barrymore) نے کام کیا ہے - یہ فلم ام جی ام (M. G. M.) کمپنی کا بنا ہوا ہے - فلم اچھا ہے -

۲۱ - اگسٹ دوشنبہ

صبح دس بجے نیچے اتر کر ایک موٹر میں سوار ہوئے جو ہماری سواری کے لئے کوک کمپنی کے ذریعہ مقرر کی گئی تھی - یہاں سے نکل کر بڑی بڑی خوبصورت سڑکوں پر سے گذرتے ہوئے شہر ہالی وڈ کی سرحد میں داخل ہوئے اور اُس مقام پر پہنچے جہاں آر - کے - او - ریڈیو پکچرز (R. K.O. Radio Pictures) اور پیراماونٹ کے اسٹیڈیو واقع ہیں - جب ہم پیراماونٹ کے اسٹیڈیو کے دروازے پر پہنچے تو دو چار سو اکسٹراز (Extras) باہر کھڑے ہوئے نظر آئے اکسٹراز ان لوگوں کو کہتے ہیں جو فلم اسٹیڈیو میں نوکری کے لئے امیدوار رہتے ہیں - اور ان کو بالکل معمولی کام یعنی (Minor Parts) دئے جاتے ہیں - ان کو روزانہ ایک یا دو ڈالر سے زیادہ اجرت نہیں ملتی - چند روز کے عرصہ میں انہیں میں کے چند افراد رفتہ رفتہ مشہور ہو کر اعلی مرتبہ حاصل کر کے بڑے اداکاروں میں شمار کئے جاتے ہیں - وہاں پہنچکر کوئی پانچ ہی منٹ گذرے ہونگے کہ مسٹر ویلی (Wiley) نے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے آکر ہم سے ملاقات کی اور کہا کہ ہم کو پیراماونٹ اسٹیڈیو دکھلانے کا انہوں نے انتظام کر لیا ہے - اور خواہش کی کہ کل ساڑھے بارہ بجے آجائیں تو مناسب ہوگا اور یہ کہ لنچ وہیں ہوگا - اس کے بعد اسٹیڈیو دکھلایا جائے گا - ہم نے انکی اس دعوت کا شکریہ ادا کیا اور دوسرے روز وقت مقررہ پر آنے کا وعدہ کر کے واپس ہوگئے - یہاں سے سیدھے ہالی وڈ بول (Hollywood Bowl) پہنچے یہ مقام ایک بہت بڑا کنسرٹ پلیس (Concert Place) زیر سما واقع ہے - یہاں تقریباً (بیس بائیس) ہزار آدمی بیٹھکر کنسرٹ سن سکتے ہیں - یہ مقام دیکھنے کے بعد ہم سیدھے بیورلی ہلز (Beverley Hills) پہنچے یہ ایک چھوٹی سی خوبصورت

پہاڑی ہے جس پر امریکہ کے مالداروں اور سینما کے مشہور اداکاروں کے خوبصورت مکانات واقع
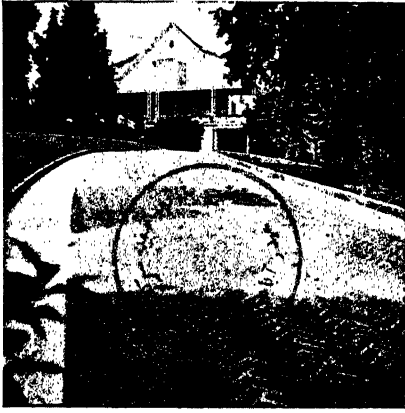
پکفیر (ڈگلس فیربنکس' اور
میری پکفرڈ کا مکان)
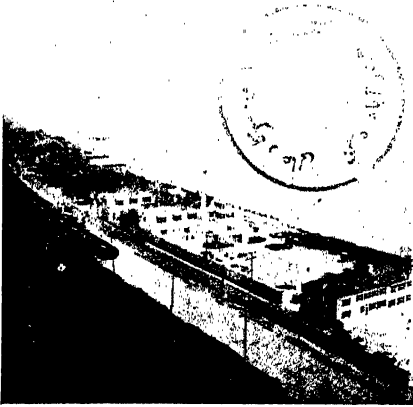
ہیں ڈگلس فیربنکس Douglas Fairbanks
مارلین ڈٹیرچ (Marlene Dietrich) میری ن
ڈیویس (Marion Davies) جاک ہولٹ
(Jack Holt) ٹام مکس (Tom Mix) اور کانس
ٹنس بنٹ (Constance Bennet) وغیرہ کے
مکانوں کے روبرو سے ہوتے ہوئے گذرے۔ اور
سیدھے سنٹا مونیکا بیچ (Santa Monica Beach) پہنچے
یہ مقام ہالی وڈ سے دس بارہ میل پر واقع ہے۔

اور بحرالکاہل کا ساحل ہے اس ساحل پر بھی
مالداروں اور اداکاروں کے چھوٹے چھوٹے
خوبصورت مکانات بنے ہوئے ہیں واپسی میں
ہم ایک مقام پر سے گذرے جہاں فاکس
اسٹیڈیو (Fox Studio) واقع ہے جس کو
زیادہ وسیع ہونے کی وجہ سے فاکس مووی

سانٹا مانکا بیچ

ٹون سٹی (Fox Movietone City) کہتے ہیں دو بجے ہوٹل واپس ہو کر ہم نے کھانا کھایا
چائے کے بعد نیچے باغ میں جا کر بندوق کی نشانہ اندازی میں مصروف ہوگئے، نشانہ اندازی کے
بعد تھوڑی دیر تک ٹینس کھیلتے رہے۔ چھ بجے کپڑے بدلکر وارنر برادرس پکچر ہوس
(Warner Bros. Picture House) جو لاس انجلس (Los Angeles) میں واقع ہے

اور جو ہوٹل سے تین چار میل کے فاصلہ پر ہے، گئے - یہاں ایک فلم دیکھنے میں آیا جس کا نام نیارو کارنر (Narrow Corner) ہے اور جس میں ڈگلس فیر بینکس جونیر (Douglas Fairbanks Junior) اور شیلا ٹری (Shela Terry) نے کام کیا ہے وقفہ (Interval) میں دس پندرہ منٹ تک اسٹیج (Stage) پر رقص و سرود بھی ہوتا رہا جس میں ایڈی پی بوڈی (Eddie Peabody) نے جو دنیا کا بہترین بنجو (Banjo) بجانے والا ہے اپنے کمال سے حاضرین کو محظوظ کیا (اس کے چند گراما فون ریکارڈ میرے پاس بھی موجود ہیں)-

۲۲ - اگسٹ سہ شنبہ

کل شام میں ٹینس کھیلنے کی وجہ سے سیدھے ہاتھ میں درد محسوس ہو رہا تھا اس لئے صبح دیر سے اٹھنے کا اتفاق ہوا - مسٹر ویلی کے یہاں سے ٹیلیفون آیا کہ آج ساڑھے بارہ بجے ہم پیراماونٹ اسٹوڈیو (Paramount Studio) کو آئیں - چنانچہ ہم سوا بارہ بجے تیار ہو کر نکلے اور تقریباً ساڑھے بارہ تک وہاں پہنچ گئے - انھوں نے اور اسٹوڈیو کے دو نمایندوں نے ہمارا استقبال کیا اور اندر لیگئے دروازے میں داخل ہو کر ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں ایک صحن تھا اور اس کے دونوں جانب اداکاروں کے ڈریسنگ رومز (Dressing Rooms) سلسلے سے بنے ہوے تھے - اور ان کے دروازوں پر ان کے نام اور ایک تارہ لگا ہوا تھا - اس اثناء میں اس کمپنی کے تین چار بڑے بڑے عہدہ داروں نے آکر ہم سے ملاقات کی اور ہمیں سیدھے مے وسٹ (Mae West) کے ڈریسنگ روم میں لیگئے - یہ عورت بڑی لایق اور سمجھدار معلوم ہوتی تھی اکثر ناول اور ڈرامے وغیرہ بھی اس نے لکھے ہیں اور خود فلمس میں پارٹ بھی لیتی ہے - اس کا کردار جیسا کہ سینما میں دکھلایا جاتا ہے اور جو اخباروں سے ظاہر ہوتا ہے اس کے بالکل برعکس معلوم ہوتا ہے - تھوڑی دیر تک ادھر اُدھر کی باتیں ہوئیں اور اس کے ساتھ ہماری تصویریں لی گئیں - اس کے بعد ہم سب اسٹوڈیو لنچ روم

(Studio Lunch Room) میں داخل ہوئے اور مسٹرو یلی کے مہمان کی حیثیت سے کھانا کھایا
ہماری میز بالکل بیچ میں چنی گئی تھی۔ ہم جملہ دس آدمی تھے جن میں جوزف فان اشٹر نبرگ
(Joseph Von Sternberg) بھی شامل تھے جو میری سیدھی جانب بیٹھے ہوئے تھے۔
یہ ایک مشہور رڈائرکٹر ہیں انھوں نے ہندوستان کی فلم انڈسٹری (Film Industry)
پر بہت سے سوالات کئے۔ اور ان کی گفتگو سے ظاہر ہوا کہ وہ یہاں اپنے ساتھ امریکہ کے اداکاروں
کو لا کر (جن میں مارلن ڈیٹرچ (Marlene Dietrich) بھی ہو گی) ایک فلم بنانا چاہتے ہیں
اور مجھ سے کہا کہ اگر وہ یہاں آئیں تو مجھے ان کی مدد کرنا ہو گا چنانچہ میں نے ان سے وعدہ
کیا کہ اگر وہ حیدرآباد آئیں تو ضرور ان کے فلم کی تیاری میں حتی الامکان مدد کیجائے گی۔
انھوں نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس کے معاوضہ میں جو کام میں ان سے ہالی وڈ میں لینا چاہوں
وہ میری ہر طرح مدد کرنے کے لئے تیار رہیں گے میں نے بھی ان کا شکریہ ادا کیا۔ ہمارے
اطراف ہالی وڈ کی کئی مشہور شخصیتیں (Personalities) تھیں یہ سب لوگ میزوں پر کھانا
کھا رہے تھے جن میں راکل ٹارس (Raquel Torres) اڈورڈ ایورٹ ہورٹن (Edward
Everett Horton) ارنسٹ لوبچ (Ernest Lubitch) زیپو مارکس (Zeppo Marx)
جیمس کاگنی (James Cagney) وغیرہ شریک تھے۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد
متذکرہ عہدہ داروں کے ساتھ ہم نے اسٹوڈیو کا چکر لگایا۔ پہلے ایک مقام پر پہنچے جہاں
مے وسٹ (Mae West) کے فلم (I'm No Angel) کی تیاری ہو رہی تھی۔ سرکس کا
سین تیار ہو رہا تھا تھوڑی دیر تک یہ دیکھنے کے بعد ہم ایک دوسرے مقام پر پہنچے جہاں
ایک اور فلم تیار ہو رہا تھا جس کا نام (The White Woman) ہے اس فلم میں
چارلس لافٹن (Charles Laughton) اور کرول لومبارڈ (Carole Lombard)
کام کر رہے تھے۔ ہم نے ان دونوں سے ملاقات کی اور آدھ گھنٹہ تک ان کو

کام کرتے ہوئے بھی دیکھا - یہ دونوں اداکار بڑے خوش اخلاق معلوم ہوتے ہیں ان کے ساتھ ہماری تصویریں لی گئیں - اسٹوڈیو کے تصویر کش بار بار ہم سے تصویریں اتارنے کی اجازت مانگتے تھے اور ہم کو رضامند کر کے تصویریں اتارتے تھے - یہاں سے نکل کر ہم دوسرے سٹ پر پہنچے جہاں ڈک سوپ (Duck Soup) تیار ہو رہا تھا جس میں "مارکس برادرس" (Marx Brothers) کام کر رہے تھے یہ چاروں بھائی نہ صرف فلم میں مسخرے بنتے ہیں بلکہ حقیقت میں بھی بڑے مسخرے ہیں - اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے انھوں نے ہمیں بہت ہنسایا - ان کے ساتھ بھی ہماری تصویریں لی گئیں جو بہت پر مذاق ہیں اس وقت یہاں ایک اور فلم تیار ہو رہا تھا جس کا نام دی وے ٹو لو (The Way to Love) ہے اور جس میں مورس شیوالیر (Maurice Chevalier) اور ان ڈوارک (Ann Dvorak) نے کام کیا ہے - لیکن چونکہ اس روز یہ فلم کسی وجہ سے تیار نہیں ہو رہا تھا اس لئے ہم وہاں نہ جاسکے اور سب کا شکریہ ادا کر کے وہاں سے روانہ ہو کر چار بجے ہوٹل پہنچے - مارکس برادرس شکار کے بہت شوقین معلوم ہوتے ہیں - ہندوستان کے شکار کے متعلق بہت سی باتیں انھوں نے مجھ سے دریافت کیں ہندوستان آ کر شکار کرنے کے وہ بہت آرزومند ہیں - ساڑھے چار بجے ہم نے ہوٹل میں چائے پی - گو اسٹوڈیو میں پھرتے پھرتے تھک گئے لیکن ہادی اور میں جا کر ٹینس کھیلے - اس کے بعد سات بجے کمروں کو واپس آئے نہا دھو کر کھانے کے کپڑے پہنے اور آٹھ بجے نیچے جا کر مسٹر شیریڈن اور مسٹر اسمتھ کا انتظار کرتے رہے مسٹر شیریڈن سے آپ واقف ہیں اور مسٹر اسمتھ فاکس کمپنی کے سربرآوردہ لوگوں میں سے ہیں - ساڑھے آٹھ بجے تک وہ لوگ آگئے تھے اس لئے کہ ہم نے ان کی دعوت کی تھی - چنانچہ ہم سب نے کوکونٹ گرو (Cocoanut Grove) میں کھانا کھایا یہ ہمارے ہوٹل کا ایک ڈانس ہال تھا جہاں ہالی وڈ کے مشہور اداکار اکثر کھانا کھاتے اور ناچتے ہیں - کھانے کے

بعد ڈانس ہوا مسٹر اسمتھ ایک خوش اخلاق اور نوجوان آدمی ہیں ان کو پولو کا بہت شوق ہے
اور یہ ایک لکھ پتی ہیں میری برین (Mary Brian) اور جینی ریمنڈ (Gene Raymond)
ہمارے بازو کی میز پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے - ان کے علاوہ ہم نے گراچو مارکس
(Graucho Marx) کلیرونڈسر (Claire Windsor) انا اسٹن (Anna Sten) اور
نیل فرانسس (Noel Francis) کو بھی ہمارے قریب میں کھانا کھاتے دیکھا - گراچو مارکس
جو ہم سے صبح میں اسٹوڈیو میں مل چکا تھا اس نے آکر ہم سے بہت دیر تک باتیں کیں -
غرض ڈانس کے بعد ڈیڑھ بجے وہ لوگ رخصت ہوئے اور ہم سب کمروں کو آکر سو گئے -

۲۳ - اگسٹ چہارشنبہ

صبح ہادی نے آکر اطلاع دی کہ آج ایک بجے وارنر برادرس کا اسٹوڈیو دیکھنے کا
انتظام ہو گیا ہے یہ انتظام میئر آف بوسٹن (Mayor of Boston) نے ہمارے لئے کر دیا تھا -
ہم نے ان سے برلن میں ملاقات کی تھی - انھوں نے ہمیں ایک خط مسٹر جاک وارنر
(Mr. Jack Warner) کے نام دیا تھا جو ان کے گہرے دوست ہیں اور اسی خط کے
ذریعہ ہمارے لئے انتظام ہو گیا - اور ہادی نے یہ بھی کہا کہ کل ساڑھے بارہ بجے مسٹر
شیریڈن نے ہمیں فاکس اسٹوڈیو دیکھنے بلوایا ہے اور لنچ بھی وہیں ہوگا اور پرسوں
دو بجے ہمارے لئے اِم جی ام اسٹوڈیو دیکھنے کا انتظام ہو گیا ہے ام - جی اِم اسٹوڈیو
دیکھنے کے لئے دو آدمیوں نے ہمارے لئے انتظام کیا تھا ایک مسٹر رابرٹ مونٹ گمری
(Robert Montgomery) جو اس کمپنی کا ایک مشہور اداکار ہے اور جس سے ہم نے
نیویارک میں ملاقات کی تھی اور دوسرے رکس اینگرم (Rex Ingram) جن سے ہم نیس (Nice)
میں ملے تھے - نواب اعظم جاہ بہادر نے میرا ان سے تعارف کرایا تھا - یہ ایک انگریز تھے
جو اب مسلمان ہو گئے ہیں - یہ خود اداکار بھی ہیں ڈائرکٹر بھی ہیں اور فلم پروڈیوسر بھی -

پہلے یہ ہالی وڈ میں رہتے تھے لیکن کوئی آٹھ دس سال سے جنوبی فرانس ہی میں رہتے اور
ہیں فلم بھی تیار کرتے ہیں - انھوں نے ہمیں ایک خط (Mr. Howard Strickling)
کے نام دیا جو، ام - جی - ام کے پبلسٹی منیجر ہیں - غرض ان دو ذرائع سے ہمارے لئے اس
اسٹوڈیو کے دیکھنے کا انتظام کر دیا گیا تھا - کچھ دیر بعد تیار ہو کر نیچے اترا اور باغ میں
ٹہلتا رہا - تھوڑی دیر تک ٹہل کر اوپر آیا پھر ہم سب بارہ بجے موٹر میں سوار ہو کر روانہ ہوئے
اور آٹھ دس منٹ میں براون ڈربی (Brown Derby) پہنچے - یہ ایک رسٹورنٹ ہے جہاں
اداکار لنچ وغیرہ کھاتے ہیں اور اس میں دیواروں پر ہالی وڈ کے تقریباً سارے اداکاروں
کے کارٹون لگے ہوئے تھے یہاں لوگوں کی اتنی کثرت رہتی ہے کہ مشہور مشہور اداکاروں
کو بھی کیو (Cue) میں بہت دیر تک کھڑے رہنا پڑتا ہے ہمیں جاتے ہی جگہ مل گئی
اور ہم لنچ کھانے بیٹھ گئے - اس رسٹورنٹ میں روشنی کے جو فانوس شیڈ (Shade) ہیں
وہ بالکل انگریزوں کی بولر ہٹیس (Bowler Hates) کی طرح ہیں ہمارے قریب دو اداکار
بیٹھے کھانا کھا رہے تھے ایک برٹ وہیلر (Bert Wheeler) اور دوسرے رابرٹ ولسی
(Robert Wolsey) فلم میں یہ دونوں ہمیشہ مل کر کام کرتے ہیں اور ان کے فلم بہت
پرمذاق ہوتے ہیں - یہاں ہمیں مسٹر ویلی (Wiley) بھی نظر آئے جو ایک میز پر بیٹھے اپنے
دوستوں کے ساتھ کھانے میں مصروف تھے انھوں نے مجھ سے کہا کہ مورس شیوالیر اور گیری کوپر
(Gary Cooper) سے وہ ملے تھے ان لوگوں نے ہم سے ملنے کی بہت خواہش ظاہر کی ہے
اس پر میں نے جواب دیا کہ ان کو جس وقت فرصت ہو آ کر مجھ سے مل سکتے ہیں - لنچ سے فارغ
ہو کر ہم سیدھے (Warner Brother's First National) اسٹوڈیو پہنچے جو بربیانک
(Burbank) میں واقع ہے یہ مقام ہمارے ہوٹل سے پانچ چھ میل ہو گا - اسٹوڈیو کے
متعلقین میں سے ایک شخص ہمارا منتظر تھا وہ ہمیں اندر لے گیا - پہلے ہم ایک سٹ پر

پہنچے جہاں جوای براون (Joe E. Brown) اور تھیلما ٹاڈ (Thelma Todd) ایک فلم
میں کام کر رہے تھے اس فلم کا نام سن آف اے سیلر (Son of a Sailor) ہے یہ دونوں
آکر ہم سے ملے جوای براون پر مذاق آدمی ہے - وہ نہ صرف فلم ہی میں مذاقیہ کام کرتا ہے بلکہ
دراصل مذاق کا پتلا ہے - اس کو بھی ہندوستان دیکھنے کی بڑی آرزو ہے - تقریباً
آدھے گھنٹے تک ہم ان کی اکٹنگ دیکھتے رہے تھیلما ٹاڈ کا شوہر جس کا نام اس وقت
یاد نہیں اور جو ایک کاروباری آدمی ہے وہاں موجود تھا اور ان دونوں کے حرکات سے اندازہ
ہو سکتا تھا کہ ان دونوں میں کسقدر محبت ہے لیکن جب دو ہی مہینے بعد ہم ہندوستان پہنچے
تو اخباروں کے ذریعہ معلوم ہوا کہ طلاق ہو گیا ہے - اس سے موجودہ زمانہ کی اور خصوصاً
ہالی وڈ کی طرز زندگی اور وہاں کی معاشرت کا اندازہ ہو سکتا ہے - غرض ان کے ساتھ
ہماری تصویریں لی گئیں - ہم یہاں سے نکلے اور ٹہلتے ہوئے دوسرے سٹ پر پہنچے جہاں رکارڈو
کورٹز (Ricardo Cortez) اور کے فرانسس (Kay Francis) ایک فلم کی اداکاری
میں مصروف تھے جس کا نام "دی ہوز آن دی ففٹی سکستھا سٹریٹ" (The House on the 56th Street) ہے
جسوقت ہم یہاں پہنچے تو رکارڈو کورٹز نے آکر ہم سے ملاقات کی اور کے فرانسس کو بلانے
جب وہ شخص (جو ہمارے ساتھ آیا تھا) پہنچا تو معافی چاہی اور کہا کہ اسوقت ایک سیریس
اکٹنگ (Serious Acting) کرنا ہے یعنی کچھ رونے دھونے کا کام ہے اس کے بعد وہ
آکر ملے گی - چنانچہ وہ اس وقت ایک طرف کونے میں بیٹھکر رو رہی تھی اور اکٹنگ
شروع ہونے کے قبل ہی وہ اپنی طبیعت کو غمگین بنا رہی تھی تا کہ فلم میں حقیقت کی
جھلک پیدا ہو جائے - جب وہ سین ختم ہو چکا تو اس نے آکر ہم سے معافی چاہی اور کہا کہ
اگر وہ اسوقت آتی تو اس کو ہم سے ہنسکر خوش خوش ملنا پڑتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ اس
غم کے سین میں وہ حقیقت نہیں آتی - اس واقعہ سے ان کی محنت اور جفاکشی کا اندازہ

ہوسکتا ہے - غرض یہاں سے نکل کر اس آدمی کا شکریہ ادا کرکے روانہ ہوے اور چار بجے ہوٹل پہنچکر چائے پی - چائے کے بعد ٹینس کھیلے - سات بجے ہوٹل ہی کے سینما کو جاکر ایک فلم دیکھا جس کا نام پگ او مائی ہارٹ (Peg O' my Heart) تھا جسمیں میرین ڈیویس (Marion Davies) وغیرہ نے کام کیا ہے یہ فلم ام جی کمپنی کا بنا ہوا ہے - سینما سے واپسی کے بعد کمروں میں آکر ہم نے کپڑے بدل ڈالے اور بعد میں گرل روم میں جاکر کھانا کھایا پھر تقریباً گیارہ بجے سو گئے -

۲۴- اگسٹ پنجشنبه

صبح نیچے جاکر دوکان سے کچھ سامان وغیرہ خریدا - آج چونکہ فاکس کا اسٹوڈیو دیکھنے کا دن تھا اس لئے سوا بارہ بجے ہم سب موٹریں سوار ہوکر نکلے اور اسٹوڈیو پہنچکر سنتامونیکا گیٹ سے اندر داخل ہوے مسٹر شیریڈن اور ان کے ایک دوست نے (جو اس کمپنی کے اعلی عہدہ داروں سے ہیں) آکر ہم سے ملاقات کی اور اسٹوڈیو کے لنچ روم میں ہم سب نے ان دونوں کے مہمانوں کی حیثیت سے کھانا کھایا یہاں لل ین ہاروے (Lilian Harvey) رکس بل (Rex Bell) اور ول راجرس (Will Rogers) الگ الگ میزوں پر کھانا کھا رہے تھے - لنچ ختم ہونے کے بعد مسٹر شیریڈن نے ان تینوں سے ہمارا تعارف کرایا - لل ین ہاروے ایک جرمن اکٹرس ہے جس نے انگلستان میں تعلیم حاصل کی اور جو جرمن اور انگریزی زبانوں میں فلم تیار کرتی ہے - اس سے قبل وہ جرمنی میں اور جرمن زبان ہی میں فلم بنایا کرتی تھی لیکن اب امریکہ آکر انگریزی زبان میں فلم تیار کرنا شروع کیا ہے - ول راجرس ایک مشہور اداکار ہے جو مذاقیہ فلم بنایا کرتا ہے - اس میں ریڈ انڈینس (Red Indians) کا خون ہے اور وہ اس پر بہت فخر و ناز کرتا ہے - چنانچہ اسس نے مرے آٹوگراف البم میں دستخط کے ساتھ لکھا ہے کہ "پہلا امریکی انڈین جس سے

تم ملے "اس کو پولو کا بہت شوق ہے بہت دیر تک ہندوستان کے پولو پر گفتگو ہوتی رہی - وہ کہتا تھا کہ جنیوا جاتے ہوئے ہندوستان سے ہوتا ہوا گذرا لیکن تعجب ہے کہ ہمیں اس کی خبر نہ ہوئی - وہ کلکتہ دہلی اور بمبئی کا ذکر کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ صرف یہاں کا پولو دیکھنے کی خاطر جیپور بھی گیا لیکن مہاراجہ سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا - لل ین ہاروے وغیرہ کے ساتھ ہماری تصویریں لی گئیں اس کے بعد موٹر میں میز بانوں کے ساتھ

پورے اسٹوڈیو کو دیکھا جو نو تعمیر شدہ ہے اور بہت وسیع ہے - ہالی وڈ میں اس سے بڑا کوئی اسٹوڈیو نہیں ہے - جا بجا مختلف سین بنے ہوئے تھے چنانچہ ایک جگہ برکلی اسکوایر (Berkeley Square) کا سین بنا ہوا تھا - یہ فلم ابھی ختم ہوا تھا - اس اسٹوڈیو کا نام فاکس مووی ٹون سٹی ہے - فاکس کا ایک اور اسٹوڈیو
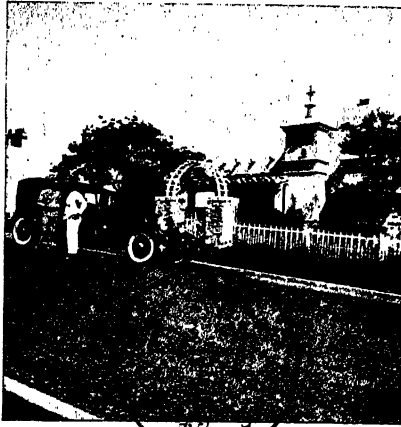
للیں ہاروی کا مکان (فاکس اسٹوڈیو)

یہاں سے کچھ فاصلہ پر ہے وہاں ایک دو فلم تیار ہو رہے تھے مگر یہاں اسوقت کوئی فلم تیار نہیں ہو رہا تھا اس لئے مسٹر شیریڈن نے ہمارے ساتھ ایک آدمی دیا اس کو لے کر اور ہمارے میز بان کا شکریہ ادا کر کے دوسرے اسٹوڈیو کی طرف روانہ ہوئے کوئی آدھے گھنٹے میں وہاں پہنچے اندر داخل ہونے کے بعد وہ شخص ہمیں ایک سٹ پر لے گیا جہاں والز آف گولڈ (Walls of gold) تیار ہو رہا تھا - جس میں نارمن فاسٹر (Norman Foster) سالی ایلرس (Sally Eilers) اور روسیٹا موری نو (Rosita Morino) کام کر رہے تھے - ان تینوں کو لا کر ہم سے ملایا گیا اور ان کے ساتھ تصویریں لی گئیں - یہاں ایک اور فلم تیار

ہو رہا تھا جس میں جارج برنٹ (George Brent) کام کر رہا تھا لیکن اس وقت کام رکا ہوا ہونے کی وجہ سے ہم نہیں دیکھ سکے - جو شخص ہمارے ساتھ آیا تھا اس کا شکریہ ادا کر کے ہم وہاں سے رخصت ہوئے اور چار بجے ہوٹل پہنچے - یہاں پہنچکر منہ ہاتھ دھو یا چائے سے فارغ ہو کر ٹینس کھیلنے کے بعد باغ میں تھوڑی دیر ٹہل کر اوپر آئے اور کپڑے وغیرہ بدلکر ساڑھے آٹھ بجے کو کونٹ گرو (Cocoanut Grove) میں (جو ہمارے ہوٹل کا ڈائیننگ اور ڈانس ہال ہے) جا کر کھانا کھایا - ایک میز پر چارلس چاپلن (Charles Chaplin) اور اس کی ہونے والی بیوی پالٹ گوڈرڈ (Paulette Goddard) بھی کھانا کھاتے ہوئے نظر آئے چاپلن کو کھانا کھانے کے بعد ہادی نے لا کر ہماری میز پر بٹھایا اور ہندوستان کے متعلق بہت ساری باتیں ہوئیں - وہ کہہ رہا تھا کہ وہ ایک فلم بنانے والا ہے جس میں کچھ سیاسی پہلو ہو گا اور غالباً اس کا نام "ماڈرن ٹائمز" (Modern Times) ہو گا یہ شخص ٹاکیز کے بالکل مخالف ہے اور موجودہ زمانے میں بھی خاموش فلم بناتا ہے لیکن یہ فلم ٹاکی ہو گا اور اس میں یہ گونگے کا پارٹ لے گا - اس کی بیحد خواہش ہے کہ ہندوستان آئے غرض تھوڑی دیر تک باتیں کرنے کے بعد وہ ہم سے رخصت ہوا اور ہم بھی کوئی بارہ بجے تک ڈانس دیکھکر کمروں کو جا کر سو گئے -

۲۵ - اگسٹ جمعہ

صبح میں ٹہلنے کے بعد سوئمنگ پول (Swimming Pool) کے قریب کھڑا ہو کر عورتوں اور مردوں کو تیرتے ہوئے دیکھا - اسکے بعد نیچے کی دوکان سے کچھ سامان وغیرہ خریدا موٹر منگوا کر ہم سب یہاں سے نکلے اور گیارہ بجے بلک اسٹورس (Bullock Stores) پہنچے یہ ایک بڑی دوکان ہے جس میں تقریباً ہر طرح کا سامان ملسکتا ہے - اس قسم کی دوکانیں جنھیں ڈپو اسٹورس (Depot Stores) کہتے ہیں تقریباً ہر ملک میں پائی جاتی

Galleries
ہیں مثلاً لندن میں ہیرڈس (Harrods) پیرس میں گیالریز لا فائیت (Laffayett)
اور برلن میں ہرمن ٹائیٹز (Hermantietz) اور ورتھین (Worthien) پائے جاتے
ہیں - یہاں کچھ سامان وغیرہ خرید کر ہوٹل واپس ہوئے اور لنچ کھا کر روانہ ہوئے
آدھے گھنٹے میں کلور سٹی (Culver City) کے اسٹوڈیو کو پہنچگئے - یہ اسٹوڈیو باہر سے
بہت شاندار معلوم ہوتا ہے لیکن اندر زیادہ بڑا نہیں - فاکس کا نیا اسٹوڈیو اس سے
بہت بڑا ہے - اسٹوڈیو کے ایک آدمی مسٹر مئے (Mr. May) نامی آکر ہم سے ملے اور اندر
لے گئے - اور ایک دفعہ پورا اسٹوڈیو موٹر میں ہم کو دکھلایا - اسوقت اس کمپنی کے بارہ
فلم تیار ہو رہے تھے - پانچ چھ تو کہیں باہر جنگلوں وغیرہ میں جاکر تیار کر رہے تھے اور ایک
دو فلم اداکاروں کی علالت کی وجہ رکھے ہوئے تھے اور باقی تین یا چار اسوقت یہاں تیار
ہو رہے تھے گریٹا گاربو (Greta Garbo) کا ایک فلم اسوقت یہاں تیار ہو رہا تھا
جس کا نام کوئین کرسٹینا (Queen Christina) ہے اور جس کے لئے لارنس آلیویر
(Lawrence Oliver) انگلستان سے بلایا گیا لیکن پھر جان گلبرٹ (John Gilbert) کو
یہ پارٹ دے دیا گیا - آج گریٹا گاربو کسی وجہ سے نہیں آسکی اس لئے ہمیں اس سے ملنے کا
اتفاق نہیں ہوا - جون کرافرڈ (Joan Crawford) کا ڈانسنگ لیڈی (Dancing Lady)
ابھی ختم ہوا تھا اور وہ کام ختم کر کے چلی گئی تھی - کوئین کرسٹینا میں غالباً برف وغیرہ کے
سین ہیں کیونکہ جابجا اِس سٹ پر مصنوعی برف بکھری پڑی تھی لیکن آج کچھ کام نہیں
ہو رہا تھا - گریٹا گاربو کے متعلق جو عام طور پر مشہور ہے کہ وہ ہمیشہ تنہائی کی خواہاں رہتی ہے -
میں نے مسٹر مئے سے دریافت کیا کہ آیا یہ سچ ہے - انھوں نے کہا کہ بالکل سچ ہے - چنانچہ وہ
کہتے تھے کہ انکو اس کمپنی میں ملازم ہوئے سات سال کا عرصہ ہوا اس مدت میں انھوں نے گاربو
کو صرف دو دفعہ دیکھا ہے وہ کہتے تھے کہ وہ سیدھے اپنے مکان سے آتی ہے اور اس کی موٹر

مصنف جینٹ مکڈ انلڈ اور ریمن نوارو

فلم کے "سٹ" پرچلی جاتی ہے وہاں اتر کروہ کام کرنے کے بعد پھر وہیں سے سوار ہو کر سیدھے مکان چلی جاتی ہے اور عموماً موٹر کی آخری جانب کے پردے چڑھائے رکھتی ہے۔ غرض پورے اسٹوڈیو کا چکر لگانے کے بعد ہم ایک سٹ پر پہنچے جہاں پرائز فائٹر اینڈ دی لیڈی تیار ہو رہا تھا جسمیں

میکس بیر (Max Bear) (جو موجودہ باکسنگ چمپین ہے) پرائمو کارنیرا (Primocarnera) مرنالوی (Myrana Loy) اور والٹر ہیوسٹن (Walter Huston) نے کام کیا ہے۔ میکس بیر اور والٹر ہوسٹن سے ہم نے ملاقات کی اور تھوڑی دیر تک فلم بنتا ہوا دیکھکر یہاں سے نکلے اور دوسرے سٹ پر گئے جہاں کیاٹ اینڈ دی فڈل (Cat and the Fiddle)

تیار ہو رہا تھا جس میں ریمن نوارو (Ramon Navarro) جینٹ میکڈ انلڈ (Jeanette Macdonald) کام کر رہے تھے - ان دونوں سے ہم نے ملاقات کی اور ان کے ساتھ ہماری تصویریں لی گئیں -

ریمن نوارو بہت خوش اخلاق آدمی ہے ان دونوں سے بہت دیر تک باتیں رہیں - ان دونوں نے مثل دوسرے اداکاروں کے ہندوستان آنے کی خواہش ظاہر کی - فلم بنتا ہوا ہم نے دیکھا اور ان سے رخصت ہو کر ایک تیسرے سٹ (Set) پر پہنچے جہاں بام شل (Bombshell) تیار ہو رہا تھا جس میں لی ٹریسی (Lee Tracy) جین ہارلو (Jean Harlow) کام کر رہے تھے - اس کے ڈائرکٹر وکٹر فلیمنگ (Victor Fleming) ہیں یہ ایک دفعہ ڈگلس فیر بیانکس کے ساتھ ہندوستان آئے تھے اور "رونڈ دی ورلڈ ان ایٹی منٹس" انھوں نے ہی تیار کیا ہے ہندوستان کی بڑی تعریف کر رہے تھے شکار کے شوقین ہیں اور نیپال کے شکار کی بڑی تعریف کی اور انھوں نے کہا کہ پھر ایک دفعہ وہ ہندوستان آ کر خوب شکار کریں گے - تھوڑی دیر تک اس فلم کو بنتے ہوئے ہم نے دیکھا اور ڈائرکٹر اور اداکاروں کے ساتھ ہماری تصویریں لی گئیں - اسی اثناء میں لائینل بیاریمور (Lionel Barrymore) سے وہیں ہماری ملاقات ہوئی - یہ جان بیاری مور کا بھائی ہے اور بہت مشہور اداکار ہے - اس کو چند سال قبل بہترین اداکار ہونے کا انعام ایکڈیمی آف موشن پکچرس (Academy of motion Pictures) نے دیا ہے جبکہ وہ اے فری سول (A free Soul) میں کام کیا تھا - غرض مسٹر مے کا شکریہ ادا کر کے ہم یہاں سے رخصت ہوئے اور ساڑھے چار بجے ہوٹل پہنچے چائے کے بعد تھوڑی دیر تک باغ میں ٹہل کر سوا چھے بجے ایمبسے (Embassy) سینما جا کر باربیرین (Barbarian) یا اس کا دوسرا نام (A Night in Cairo) دیکھے جس میں مرنا لوی اور ریمن نوارو نے

کام کیا ہے۔ فلم اچھا تھا اور یہ بھی اس کمپنی یعنی (.M. G. M) کا بنایا ہوا ہے۔ سینما سے آ کر کھانا کھا کر گیارہ بجے سو گئے۔

۲۶۔اگسٹ شنبہ

آج چونکہ کوئی خاص کام نہیں تھا اس لئے زیادہ تر وقت بیکاری میں صرف ہوا صبح تیار ہو کر باغ میں ٹہلتا رہا ساڑھے بارہ بجے لنچ کھایا اور پھر شاپنگ کرنے موٹر میں نکلے اور وہاں سے تین بجے لوٹ کر چار بجے چاء پی - چاء کے بعد ہادی اور میں باغ میں جا کر گاف (Golf) کھیلے اپنی عمر میں پہلی مرتبہ میں نے گاف کھیلا - اور اتفاق سے ہادی سے جیت گیا - ساڑھے چھے بجے ہوٹل کے سینما میں جا کر ایک فلم دیکھا جس کا نام بگ پریڈ (Big Parade) ہے اور جس میں جان گلبرٹ (John Gilbert) اور رینے اڈوری (Rene Adoree) نے کام کیا ہے - یہ ایک بہت پرانا اور سائلنٹ فلم ہے - سینما کے بعد کھانا کھا کر گیارہ بجے سو گئے۔

باب ہفتم

ہالی وڈ سے لندن

(۲۷۔ اگست سے ۱۶۔ ستمبر تک)
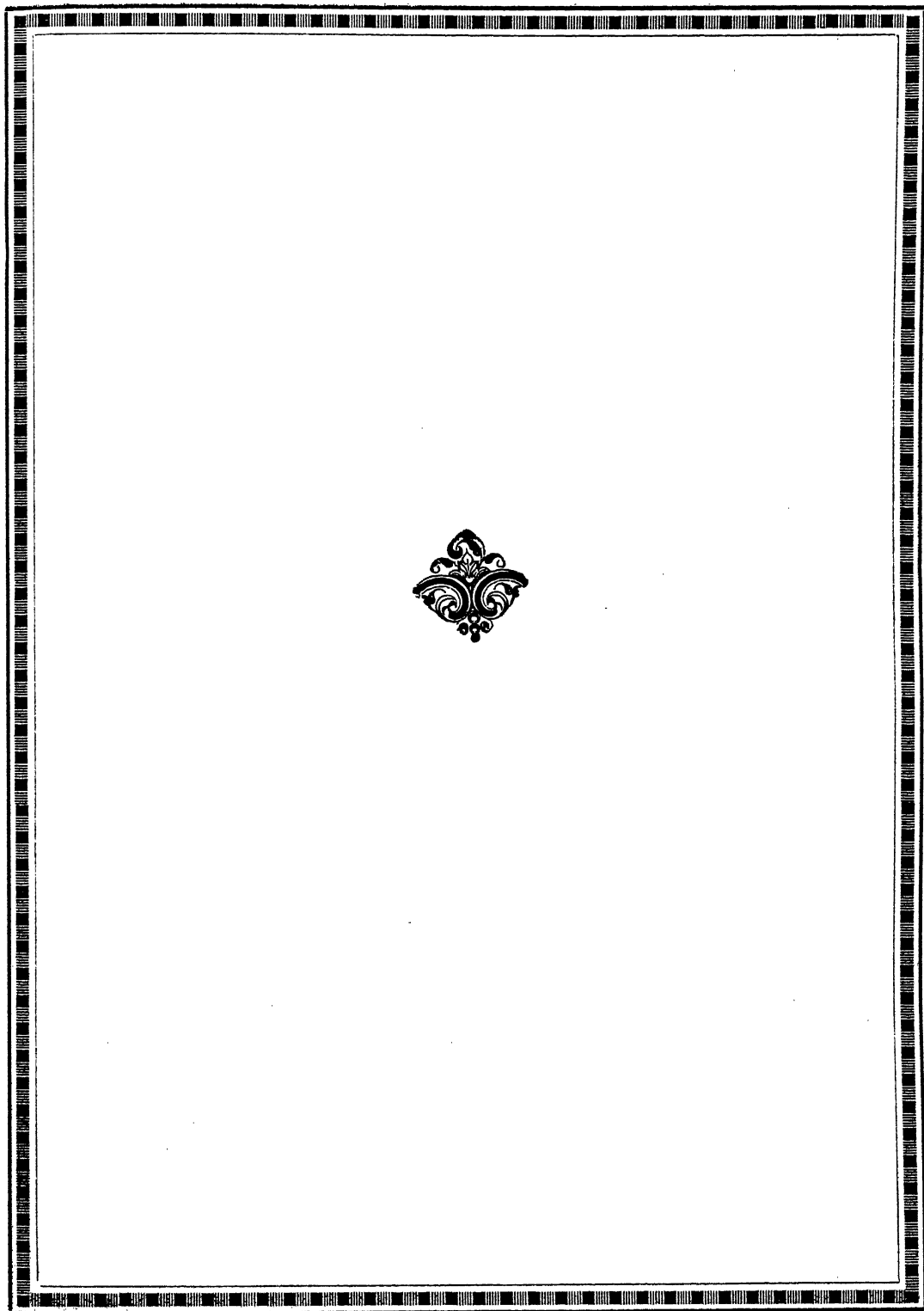
۲۷۔اگست یکشنبہ

صبح نو بجے اُٹھ کر تیار ہوا، اور نیچے دکانوں میں جا کر کچھ سامان وغیرہ خریدنے کے بعد ہم سب نے "گرل روم" میں لنچ کھایا۔ لنچ کے بعد تھوڑی دیر تک باغ میں جا کر بندوق کی نشانہ اندازی کے بعد اوپر آیا۔ اس وقت تک سامان تیار کر دیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد "مسٹر شریڈن" نے آکر ہم سے ملاقات کی۔ اُنہوں نے ہمارے ساتھ چاء پی، اور کچھ دیر تک باتیں کرنے کے بعد رخصت چاہی۔ ہم نے اُنہیں بہت شکریہ ادا کر کے رخصت کیا۔ پانچ بجے کک کا آدمی آیا، اور سامان لے کر اسٹیشن گیا۔ ہم دوسری موٹر میں سوار ہو کر اسٹیشن پہنچے، اور یونین پاسیفک ریلوے (Union Pacific Railway) میں سوار ہوئے۔ یہ ریل بھی شکاگو جاتی ہے، لیکن دوسرے راستے سے۔ اس ریل کو "سالٹ لیک سٹی" (Salt Lake City) اور "اُوگڈن" (Ogden) پر سے ہو کر جانا پڑتا ہے۔ ریل چھ بجے روانہ ہوئی اور ہم نے ہالی وڈ کو خدا حافظ کہا۔ غرض ہمارے یہاں کے قیام کے دن بہت پر لطف گزرے۔ آٹھ بجے ہم نے کھانا کھایا، اور تھوڑی دیر تک جگسا پزل (Jigsaw Puzzle) میں مصروف ہوئے اس کے بعد نیند کے غلبہ نے ہمیں گیارہ بجے سلا دیا۔ اس کھیل (جگسا پزل) کا آج کل امریکہ میں بہت شوق اور رواج ہے۔

۲۸۔اگست دوشنبہ

آج سارا دن ریل میں گذرا، راستہ بھر دلچسپ قدرتی مناظر دیکھنے میں آئے۔ شام میں دو بڑے شہر ملے۔ ایک "سالٹ لیک سٹی" (Salt Lake City) اور دوسرا "آگڈن" (Ogden) تھا۔ چوں کہ سالٹ لیک سٹی میں کھاری پانی کا تالاب ہے، اور اس سے نمک نکالا جاتا ہے، اسی لئے یہ اس نام سے موسوم ہے۔ گیارہ بجے کھانے کے بعد سو گئے۔

۲۹۔ اگست سہ شنبہ

صبح "سٹنگ روم" کے ڈبہ میں جا کر ریڈیو سنتا رہا، لنچ کا وقت قریب ہونے پر ہم سب کھانے سے فارغ ہوئے۔ رات میں ایک بڑا شہر ملا، جس کا نام "اوماہا" (Omaha) تھا آٹھ بجے ہم نے ڈائننگ کار میں جا کر ڈنر کھایا۔ منیجر نے ہمارے لئے خاص طور پر مرغ کا سالن اور چاول پکائے تھے، گو بالکل بے مزہ تھے، لیکن ہم نے اُسی پر قناعت کی اور اُس کا شکریہ ادا کیا۔ منیجر کہتا تھا کہ اس کا باپ ہندوستان میں کئی سال رہا ہے، اور وہ خود بھی وہیں پیدا ہوا ہے۔ کھانے کے بعد گیارہ بجے سو گئے۔

۳۰۔ اگست چہارشنبہ

ہالی وڈ سے شکاگو کو واپسی

صبح پونے نو بجے ہماری ریل "شکاگو" پہنچی، اسٹیشن پر کک کے نمائندے "مسٹر لارسن" موجود و منتظر تھے۔ ہم سامان وغیرہ اُن کے حوالہ کر کے اسٹیشن سے نکلے، اور "بلاک اسٹون" (Black Stone Hotel) ہوٹل میں جا کر صرف چند گھنٹوں کے لئے اقامت کی کیوں کہ ہم دو بجے کی ریل سے نیویارک روانہ ہونے والے تھے۔ اس ہوٹل میں اس وقت تک کوئی کمرے خالی نہ تھے، اس لئے منیجر نے ہمارے لئے وہ کمرے منتخب کئے، جو امریکہ کے پریزیڈنٹ کے لئے مخصوص ہیں۔ اس میں دو سٹنگ رومز کے علاوہ ڈائننگ روم متعدد ڈریسنگ روم، باتھ روم، باورچی خانہ اور تین بڈ رومز ہیں جو نہایت ہی اعلیٰ فرنیچر سے آراستہ ہیں۔ ہم نے یہاں اپنا سامان رکھوا دیا، اور "ایسٹ من کوڈاک" (Eastman Kodak) کی دوکان جا کر سینما کے فلم خریدے۔ یہاں سے نکل کر ایک نہر پر جا پہنچے، جو ریگلی بلڈنگ کے بازو سے بہتی ہے۔ ہمارے لئے یہاں "اسپیڈ بوٹس" (Speed boats) میں بیٹھ کر پھرنے کا انتظام کیا گیا تھا، جو اس نہر کے ذریعہ لیک میں پہنچتی ہیں۔ ملاح نے کہا چوں کہ

آج لیک میں موجیں زیادہ ہیں اور کشتی کے اُلٹ جانے کا بھی اندیشہ ہے، اس لئے آگے زیادہ دور نہ چلئے۔ اُس نے کنارے کے قریب ہی تیزی سے ایک دو چکر دیئے، اور واپس لے آیا۔ ہم نے سنا کہ دو روز قبل اس میں دو تین آدمیوں نے ایک کشتی کے اُلٹ جانے کے باعث، ڈوب کر جان دے دی۔ ہماری کشتی جس وقت تیزی سے چل رہی تھی، تو تین تین، چار چار فٹ سطح آب سے اُچھل اُچھل کر گرتی تھی، اور بڑا لطف آتا تھا۔ اور کم از کم (۴۰) یا (۴۵) میل فی گھنٹہ کی رفتار سے جا رہی تھی۔ موٹر بوٹ کو، اُچھل اُچھل کر گرنے کی وجہ سے کافی دھکے پہنچ رہے تھے، اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ہم موٹر میں بیٹھ کر نہایت ناہموار راستہ سے تیزی کے ساتھ گزر رہے ہیں۔ غرض (۲۰) منٹ تک اس کا لطف اُٹھاتے رہے۔ اور جب ہم آہستہ آہستہ ساحل کے قریب آرہے تھے تو کنارے پر ایک طرف کو ایک جلی ہوئی عمارت دیکھی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ "شکاگو ٹریبیون" (Chicago Tribune) اخبار کی عمارت تھی جو صرف دو چار روز قبل ہی جل کر خاک سیاہ ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے کئی لاکھ ڈالر کا نقصان ہوا۔

غرض ہم ہوٹل واپس ہوے اور کھانا اپنے کمروں ہی میں منگوا کر کھایا۔ اس کے بعد کھڑکیوں سے یہاں کے پرلطف مناظر دیکھتے رہے۔ نمایش کی عمارتیں بالکل مقابل میں تھیں سامنے ایک پارک بھی تھا، جس میں ایک بہت بڑا حوض ہے، جس کا فوارہ کئی فٹ بلند، پانی اُڑا رہا تھا، اس کا نام "بکنگھم فاونٹن" (Buckingham Fountain) ہے ہم نے سڑک پر ایک جماعت کو جاتے ہوے دیکھا، جو "بیکار" (Un-employed) لوگوں پر مشتمل تھی۔ اس کے بعد اپنے سامان سے ایک ریڈیو نکال کر سنتا رہا۔ ایک بجے ڈاکٹر "ہرسٹ" نے ہمیں ہوٹل کی لابی سے ٹیلیفون دیا۔ ہم نے اُنہیں فوراً کمرے میں بلوالیا۔ اسٹیشن پر وہ ہماری ملاقات کے لئے وقت پر پہنچے تھے، لیکن اتفاق سے گاڑی

وقت سے پندرہ منٹ قبل ہی اسٹیشن پر آچکی تھی - امریکہ میں اکثر ریلیں وقت سے قبل اسٹیشنوں کو کبھی کبھی آجایا کرتی ہیں، لیکن نکلتی برابر وقت پر ہیں - انہوں نے ہم سے ہالی وڈ کے متعلق واقعات دریافت کئے - یہ بہت شریف اور خلیق آدمی ہیں، اور ہم سے اپنے حیدرآبادی دوستوں کو سلام پہنچانے کی خواہش کی ہے - ہم نے ان کی عنایات و مہربانیوں کا پھر شکریہ ادا کیا - اس کے بعد وہ رخصت ہوگئے - ہم اپنے سامان کو لے کر "مسٹر لارسن" (Mr. Larsen) کے ہمراہ اسٹیشن جا پہنچے، اور ایک ریل میں سوار ہوئے جس کو "براڈوے لمیٹیڈ" ("The Broadway Limited") کہتے ہیں -

یہ ریل یہاں کی تیز ریلوں میں شمار کی جاتی ہے جو دو بجے یہاں سے نکلی - ہم نے چار بجے چاء پی، اور آٹھ بجے ڈائننگ روم میں جا کر ڈنر کھایا - کھانے کے بعد گیارہ بجے تک اس ریل کے سکریٹری کے ساتھ بیٹھے باتیں کرتے رہے - امریکہ کی تقریباً ہر مخصوص ریل میں ایک سکریٹری ہوا کرتا ہے، جس کا کام یہ ہے کہ، مسافروں کے آرام و آسائش کا خیال رکھے - یہ شخص کچھ احمق سا تھا، اس کو سوائے امریکہ کے، کسی دوسرے ممالک کے حالات سے واقفیت نہیں، اس کو یہ تک نہیں معلوم کہ ہندوستان کونسا ملک ہے، اور زمین کے کس حصہ پر واقع ہے؟ ہم نے اُسے ہندوستان کی اہمیت سے مطلع کیا، تو وہ حیرت سے اس کے متعلق سوالات کر کے دلچسپی سے واقعات سنتا رہا اُس سے باتیں کرنے کے بعد ہم گیارہ بجے سو گئے -

۳۱ - اگسٹ پنجشنبہ

شکاگو سے نیویارک کو واپسی

آج علی الصبح ہم "فلاڈلفیا" (Philadelphia) پر سے گزرے، اور آٹھ بجکر پینتالیس منٹ پر ہماری ریل "نیویارک" پہنچی - اسٹیشن پر بہت سارے فوٹوگرافر جمع تھے - اور اسٹیشن ماسٹر

بھی موجود تھا - پلاٹ فارم زیر زمین ہونے کی وجہ سے کافی روشنی نہ تھی - اس لئے "فلاش لائیٹ" (Flash light) کے ذریعہ ہماری کئی تصویریں لی گئیں، اور خود اسٹیشن ماسٹر نے بھی ہمارا خندہ جبینی کے ساتھ استقبال کیا - کک کے نمائندہ کے ہمراہ سامان روانہ کرکے، ہم موٹر میں سوار ہوئے، اور "والڈارف ایسٹوریا" (Waldorf-Astoria Hotel) ہوٹل جا پہنچے

والڈ ارف اسٹوریا سے پارک ایوے نیو کا ایک منظر
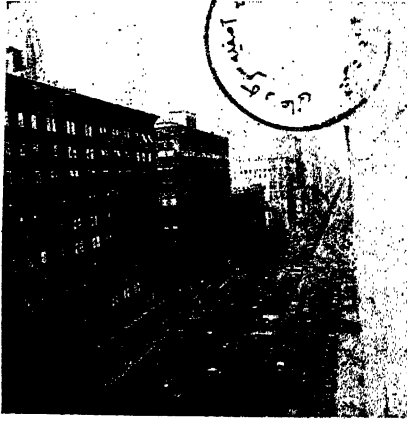
نہا دھو کر کپڑے بدلنے کے بعد ایک بجے "اسٹار لائیٹ روم" میں جاکر، لنچ کھاتے ہوئے "زی ویر کیوگیاٹ" (Xavier Cugat) کا "کیوبن آرکسٹرا" سنتے رہے - کھانے کے بعد ہادی کک کے آدمی کے ہمراہ "سٹی ہال" کو گئے، کیوں کہ امریکہ سے واپس جانے کے لئے اجازت نامہ حاصل کرنا تھا - وہ چار بجے وہاں سے واپس ہوئے - اس دوران میں ہم لوگ ایک موٹر میں جاکر شاپنگ کرکے (۴ ½) بجے واپس آئے، چاپینے کے بعد، پانچ بجے نکلے، اور پھر شاپنگ وغیرہ کرتے ہوئے (۶ ½) بجے ہوٹل لوٹ کر سامان کک کے آدمی کے حوالہ کر دیا، اور (۷ ½) بجے "اسٹار لائیٹ روم" میں جاکر ڈنر کھانے کے بعد ہوٹل کے منیجر کا شکریہ ادا کرکے موٹر میں سوار ہوئے - پونے نو بجے ہماری موٹر ہوٹل سے روانہ ہوئی، اور سیدھی "بروک لین ڈاکس" (Brooklyn Docks) کی راہ لی -

جہاز کے ذریعے نیویارک سے لندن کو روانگی

ساڑھے نو بجے یہاں پہنچے - اس عرصہ میں کک کا نمائندہ ہمارا سامان وغیرہ جہاز پر سوار کرا چکا تھا - ہم موٹر سے اُتر کر پاسپورٹ اور اجازت نامے دکھلاتے ہوئے "بریمن"

(Bremen) جہاز پر سوار ہوے، اور اپنے کیبن میں جاکر صندوقوں کا شمار کر کے اس کی جانچ کرلی، اور پھر پرامناڈ ڈک پر آ کر مسافروں کے سوار ہونے کا تماشا دیکھتے رہے - کک کے نمائندے نے ہمیں ایک اخبار دیا، جسمیں آج صبح کی لی ہوی ہماری تصویریں شائع ہوی تھیں - ٹھیک بارہ بجے جہاز پر گھنٹی بجی - دوست اقربا، مسافروں سے مل کر اُتر گئے، اور ۱/۲ ۲ ابجے ہمارا جہاز "نیویارک" سے روانہ ہوگیا - امریکہ کے ڈاکوؤں وغیرہ سے جو خدشہ لگا ہوا تھا، اسکے باوجود صحیح وسلامت لوٹنے پر ہم نے خدا کا لاکھ لاکھ شکرادا کیا، جس نے ہم کو محض اپنے فضل و مہربانی کی وجہ سے ہر طرح محفوظ رکھا -

یکم سپٹمبر جمعہ

سمندر میں آج تلاطم تھا، اور بڑی بڑی موجیں اُٹھ رہی تھیں - ابر چھایا ہوا تھا، اور چاروں طرف خفیف سا کہر فضائے عالم کو گھیرے ہوے تھا - میں نے اس جہاز کو بھی خوب اچھی طرح پھر کر دیکھا ہے - اس کے کمروں کی تعداد، اور وسعت بالکل "اروپا" جہاز ہی کی طرح پائی، اور دونوں ہم شکل ہیں - وزن بھی ان کا ایک ہی ہے (یعنی ۵۳ ہزار ٹن) - ان میں صرف فرق اتنا تھا کہ "اروپا" کے بعض کمرے اس سے بہتر تھے، تو اس کے بعض کمرے اُس سے بہتر ہیں

بریمن جہاز کا ڈرائینگ روم

میری بیوی کو صبح سے چکر محسوس ہو رہا تھا، اس لئے وُہ بارہ سے قبل کیابن سے باہر نکل نہ سکیں - ہادی کا بھی مزاج کچھ صاف نہ تھا، چنانچہ اُنھوں نے اپنے کیبن ہی میں کھانا کھایا - لنچ کا وقت آنے پر، میں، میری بیوی اور مسز ٹیمنز ڈائننگ روم میں جاکر

کھانے سے فارغ ہوئے، اور اس کے بعد پرامناڈ ڈک پر آکر پنگ پانگ کھیلتے رہے۔
اس جہاز پر پنگ پانگ کے پانچ میز ہیں۔ جب ہم کھیلتے کھیلتے تھک گئے، تو بال روم میں جاکر تھوڑی دیر تک مصنوعی گھوڑ دوڑ دیکھنے کے بعد، کیبن میں آکر کچھ دیر آرام لیتے رہے۔

ساڑھے چار بجے ڈائننگ روم میں چائے پینے کے بعد (۵) بجے بال روم میں جاکر ایک بولتا فلم دیکھا، جسکا نام "کوہنز اینڈ کیلیز ان ٹربل" (Cohens and Kelleys in Trouble) تھا۔ یہ بہت پر مذاق فلم تھا، اور اس میں چارلی مرے (Charlie Murray) اور جارج سڈنی نے کام کیا تھا۔ سینما کے بعد ہادی کے ساتھ پنگ پانگ کھیلتا رہا، اور اس کے بعد ہم سب نے کپڑے بدلکر ڈائننگ روم میں جاکر کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد "بال روم" میں گئے اور ڈانس دیکھتے رہے۔

جہاز کو بہت جنبش تھی، اس لئے ڈانس کرنے والوں کو، ڈانس میں کوئی لطف نہیں آرہا تھا۔ گیارہ بجے واپس ہوئے اور سو گئے۔

۲۔ سپٹمبر شنبہ

آج بھی کہر بکثرت تھا، اور تیز موجوں کی وجہ سے، جہاز بے حد متحرک تھا۔ اس لئے تھوڑی تھوڑی دیر سے سیٹی دیتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ آج بھی میری بیوی کا مزاج چکر کی وجہ سے زیادہ خراب تھا۔ میں منہ ہاتھ دھوکر تنہا پرامناڈ ڈک پر پہنچا اور ٹہلتا رہا، کوئی گیارہ بجے جب جہاز کی حرکت میں اور اضافہ ہو گیا، تو مجھے بھی چکر محسوس ہونے لگا اس کے بعد مجھ سے بھی چکر کی برداشت نہ ہو سکی، تو کیابن میں آکر لیٹ گیا، اور کچھ سوپ وغیرہ منگوا کر پیا۔ چکر سے طبیعت بے حد بدمزہ تھی، اور بارش بھی بکثرت ہو رہی تھی۔ خدا کا

شکر کہ ایک بجے آنکھ لگ گئی، اور کوئی چار بجے اُٹھا - اس وقت تک ایک گونہ افاقہ ہو چکا تھا - چنانچہ ہم دونوں نے چاء منگوا کر پی - کیابن سے باہر نکلنے کے لئے طبیعت نہیں چاہ رہی تھی، اس لئے یہیں بیٹھے باتیں کرتے رہے - ½ ۷ بجے ہادی نے ہمارے ہی کیابن میں آکر کھانا کھایا - جہاز کو ابھی تک اُسی طرح جنبش ہو رہی تھی - کہر اور بارش کا بھی وہی حال تھا، اس لئے جہاز کی رفتار بھی کم کر دی گئی تھی - الغرض ہم کوئی ½ ۱۱ بجے سو گئے -

۳ - سپٹمبر یکشنبہ

صبح جب اُٹھا تو دیکھا کہ جہاز بالکل سیدھا چل رہا ہے، اور اب کسی قسم کی جنبش وغیرہ باقی نہیں ہے - چنانچہ ہم سب ڈک چیر ز پر جا کر لیٹے رہے، کچھ دیر بعد اُٹھ کر پنگ پانگ کھیلنے میں مصروف ہوئے - ایک بجے کے قریب ڈائننگ روم میں گئے، اور لنچ سے فارغ ہوئے - کھانے کے بعد ہادی اور میں پھر پنگ پانگ کھیلتے رہے - ½ ۴ بجے ہم نے ڈائننگ روم میں چاء پی، پانچ بجے بال روم میں سینما دیکھا - آج ایک "ٹراویل پکچر" بتایا گیا تھا، جس میں براعظم یورپ کے کئی ممالک کے اہم مقامات دکھلائے گئے تھے - ½ ۷ بجے ہم نے ڈنر کھایا، اس کے بعد ڈانس ہوا، اور ایک بجے سو گئے -

۴ - سپٹمبر دوشنبہ

آج علی الصبح ایک جہاز بالکل قریب سے امریکہ کی طرف جاتا ہوا نظر آیا، جس کا نام "ایلی ڈی فرانس" (Ile de France) تھا - ½ ۱۲ بجے ہم نے لنچ کھایا، اس کے بعد چار بجے تک پنگ پانگ کھیلتے رہے - چاء کے بعد ہم نے بال روم میں ایک سینما دیکھا، جسکا نام "پپریکا" (Paprika) تھا، جو ایک اچھا جرمنی فلم ہے آج ہم نے "مسٹر ولیم ڈیوڈ کولیج" (William David Coolidge, Ph. D. Director of Research Laboratory G. E. Company, Schenectady)

سے ملاقات کی، جو امریکہ کی مشہور جنرل الکٹرک کمپنی کے ایک اعلیٰ عہدہ دار ہیں، اور اس کمپنی میں برقی قوت سے متعلق نئی نئی ایجادات کرتے رہتے ہیں، اور خود ایک موجد کی حیثیت سے بہت مشہور ہیں - چنانچہ ''وائلٹ رے'' (Violet Ray) ان ہی کی ایجاد ہے - یہ بہت خوش اخلاق اور سنجیدہ آدمی ہیں - انہوں نے ہمیں بہت سارے دوسرے امریکن مسافروں سے ملایا، جن میں ''گریٹا نیسن'' (Greta Nissen) ہالی وڈ کی مشہور اداکار بھی شریک تھی -

ایک ایکٹرس کی عجیب دل لگی

یہ اب انگلستان کو کسی سینما فلم میں حصہ لینے کی غرض سے جا رہی ہے - ان سبھوں نے ہم سے بہت عمدگی سے ملاقات کی، اور ہندوستان کے متعلق بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں - ''مسٹر کولج'' کے ہمراہ ان کی بیوی بھی ہیں، اور یہ رشیاء کو اس غرض سے جا رہے ہیں کہ وہاں جنرل الکٹرک کمپنی کی ایک شاخ قائم کریں - ''گریٹا نیسن'' کے ہمراہ ہالی وڈ کے دوسرے مشہور اداکار ''والٹر ہوسٹن'' (Walter Huston) کی بہو بھی رفیق سفر ہے - ان کے متعلق سنا کہ یہ دونوں بغیر پاسپورٹ اور ٹکٹ کے جہاز پر سوار ہوگئی ہیں - ''والٹر ہیوزٹن'' کی بہو تو صرف ''گریٹا نیسن'' کو خدا حافظ کہنے کے لئے جہاز تک آئی تھی، لیکن ''گریٹا'' نے اُسے واپس جانے نہ دیا، اور بغیر کسی ساز و سامان کے جہاز ہی پر روک لیا - جہاز کے ٹکٹوں کا انتظام تو خود جہاز والوں نے کر دیا، لیکن پاسپورٹ کے لئے روزانہ حکومت امریکہ کو وائرلیس تار دئے جا رہے ہیں - میں نے ان لوگوں سے اس کا سبب پوچھا تو ''گریٹا'' نے کہا کہ ہم صرف ایک دل لگی کی خاطر بغیر پاسپورٹ اور ٹکٹ کے جہاز پر سوار ہو گئے ہیں - ''والٹر ہیوسٹن'' کی بہو ایک ادیب، ناول نگار، اور بہت سنجیدہ

وفہیدہ خاتون ہے، اور ہندوستان سے اسے بے حد دلچسپی ہے۔ ہم نے ½۸ بجے ڈنر کھایا، اور اپنے نئے ملاقاتیوں سے باتیں کرتے رہے۔ کچھ دیر بعد ڈانس بھی ہوا۔ آج "فیرول نائٹ" (وداعی ڈنر) تھی اس لئے بڑا شوروہنگامہ رہا۔

۵۔ سپٹمبر سہ شنبہ

صبح تیار ہو کر اسپورٹ ڈک پر گئے اور بہت دیر تک مختلف قسم کے کھیلوں سے دل بہلاتے رہے۔ ½۱ بجے لنچ ہوا۔ اس کے بعد بنگ مانگ کھیلتے رہے۔ آج ہم نے سنا کہ صبح (۶) بجے ہوائی جہاز خطوط لے کر "ساؤتھ ہمٹن" روانہ ہوگیا۔ میں نے کل ہی بھائی صاحب کو اپنی واپسی کی اطلاع کا ایک مفصل خط لکھ دیا ہے۔ شام میں ہم نے مسٹر چارلس آر۔ کرین (Mr. Charles R. Crane) سے ملاقات کی جو بہت معمر تھے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ، انہیں امریکہ نے اپنی حکومت کی جانب سے سفیر بنا کر "چین" بھیجا تھا، اور آج سے کوئی (۴۵) سال قبل ہندوستان و حیدرآباد آئے تھے۔ شام میں ہم نے چاء انہیں کے ساتھ پی۔ یہ مصر کو بھی کئی دفعہ جاچکے ہیں، اور اب "چیکوسلوواکیا" کو واپس جارہے ہیں جہاں انہوں نے سکونت اختیار کرلی ہے۔

چاء کے بعد ہم نے بال روم میں سینما دیکھا۔ آج بھی ایک جرمنی فلم تھا۔ ½۸ بجے ڈنر ہوا، کھانے کے بعد ہم ڈک پر ٹہلتے رہے۔ اس اثناء میں ہم نے "میجسٹک (جو کیونارڈ لائین کا ہے)" نامی جہاز کو "ساؤتھ ہمٹن" کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ یہ جہاز دنیا میں سب سے بڑا مانا گیا ہے۔ تھوڑی دیر میں ہمارا جہاز اس سے آگے بڑھ گیا ہم نے سنا کہ یہ جہاز ہم سے کوئی چوبیس گھنٹے قبل نیویارک سے نکلا تھا، لیکن ہمارا جہاز جو دنیا میں سب سے زیادہ تیز رفتار مانا گیا ہے، اس سے بہت جلد آگے بڑھ گیا۔

۶۔ ستمبر چہارشنبہ

آج صبح چھ بجے جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ہم "شیربو" (Cherbourg) کے ہاربر میں کھڑے ہوئے ہیں، اور میجسٹک بھی ہمارے جہاز سے کوئی دو سو قدم کے فاصلہ پر لنگر انداز ہے۔ جب تیار ہو کر ڈک پر آئے تو اپنے جہاز کے بہت ساری مسافروں کو اُتر کر ایک چھوٹے سے جہاز میں سوار ہوتے ہوئے دیکھا، جو یہیں اُتر جانے والے تھے۔ ٹھیک آٹھ بجے یہاں سے روانہ ہوئے، اور گیارہ بجے "ساؤتھ ہمٹن" پہنچ گئے۔ ہم اپنے دوستوں سے مل کر ایک چھوٹے سے جہاز میں سوار ہوئے، اور کوئی گھنٹہ بھر میں کنارے پر جا اُترے۔ اس کے بعد کروڑگیری کے آفس سے ہوتے ہوئے جہاں ہمارے سامان کو کھول کر نہیں دیکھا گیا، ریل میں سوار ہوئے "گرٹیانیسن۔ اور "والٹرہیوزٹن" کی بہو کو، بغیر پاسپورٹ کے سفر کرنے کی وجہ سے، یہاں روک لیا گیا، اور ان دونوں کے متعلق ایک تار "اسٹاک ہالم" (Stockholm) اور ایک تار امریکہ کو روانہ کیا گیا۔ (گریٹا نیسن سویڈن کی رہنے والی ہیں) اس اثناء میں ہم ریل میں سوار ہو کر لندن کی طرف روانہ ہوگئے۔ ریل ہی میں لنچ کھایا، اور تین بجے "واٹرلو" اسٹیشن پہنچے۔

یہاں "کیپٹن الن سن" موجود تھے، ان کے ساتھ "ہم ڈارچسٹر" (Dorchester Hotel) ہوٹل جا پہنچے، اور اپنا نام وغیرہ رجسٹر کرنے کے بعد کمروں کا معائنہ کیا، جو نہایت آراستہ تھے، اور "ہائیڈ پارک" کے رخ پر واقع تھے۔ چاء کے بعد چار بجے "ہم ہیا ملیز" کی کھلونے کی دوکان کو گئے، جہاں بچوں کی موٹر دیکھی، جس کے لئے امریکہ جانے سے قبل آرڈر دیا تھا۔ یہ نہایت ہی خوب صورت بنائی گئی ہے، اور یقین ہے کہ بچوں کو بھی پسند آئے گی۔ ہم نے منیجر کو یہ موٹر پیاک کر کے کک کے یہاں بھیج دینے کی ہدایت کی، و

ہوٹل واپس ہوئے۔ ہوٹل میں بھائی صاحب موجود تھے۔ انہوں نے اسٹیشن پر آکر نہ ملنے کی معذرت چاہی۔ اس اثناء میں "گریٹا نیسن" اور "والٹر ہیوزٹن" کی ہو ہوٹل کی لابی میں کھڑی ہوی نظ آئیں۔ میں نے جاکر اُن سے ملاقات کی، اور واقعات دریافت کئے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی ڈیڑھ دو گھنٹہ میں اسی وقت "اسٹاک ہام" اور امریکہ کی حکومت کی طرف سے ذمہ دارانہ تار آئے کہ انہیں ہر دو حکومتوں کی ذمہ داری پر چھوڑ دیا جائے، چنانچہ وہ دوسری ریل سے لندن آپہنچے، اور انہوں نے کہا کہ وہ بھی اسی ہوٹل میں مقیم ہیں۔ غرض اس کے بعد ہم اپنے کمروں میں آکر بیٹھے امریکہ کے متعلق باتیں کرتے رہے۔ آٹھ بجے میں، بھائی صاحب، میری بیوی، اور مسز ٹیمنیز، "پیالیس سینما" گئے یہاں آج "ڈنرات ایٹھ" (Dinner at Eight) نامی فلم کی پہلی رات تھی۔ لوگوں کا بہت اژدہام تھا، اور پولیس کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ ساری نشستیں پہلے ہی سے محفوظ ہو چکی تھیں۔ ہم نے دیکھا کہ "والیس بیری" (Wallace Beery) ہالی وڈ کا مشہور فلم اداکار مجمع میں سے گزر کر اندر چلا گیا، اس کے ساتھ ہی "لارالاپلانٹ" (Laura la Plante) بھی اندر داخل ہوئی۔ "والیس بیری" نے اس فلم میں ایکٹنگ کی ہے۔ ہم یہاں سے لوٹے، اور شفیع کے یہاں جاکر ڈنر کھایا۔ نواب صاحب پٹودی بھی یہاں موجود تھے، انہوں نے کہا کہ کل وہ ہندوستان جارہے ہیں۔ کھانے کے بعد دس بجے ہوٹل واپس ہوے اور گیارہ بجے سو گئے۔

۷۔ سپٹمبر پنجشنبہ

آج تقریباً سارا دن شاپنگ میں گزرا، لنچ ہم نے شفیع کے یہاں کھایا، اور کوئی چار بجے ہوٹل لوٹے۔ سب نے اپنے کمروں میں چاء پی۔ ٹیلیفون کے ذریعے "پیالیس سینما" سے دریافت کیا گیا کہ آج ہمیں کوئی سیٹ مل سکتی ہے، تو یہاں سے نفی میں جواب ملا۔ اس پر ہم نے کل جگہ محفوظ کرنے کے لئے کہہ دیا ہے۔ (۱/۲ ۶) "ماربل آرچ" (Marble Arch)

سینما گئے، جہاں ہم نے "نوول کوارڈ" (Noel Coward) کا مشہور فلم "کیاول کیڈ" (Cavalcade) دیکھا، جس میں "کلائیو بروک" (Clive Brook) "ڈیانا ونیرڈ" (Diana Wynyard) "اور چارلیس لاٹن" (Charles Laughton) نے کام کیا ہے۔ فلم بہت اچھا تھا، یہاں سے دس بجے شفیع کے یہاں پہنچے اور کھانے کے بعد ہوٹل واپس ہو گئے۔

۸۔ سپٹمبر جمعه

صبح تیار ہو کر ہم سب شاپنگ کرنے کے لئے نکلے، اور ایک بجے تک "ہیرڈز" (Harrods) کی دوکان میں شاپنگ کرتے رہے، اور یہیں لنچ روم میں لنچ کھایا۔ اس کا لنچ روم شاپ کی آخری منزل میں واقع ہے۔ شاپنگ ختم کر کے (۴½) بجے ہوٹل واپس ہوے، اور چاء پی۔ آٹھ بجے ہم سب نے "پیالیس سینما" جاکر (Dinner at Eight) نامی فلم دیکھا، جونہایت ہی لاجواب فلم ہے۔ یہ ایم جی ایم کا تیار کردہ ہے، جس میں بہت سارے مشہور اداکاروں نے حصہ لیا ہے، ان میں قابل الذکر "جان" (John) اور لائینل بیاری مور (Lionel Barrymore) جین ہارلو (Jean Harlow) والس بیری (Wallace Beery) "ماری ڈریسلر" (Marie Dressler) وغیرہ ہیں۔ بارہ بجے ہوٹل کو واپس ہوے، اور کمرے ہی میں لائیٹ سپر (Supper) کھانے کے بعد سو گئے۔

۹۔ سپٹمبر شنبه

آج بھی ایک بجے تک شاپنگ میں مصروف رہے، اور ایک بجے ہوٹل آکر لنچ کھایا۔ (۲½) بجے بھائی صاحب آگئے، اور اس کے بعد ہم سب "پیاکنگ" میں مصروف ہوے پانچ بجے چاء پی، اور سات بجے تک پیاکنگ کر کے شفیع کے یہاں گئے، اور ڈنر کھایا۔ ڈنر کے بعد "ہے مارکٹ" (Haymarket) تھیٹر کو گئے، اور یہاں ایک کھیل دیکھا جس کا نام

''ٹن منٹ الی بائی'' (Ten minute Alibi) تھا۔ یہ ایک جاسوسی قصہ ہے، اس کا پلاٹ بہت اچھا تھا۔ گو اس کے اداکار کوئی مشہور نہ تھے، مگر انہوں نے ایکٹنگ اچھی کی۔ اس کھیل میں فیصلہ خونی کی طرف ہوتا ہے۔ یہاں سے (۱۱½) بجے ہوٹل کو واپس ہوئے۔

۱۰۔ستمبر یکشنبہ

آج بارہ بجے بھائی صاحب اور ہادی کے ساتھ شفیع کے یہاں جا کر میں نے لنچ کھایا۔ کھانے کے بعد اسی طرح چہل قدمی کرتے ہوئے پکیڈ یلی سرکس کو جا کر ''ایراس'' کے مجسمے کی تصوریں وغیرہ لیں جو اس چوراہہ کے وسط میں نصب کیا گیا ہے۔ آج اتوار ہونے کی وجہ سے سب دوکانیں بند تھیں اس لئے یوں ہی تفریحاً ٹیوب ریل میں سوار ہو کر ''ہو بن پارک'' (Holborn Park) تک گئے۔ اس اسٹیشن کی دوڑتی ہوئی سیڑھیاں پکیڈیلی سرکس کے اسٹیشن کی سیڑھیوں سے بہت زیادہ ہیں یہاں سے ہم ''بس'' میں سوار ہو کر ہوٹل پہنچے اس کے بعد بھائی صاحب اور میں ایک ٹکسی میں سوار ہو کر ہائیڈ پارک گئے اور ''سرپن ٹائن'' (Serpentine) نامی تالاب کے پاس پہنچے۔ آج اتوار ہونے کی وجہ سے پورا تالاب کشتیوں سے بھرا ہوا تھا۔ عورتیں مرد سب کشتیوں میں سوار تھے اور چاء کا سامان اپنے ساتھ رکھ کر گراما فون بجاتے ہوئے کشتیوں میں بیٹھے تالاب میں ادھر ادھر پھرتے ہوئے لطف اٹھا رہے تھے اور بہت سارے تو نہانے میں بھی مصروف تھے۔ غرض یہاں بڑی چہل پہل تھی۔ ہم نے بھی ایک کشتی لینی چاہی لیکن معلوم ہوا کہ کوئی گھنٹہ بھر بعد مل سکے گی کیوں کہ ان کشتیوں میں سوار ہونے والے مشتاقوں کی ایک لمبی قطار پہلے ہی سے کھڑی ہوئی تھی جو تقریباً ایک فرلانگ لانبی ہوگی اس لئے یہاں ٹھہرنا بے کار سمجھا اور اس پارک کے ایک رسٹورنٹ میں چاء پی کر تھوڑی دیر تک ٹہلتے رہے اس کے بعد ٹکسی میں بیٹھ کر اس کارنیوال کو پہنچے جو پکیڈیلی سرکس کے قریب

واقع ہے۔ یہاں پہنچ کر ہم تقریباً ایک گھنٹہ تک مختلف قسم کے کھیل تماشوں میں حصہ لیتے رہے۔ اس کے بعد ہوٹل کو واپس ہوئے اور ½ ۸ بجے کمرے ہی میں ڈنر کھایا۔ کھانے کے بعد ہوٹل سے پیدل نکل کر ½ ۱۰ بجے تک "ماربل آرچ" سے ہوتے ہوئے "ہائیڈ پارک" کا ایک چکر لگا کر ہوٹل واپس ہوئے اور گیارہ بجے سو گئے۔

۱۱۔ سپٹمبر دوشنبہ

لندن کے برٹش براڈ کاسٹنگ اسٹیشن کا معائنہ

صبح تیار ہو کر میں تنہا شاپنگ کے لئے نکلا اور ایک بجے واپس ہوا۔ لنچ کے بعد بھائی صاحب میں اور ہادی "برٹش براڈ کاسٹنگ" اسٹیشن جا پہنچے۔ پہلے ہی سے ہادی نے اس اسٹیشن کو دیکھنے کا انتظام کر لیا تھا۔ یہ کوئی آٹھ منزلہ نو تعمیر عظیم الشان عمارت ہے۔ وہاں کے ایک عہدہ دار نے ہمارا استقبال کیا اور وزیٹرز بک میں اپنا نام وغیرہ لکھنے کے بعد میں نے اس اسٹیشن کی براڈ کاسٹنگ کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کئے۔ اس وقت ہندوستان کے لئے براڈ کاسٹنگ ہو رہی تھی اور تازہ خبریں نشر کی جا رہی تھیں۔ ہم نے پوری اسٹوڈیو کا چکر لگا کر دیکھا۔ ہندوستان کے ریڈیو اسٹیشنوں میں میں نے اکثر یہ بات دیکھی ہے کہ ایک آئیٹم ختم ہو جانے کے بعد دوسرا حصہ شروع کرنے میں بہت دیر ہو جایا کرتی ہے اور بہت دیر تک اسٹیشن خاموش رہتا ہے لیکن یہاں وقت کا اور ایک پروگرام کے بعد دوسرے پروگرام کے نشر میں تاخیر نہ ہونے کا بڑا خیال رکھا جاتا ہے۔

انگریزوں کی پابندی وقت کی ایک بہترین مثال

یہاں میں نے پابندی وقت کی ایک بہترین مثال دیکھی یعنی یہ کہ جب ہم آخری منزل سے پانچویں منزل پر آنے کے لئے لفٹ میں سوار ہوئے تو اُدھر سے ایک خاتون کچھ کاغذات لئے ہوئے دوڑتی ہوئی آئیں اور ہمارے لفٹ میں سوار ہو گئیں۔ ان کی صورت سے

پریشانی اور عجلت کے آثار نمایاں ہو رہے تھے انہوں نے ہم سے درخواست کی کہ "اگر آپ کو کسی قسم کی زحمت نہ ہو تو براہ مہربانی پہلے مجھے نیچے کی ابتدائی منزل پر چھوڑ دیجئے" کیوں کہ مجھے اسٹوڈیو روم میں پہنچنے کے لئے صرف (۳۰) سکنڈ باقی رہ گئے ہیں"۔ چنانچہ ہم نے انہیں پہلے نیچے کی منزل پر چھوڑا اور پھر اوپر اپنی پانچویں منزل پر چلے آئے۔

غرض ہم نے پورے ریڈیو اسٹیشن کا چکر لگا کر اس کو اچھی طرح سے دیکھا۔ اس کے صنعتی چیزوں کے متعلق یہاں کچھ لکھنا موجب طوالت ہوگا۔ یہاں سے چار بجے ہوٹل کو واپس ہوئے، چاء پینے کے بعد شاپنگ کے لئے نکلے، اور واپس آنے کے بعد، شفیع کے یہاں جاکر ڈنر کھایا اور اس کے بعد "پلیڈیم" (Palladium) تھیٹر کو گئے جہاں ایک ورائٹی شو دیکھا جس میں "ہیری رائے" کا بیانڈ بھی شامل تھا، اس بیانڈ کو ہم نے پہلے "کیفے آنگلے" (Cafe Anglaise) میں دیکھا تھا، جو اب "میفیر ہوٹل میں بجتا ہے۔ یہاں سے بارہ بجے واپس ہوئے۔

۱۲۔ سپٹمبر سہ شنبہ

میں اور رہا دی آج "لیلی وہائیٹ" (Lily White) کی دوکان کو گئے، جو پکیڈیلی سرکس میں واقع ہے، یہاں ہر قسم کے گیمز کا سامان مل سکتا ہے۔ ہم نے یہاں سے چند ٹینس کے راکٹ خریدے اور شاپنگ کرتے ہوئے ایک بجے ہوٹل پہنچے۔ ہم نے اپنے کمرے ہی میں لنچ کھایا۔ تھوڑی دیر بعد ہوٹل کی "لابی" سے ٹیلیفون آیا کہ نواب مشیر جنگ بہادر آئے ہوئے ہیں۔ نیچے جاکر ان سے ملاقات کی۔ ان کے ساتھ ان کے تین فرزند تھے۔ نواب صاحب سے معلوم ہوا کہ وہ والاشان نواب معظم جاہ بہادر کے ساتھ اسی جہاز پر یورپ آئے ہیں۔ دو لڑکے تو پہلے ہی سے انگلستان میں بغرض تعلیم مقیم ہیں، اور ایک فرزند اب ان کے ساتھ آئے ہیں۔ چار بجے تک بیٹھے ان سے باتیں کرتے رہے، اور چاء بھی ساتھ ہی پی، اس کے بعد وہ رخصت ہوگئے۔ یہ ہمارے ہی جہاز سے ہندوستان واپس ہونے والے ہیں۔

ان کے جانے کے بعد میں اور بھائی صاحب "سلکا" (Sulka) کی دوکان کو جاکر قمیصوں کا آرڈر دے آئے۔ آج رات کا کھانا، شفیع کے ہی یہاں کھایا۔ کھانے کے بعد "ونڈمل" (Windmill) تھیٹر جاکر ایک ریویو دیکھا، اور سوا گیارہ بجے ہوٹل واپس ہوے۔

۱۳ - سپٹمبر چھارشنبہ

آج صبح ہم "سلف ریج" کے یہاں گئے اور ایک بجے واپس ہوئے۔ کھانے کے بعد میں تنہا شاپنگ کے لئے نکلا، اور پانچ بجے ہوٹل کو واپس ہوا۔ چاء کے بعد (۱/۲ ۶) بجے بھائی صاحب کے ہمراہ ہم سب ان کی دعوت میں شریک ہونے کے لئے "ایبی روڈ" (Abbey Road) جا پہنچے، جہاں وہ ایک اطالوی فیملی میں رہتے ہیں۔ یہ خاندان ایک بوڑھی خاتون اور اس کے ایک بیٹے پر مشتمل ہے، جو "وائلین" (Violin) اچھی بجاتا ہے ہم نے یہاں کھانا کھایا۔ ہندوستانی کھانا بھی آج ہمارے لئے خاص طور سے پکایا گیا تھا۔ اس خاتون کو غالباً ہندوستانی کھانا "مسز زین یار جنگ" نے پکانا سکھایا ہے کیوں کہ وہ یہاں ٹھہر چکی ہیں۔ کھانے کے بعد ہم وائلین وغیرہ سن کر گیارہ بجے واپس ہوئے۔

۱۴ - سپٹمبر پنجشنبہ

صبح ہم لوگوں نے "وانڈ آئیک" (Van Dyke) فوٹو گرافر کے یہاں جاکر تصویریں کھنچوائیں، اس کے بعد میری بیوی اور مسز ٹیمنیز شاپنگ کے لئے ایک طرف چلی گئیں، اور میں نے بھائی صاحب کے ہمراہ "مارگن خیاط" کے یہاں جاکر سوٹوں کا آرڈر دیا "والاشان حضرت ولی عہد بہادر" نے مجھے اس دوکان میں بھی سوٹس سلوانے کی تاکید فرمائی تھی۔ ایک بجے تک ہم سب ہوٹل کو واپس ہوگئے۔ یہاں لنچ کھانے کے بعد شاپنگ کی غرض سے پھر نکلے، اور (۱/۲ ۴) بجے ہوٹل واپس ہو کر چاء پی اور ہوٹل ہی میں ڈنر کھایا۔ ڈنر کے بعد

ہم نے "ڈروری لین" (Drury Lane) تھیٹر جا کر ایک "میوزیکل شو" دیکھا، جس کا نام "بال اٹ دی سوائے" (Ball at the Savoy) تھا- یہ نہایت ہی عمدہ کھیل تھا- میں نے اس قدر عمدہ اور اعلیٰ پیمانہ پر کوئی میوزیکل شو پہلے نہیں دیکھا- اس میں مسلمانوں کے ایک سے زیادہ عورتوں کے نکاح کرنے پر تمسخرانہ انداز میں مذاق اُڑایا گیا تھا- الغرض بارہ بجے یہاں سے واپس ہوئے-

۱۵- سپٹمبر جمعہ

آج صبح میں نے حضرت والد ماجد صاحب قبلہ کے لئے "آئرش سیٹر" کتوں کی ایک جوڑ (Stafford Kennels) اسٹافرڈ کینل سے خریدی- کوئی ایک بجے تک شاپنگ کرنے کے بعد، شفیع کے یہاں جا کر لنچ کھایا، اور یہاں سے ہوٹل کو واپس ہوئے- میری بیوی اور بھائی صاحب جو صبح سے شاپنگ کے لئے چلے گئے تھے، چار بجے واپس ہوئے- ہم سب نے ہوٹل ہی میں چاء پی- رات کے کھانے کے بعد "لیرک تھیٹر" (Lyric Theatre) کو گئے، جہاں "دی ایس" (The Ace) نامی ایک ڈرامہ دکھلایا جارہا تھا- اس میں جنگ عظیم کا وہ واقعہ دکھلایا گیا ہے، جس میں جرمنی کا مشہور ہوائی جہاز چلانے والا "بیرن ریچ تھوفن" (Reichthoefen) اپنی جانبازیاں دکھلا رہا تھا- اس کھیل میں ریمنڈ میسے (Raymond Massey) نے کام کیا ہے - ہوائی جہازوں کی لڑائی اور گولہ باری کی مصنوعی آوازایسی ہی سنائی دے رہی تھی، جو بالکل اصل معلوم ہورہی تھی- آج "سلویا سڈنی" (Sylvia Sydney) نامی ہالی وڈ کی ایک مشہور ایکٹرس بھی اس کھیل کو دیکھنے کی غرض سے یہاں آئی تھی-

۱۶- سپٹمبر شنبہ

آج میں اور بھائی صاحب شاپنگ کرتے ہوئے ایک بجے "ولورتھ" (Woolworth)

پہنچے - یہاں میری بیوی اور مسز ٹیمنز شاپنگ میں مصروف تھیں - پھر ہم سب مل کر یہاں سے ہوٹل کو واپس ہوئے - آج "مسٹر میکون" (Mr. McEwan) (جو حیدرآبادی طلباء کے منتظم مقرر کئے گئے ہیں) اور اُن کی بیوی نے آکر ہمارے ساتھ چاء پی - اس کے بعد وہ رخصت ہو گئے - آٹھ بجے ہم نے ہوٹل میں ڈنر کھایا، اور "اسٹرینڈ" (Strand) تھیٹر کو جا کر ایک ڈرامہ دیکھا، جس کا نام "نائیس گوئنگز آن" (Nice goings on) تھا، اس کھیل میں "لزلی ہنسن" (Leslie Henson) اور "رابرٹ سن ہیر" (Robertson Hare) اور "زلما اُونیل" (Zelma O'Neil) نے حصہ لیا ہے - کھیل بہت پرمذاق تھا، جو ہمیں بہت پسند آیا - ½ ۱۱ بجے ہوٹل کو واپس ہوئے -
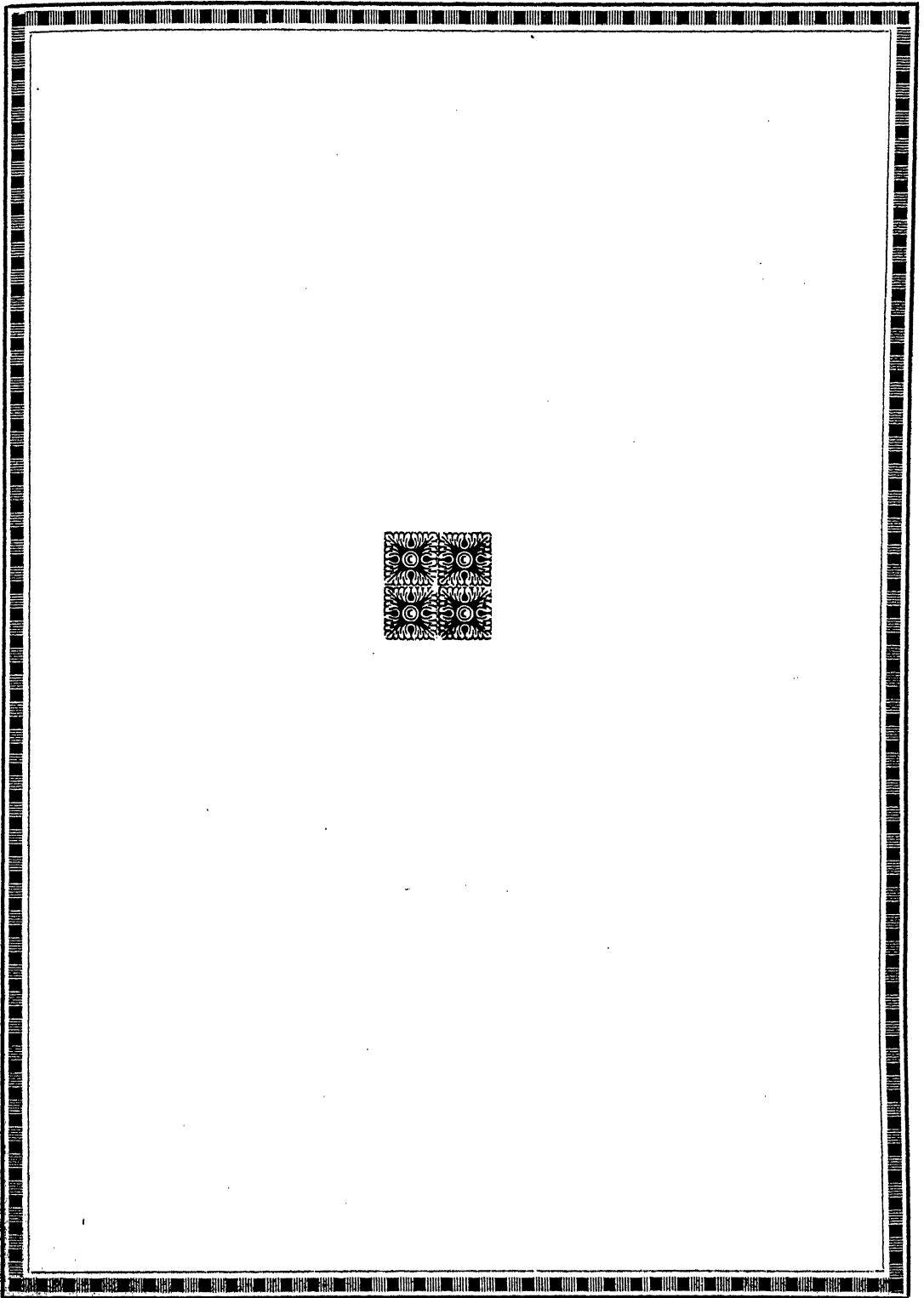
باب ہشتم

سوئیٹزر لینڈ اور اٹلی

(۱۷۔سے ۲۵۔ستمبر تک)

۱۷- سپٹمبر یکشنبہ

لندن سے سوئٹزرلینڈ کو روانگی

صبح سارا سامان کک کے آدمی کے حوالہ کر دیا، کیونکہ آج ہماری روانگی کا دن مقرر ہے - بھائی صاحب دو تین روز سے ہم لوگوں کی جدائی کے خیال کے باعث مغموم ہیں - غرض دس بجے ہم سب "وکٹوریہ ٹیرمنس" کی جانب روانہ ہوے - یہاں پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ گاڑی ابھی تیار نہیں ہے - جب کچھ دیر بعد تیار ہوئی تو بھائی صاحب نے بادل ناخواستہ ہمیں رخصت کیا - "کیپٹن الن سن" بھی پھولوں کے ہارلے کر پہنچے، اور ہمیں پہنا کر خدا حافظ کہا - میں نے ان کا بہت بہت شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہمیں آپ کی مدد وقتاً فوقتاً نہ ملتی تو، ہمارا یہ سفر کسی طرح کامیاب نہ ہوسکتا تھا - غرض ہم نے ان دونوں کو خدا حافظ کہا، اور گاڑی یہاں سے روانہ ہوگئی - بھائی صاحب کے چھوٹ جانے کی وجہ سے، بہت دیر تک میری بیوی مغموم رہیں - معلوم ہوا کہ نواب مشیر جنگ بہادر بھی اسی ریل سے "نیس" جارہے ہیں -

صبح ہی سے کچھ ابر تھا، اور بارش بھی ہورہی تھی - اس لئے ہمیں ڈر لگا ہوا تھا کہ کہیں آج "رود بار انگلستان" میں تلاطم نہ ہو - لیکن جب (۱۲½) بجے "ڈوور" پہنچے تو دیکھا کہ چینل بالکل سکون کی حالت میں ہے - ہم نے ریل ہی میں لنچ کھایا اور جہاز پر سوار ہوگئے - یہ وہی جہاز ہے، جس میں چند دنوں قبل پیارس سے آتے ہوئے میری طبعیت بگڑ گئی تھی - اس کا نام "کیانٹربری" ہے - جو تقریباً سوا گھنٹہ میں رود بار انگلستان کو عبور کرکے "کیلے" پہنچا - اس عرصہ میں نواب مشیر جنگ بہادر اور ہم لوگ جہاز میں اِدھر اُدھر پھرتے رہے - "کیلے" پہنچکر ہم تو "گولڈن ایرو ریل" میں سوار ہوے -

نواب مشیر جنگ بہادر، ان کے صاحبزادے اور مصنف

نواب موصوف نے یہاں سے ایک دوسری گاڑی کے ذریعے "نیس" کی راہ لی۔ جب پانچ بجے پیرس پہنچے تو ریل ہی میں چاء پی۔ جس وقت ہماری ٹرین "نارڈ اسٹیشن" پر پہنچی تو ہم اترکر ایک ٹکسی میں سوار ہوے اور "شانزی لیزے" "بوا دی بلاں" اور شہر پیرس کا ایک چکر لگاتے ہوے ڈیڑھ گھنٹہ کے عرصہ میں "گاردے لیان" اسٹیشن پہنچکر، اپنے سلیپرس میں جگہ لے لی۔

کک کا نمائندہ پہلے ہی سے ہمارا سامان "نارڈ اسٹیشن" سے لیکر یہاں آچکا تھا۔ غرض سوا آٹھ بجے ریل یہاں سے روانہ ہوی، اور ہم نے ڈائننگ کار میں جاکر ڈنر کھایا۔ کھانے کے بعد اپنے سلیپرس کو واپس ہوے۔ ہمارے ڈبہ کے نگہبان نے ہم سے کہا کہ ہماری گاڑی صبح پانچ بجے "مانترو" پہنچے گی۔ اور رات کو (۳½) بجے "سوئٹزرلینڈ" کی سرحد میں داخل ہونگے، اور اُس وقت وہاں کروڑگیری والوں کو اپنے اپنے سامان کا معائنہ کرانا پڑے گا۔ یہ سن کر ہمیں بے حد تکلیف ہوئی کہ اتنی رات کو اُٹھ کر کیسے سامان دکھلایا جاسکے گا۔ غرض ہم نے اُسے یہ ہدایت کی کہ اگر کروڑگیری والے آئیں، اور ہمارا سامان دیکھنا چاہیں، تو ہمیں جگا دیا جائے۔ ہماری یہ ریل "اُورنٹیل اکسپرس" ہے، جو لندن سے قسطنطنیہ جاتی ہے، جس میں ہم پہلے بھی ایک دفعہ "ویانا" سے پیارس آتے وقت بیٹھ چکے تھے۔

۱۸۔ سپٹمبر دوشنبہ

رات کو، چار بجے آنکھ کھلی، لیکن کسی کروڑگیری والے کا پتہ نہ تھا۔ جب منھ ہاتھ دھو کر، باھر نکلا تو ہادی سے معلوم ہوا کہ اس ڈبہ کا نگہبان، جو ایک ترکی مسلمان ہے، اس نے کروڑگیری والوں کو اس امر کا اطمینان دلایا کہ، ان کے یہاں کوئی قابل محصول چیز نہیں ہے، اور یہ لوگ سو رہے ہیں۔ اس لئے وہ لوگ بغیر کسی معائنہ کے چلے گئے۔ کیوں نہ ہوا ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کی ہمدردی کی، اور اُخوت اسلامی کا اظہار کیا۔ (۴½) بجے مقام

"لوزان" (Lausanne) ملا جہاں سنہ ۱۹۲۴ع میں انگریزوں اور ترکوں کے مابین صلح ہوئی تھی۔ صبح پانچ بجے جب کہ کافی اندھیرا تھا، ہماری گاڑی "مانترو" (Montreaux) پہنچی۔ کک کے نمائندہ نے سامان اُتروا کر ہوٹل کے آدمی کے حوالہ کیا، اور ہم خود اس کے ہمراہ موٹر میں سوار ہو کر "ایڈن ہوٹل" (Eden Hotel) جا پہنچے۔ اس وقت شدت سے سردی ہو رہی تھی۔ یہ ہوٹل "لیک جنیوا" کے کنارے واقع ہے۔ منیجر نے ہمارا استقبال کیا، اور کمرے دکھلائے۔

لیگ جنیوا کا ایک عجیب و غریب بہترین نظارہ

سبھوں نے مل کر چاء پی، اور اس کے بعد سب کے سب سو گئے، لیکن صرف میں نے ع

اُٹھئے بس اب کہ لذت خواب سحر گئی

کے خیال سے، اس اثر آفرین اور سہانے منظر کے وقت سونا مناسب نہ سمجھا، اور چاہا کہ قدرت کی بے شمار دلفریبیوں کی بہار لوٹوں۔ اس لئے تیار ہو کر ناشتہ کے بعد، پونے چھ بجے، چہل قدمی کرتا ہوا جب کہ دم بدم صحن عالم میں اجالا پھیلتا جا رہا تھا، لیک کے کنارے جا پہنچا۔ اس وقت جو سماں میرے رو برو تھا، وہ بے چارے قلم کی موشگافیوں کے بس کی چیز نہیں، جو ذرہ برابر بھی، بیان میں وہ کیفیت پیدا کر سکے۔ بس سمجھئے کہ۔ ؎

صد جلوہ رو برو ہے جو مژگاں اٹھایئے طاقت کہاں کہ دید کا احساں اٹھایئے۔

لیک کے اُس کنارے پر اونچی اونچی سر بفلک پہاڑیوں کا ایک غیر منقطع سلسلہ چلا گیا تھا، جن کی چوٹیوں کو سفید و شفاف برف کی چادروں نے ڈھانک رکھا تھا۔ جس کی وجہ سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ نہایت ہی نفیس نور کی چادریں اُوڑھی ہوئیں، پہاڑ جیسے قد کی چند حوریں جلوہ فروشی میں مصروف ہیں۔ یا یہ کہ چند سفید پوش زاہدوں اور عابدوں کی ایک جماعت نماز فجر کے لئے بحالت قیام "قطب از جا نمی جنبد" کی طرح ڈٹی کھڑی ہے۔

لیک کا پانی بالکل سکون کی حالت میں صاف وشفاف آئینہ کی طرح نظر آرہا تھا، اور کبھی کبھی جب ہوا کی پیہم ہلکی ہلکی لہریں سطح آب پر سے گزرتیں، تو پانی کی مہین ونازک موجیں، ایک نہایت ہی متین وسنجیدہ محبوب کے تبسم کا نقشہ پیش کرتی تھیں، جسے دل فگار اپنے دل کا مرہم سمجھتے ہوں - غرض یہ کہ کائنات عالم کا ذرہ ذرہ بہشت بریں کی بہار لیے ہوے تھا، اور اُس پر اس دھیمی دھیمی سرد ہوا کے جھونکے، بے ارادہ دل ودماغ میں کارساز عالم کی یاد کا طوفان برپا کر رہے تھے، اور میں دنیا ومافیہا سے بے خبر، تنہا اسی طرح استعجاب سے ان مناظر کو دیکھتے ہوے بڑھا چلا جارہا تھا، اور دل ہی دل میں یہ کہتا جاتا تھا کہ۔ ؎

کہہ سکے کون، کہ یہ جلوہ گری کس کی ہے   پردہ چھوڑا ہے وہ اس نے کہ، اٹھائے نہ بنے

یکایک مجھے، طائران خوش نوا کے دل فریب نغموں اور ان کی مختلف قسم کی میٹھی میٹھی بولیوں نے اپنی طرف متوجہ کرلیا، جو شاخوں اور ٹہنیوں پر بیٹھے ہزاروں قسم کے سرالاپنے میں مصروف تھے- ان سب میں زیادہ جاذب نظر منظر، سپید مرغابیوں اور سیگلوں (Sea-gulls) کا تھا، جو بڑی آزادی، اور انتہائی بے فکری کے ساتھ خوشی خوشی پانی پر تیرتے، کبھی غوطہ لگاتے، اور کبھی اڑتے پھرتے تھے - ان کی اس بے فکرو پرکیف آزادانہ زندگی پر بڑا رشک آتا تھا- لیک کے کنارے پر کھڑا ہوا یہ دل چسپ تماشا دیکھتا رہا- اس مقام پر سوائے میرے قدرت اور اُس کے ان بے نظیر مناظر کے، کوئی دوسرا موجود نہ تھا- تقریباً آدھے گھنٹہ تک میں نے یہاں بے خود وارفتہ ہو کر یہ تماشا دیکھا کیا، اور اس قدر محویت طاری تھی کہ خود اپنے آپ سے بھی بے خبر تھا-

یکایک اس اثناء میں، مین نے دیکھا کہ بہت سارے سیگل اور مرغابی، سڑک کے کٹیروں پر بڑے ہی نڈر بن کر بیٹھے ہوئے ہیں، اور نزدیک جانے پر بھی نہیں اُڑتے- بلکہ میں

جدہر جدہر جاتا ہوں ایک خاص معنی خیز نگاہوں سے میری طرف دیکھتے جاتے ہیں - اور اسوقت میں سخت حیران ہوں کہ ع یاالٰہی یہ ماجرا کیاہے ؟ جیسے جیسے آگے بڑھتا جاتا تھا، میرے استعجاب کی کوئی انتہا باقی نہیں رہتی تھی کہ ان جنگلی پرندوں کا غول کا غول آخر اس طرح اور اس قدر غور سے ، مجھے کیوں دیکھ رہا ہے ؟ میں اسی شش و پنج میں تھا کہ تھوڑی دیر بعد، دور سے ایک شخص آتا ہوا دکھائی دیا، جب وہ قریب پہنچا تو دیکھا کہ ، ایک بوڑھا آدمی ایک بڑے ٹوکرے میں روٹی کے تکڑے لئے ، پیٹھ پر لادے ، اسی سڑک پر چلا آرہا ہے - جب وہ میرے نزدیک پہنچا ، تو اس نے ان جانوروں کو روٹی کے تکڑے ڈالنے شروع کئے - پھر کیا تھا ، ہزاروں لاکھوں پرند اس کے گرد جمع ہو گئے - کوئی تو اس کے ٹوکرے پر بیٹھ جاتا ، تو کوئی سر پر - غرض جیسے بھی ہو ، ہر ایک روٹی لے اُڑنے کی کوشش کر رہا تھا - میں نے بھی اس کے یہاں سے چند تکڑے لئے ، اور ان پرندوں کی طرف پھینکنے شروع کئے - لیکن وہ میرے نزدیک نہ آتے تھے - تقریباً پون گھنٹے تک اسی کا لطف اُٹھاتا رہا - بوڑھے کو انگریزی زبان نہیں آتی تھی ، اس لئے اس سے کسی قسم کی گفتگو کا موقع نہ مل سکا - غرض جب ؎

صبح آیا جانب مشرق نظر - اِک نگار آتشیں رخ سر کھلا

یعنی اچھی خاصی دھوپ نکل آئی ، تو ہماری ان دل چسپیوں کا بیک قلم خاتمہ ہوگیا - بوڑھا روٹی ڈال کر چلا گیا ، تو ہم بھی ہوٹل واپس ہو گئے - اور اپنے ساتھیوں کو جگایا -

سبھوں نے مل کر ناشتہ کیا - اور اس کے بعد پھر ہم سب مل کر اُسی لیک کے کنارے کنارے تھوڑی دور تک پیدل چلے گئے - لیکن اسوقت تک کارکنان قدرت صفحۂ ایام کے بہت سے پرلطف اوراق اُلٹ چکے تھے - نہ وہ سماں ہی تھا ، اور نہ وہ دوشیزۂ صبح کی جلوہ گری تھی - اور نہ ہی وہ پرندوں کی جان نواز نغمہ ریزی - اور نہ سبک خرام ہوا کے جاں پرور

جھونکے تھے، نہ خود وہ بوڑھا روٹی والا ہی موجود تھا - ان چیزوں کی بجائے ہم نے موٹروں، اور سیکلوں کے ہارنوں اور گھنٹیوں کی کرخت آوازیں سنیں، اور لوگوں کا ایک کثیر مجمع دیکھا - میں نے اپنے ساتھیوں سے جو کچھ دیکھا تھا، سب بیان کیا - اور ان سے کہا کہ اگر وہ کل صبح جاکر اس منظر کو نہ دیکھیں گے تو یقیناً دنیا کا ایک بہترین منظر ان کی نظروں سے پوشیدہ رہے گا - ہمیں ہوٹل پر یہ معلوم ہوا کہ یہاں کی حکومت نے خود اپنی جانب سے صبح ان جانوروں کو روٹی ڈالنے کا انتظام کیا ہے -

مانترو کے ایک قدیم قلعہ اور قید خانہ کا معائنہ (کاسل آف شیان)

دس بجے ہم کک کے گائیڈ کے ہمراہ موٹریں نکلے، اور پہلے "کاسل آف شیان" (Castle of Chillon) جا پہنچے یہ ایک بہت ہی قدیم قلعہ ہے، جو پانی میں بنایا گیا ہے اور جس کو ایک پل کے ذریعہ زمین سے ملا دیا گیا ہے - اس کے متعلق سنا کہ، یہ کسی زمانہ میں قید خانہ بھی رہ چکا ہے، جہاں سیاسی قیدی رکھے جاتے تھے - اور "ڈیوک آف سوائے" کی ملکیت میں تھا - ہم نے اس میں پہنچ کر قیدیوں کے تہ خانے دیکھے، جو بالکل بند تھے، اور جہاں تازہ ہوا کا نام و نشان تک نہ تھا - ان میں

کاسل آف شیان (مانترو)

داخل ہونے سے وحشت ہوتی تھی - سنا کہ قیدیوں کو یہیں قتل کر کے، ایک راستہ سے تالاب میں پھینک دیا جاتا تھا - سنا کہ "لارڈ بایرن" یہاں ایک مرتبہ آیا تھا، اور اسی قید خانہ میں بیٹھ کر، یہاں کے قیدیوں کی حالت کا اندازہ کرتے ہوئے، ان پر ایک نظم لکھی تھی - چنانچہ اُس کا نام خود اُسی کے ہاتھ کا کندہ کیا ہوا، اب تک تہ خانہ کی دیوار پر موجود ہے -

یورپ میں امیر امان اللہ خان سابق شاہ افغانستان کی قیام گاہ

یہاں سے ہم موٹریں سوار ہو کر، ایک پہاڑی راستہ سے کوئی (۳۶۰۰) فٹ کی بلندی پر چلے گئے، جہاں ایک قصبہ آباد ہے، جو "گیلے آن" (Glion) کے نام سے موسوم ہے ان پہاڑوں پر موسم سرما میں برف جم جاتی ہے، اور اس پر ونٹر اسپورٹس ہوا کرتے ہیں۔ یہاں سے ہم ایک دوسرے راستہ سے نیچے اُترے، اور "شاہ امان اللہ خان" کی قیام گاہ پر سے گزرے - ان کا ایک چھوٹا سا مکان یہاں موجود ہے - اس کو دیکھنے کے بعد بڑی عبرت حاصل ہوتی ہے، کہ کہاں کابل کے شاہی محل، اور کہاں یہ جھونپڑا۔

سابق شاہ افغانستان، امیر امان اللہ خان کی قیام گاہ (مانترو)

ہم نے ایک ہارش موٹر دیکھی، جو اس مکان کے سامنے کھڑی ہوئی تھی - یہ بالکل ایسی ہی موٹر ہے، جیسے کہ میں نے آرڈر دی ہے - گائیڈ کہہ رہا تھا کہ یہ موٹر ان ہی کی ہے۔ ہوٹل واپس ہو کر، ڈیڑھ بجے ہم نے لنچ کھایا اسکے بعد چہل قدمی کرتے ہوئے گھڑیوں کی دوکانوں کو جاکر، چند دستی گھڑیاں خریدیں کیونکہ یہاں اعلیٰ اعلیٰ قسم کی گھڑیاں سستے داموں پر مل جاتی ہیں۔

بگرداب بلا افتادہ کشتی

۳½ بجے ہوٹل واپس ہو کر کمرے ہی میں چاء پی، اور کھڑکی سے لیک کا منظر دیکھتے رہے، اس اثناء میں ہمیں ایک "اسٹیم لانچ" (Steam Launch) لیک میں سے گزرتا ہوا نظر آیا۔ اس نے دو تین بار زور سے سیٹی دی - دوسری جانب سے ایک چھوٹی سی

کشتی میں، ایک عورت اور دو مرد بیٹھے ہوئے چلے آرہے تھے، اور وہ بالکل جہاز کی سیدہ میں چلے آئے، جہازوالے نے ہر چند سیٹیاں دیں، لیکن وہ اور سامنے ہی آتے گئے، یہاں تک کہ یہ محسوس ہونے لگا کہ جہاز ان پر آہی گیا، لیکن خوش قسمتی دیکھیے کہ صرف ایک آدہ انچ سے ان کی کشتی جہاز سے ٹکرانے سے بچ گئی - لیکن وحشت اور خوف کے باعث ایک مرد کشتی سے کود پڑا، اور کشتی پانی کی اُس جنبش میں آگئی، جو جہاز کی وجہ سے پیدا ہو رہی تھی، اور اس قدر اُچھلی، قریب تھا کہ اُلٹ جائے، لیکن خدا کو بچانا مقصود تھا، اسس لئے یہ لوگ بال بال بچ گئے جو شخص کود گیا تھا، وہ تھوڑی دیر تک غائب رہا، اس سے ہمیں یہ خیال ہوا کہ وہ جہاز کے نیچے آگیا ہوگا - لیکن حقیقت میں اونچی اونچی موجوں کی وجہ سے نظر سے غائب ہوگیا تھا - پانچ دس سکنڈ کے بعد تیرتا ہوا نظر آیا، اور کشتی پر جا کر سوار ہوگیا - جہاز فوراً ان مصیبت زدوں کی مدد کے لئے رُک گیا، اور اس پر لوگ ادھراُدھر دوڑنے لگے، اور ایک کشتی اس پر سے اُتاری گئی، تا کہ ان لوگوں کو بچا لیا جائے، لیکن پھر اوپر چڑھالی گئی، کیونکہ اس وقت اس کی کوئی ایسی ضرورت باقی نہ تھی - اس کے بعد جہاز نے اپنی منزلِ مقصود کی راہ لی - اگر کشتی جہاز سے ٹکراتی، تو چکنا چور ہو جاتی - خدا کا بڑا فضل ہوا اور ان لوگوں کی جان، بچ گئی اس اثناء میں کنارے پر ایک کثیر مجمع جمع ہو چکا تھا، اور بڑا شوروغوغا ہو رہا تھا -

چاء کے بعد پیدل جا کر شاپنگ کی - یہاں گنجفے بہت اچھے اچھے نظر آئے - (۷) بجے ہوٹل واپس ہوے، ڈرائنگ روم میں کھانا کھانے کے بعد تھوڑی دیر تک تاش کھیلنے کے بعد سوگئے -

۱۹ - سپٹمبر سہ شنبہ

جنیوا

صبح کک کے گائیڈ کے ہمراہ ہم ایک رولز رائیس ٹکسی میں سوار ہو کر اسٹیشن پہنچے، اور

"جنیوا" جانے والی ریل میں سوار ہوگئے۔ گاڑی ٹھیک گیارہ بجے روانہ ہوئی، اور آدھ گھنٹہ بعد "لوزان" (Lausanne) پہنچی۔ یہاں اتر کر دوسری ریل میں سوار ہوئے، اور (۱۲ ½) بجے "جنیوا" پہنچے۔ اسٹیشن پر کک کا آدمی اور گائیڈ موجود تھا۔ یہاں سے ان کے ہمراہ "بوری واژ ہوٹل" (Beau Rivage Hotel) جا کر لنچ کھایا۔ کھانے کے بعد گائیڈ کے ہمراہ ایک موٹر میں سوار ہو کر نکلے، اور شہر وغیرہ پھرتے ہوئے مختلف مقامات دیکھتے رہے، جہاں "لیگ آف نیشنز" (مجلس اقوام) اور "ڈس آرمنٹ" (تقلیل اسلحہ) کی کانفرنسیں منعقد ہوا کرتی ہیں۔ شہر خوب صورت ہے، اور اس کی ایک ندی پر، ایک ہی جگہ قریب قریب سات پل بنائے گئے ہیں۔ غرض ہم نے گھومتے ہوئے کچھ دستی گھڑیاں خریدیں، اور دو کانوں سے شاپنگ وغیرہ کرنے کے بعد، اسٹیشن کے قریب ایک کیفے میں پہنچکر چاء پی۔
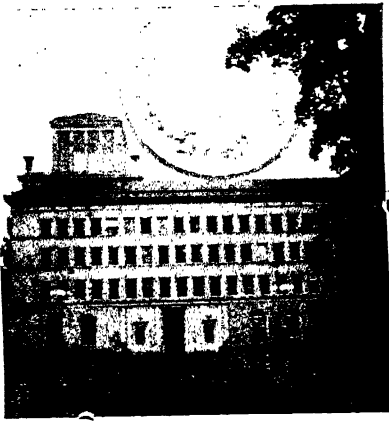
مجلس اقوام (لیگ آف نیشنز)
کی عمارت (جنیوا)

پونے پانچ بجے ہماری ریل یہاں سے روانہ ہوئی اور چھ کے قریب "مانترو" پہنچی۔ راستہ میں پھر لوزان پر گاڑی بدلنی پڑی یہ ریل لیک کے کنارے ہو کر جاتی ہے، اور اثناء راہ میں بڑا خوب صورت منظر پیش نظر رہتا ہے۔ "مانترو" پہنچکر ہم پھر گھڑیوں کی دوکانوں کو گئے، اور وہاں سے ہوٹل واپس ہو کر (۸ ½) بجے ڈنر سے فارغ ہوئے، اور دس بجے سو گئے۔

۲۰ - سپٹمبر چہارشنبہ

کل رات ہوٹل والوں کو کہہ دیا تھا کہ ہمیں صبح (۵ ½) بجے جگا دیں۔ چنانچہ ہم وقت مقررہ پر اُٹھ کر سامان وغیرہ اسٹیشن روانہ کر کے کک کے نمائندے کے ہمراہ اسٹیشن پہنچے،

اور (۷) بجکر (۳۵) منٹ کی ریل سے روانہ ہوے ساڑھے نو کے قریب ہماری گاڑی سوئیٹزرلینڈ کے حدود سے اٹلی کی سرحدیں داخل ہوئی - یہاں، پاسپورٹ کے معائنہ کے بعد کروڑگیری والوں نے آکر ہم سے دریافت کیا کہ "کیا آپ کے پاس کوئی قابل محصول چیز ہے"؟ تو ہم نے کہا نہیں - اس پروہ سامان دیکھے بغیر، چلے گئے - یہ وہی مقام ہے جسے "سانپالان" (Simplon) کہتے ہیں - پہلے ہم ادھر سے لندن جاتے وقت گزر چکے ہیں - ہماری ریل اسٹیشن سے نکل کر، "سانپالان" کے بھنوارہ میں داخل ہوئی، جس کو عبور کرنے کے لئے تقریباً (۲۰) منٹ صرف ہوے - بارہ بجے ہم نے رسٹورنٹ کار میں لنچ کھایا، اور پون بجے "میلان" (Milan) پہنچے، یہاں گاڑی آدھے گھنٹہ تک ٹھیری رہی - یہ شہر اٹلی کا ایک مشہور مقام ہے - اثناء راہ میں اٹالین آلپس اپنے دلچسپ مناظر پیش کرتے رہے، جنکی چوٹیوں کی برف عجب ہی سماں پیش کررہی تھی - سوا پانچ بجے ہماری ریل ایک لامبے پل کو عبور کرکے "وینس" کے اسٹیشن پر پہنچی -

شہر وینس کی سیر

یہاں کروڑگیری میں ہمارا ایک صندوق کھول کر دیکھا گیا - اس کے بعد کک کے نمائندے کو سامان دے کر اسٹیشن سے باہر آئے اور اس کو ایک موٹر بوٹ میں رکھوا کر ہم دوسری موٹر بوٹ میں سوار ہوے - یہ سارا شہر پانی پر آباد ہے اور اس میں بجائے سڑکوں و گلیوں کے چھوٹی اور بڑی نہریں ہیں - یہاں کے مکانات سرسری طور پر دیکھنے میں کوئی زیادہ خوب صورت نظر نہیں آتے، لیکن اُن کے قریب جا کر ان کے نقش و نگار وغیرہ پر فن تعمیر کے لحاظ سے غور کیا جائے تو نہایت عمدہ ہیں - یہ مکانات کچھ صاف ستھرے نظر نہیں آئے، اور شہر کی بھی صفائی کا تقریباً یہی حال ہے - اس شہر میں، رہنے والوں کے یہاں، بجائے موٹروں اور گاڑیوں کے، موٹر بوٹ اور "گنڈولاز" (Gondolas) ہوتے ہیں -

یہ ایک خاص قسم کی کشتی ہے، جس کی دونوں جانب یعنی آگے اور پیچھے کو ایک اونچی نوک نکلی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کو بلیوں سے کھیا جاتا ہے۔ یہ کشتی سوائے "وینس" کے اور کہیں نظر نہیں آتی۔ ہم گرانڈ کنال پر سے ہوتے ہوئے اپنی ہوٹل پہنچے، جس کا نام "ہوٹل یورپ" (Hotel Europe) ہے۔ یہ کنال کے آخری حصہ پر ہے، جہاں سے کہ کنال پھیل کر دریا میں جا ملتا ہے۔ ہم نے اپنے کمرے جا کر دیکھے۔ ہمارا کمرہ گرانڈ کنال کے رخ پر ہے سنا کہ یہاں کی یہ بہترین ہوٹل ہے، لیکن یورپ کی دوسری ہوٹلوں کے مقابلہ میں کچھ زیادہ اچھی نہیں۔ ہم نے کمروں ہی میں چاء منگوا کر پی۔

اس کے بعد نیچے اُترے، اور پیدل بازاروں میں سے ہوتے ہوئے، سینٹ مارکس اسکوئیر پہنچے، جو ایک وسیع اور بڑے صحن کی طرح ہے، اور جس میں پتھر کا فرش کیا گیا ہے۔ اس کی تین جانب دوکانیں اور ایک رخ پر گرجا و "ڈوجز پیالیس" ہے۔ اس شہر میں یا تو پیدل پھر سکتے ہیں، یا کشتیوں میں۔ پیدل آمدورفت کے لئے ان نہروں پر پل بنا دیئے گئے ہیں۔ یہاں چمڑے پر سنہری اور رنگین کام کی ہوی چیزیں مثلاً کتابوں کی جلدیں، ہینڈ بیگ، جوتے وغیرہ بکثرت ملتے ہیں۔ کریم نگر کے چاندی کے سامان کی مانند یہاں بھی اس قسم کا سامان دستیاب ہوتا ہے۔ ان سب میں خصوصیت سے کانچ کا سامان بہت عمدہ اور مشہور ہے۔ یہاں کا گرجا "سینٹ مارکس کتھیڈرل" کے نام سے موسوم ہے۔ جس کے متعلق سنا کہ یہ پندرہویں صدی عیسوی کی یادگار ہے۔ "وینس" میں پہلے پہل لوگ جب آ کر آباد ہوے تو یہاں (۹۲) چھوٹے چھوٹے جزیرے تھے، جن پر اونچی اونچی گھانس اُگی ہوی تھی۔ اس کو صاف کر کے لوگوں نے یہاں اقامت اختیار کی، اور ان ہی پر مکانات وغیرہ بنانے شروع کئے۔ جغرافائی نقطہ نظر سے یہ مقام ایک بہترین جائے پناہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیوں کہ اس کی دونوں جانب سمندر ہونے کے علاوہ، اس کا محل

وقوع زمین سے بہت آگے بڑھکر دریا میں واقع ہے - ہم دو کانوں سے سامان وغیرہ خرید کر (۷½) بجے ہوٹل واپس ہوے۔ سنا ہے کہ یہاں کے دوکاندار لین دین کے معاملات میں بڑے دھوکہ باز ہوتے ہیں - ڈنر کے بعد دس بجے سوگئے۔

۲۱ ۔ سپٹمبر پنجشنبہ

وینس کا ایک محل اور آہوں کا پل

ہم گائیڈ کے ہمراہ، گیارہ بجے ہوٹل سے پیدل نکلے" اور سینٹ مارکس اسکوئر" جاکر ڈوجز پیالیس (Doges Palace) میں داخل ہوئے۔ یہ محل "سینٹ مارکس کتھیڈرل" سے ملحق ہے۔ گائیڈ کہتا تھا کہ یہی وہ مقام ہے، جہاں گیارہ سو برس قبل جمہوریت کے اجلاس ہوا کرتے تھے - اس میں بڑے بڑے وسیع کمرے ہیں، جن کی دیواروں اور چھتوں پر نہایت ہی عمدہ نقش ونگار کیا گیا ہے، اور انہیں مشہور مشہور مصوروں نے کھینچا ہے۔ یہاں ہم نے "ٹیٹین" (Titian) کی بھی مصوری کے نمونے دیکھے۔ اس کے بعد، ایک بہت بڑے ہال میں داخل ہوے جو (۱۸۰) فٹ لمبا اور (۸۰) فٹ چوڑا ہے، اور جس کی چھت پچاس فٹ اونچی ہے - سنا کہ اس قدر بڑے ہال دنیا بھر میں شاذونادر ہی ہوں گے - یہاں ہم نے ایک بہت بڑی تصویر دیکھی، جس کے متعلق گائیڈ کہتا تھا کہ دنیا میں یہ سب سے بڑی تصویر ہے۔ اس محل کے پہلو میں ایک محبس ہے، جس میں داخل ہونے کے لئے ایک پل پر سے ہوکر گذرنا پڑتا ہے۔ اس کو "برج آف سائز" (Bridge of Sighs) کہتے ہیں - یعنی "آہوں کا پل" ہم اس پل کے ذریعہ نہر کو عبور کرکے جو محل اور قید خانہ کے درمیان حائل ہے، محبس میں داخل ہوے، اور اُس کے تہ خانے وغیرہ دیکھے - جن کے کمرے نہایت تنگ و تاریک ہیں - بعض کمرے ایسے بھی نظر پڑے، جن میں تقریباً ایک ایک فٹ

پانی کھیل رہا تھا، اوران ہی میں قیدیوں کو مقید رکھا جاتا تھا۔جب سزائے موت سنانے کیلئے قیدیوں کو اس پل پرسے کورٹ روم میں لایا کرتے تھے، تو قیدی اپنی موت کا یقین کرکے، اس پر سے گذرتے، اور ٹھنڈی سانسیں بھرا کرتے تھے۔اس لئے اس پل کا نام "برج آف سائز" پڑ گیا۔ہم نے ان ہی تنگ و تاریک تہ خانوں میں ایک مقام ایسا بھی دیکھا، جہاں قیدیوں کی گردنیں مار کر ان کی نعشیں پانی میں بہادی جاتی تھیں۔خون کے بہ جانے کے لئے زمین میں تین چار سوراخ بھی کر دئے گئے ہیں، جن کے ذریعے وہ پانی میں جا گرتا تھا۔سنا کہ "لارڈ بائیرن" یہاں بھی آئے تھے، تو ان ہی تنگ و تاریک تہ خانوں میں (۴۸) گھنٹے گزارنے کے بعد، یہاں کے قیدیوں کے احساسات کے متعلق ایک نظم لکھی۔یہ حقیقتاً ایک نہایت وحشت ناک منظر ہے۔

وینس کا ایک گرجا (سینٹ مارکس کتھیڈرل)

ہم اس محل سے نکل کر "سینٹ مارکس کتھیڈرل" میں داخل ہوے، جس میں خود "سینٹ مارک" دفن ہیں۔اس چرچ کی دیواروں پر شیشے اور موزیک کا بہترین کام کیا گیا ہے۔

سینٹ مارکس کتھیڈرل میں مصنف کا کبوتروں کو دانہ ڈالنا

گرجا سے باہر آ کر ہم کبوتروں کو دانہ ڈالتے ہوے کھڑے رہے۔جو ہزاروں کی تعداد میں یہاں پھر رہے تھے، اور بلا خوف و خطر لوگوں کے سروں و مونڈھوں پر بیٹھے ہوے کھانے میں مشغول تھے۔یہاں سے نکل کر ہم شاپنگ کرتے ہوے ہوٹل واپس ہوے۔لنچ کے بعد تھوڑی دیر آرام لیا۔

تین بجے گائیڈ کے ہمراہ ایک موٹر بوٹ میں

سوار ہوکر گلی کوچوں میں سے ہوتے ہوئے شہر کے باہر ایک کھلے پانی میں پہنچے - پھر یہاں سے ایک پل کے نیچے سے گزرے جس کا نام "مسیو لینی برج" ہے، جس کو "مسولینی" نے تیار کرایا ہے - اس پر ریلوں اور موٹروں کے گزرنے کے لئے علحدہ علحدہ راستے بنے ہوئے ہیں - یہ پل کوئی چار میل لانبا ہے ، اور شہر "ونیس" کو زمین سے ملاتا ہے وینس میں داخل ہوتے وقت ہم اسی پل پر سے بذریعہ ریل گزرے تھے اس شہر میں چھوٹے بڑے کل چار سو پل ہیں - جب ہم ریلوے اسٹیشن کے سامنے سے ہوتے ہوئے "گرانڈ کنال" میں سے گزرنے لگے ، تو ایک مارکٹ دیکھی - اس کے متعلق سنا کہ یہ وہی مارکٹ ہے ، جسکا حوالہ "شکسپیر" نے اپنے ڈرامہ "دی مرچنٹ آف وینس" (The Merchant of Venice) میں دیا ہے - اثناء راہ میں ہم نے تین مکان دیکھے - ایک میں "واگنر" (Wagner) جو مشہور موسیقی داں تھا ، رہتا تھا - دوسرے میں "لارڈ بائیرن" ٹھہرے ہوئے تھے - اور تیسرے میں "رابرٹ براؤننگ" (Robert Browning) قیام پذیر تھا - اس سے کچھ آگے بڑھنے کے بعد ایک اور پل ملا ، جس کا نام "ریالٹو برج" (Rialto Bridge) ہے - "شکسپیر" نے اس کا بھی ذکر اپنے ڈرامہ "مرچنٹ آف وینس" میں کیا ہے -

ہماری ہوٹل سے قریب ایک گلاس فیاکٹری تھی ، جس کو دیکھنے کے لئے ہم پہنچے - اور منیجر کے ہمراہ کارخانہ کا معائنہ کیا - جس میں کانچ کے اشیاء کے تیار کرنے کے مختلف طریقے دیکھے - چنانچہ دو تین چیزیں فوراً اسی وقت تیار کرکے ہمیں تحفتہً دی گئیں - یہ منیجر حال ہی میں حیدرآباد بھی آیا تھا ، اور شہزادہ والاشان "نواب معظم جاہ بہادر" سے بشیر باغ میں ملاقات کی تھی - یہاں سے ہم نے کچھ سامان اور موزیک کی چند تصویریں خریدیں ، اور ہوٹل واپس ہوئے - ہوٹل پہنچ کر چاء پی ، اور اس کے بعد "سنیٹ مارکس اسکوئیر"

جا کر شاپنگ وغیرہ کرتے رہے - یہاں سے آٹھ بجے کے قریب، ہوٹل لوٹ کر ڈنر کھایا۔ آج ہمارا خیال تھا کہ کھانے کے "بعد گنڈولے" میں بیٹھ کر، شہر کی سیر کریں، کیوں کہ اس شہر میں رات کے وقت ایک عجیب پر لطف سماں رہتا ہے، چاروں طرف روشنی ہی روشنی نظر آتی ہے، اور لوگ گنڈولوں میں بیٹھے گاتے بجاتے، اس منور شہر میں پھرتے

سینٹ مارکس اسکویر (وینس)

نظر آتے ہیں - حتیٰ کہ یہ لوگ لطف اندوز ہونے کے لئے اپنے ساتھ گنڈولوں میں بیانڈ تک رکھ لیتے ہیں - افسوس ہے کہ آج بارش ہونے کی وجہ سے ہمیں اس اچھے منظر کے دیکھنے کا موقع نہ مل سکا، اسی لئے اپنے ارادے کو فسخ کر دینا پڑا۔

۲۲ - سپٹمبر جمعہ

وینس سے روم کو روانگی

صبح تیار ہونے کے بعد، ہم نے "سینٹ مارکس اسکویر" جا کر شاپنگ کی، اور بارہ بجے ہوٹل لوٹے - لنچ سے فارغ ہونے کے بعد اپنا سامان کک کے نمائندے کے حوالہ کیا، اور ½ ۱ بجے ایک موٹر بوٹ میں سوار ہو کر دس پندرہ منٹ کے عرصہ میں اسٹیشن پہنچے - ٹھیک دو بجکر دس منٹ پر ریل روانہ ہوی - راستہ میں ہمیں "فلارنس" (Florence) ملا - چاء اور ڈنر رسٹورنٹ کار ہی میں ہوا - رات کے گیارہ بجکر (۴۵) منٹ پر ہماری ریل "روم" پہنچی - یہاں کک کا نمائندہ ہمارا منتظر تھا - بارش خوب ہو رہی تھی - اس سے معلوم ہوا کہ بارش کی وجہ سے اُس ریلوے لائن کا کچھ حصہ بہہ گیا ہے - جو یہاں سے

"نیپلس" کو جاتی ہے، اور پرسوں اسی راستہ سے ہمیں گزرنا بھی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ اس وقت تک راستہ کے درست ہوجانے کی توقع ہے۔ ہوٹل کی جانب سے موٹر کا انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ ہم اس میں سوار ہوئے اور "ایڈن ہوٹل" (Eden Hotel) پہنچ کر فروکش ہوئے۔ سامان وغیرہ بھی تھوڑی ہی دیر میں آپہنچا۔ قریب ایک بجے کے ہم لوگ سو گئے۔

۲۳۔ سپٹمبر شنبہ

روم کے اسقف اعظم کے محل کا معائنہ (وے ٹیکن)

گائیڈ کے ہمراہ صبح (½ ۱۰) بجے ہوٹل سے روانہ ہوئے اس وقت تک بارش کا سلسلہ برابر جاری تھا۔ ہم پہلے ایک پارک پر سے گزرے، جو موجودہ حکمران کے دادا کا تھا، جسے اب پبلک پارک بنا دیا گیا ہے۔ ہم پہلے وے ٹیکن (Vatican) پہنچے، جو پوپ کا محل ہے۔ اس کا ایک بڑا حصہ پوپ اور چرچ کی نایاب چیزوں کی نمائش کے لئے مختص ہے۔ یہاں ہم نے خاص قسم کی وردی پہنے ہوئے پولیس کے سپاہی دیکھے، جن کے متعلق سنا کہ یہ پوپ کی ذاتی پولیس ہے۔ غرض ہم "وے ٹیکن" میں داخل ہو کر لفٹ کے ذریعہ اوپر پہنچے، اور سارے میوزیم کو خوب اچھی طرح گھوم کر دیکھا۔ یہاں ہمیں "مائیکل انجیلو" (Michael Angelo) "رافیل" (Rapael) اور بہت سارے دوسرے مشہور صناعوں کی کاریگری کے متعدد نمونے دکھائی دئے۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑا کمرہ دیکھا، جہاں پوپ کا انتخاب ہوا کرتا ہے۔ یہ ساری چیزیں دیکھ کر ہم باہر آئے، اور موٹر میں سوار ہو کر "سینٹ پیٹرز چرچ" جا پہنچے، جو بالکل قریب ہی میں تھا۔

دنیا کا سب سے بڑا گرجا

یہ دنیا میں سب سے بڑا گرجا سمجھا گیا ہے، جو رومن کیتھلکس کی بہت بڑی عبادت گاہ

ہے۔ اندر جانے کے بعد اس کی بزرگی وشان دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ دیواریں جدھر دیکھو بہترین قسم کے موزیک کے کام سے منقش نظر آتی ہیں، جن پر خود موزیک کی ہی بڑی بڑی تصویریں نصب ہیں، جو دور سے آئیل پینٹنگ ہونے کا دھوکہ دیتی ہیں اس کلیسا میں ایک دروازہ ہے، جو ہر پچیس سال کو ایک دفعہ کھلتا ہے، اور کامل ایک سال تک کھلا رہتا ہے، اسے پوپ خود آکر کھولتا ہے۔ کیتھلک عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی اس میں سے ایک دفعہ گزر جائے، تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اتفاق سے آج کل یہ دروازہ کھلا ہوا ہے، اور لوگ اس میں سے گزر رہے تھے۔ اس کی دونوں جانب دو بڑی بڑی داڑھی والے نصرانی کھڑے تھے، جنہیں گزرنے والوں کو کچھ نہ کچھ دینا پڑتا تھا۔ سینٹ پیٹر اسی گرجا میں دفن ہیں، یہاں ان کا فولادی ایک مجسمہ ہے، جو کئی فٹ اونچا ہے، ان کی قبر کے قریب ہی نصب کیا گیا ہے۔ اس کے ایک پیر کا پنجہ گھسا ہوا ہے، جس کے متعلق سنا کہ، عقیدت مندوں کے آآ کر اس مجسمہ کے پیروں پر پیشانی رگڑنے اور چومنے کی وجہ سے گھستا جا رہا ہے۔ یہاں ہمیں اس قوم میں اصنام پرستی کی ایک اچھی خاصی جھلک نظر آئی۔ اس کلیسا کے تہ خانہ میں بہت سارے "سینٹس" کی قبریں بھی ہیں۔

یہاں سے ہوٹل لوٹ کر ہم نے لنچ کھایا، اس کے بعد ایک اور گرجا کو گئے، جس کا نام "پنتھیان (Pantheon) ہے۔ یہ ایک بہت ہی قدیم گرجا ہے، جس میں اطالوی شاہی خاندان کے لوگ دفن ہیں۔ یہاں سے نکل کر "وار میموریل" پر سے ہوتے ہوئے ایک کیفے میں پہنچ کر چاء پی۔ میں نے اب تک اس قدر عالیشان "وار میموریل" کہیں نہیں دیکھا۔ چاء کے "بعد کالیسیم" (Coliseum) گئے، جو ایک بہت بڑا احاطہ ہے، جس کے اطراف نشستیں بہت اوپر تک چلی گئی ہیں۔ یہ ایک مشہور تاریخی مقام ہے، جہاں سپاہی ایک

دوسرے سے لڑا کرتے تھے - اور یہیں قیدیوں کو شیروں اور ببروں کے آگے زندہ پھینک دیا جاتا تھا، اور اس کی ان نشستوں پر، بادشاہ، امراء، مصاحبین اور اس کی رعایا، وغیرہ بیٹھ کر یہ تماشا دیکھا کرتی تھی - اس کے بعد شہر کا ایک سرسری چکر لگا کر "نیچون" (Neptune) کا حوض دیکھ کر ہم ہوٹل واپس ہوئے، اور کھانے کے بعد گیارہ بجے سو گئے -

۲۴ - سپٹمبر یکشنبہ

روم کے میوزیم

دس بجے ہم گائیڈ کے ہمراہ نکلے، اور پہلے "کیاپیٹل میوزیم" گئے، جہاں ہم نے بہت سارے مجسمے دیکھے - ان میں دو مجسمے نہایت ہی عمدہ تھے، ایک "وینس (Venus) کا، اور دوسرا "دی ڈائنگ گلاڈی اے ٹر" (The dying Gladiator) کا تھا، موخر الذکر، ایک سپاہی کا مجسمہ تھا جو میدان کارزار میں زخموں سے چور ہو کر گر پڑتا ہے، اور انتہائی کرب و تکلیف کے عالم میں دم توڑتا ہوا دکھلایا گیا ہے - ان کیفیات کا حقیقی چربہ اُتارنے کی ایک بہترین کوشش کی گئی ہے، اور خود بخود اس بے چارے کی صورت سے تکلیف و درد کے متاثر کن آثار نمایاں ہیں -

یہاں سے ہم ایک اور گرجا گئے جہاں مائیکل انجلو کا تراشا ہوا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مجسمہ دیکھا، جو ایک اعلیٰ صناعی کا بہترین نمونہ ہے سنا کہ جب "مائیکل انجلو" اس مجسمہ کو ختم کر چکا، تو خود اس قدر متاثر ہوا کہ چلا اٹھا "کہ اے میرے مجسمے تو مجھ سے بات کیوں نہیں کرتا" اور غصہ میں آکر اس پر ہتھوڑی ماری جسکا نشان ابتک گھٹنے پر موجود ہے "مائیکل انجلو" کے تمام مجسموں کی خصوصیت یہ ہے کہ ان پر اس کا نام نہیں ہوتا -

یہاں سے نکل کر ہم "مسولینی" کے محل پر سے ہوتے ہوئے "اسپورٹ فورم پہنچے"

جہاں مختلف قسم کے کھیل اور مقابلے ہوا کرتے ہیں۔ سنا کہ اس کو "مسیولینی" نے بنایا ہے، اور یہ اسی کے نام سے موسوم ہے یہاں چند اور عمارتیں نظر آئیں، جن میں اسپورٹ کے اسباب مہیا کئے گئے ہیں۔ ایک وسیع میدان بھی دکھائی دیا، جس کے اطراف ایک احاطہ بنایا گیا ہے، جو ان کھیلوں اور مقابلوں کے لئے مختص ہے۔ تماشا دیکھنے کیلئے اس کے اطراف نشستوں کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس میدان کے اطراف تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے ورزشی آدمیوں کے اونچے اونچے مجسمے لگائے گئے ہیں، اوران کیلئے اٹلی کے ہر ایک صوبہ سے خام پتھر فراہم کئے گئے تھے۔ جن پر ہر ایک صوبہ کا نام بھی درج ہے۔

مسیولینی اسپورٹ فورم (دوم)

یہاں سے ہم ہوٹل لوٹ کر ڈیڑھ بجے لنچ سے فارغ ہوے اوراس کے بعد کہیں باہر نکلنے کا قصد نہیں کیا، کیوں کہ نزلے کی کچھ خفیف سی تحریک ہو گئی تھی اور طبیعت بھی سست تھی آج حضرت والد ماجد صاحب قبلہ کے پاس سے ایک تار وصول ہوا، جس سے میرے سال سوم میں کامیاب ہونے کی اطلاع ملی، تو اس پر میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ پورے سفر میں مجھے ہر دم امتحان کی فکر لگی رہتی تھی لیکن خداوند عالم کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس نے آج میری محنت ٹھکانے لگائی۔ ایک دوسرے خط کے ذریعے یہ افسوس ناک خبر بھی معلوم ہوی کہ میرے اتالیق "میر غلام خواجہ معین الدین صاحب" کا انتقال ہو گیا ہے۔ جسے سن کر بے حد ملال ہوا۔ یہ میرے ایک خیر خواہ اُستاد بھی تھے۔ میں نے بچپن سے اُن کے یہاں اردو و فارسی کی تعلیم پائی تھی۔ مرحوم کے عمدہ صفات اور وہ پند و نصائح، جو وقتاً فوقتاً مجھے کیا کرتے تھے، اب بے

ساختہ طور پر یاد آرہے ہیں - خیر خدا کو جو منظور تھا، ہوا - پروردگار عالم انھیں مغفرت نصیب کرے -

چاء کے بعد، میں اکیلا پیدل نکلا، اور سڑکوں پر ادھر اُدھر پھر تا رہا - واپس آکر تھوڑی دیر تک "ٹیرس گارڈن" پر بیٹھنے کے بعد (۶ ½) بجے "کارسائی سینما" (Corsai Cinema) جاکر ایک، فلم دیکھا، جو ایک امریکن فلم تھا - لیکن اس کی بات چیت کی آواز اطالوی زبان میں آرہی تھی - اکثر امریکن فلموں کو یورپ کے ممالک میں اپنی اپنی زبانوں میں بدل لیا جاتا ہے - اس کھیل میں "نارما شیرر (Norma Shearer) "فیڈرک مارچ" (Fredric March) اور "لزلی ہورڈ" (Leslie Howard) نے کام کیا ہے - وقفہ کے دوران میں اسٹیج پر کچھ رقص و سرود بھی ہوا - ہوٹل واپس آکر کھانے کے بعد سو گئے -

۲۵ - سپٹمبر دوشنبہ

روم سے نیپلز کو روانگی

سامان کک کے نمائندہ کے حوالہ کر کے ہم اسٹیشن پہنچکر نیپلز (Naples) جانے والی ریل میں سوار ہوے، ٹھیک دس بجے گاڑی یہاں سے روانہ ہوئی - اس کے بعد بیٹھے گنجفہ وغیرہ کھیلتے رہے - کوئی (۱۲ ½) بجے "نیپلز" پہنچے - اسٹیشن پر گائیڈ موجود تھا، جس کے ہمراہ "ہوٹل رایل" (Hotel Royal) میں پہنچ کر اقامت کی، جو لب دریا واقع ہے - کچھ دیر ستانے کے بعد ہم نے "روف گارڈن" (Roof Garden) پر جاکر لنچ کھایا، اور (۲ ½) بجے اُسی گائیڈ کے ہمراہ "وے سوویس" (Visuvius) کوہ آتش فشاں دیکھنے کی غرض سے موٹر میں سوار ہو کر نکلے حدود شہر کو عبور کر کے، ایک ریلوے اسٹیشن پر پہنچے،
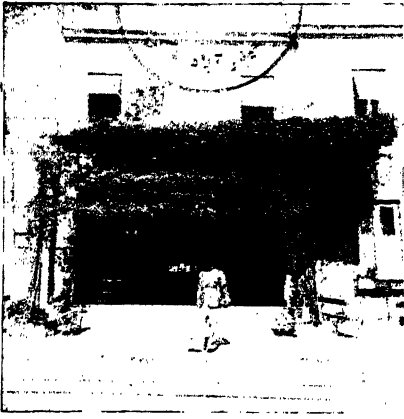
جہاں موٹر سے اُترکر، ہم ایک ایسی پہاڑی ریل میں سوار ہوے، جو ٹرام کے مثل برقی قوت سے چلتی ہے، اور جس کا صرف ایک ہی ڈبہ ہوتا ہے - اسٹیشن سے گزرنے کے بعد، ریل کے دونوں جانب انگوروں کے تختے بکثرت نظر آتے رہے، اور گاڑی آہستہ آہستہ پہاڑ پر چڑھتی جارہی تھی - بعض وقت تو تیس پینتیس کے زاویہ کی چڑھائی پر بھی چڑھ جاتی تھی - ہم اوپر پہنچکر نصف سے زیادہ راستہ طے کرنے کے بعد، ایک دوسری ریل میں سوار ہوے، جو (۴۸) درجہ کے زاویہ کو عبور کر کے، اوپر پہنچی -

ویسوویس ریلوے کا اسٹیشن (نیپلز)

ویسوویس کوہ آتش فشاں کا معائنہ

ریل سے اُتر کر دو تین فرلانگ پیدل چلنا پڑا، یہاں اوپر سے ہم نے نہایت ہی پرلطف مناظر دیکھے - ایک طرف شہر "نیپلز" اور سمندر تھا، تو دوسری طرف شہر "پام پی" اور سینکڑوں میل تک اٹلی کا علاقہ نظر آرہا تھا - غرض ہم تمام مراحل طے کر کے کوہ آتش فشاں کے دہانہ پر پہنچے - یہاں قدرت کا ایک عجیب و غریب تماشا دیکھا، یعنی ایک بہت بڑا مدور غار تھا، جس کے بیچوں بیچ ایک چھوٹا سا ٹیلا بھی موجود تھا، اور اسی ٹیلے کی چوٹی سے آگ دھواں نکل رہا تھا - جس کے ساتھ ساتھ لاوا بھی پگھل پگھل کر اس مدور گڑھے میں گرتا جاتا تھا، اور فوراً ہوا سے سوکھ کر پتھر کی مانند ہو جاتا تھا - اسوقت نہایت سرد ہوا چل رہی تھی، اور نزلے

کوہ آتش فشاں کا دہانہ (کریٹر)

کی وجہ سے مجھے سخت تکلیف بھی تھی - تھوڑی تھوڑی دیر سے زوروں سے دھواں اور آگ کے شعلے نکل رہے تھے - میں گائیڈ کو لے کر "لاوا" دیکھنے کی غرض سے اس گڑھے میں اُترا، اور اپنے ساتھیوں کو وہیں کھڑے رہنے کی تاکید کی - نیچے اُترنے کے بعد اس قدر گرمی تھی کہ "الامان والحفیظ" پگھلتے ہوئے لاوے کو دیکھنے کے لیۓ ہمیں سوکھے ہوئے لاوے پر سے چل کر جانا پڑا - یہ سوکھا ہوا لاوا بھی اس قدر گرم تھا کہ موٹے موٹے تلے کے جوتے پہننے کے باوجود ہمارے پیر جل رہے تھے - گائیڈ نے مجھ سے کہا کہ، "آپ میرے پیچھے پیچھے چلیۓ، کیونکہ سوکھے، اور پگھلے ہوئے لاوے میں بہت مشکل سے تمیز ہو سکتی ہے، اگر آپ غلطی سے پگھلے ہوئے لاوے پر پیر رکھ دیں گے، تو فوراً جل کر خاک سیاہ ہو جائے گا" وہ خود بڑی احتیاط کیساتھ لکڑی سے لاوے کو دباتے، اور میری رہنمائی کرتے ہوئے، مجھسے آگے آگے چل رہا تھا، یہاں تک کہ ہم اس کے دہانے کے قریب پہنچے، اور پگھلے ہوئے لاوے میں ہم نے لکڑی ڈبا کر اس کو بغور دیکھا، جو بالکل ایک پگھلے ہوئے رقیق فولاد کی مانند نظر آرہا تھا - گائیڈ نے مجھ سے کہا کہ اب اور آگے نہ بڑھیۓ - گرمی شدت کی تھی، اور سخت وحشت ہو رہی تھی - اس نے مجھ سے دو چار سینٹس مانگے، اور لکڑی سے لاوے کا کچھ حصہ الگ کر کے اس میں یہ پیسے ڈال دیۓ، اور اس کے ٹھنڈا ہو جانے کے بعد، اس میں سے نکال کر ہمیں واپس دے دیۓ، جو لاوے میں ڈالتے ہی فوراً پگھل گئے تھے -

یہاں سے ہم اُوپر آۓ - چڑھتے وقت اس قدر سانس پھول رہی تھی کہ، جس کی کوئی انتہا نہیں - غرض ہم ان مناظر وغیرہ کا سینما لینے کے بعد ریل میں سوار ہو کر نیچے اُترے - پہلے ہمیں آتے وقت جہاں ریل بدلنی پڑی تھی، وہاں ایک ہوٹل بھی موجود تھی - واپسی میں یہاں پہنچکر ہم نے چاۓ پی اور اس کے بعد دوسری ریل میں سوار ہو کر پھر اُسی اسٹیشن پر آپہنچے - یہاں سے ہوٹل لوٹے - میں نزلے کی وجہ سے کہیں باہر نہ جا سکا، اس لیۓ جلد سو گیا

باب نہم

نیپلش سے حیدر آباد

(۲۶ - سپٹمبر سے ۷ - اکٹوبر تک)

۲۶ - سپٹمبر سہ شنبہ
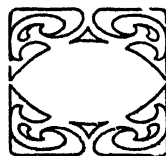
نیپلس سے حیدرآباد کو روانگی

خدا کا شکر ہے کہ آج ہم ایک طول طویل سفر کے بعد بخیر و خوبی عازم ہندوستان ہو رہے ہیں - ہادی نے صبح ہی کک کے یہاں جاکر سفر سے متعلق ضروری انتظامات کی تکمیل کی، اور واپس لوٹے - نو بجے کے قریب "جنیووا" سے وکٹوریہ جہاز آتا ہوا دکھائی دیا، جس کے ذریعے حضرت والاشان ولی عہد بہادر بھی اپنے اسٹاف کے ہمراہ ہندوستان تشریف لے جا رہے ہیں، اور ہم بھی اسی جہاز سے جا رہے ہیں -

جہاز پر پرنس والاشان حضرت نواب اعظم جاہ بہادر کی خدمت میں شرف باریابی

چنانچہ ٹھیک گیارہ بجے کک کے نمائندے کے ہمراہ جاکر ہم سوار ہوے - پہلے نواب مشیر جنگ بہادر سے ملاقات ہوی - ان سے ملنے کے بعد ہم اپنے کیابن کو گئے، اور سامان وغیرہ رکھوا دیا - جب ڈک پر آیا، تو حضرت والاشان ولی عہد بہادر رونق افروز تھے - میں نے آداب عرض کرنے کی عزت حاصل کی - نہایت شفقت و مہربانی سے مزاج وغیرہ کی کیفیت دریافت فرماتے رہے اور فرمایا کہ "کیوں تم اس قدر دبلے معلوم ہوتے ہو؟" تو اس پر میں نے عرض کی کہ مسلسل سفر کی وجہ سے غالباً کچھ دبلا ہو گیا ہوں - امریکہ کے متعلق بہت دیر تک حالات دریافت فرماتے رہے - لنچ کے وقت ہم نے ڈائننگ روم میں کھانا کھایا - اس جہاز پر پھر ہز ہائی نس باریا، اور اُن کی پارٹی سے ملاقات ہوی - یورپ جاتے وقت بھی وہ اسی جہاز میں ہمارے ہم سفر تھے - ان کے سوا، بہت سارے لوگ اور بھی نظر آئے، جو پہلی مرتبہ جاتے وقت ہمارے ساتھ اسی جہاز پر سفر کر چکے تھے - ٹھیک چار بجے جہاز نے روانگی کی سیٹی دی، اور یہاں سے ہم دور افتادگان وطن کو لئے ہوے روانہ ہوا - یاد وطن کی خلش سے تقریباً نجات ملی، لیکن منزل مقصود پر جلد سے جلد پہنچنے کے لئے اب بھی سخت

بیتابی باقی ہے۔

چار بجے، مسٹر بینی، نواب مشیر جنگ بہادر اور ہادی کے ساتھ مل کر چاء پی۔ اس اثناء میں حضرت ولی عہد بہادر نے مجھے یاد فرمایا، اور معلوم ہوا کہ والا شان بہادر اسپورٹ ڈک پر تشریف فرما ہیں۔ میں فوراً یہاں پہنچا۔ ارشاد ہوا کہ "کلے پیجن" پر بندوق چلاؤ، میں نے حکم کی تکمیل کی اور بارہ آواز چلائے، جس میں گیارہ ٹھیک نشانہ پر لگے۔ بہت خوش ہوئے، اور فرمایا کہ "میں نشان اندازی کے لئے ایک انعام رکھنے والا ہوں، اور تم ہی کو اسے جیتنا پڑیگا" میں نے عرض کی کہ جہاز پر اور بھی اچھے نشان لگانے والے ہیں، مثلاً ہز ہائی نس باریا، دو تین انگریز، اور ایک

مصنف وکٹوریہ جہاز پر
کلے پیجن کی مشق میں مصروف ہے

ترکی شہزادے صاحب موجود ہیں، لیکن اس کے باوجود یہ فدوی انتہائی کوشش کرے گا کہ سرکار کا دیا ہوا انعام کہیں دوسرے کو نہ ملنے پائے۔ اس پر پھر ارشاد فرمایا، "مجھے امید ہے کہ تم ہی جیتو گے" آٹھ بجے ڈنر ہوا، ڈنر کے بعد سینما شروع ہوتے وقت مجھے یاد فرمایا۔ ایک اطالوی فلم دکھلایا جارہا تھا سینما کے بعد ڈانس شروع ہوا۔ کچھ دیر ملاحظہ فرمانے کے بعد جب آرام فرمانے کے لئے تشریف لے جارہے تھے، تو اس وقت میں نے آداب عرض کرنے کی سعادت حاصل کی، اور کیابن پہنچ کر، بارہ بجے سو گیا۔ آج دریا کو بالکل سکون ہے۔

۲۷۔ سپٹمبر چہارشنبہ

صبح تیار ہو کر ڈک پر جا کر ٹہلتا رہا۔ ہادی کے آنے کے بعد، ہم دونوں مل کر بہت دیر

تک پنگ پانگ کھیلتے رہے - اس اثناء میں والاشان بہادر کے ایڈی سی مرزا حامد بیگ صاحب نے آ کر مجھ سے کہا کہ "نو بجے میں حضرت ولی عہد بہادر تشریف فرما ہیں، اور آپ کو یاد فرما رہے ہیں" میں فوراً خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا - ڈیڑھ بجے تک مختلف مقامات کے حالات دریافت فرماتے رہے - ½ ۱ بجے لنچ ہوا، اس کے بعد اپنے کیابن میں پہنچ کر تھوڑی دیر آرام لیا۔

چار بجے چاء کے بعد اسپورٹ ڈک پر جاکر نشانہ اندازی کی - اس وقت حضرت والاشان ولی عہد بہادر اوپر تشریف لائے، اور دیر تک مجھے مشق کرتے ہوئے ملاحظہ فرماتے رہے - چھ بجے نیچے آ کر تھوڑی دیر ٹہلنے کے بعد نہا کر کپڑے بدلا، اس اثناء میں محسوس ہونے لگا کہ جہاز کو جنبش ہو رہی ہے، جس کی وجہ سے خود مجھے بھی چکر معلوم ہونے لگا کپڑے پہن کر ڈائننگ روم میں جا پہنچا، کچھ سوپ پی ہی رہا تھا کہ، یکایک طبیعت متلی سے بہت بدمزہ ہو گئی فوراً اٹھ کر کیابن آیا اور کپڑے اُتار کر پھینکے - لیٹنا ہی تھا کہ دو تین قئیں ہوئیں - اس اثناء میں میری بیوی بھی چکر اور متلی کی وجہ سے ڈائننگ روم سے اٹھ کر کیابن کو چلی آئیں - آج میں نے یہ محسوس کیا کہ، اور موقعوں کی بہ نسبت میری طبیعت زیادہ بگڑی ہوئی ہے جس کی وجہ یہ تھی کہ کچھ قبض بھی تھا - اس لئے جہاز میں سفر کرنے والوں کو چاہیئے کہ سفر کرنے سے ایک دن آگے مسہل وغیرہ ضرور لے لیا کریں قے کے بعد طبیعت سنبھلنے پر آنکھ لگ گئی۔

۲۸ - سپٹمبر پنجشنبہ

صبح سات بجے جب اُٹھا، تو طبیعت پر بے حد پستی چھائی ہوئی تھی - ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد کیابن ہی میں لیٹا رہا - جہاز کی حرکت اب ذرا کم ہو چلی تھی - لنچ بھی کیابن ہی میں ہوا تین بجے ہیر کٹنگ سیلون میں جا کر بال کٹوائے - اور پھر منہ ہاتھ دھو کر کپڑے

بدلنے کے بعد، ڈک پر جا پہنچا، اور لونج میں پہنچ کر جا ء پی - حضرت والاشان ولی عہد بہادر نے مزاج کی کیفیت دریافت فرمائی، جس پر میں نے شکریہ ادا کرتے ہوے عرض کی کہ، فدوی اچھا ہے - فرمایا کہ "آج دسہرہ کے سلسلہ میں مہاراجہ موروی (جو ہمارے ہمسفر ہیں) کی صدارت سے سکنڈ کلاس میں ایک جلسہ منعقد ہوا ہے، اگر تمہارا مزاج صاف ہو تو میرے ہمراہ چلو" میں نے عرض کی کہ بسرو چشم حاضر ہوں - چنانچہ ہم سب معیت اشرف میں وہاں پہنچے - مہارانی باریا، مہاراجہ و مہارانی موروی، اور ان کے لڑکے، بہو وغیرہ سب موجود تھے - مہاراجہ موروی ہز ہائی نس باریا کے بہنوی ہیں، اور اسی جہاز سے ہندوستان جا رہے ہیں - اس جلسہ کی بانی عطیہ بیگم فیضی ہیں، جو ایک مشہور خاتون ہیں - یہ اس قسم کی چیزوں میں بہت دلچسپی لیتی رہتی ہیں - دسہرہ کی اہمیت پر مختلف لوگوں نے تقریریں کیں، آخر پر بیگم موصوف نے انگریزی میں تقریر کی - یہ ایک نہایت اچھی اور قابل مقررہ ہیں - جلسہ برخاست ہونے کے بعد ہم سب واپس ہوے (۷) بجے تک حضرت والاشان ولی عہد بہادر کے ہمراہ ٹہلتا رہا (۸) بجے ڈنر کے بعد، ڈانس ہوا ٹھیک بارہ بجے ہمارا جہاز "پورٹ سعید" پہنچا - ہم سب جہاز سے اترے، اور دو کانوں کا چکر لگاتے ہوے، کچھ سامان وغیرہ خرید کر، جہاز پر سوار ہو گئے۔

۲۹ - سپٹمبر جمعہ

آج صبح جب ڈک پر پہنچا، تو جہاز پر بہت کم لوگ نظر آرہے تھے، جس کی وجہ یہ تھی کہ مسافروں کا ایک بڑا حصہ "قاہرہ" دیکھنے کی غرض سے "پورٹ سعید" پر اتر چکا تھا، اس وقت ہمارا جہاز "نہر سویز" میں سے آہستہ آہستہ گزر رہا تھا، دونوں جانب دور دور تک ریگستان ہی ریگستان نظر آرہے تھے - ایک بجے ہم نے لنچ کھایا - جہاز جب "سوئیز" پہنچا تو یہاں چھوٹے "اسٹیم لانچ" میں وہ مسافر آکر سوار ہوئے جو "قاہرہ" دیکھنے کی غرض سے کل رات گئے تھے - ان لوگوں کو لے کر جہاز روانہ ہوا، اور نہر سے نکل کر "بحر احمر"

میں داخل ہوا - چھ بجے تک میں نے نشانہ اندازی کی - حضرت والاشان ولی عہد بہادر بھی
اس میں حصہ لے رہے تھے ، اور نہایت عمدہ نشان لگا رہے تھے - آٹھ بجے جب ڈنر کے بعد
سینما شروع ہوا ، تو یاد فرما کر میری عزت افزائی فرمائی - ریڈیو کمپنی کا ایک فلم دیکھا ، جسکا
نام "دی برڈ آف پیراڈائز" (The bird of Paradise) تھا - فلم اچھا تھا ، اس میں جزیرۂ
"ہونولولو" کے باشندوں کے توہمات دکھلائے گئے تھے - اس کھیل میں "ڈولرز ڈل ریو"
(Dolores del Rio) نے کام کیا ہے - سینما کے بعد گیارہ بجے تک ڈانس ہوتا رہا -
اس کے بعد ہم نے حضرت والاشان کی خدمت میں قدم بوسی عرض کرکے اپنے کیابن
جانے کی اجازت چاہی ۔

۳۰ - سپٹمبر شنبہ

صبح گیارہ سے تقریباً ایک بجے تک ہادی کے ساتھ پنگ پانگ کھیلتا رہا ، اور ٹھیک سوا
پر ، ہم سب نے ڈائننگ روم میں جاکر لنچ کھایا - کھانے کے بعد تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک
حضرت والاشان ولی عہد بہادر کی خدمت میں حاضر رہا - تین بجے آرام فرمانے کے لئے کیابن
تشریف لے گئے - چار بجے میں نے چاء پی - آج ہمیں معلوم ہوا کہ ۳ - اکٹوبر کو نشان اندازی کا
مقابلہ مقرر ہوا ہے - لیکن سخت متعجب ہوں کہ آخر کیوں دو روز سے میں نہایت خراب نشانہ لگا
رہا ہوں ؟ اب یہ حالت ہے کہ بارہ آوازیں سے چھ یا سات نشان کارگر ہوتے ہیں - ترکی شہزادے
صاحب اور دو تین انگریز جو اس مقابلہ میں شریک ہیں ، وہ نہایت ہی عمدہ نشان لگا رہے ہیں ۔

چاء کے بعد میں نے اوپر جاکر پھر نشان اندازی کی مشق کی - اور بارہ آوازیں سے
پانچ مارے - اسی اثناء میں حضرت والاشان ولی عہد بہادر بھی تشریف لائے ، اور مجھے
بندوق چلاتے ہوئے ملاحظہ فرمایا - اور فرمایا کہ "آج تمہیں ہوا کیا ہے" میں نے عرض کی کہ
غالباً سرکار کے تاکیدی الفاظ کا اثر ہے کہ دن بدن فدوی اس کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے

بدتر ہوتا جا رہا ہے۔ اس پر فرمایا کہ "اگر خدانخواستہ تم ہار بھی دیں تو کوئی مضائقہ کی بات نہیں، لیکن مجھے یہ دیکھ کر زیادہ خوشی ہوتی کہ صرف تم ہی میرا انعام جیتتے" تو اس پر مین نے عرض کی کہ اب مقابلہ کے دن تک بندوق کو ہاتھ نہ لگاؤں گا، اور ایک دم مقابلہ میں شریک ہو جاؤں گا اور انشاء اللہ سرکار کے اقبال سے جیت ہی جاؤں گا۔ فرمایا کہ "اچھی بات ہے" اس کے بعد تھوڑی دیر تک خود نشان اندازی فرماتے رہے، اور آج بھی پرسوں کی مثل نہایت اچھے نشان لگائے (۶½) بجے نیچے اُترے (۸) بجے ڈنر ہوا۔ اس کے بعد والاشان بہادر کے ہمراہ ایک خاموش فلم دیکھا، جس کا نام "دی بگ منی" (The Big Money) تھا۔ اس کے بعد ڈانس ہوا۔ تھوڑی دیر ڈانس دیکھنے کے بعد ہمیں جانے کی اجازت مل گئی، اور ہم قدم بوس ہو کر رخصت ہو گئے۔

یکم۔ اکٹوبر یکشنبہ

تیار ہو کر تھوڑی دیر تک ڈک پر ٹہلتا رہا۔ اس وقت ہمارا جہاز "بحر احمر" کو عبور کر رہا تھا۔ آج لنچ کے بعد سکنڈ کلاس میں لکچر تھا، ہم نے بھی جا کر اُس کو سنا۔ مقرر صاحب دوران تقریر میں یہ بیان کر رہے تھے کہ "یہ سمندر (بحر احمر) جسمیں سے اس وقت ہمارا جہاز گزر رہا ہے، وہی مشہور تاریخی سمندر ہے، جسمیں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر گذرے تھے" کوئی آدھے گھنٹہ تک وہیں بیٹھے یہ لکچر سنتے رہے، لیکن گرمی شدت کی ہونے کی وجہ سے تقریر ختم ہونے سے پہلے واپس چلے آئے۔

ساڑھے چار بجے چائے پی۔ اسپورٹ ڈک پر جا کر لوگوں کو بندوق چلاتے ہوئے دیکھتے رہے۔ سب کے سب اُس نشان اندازی کے مقابلہ کے لئے مشق کر رہے تھے۔ بہت سارے دوستوں نے مجھے بھی بندوق چلانے پر مجبور کیا، لیکن میں نے ان سب سے معذرت چاہی۔ آج کھانے کے بعد ایک فلم دیکھا، جسکا نام "سولز ان بانڈیج" (Souls in Bondage)

تھا۔ جسمیں "میری آسٹر" (Mary Astor) "جیک ہلٹ" (Jack Holt) نے کام کیا ہے۔ سنیما کے بعد ڈانس دیکھ کر سو گئے۔

۲۔ اکٹوبر دوشنبہ

جہاز آج ساڑھے بارہ بجے "عدن" پہنچا۔ لنچ کے بعد بہت سارے لوگ اُتر کر ایک چھوٹے سے جہاز میں "عدن" دیکھنے کی غرض سے گئے۔ اور حضرت والاشان ولی عہد بہادر بھی تشریف لے گئے۔ میں، نواب مشیر جنگ، اور اُن کے فرزند سونگ باتھ کے پاس جا کر ٹہلتے رہے۔ اس اثناء میں ولی عہد بہادر واپس تشریف لائے، اور فرمایا "بہت اچھا ہوا کہ آپ لوگ نہیں اُترے، کیوں کہ شدت کی گرمی تھی، اور کوئی ایسی قابل دید چیز بھی نہ تھی"۔ ساڑھے چار بجے چائے پی اور چھ بجے تک اسپورٹ ڈک پر جا کر لوگوں کے کھیلوں اور تماشوں کی مصروفیت دیکھتے رہے۔ ہمارا جہاز ساڑھے تین بجے عدن سے نکل کر "بحیرۂ عرب" میں داخل ہو چکا تھا، اور اب ہم اس کو عبور کر رہے تھے۔ آج ہم نے کھانے کے بعد ایک فلم دیکھا، جسکا نام "پرائیوٹ سکریٹری" تھا۔ سنیما کے بعد ڈانس ہوا۔

۳۔ اکٹوبر سہ شنبہ

تیار ہو کر پرامناڈ ڈک پر آیا۔ گرمی کم تھی۔ آج لنچ کے بعد میرا پنگ پانگ ٹورنمنٹ کا پہلا راؤنڈ ہوا۔ اور مسٹر ولیم نامی ایک صاحب سے جیتا۔ میں نے ڈک ٹینس کے لئے دو انعام رکھے ہیں۔ ہز ہائی نس باریا نے بھی دوسرے گیمس کے لئے کچھ انعامات مقرر کئے ہیں۔ پہلا راؤنڈ جیتتے ہی مجھے ایک فرانسیسی کے خلاف، دوسرا راؤنڈ کھیلنا پڑا۔ میں اُس سے بھی جیت گیا۔ اب تیسرے راؤنڈ میں میرا مقابلہ ہادی سے ہوگا، چوں کہ وہ مجھ سے بہت بہتر کھیلتے ہیں، اور ہمیشہ مجھ سے جیتتے چلے آئے ہیں، اس لئے میں نے اپنا نام اسکراچ (Scratch) کرا دیا۔

حضرت ولی عہد بہادر کے مقرر فرمودہ نشان اندازی کے مقابلہ میں شرکت

چار بجے ہم نے چاء پی - آج ہمارا چاء کے بعد نشان اندازی کا مقابلہ مقرر تھا، اور مفروضہ پائینٹس پچیس قرار دئے گئے تھے - چنانچہ ہم پانچ بجے اسپورٹ ڈک پر پہنچے، اوریکے بعد دیگرے سبھوں نے نشان اندازی کی- میں نے آج بحمداللہ (۲۵) میں سے تیئیس پائنٹس لئے- ایک انگریز نے میرے بعد نشان اندازی کی- میں غلطی سے یہ سمجھتا رہا کہ اس نے پچیس میں سے چوبیس نشان مارے ہیں - لیکن بعد میں جب سب کے نمبر لکھے گئے تو معلوم ہوا کہ اس نے چوبیس نہیں. بلکہ اکیس نشان مارے ہیں - خدا کا شکر ہے کہ حضرت والاشان ولی عہد بہادر کا انعام میرے ہاتھ سے جانے نہ پایا- جس سے مجھے انتہائی خوشی ہوی- حضرت والاشان ولی عہد بہادر نے جو اس وقت رونق افروز تھے، آکر فرمایا کہ "میں تمہاری اس کامیابی پر بہت خوش ہوا- اور مجھے یقین تھا کہ سوائے تمہارے اور کوئی نہ جیتتا-" چنانچہ ہم سب نیچے اُترے اور تیار ہو کر ڈنر سے فارغ ہوے- کھانے کے بعد ہم نے ایک فلم دیکھا، جس کا نام "اسکوئیر شولڈر" (Square Shoulders) تھا- آج سکنڈ کلاس میں فینسی ڈریس ڈانس تھا- اس لئے ہم سب سینما کے بعد وہاں جاکر تھوڑی دیر تک یہ تماشا دیکھتے رہے اور بارہ بجے واپس ہو کر سو گئے-

۴- اکٹوبر چہارشنبہ

صبح تیار ہو کر، حضرت والاشان بہادر کی خدمت گرامی میں حاضر ہوا- لنچ کے وقت تک شرف حضوری حاصل رہا - ایک بجے لنچ ہوا - آج پنگ پانگ کا فائینل ہوا، جس میں ہادی نے ایک پارسی کو جیتا - چار بجے چاء کے بعد اسپورٹ ڈک پر جاکر میں نے نشان اندازی کی، اور آج کافی اچھا نشان لگاسکا- ڈنر کے بعد فینسی ڈریس ڈانس ہوا، جس میں

بہت شور و غل ہوتا رہا۔ ڈانس کے دوران میں "مہارانی موروی" نے گیمس کے مقابلوں کے انعامات تقسیم کئے، چنانچہ مجھے بھی ایک سونے کا پنسل (جو حضرت والاشان ولی عہد بہادر کا عطیہ ہے) ملا۔ جس پر حضرت کا کرسٹ موجود ہے۔

۵۔ اکٹوبر پنجشنبہ

لنچ کے وقت تک لوگوں سے ملتا، اور ٹہلتا رہا۔ کھانے کے بعد تھوڑی دیر کیابن میں آرام لیا۔ تین بجے حضرت والد ماجد صاحب قبلہ کے پاس سے ایک لاسلکی پیام وصول ہوا کہ وہ بمبئی تشریف لاچکے ہیں، اور تاج محل ہوٹل میں مقیم ہیں۔ میں نے بھی اس کا جواب روانہ کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم اپنے لوگوں سے بخیر و عافیت جا مل رہے ہیں۔

چار بجے عطیہ بیگم صاحبہ اور ترکی شہزادے صاحب کے ساتھ چاء پی۔ شام میں ڈنر کے بعد ڈانس ہوا۔ آج حضرت والاشان ولی عہد بہادر نے جہاز کے اکثر لوگوں کو "سپر" کی دعوت دی تھی۔ چنانچہ مجھے بھی مدعو فرما کر افتخار بخشا تھا۔ ایک بجے تک وہیں حاضر رہا، اور اس کے بعد اجازت حاصل کرکے کیابن آکر سو گیا۔ کل صبح انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا جہاز بمبئی پہنچے گا۔ اور پانچ مہینے کے بعد ہم اپنے لوگوں سے جا ملیں گے۔

۶۔ اکٹوبر جمعہ

صبح چھ بجے جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ جہاز دھیما چل رہا ہے۔ ناشتہ کے بعد (۷) بجے تیار ہو کر پرامناڈ ڈک پر آیا، اس وقت یہاں کوئی موجود نہ تھا، صرف چند خلاصی ڈک صاف کرتے ہوے نظر آئے۔ سب رات کو جاگنے کی وجہ سے دیر تک سوتے رہے۔ میں نے ایک خلاصی سے جہاز کے آہستہ چلنے کی وجہ پوچھی، تو اس نے کہا کہ "ہمارا جہاز چھ بجے ہی بمبئی پہنچنے والا

تھا، لیکن کل "بندرگاہ بمبئی" سے یہ اطلاع وصول ہوئی کہ آٹھ کے بعد وہاں پہنچے۔ کیونکہ اسوقت بیلارڈ پیر (Ballard Pier) پر پی اینڈ او کمپنی کا ایک جہاز موجود ہوگا، جو آٹھ بجے آسٹریلیا کے لئے روانہ ہونے والا ہے۔ چنانچہ کپتان نے رات کے تین بجے ہی سے جہاز کی رفتار دھیمی کرلی ہے۔ میں اپنے ساتھ ڈک پر دوربین لے آیا تھا، جب اس سے بمبئی کے رخ پر دیکھا، تو دور سے کچھ پہاڑیاں نظر آئیں، جو غالباً مغربی گھاٹ کی معلوم ہو رہی تھیں۔ ہم سب جلد سامان باندھ کر تیار ہوگئے۔ یہ پہاڑیاں رفتہ رفتہ نزدیک آنے لگیں، یہاں تک کہ آٹھ بجے ہمارا جہاز "باب الہند" (Gate way of India) کے قریب پہنچکر کھڑا ہوگیا۔ اس کے کچھ دیر بعد ہی ہم نے پی اینڈ او کے جہاز کو یہاں سے نکلتے ہوے دیکھا، جو اسٹریلیا کی جانب روانہ ہوگیا۔ اس وقت ہمیں "تاج محل" اور "گرینز ہوٹل" وغیرہ سب صاف نظر آرہے تھے۔

(۸½) بجے ہمارا جہاز "بیلارڈ پیر" پر جاکر کنارے سے لگ گیا۔ ابھی پلاٹ فارم پر دوست اقربا کو آنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ صرف حضرت والاشان ولی عہد بہادر کے اسٹاف کے لوگ موجود تھے۔ چنانچہ میں نے کیاپٹن سبحان علی خان صاحب سے (جو پلاٹ فارم پر کھڑے ہوے تھے) اپنے لوگوں کے متعلق دریافت کیا، تو انہوں نے کہا کہ "اندر آنے کی ابھی ممانعت ہے، اسلئے سب باہر کھڑے ہوے ہیں انہوں نے یہ بھی کہا کہ "علی رضا صاحب کی زبانی مجھے یہ معلوم ہوا کہ کل سے آپ کے والد ماجد صاحب قبلہ کا مزاج کچھ نادرست ہے، اور خفیف سی حرارت آگئی ہے" یہ سن کر مجھے بڑی تشویش ہوئی۔ اس اثناء میں خود حضرت والد ماجد صاحب قبلہ کے اسٹاف کے لوگ پھولوں کے ہار لئے ہوے آپہنچے۔ میرے چھوٹے بھائی اور میرے تینوں لڑکے بھی اپنی نرس کے ساتھ آپہنچے۔ اس وقت ہمیں جو مسرت محسوس ہورہی تھی اس کا بیان کرنا امکان سے باہر ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ میرے بڑے اور منجھلے لڑکے نے
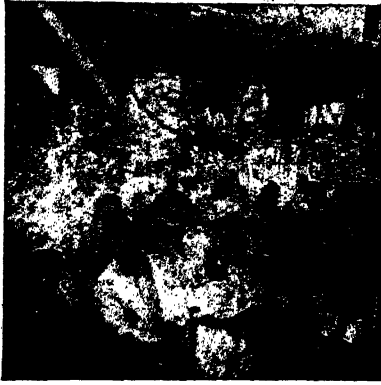
بیالارڈ پیر بمبئی پر، مصنف کے فرزند وغیرہ

دور سے مجھے دیکھتے ہی پپا! پپا!! کہہ کر پکارنا شروع کر دیا، تو انہیں فوراً اوپر جہاز پر بلوا لیا، لیکن چھوٹے لڑکے نے مجھے بالکل پہچانا ہی نہیں- میں نے جب انا کی گود سے اس کو لینا چاہا تو رونا شروع کر دیا- بڑے لڑکے نے جسکی عمر اب تین سال کی ہے، وہ آکر مجھسے اسطرح لپٹ گیا کہ ایک سکنڈ کیلئے بھی پھر مجھے نہ چھوڑا- اسے یہ خیال تھا کہ ہم کہیں اسکو پھر چھوڑکر چلے نہ جائیں - چنانچہ میں ان تینوں کو لے کر اپنی بیوی کے یہاں کیابن میں پہنچا، حقیقی مسرت کا اندازہ ہمس یہاں اسس وقت پورے پورے طور پر ہوا، جب کہ "وہ" بہت دیر تک بچوں سے مل کر روتی رہیں علی رضا صاحب نے مجھسے کہا کہ "حضرت والد ماجد صاحب قبلہ کو خفیف سی حرارت آگئی ہے اس لئے تشریف نہ لاسکے -حکیم محمود علی صاحب کو حیدرآباد سے بلوا یا گیا ہے، توقع ہے کہ آج دس بجے کی گاڑی سے وہ یہاں آپہنچیں گے" جب ہم سب جہاز سے اُترے، تو اخبار والوں نے ہماری تصویریں لیں - میں نے حضرت والا شان ولی عہد بہادر کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہونے کے بعد رخصت چاہی -اجازت مرحمت ہوتے ہی موٹر میں سوار ہو کر "تاج محل ہوٹل" جا پہنچے، اور حضرت والد ماجد صاحب قبلہ کے قدم بوس ہونے کی سعادت حاصل کی -اسوقت میری مسرتوں اور دلی کیفیتوں کی کوئی انتہا نہ تھی- حضرت والد صاحب قبلہ نے دریافت فرمایا کہ "تم اسس قدر دبلے کیوں ہو گئے ہو" تو اس پر میں نے عرض کیا کہ مسلسل سفر کی وجہ سے تقریباً دو اسٹون وزن کم ہو گیا ہے، شاید اسی لئے دبلا معلوم ہو رہا ہوں- حضرت نے فرمایا، چونکہ میری طبیعت خراب ہے، اس لئے آج رات ہی کو حیدرآباد چلنا قرار پایا ہے - اسس

اثناء میں حکیم محمود علی صاحب بھی حیدرآباد سے آپہنچے - ہم سب نے حضرت والد ماجد صاحب قبلہ کے ساتھ کھانا کھایا - اب صرف حضرت دادی صاحبہ سے ملنے کی آرزو باقی رہ گئی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی کل پوری ہوجائے گی - کھانے کے بعد ایک دوکان کو جاکر ہم نے بچوں کیلئے کچھ کھلونے خریدے، اور حضرت پیر ابراہیم صاحب قبلہ سے مل کر وکٹوریہ اسٹیشن جاکر سیلون میں سوار ہوگئے - ڈنر ریل ہی میں کھایا - ٹھیک ساڑھے دس بجے یہاں سے گاڑی روانہ ہوئی -

۷ - اکٹوبر شنبہ

الحمدللہ کہ آج صبح سے حضرت والد ماجد صاحب قبلہ کا مزاج خیریت سے ہے - گیارہ بجے "واڑی" پہنچے، یہاں علاقہ ہذا کے تحصیلدار اور بہت سارے لوگ موجود تھے، جنہوں نے پھول پہنائے اور نذریں دیں - "ناوندگی" اسٹیشن پر تعلقدار صاحب اور مہتمم صاحب پولیس گارڈ آف آنر لئے ہوئے کھڑے تھے، یہاں بھی پھول پہنائے گئے، اور نذریں دی گئیں - ٹھیک چار بجے ہماری ریل "نام پلی" اسٹیشن پہنچی - یہاں جملہ عہدہ داران پائیگاہ، دوست اقربا وغیرہ کا ایک کثیر مجمع موجود تھا - ولی عہد صاحب خیر، پور بھی اسٹیشن آئے تھے - ہم سب یہاں سے موٹر میں سوار ہوکر "سرورنگر" جاپہنچے، اور حضرت دادی صاحبہ قبلہ کے قدم بوس ہوئے - مسرت کے باعث ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، اور فرمانے لگیں "پروردگار! تیرا کس قدر انتہائی احسان ہے کہ تونے ان دونوں کو اُس قدر طول طویل سفر کے بعد، مجھے دوبارہ صحیح وسلامت دیکھنا نصیب کیا -" اور فرمائیں کہ صابر! اب اور اُس وقت تم کو ہماری محبت کا اندازہ ہوا ہوگا، جب کہ تمہیں اپنے بچوں کی بے کل اور بے چین کرنے والی یاد ہر گھڑی اِس طول طویل سفر میں ستاتی رہی ہوگی - اور کس قدر کلیجہ پر پتھر رکھ کر اِن کو چھوڑ کر جانا پڑا ہوگا - جس بے چینی سے تمہیں تمہارے بچوں کی یاد تھی اُس سے کہیں زیادہ بے چینی

کے ساتھ ہم تمہیں یاد کرتے تھے' کیوں کہ تمہیں کم از کم اس بات کا بھروسہ تو تھا کہ تمہارے بچے اپنے بزرگوں کے یہاں بخیر و عافیت ہیں' لیکن ہم تمہیں صرف خدا کے بھروسہ پر اپنے سے ہزاروں میل دور بھیج چکے تھے' اور خالی یہاں بیٹھے پل پل کی دعائیں مانگتے رہتے تھے" غرض بہت دیر تک سفر کے واقعات دریافت فرماتی رہیں۔

آخر پر ہمیں یہ اچھی طرح سمجھ لینا' اور پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ ہم نے جو جو چیزیں اس سفر میں دیکھی ہیں اور جو جو تجربے حاصل کئے ہیں' اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں' اور اسے عملی جامہ پہنا کر دکھلائیں۔

والی اللہ التوفیق